بعون خلاق زمین و زمان افضل رزاق انس و جان

نظم دلربا کلام نشاط افزا مطبوع انام مرغوب خاص و عام موسوم بہ

قصہ حاتم طائی منظوم

تصنیف لطیف شاعر نازک خیال ناظم باکمال جناب منشی [illegible] صاحب مرحوم

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بہزار خوبی چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کرون پہلے حمدِ خدای جہان | ہوا جس سے قایم یہ کون و مکان
وہی ہی نوازندہ جسم و جان | وہی ہی فرازندۂ آسمان
وہی ہی خداوندِ جان آفرین | ہی قبضہ مین جسکے زمان و زمین
جسے چاہے بخشے وہ شاہنشہی | جسے چاہے دے وہ کلاہ مہی
جسے چاہے دے برترین پایگاہ | جسے چاہے کر دے وہ دم مین تباہ
کرے ناتوانون کو وہ پیل زور | توانا کو کر دے وہ مانند مور
کسی کا نہین بھید اُس سے نہان | وہ ہی ساری مخلوق کا رازدان
عجب شوکت اُسکی عجب شان ہی | وہی دو جہان کا نگہبان ہی
کرے قہر کی اپنی جس پر نگاہ | وہ زیرِ فلک ہو خراب و تباہ
تو کر دے اُسے خاک دم مین جلا | روانہ ہو سوی عدم بر ملا
تو زیرِ فلک پشہ ناتوان | نکالے وہین اُسکی تن سے جان
نہ پائے کبھی ہر مین وہ امان | پھرے اُس سے بیشک زمین و زمان

وہ ہی آفرینندۂ جانِ خلق | وہ ہی مالکِ دین و ایمانِ خلق
وہی ہی تجلی دہِ مہر و ماہ | وہی ہی ترقی دہِ مہر و ماہ
وہ چاہے تو ہر ذرہ ہو آفتاب | وہ چاہے تو گوہر فشان ہو سحاب
جسے چاہے گیتی مین اعلیٰ کرے | جسے چاہے دنیا مین ادنیٰ کرے
جسے چاہے وہ قوت و زور دے | جسے چاہے ناچیز دم مین کرے
اگر وہ نہ انسان کو توفیق دے | تو پھر جائے کوئی کیا کر سکے
پرستش مین اُسکی ہین شاہ و گدا | وہی ایک ہی اور نہین دوسرا
اگر وہ کرے مہربانی ذرا | تو ذرہ کرے کام خورشید کا
اگر برق اُسکے غضب کی کہین | گرے جسکے سر پر وہی زمین
وہ قادر ہی جو اُسکی تقدیر سے | پھرے خلق مین مثلِ نمرود کے
کسی پر کرے قہر سے گر نگاہ | تو آنکھون مین ہو اُسکے عالم سیاہ
پھرے حلم سے اُسکے کوئی اگر | اطاعت پہ اسکی نہ باندھے کمر

تو پھر جائے اس سے زمان و زمیں ٹھکانا لگے پھر نہ اسکا کہیں
جن و دیو انسان و حور و پری کیا کرتے ہیں اُسکی فرمان بری
نہ جب تک مددگار ہووے خدا بنے کام ہرگز نہ کچھ بھی بندا
کرا ہی رغبت اب اُس سے تو التجا جو ہے ساری خلقت کا حاجت روا
کرے جس پہ وہ اپنا لطف و کرم رہے وہ خوشی سے سدا امبہم
پرندے درندے ہیں جو جانور وہ ہیں اُسکی طاعت میں شام و سحر
جہاں میں ہیں جتنے امیر و فقیر وہ سب کا معاون ہے رب قدیر
کریگا دعا کو وہ تیری قبول جہاں میں ترا ہو کا مطلب حصول


تصویر مصنف

مناجات بدرگاہ باری تعالےٰ

میں بندہ گنہگار ہوں اے کریم کرم مجھ پہ کر یا غفور الرحیم
زمیں پر بہت خستہ و زار ہوں ستم دیدۂ چرخ دوار ہوں
مرے حال پر رحم کر یا خدا مجھے قید درد و الم سے چھڑا
الٰہی جو مجھ سے ہوئی ہو خطا کر اپنی عنایت سے عفو و عطا
نہیں کوئی تیرے سوا دادرس تو ہی ہے غریبوں کا فریادرس
تر و تازہ کر گلشن آرزو برنگ گل اب کر مجھے سرخرو
گناہوں کو میرے تو بخش اے خدا اٹھا سرخرو مجھکو روز جزا
دکھاتا ہے گردش مجھے روزگار بچا مجھکو یا پاک پروردگار
میں دست زمانہ سے ہوں پائمال مرے دل سے خار مصیبت نکال
زمانے نے مجھکو ستایا ہے آہ میں ہوں تیری درگاہ میں دادخواہ
الٰہی مری کر دعا مستجاب کہ میں اپنے مطلب کو پہونچوں شتاب
بہار گل کامرانی دکھا پلا مجھکو جام مئے مدعا

تو بر لا مرے دل کے مقصد تمام
زمانے مین کر تو مجھے شادکام

کھا اپنی ہی درگاہ کا تو گدا
کسی کا نہ در مجھکو ہرگز دکھا

یہی ہے تمنا کہ جب تک جیون
تری ہی شراب محبت ہون

کسی سے زمانے مین تیرے سوا
کرون جا کے ہرگز نہ مین التجا

تہ آسمان مجھکو تو شاد رکھ
ہمیشہ مرا خانہ آباد رکھ

جہان مین نہ مجھکو پریشان کر
نہ فکر معیشت سے حیران کر

مجھے دستگاہ سخن یا خدا
کر اپنے وفور کرم سے عطا

کرون تا مین اس داستان کو بیان
تری حمد سے ہون مین شیرین زبان

مری عقل و دانش کو افزود کر
کرون تا صفت تیری شام و سحر

رہون یاد مین تیری یا ذوالجلال
جہان مین رہے میرا فرخندہ حال

شمنان دل کو مرے زود تر
منور چراغ ہدایت سے کر

رہے میری اولاد یارب مدام
طربناک و خورسند اور شادکام

مرے دوست جتنے کہ ہین خلق مین
کرم سے ترے شاد و خرم رہین

صدف سے دہن کی تو اب یا خدا
مجھے گوہر کامرانی دکھا

یہ ہو میری مقبول یارب دعا
بطفیل محمد شہ انبیا

نعت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کرے خامہ نعت نبی تو بیان
کہ ہو جائے تیری زبان گلفشان

شہ مالک دین خاتم الانبیا
فلک جسکے چوکھٹ پہ آکر جھکا

کیا حق نے سرخیل پیغمبران
وہ کیونکر نہو سرور سروران

منور جہان اسکے ہی دین سے
ہے مخلوق خوش اسکے آئین سے

منور چراغ نبوت ہے وہ
فضا بخش باغ فتوت ہے وہ

نہ کیونکر ہون سب اسکے فرمان پذیر
وہ ہے سارے مخلوق کا دستگیر

ہے دین اسکے آئین سے پایدار
جہان اسکے باعث سے ہے برقرار

شفیع معاصی ہے روز حساب
کرے سرد وہ گرمی آفتاب

وہ ابر سخاوت ہے ذوالصفات
محیط کرامت ہے وہ پاک ذات

حبیب اسکو حق نے کہا لا کلام
جہان مین وہ بیشک ہے والا مقام

اسی کی صفت آیہ پاک ہے
کہ قرآن مین موجود لولاک ہے

خجستہ خصائل ہے وہ پاک دین
بہت اس سے راضی ہے جان آفرین

نہین اسکا ثانی کوئی دوسرا
ہے دونون جہان مین نہین ہمسرا

نبی الورا ہے وہ عالی جناب
رسول خدا ہے وہ عالی جناب

بلندی وہ رایت ہے اختری
سرافراز سرداری ہے تیری

کسی کو نہ یہ مرتبہ زینہار
دیا ہے نہ اب دیگا پروردگار

کیا قصد جب اسنے معراج کا
فلک پر ہوا جا کے رونق فزا

سپہر برین کا بڑھا مرتبا
کیا اسپہ جسدم حبیب خدا

غرض جبکہ پہونچا وہ نزدیک خدا
تو وہ نور رخشان ہوا جلوہ گر

کہ جسکی تجلی سے کون و مکان
منور نظر مین ہوا جاودان

دیا اسکو خالق نے وہ افتخار
کہ آدم کو نسبت نہین زینہار

جہان مین ہین جتنے کہ شاہ و وزیر
مطیع اسکے ہین اور فرمان پذیر

صفت کیا کرون جسکے اصحاب کی
چمک جنمین مہر جہانتاب کی

ابوبکر و عثمان عالی وقار
عمر اور علی شاہ دلدل سوار

کرون کیونکر اوصاف انکے رقم
نہ قدرت زبان مین نہ تاب قلم

مین کرتا ہون اب مختصر یہ کلام
یہ ہے عرض میری شہ ذو الکرام

ہو اس دار فانی مین یاور مرا
مری دل کا بر آئے سب مدعا

گنہگار ہون مین بروز جزا
نہ چھوٹے گا دامان آل عبا

یہ رغبت غلامون مین ہے کمترین
وہی ہین زمانے مین اسکے معین

تصویر واجد علی بادشاہ مع وزیر اعظم کے



مدح حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ غازی

دلا کر رقم مدح شاہ جہان
فرازندۂ رایت سروری
سپہ دار ذیجاہ عالی وقار
سر تاجداران کواکب سپاہ
مدارج لکھون اُسکی ہمت کی کیا
وہ درگاہ ہی اُسکی عالی جناب
جو فرمانبرون سے خطا ہو کہین
دیا اپنے سر کو فلک نے جھکا
تو ہوتی نہ ہرگز یہ جلوہ گری
تو ہوتا نہ یہ اُسکا عز و وقار
اطاعت نہ کرتی اگر مشتری

شہنشاہ ذی جاہ عالی مکان
فروزندۂ اخترِ مہتری
سرِ سرفرازان والا تبار
رعیت نواز و خلائق پناہ
کہ عالم مین ہی وہ محیط سخا
کہ ہوتا ہی ہر اک یہان کامیاب
ز روے عطا عفو کر دے وہین
تو حاصل ہوا اُسکو یہ مرتبا
عیسر اُنھین آسمان پر کبھی
تلمذ ہے اُسکو ہوا افتخار
تو پاتی نہ ہرگز سعادت کبھی

جہاندار واجد علی بادشاہ
خجستہ خصائل شہِ دادگر
شہنشاہ دوران ہی عالی جناب
کرون حلم کا اُسکے گر مین بیان
ہر اک وقت عالم مین وہ نامدار
جو آتا ہی دستِ رہ پہ امیدوار
سپہ دار جتنے ہین شام و سحر
ملک کہ رہے ہین یہ شام و سحر
دبیرِ فلک خود نہ آتا اگر
جو مریخ کرتا نہ یہان چاکری
نہ شاید زحل یہان یہ آکر جھکا

خداوند دولت خداوند جاہ
ہمایون شمائل مبارک سیر
کہ سلطان عالم ہی جسکا خطاب
تو پاسنگ ہوا اُسکا کوہِ گران
گہر ریز رہتا ہی لیل و نہار
وہ محروم پھرتا نہین زینہار
جھکائے ہوئے اپنا رہتے ہین سر
یہ مشعلچی ہوتے جو شمس و قمر
ستائیش کنان عتبۂ شاہ پر
تو ہوتا نہ وہ چرخ پر لشکری
اِسی سے نحوست مین ہی مبتلا

مبیّن سخنور کو ہرگز نہو
اگر ہوئے دشمن بھی ہو عذر خواہ
بھلا ایسی مجھ مین ہے طاقت کہان
ہے جب تک زمین کو سکون و قرار

جہان مین مثال شہ نیک خو
تو احسان کرے اسپہ بادشاہ
کرون مین جو اب وصف شاہ جہان
رہے دایما صاحب اقتدار
شہنشاہ واجد علی نامدار

در فیض سے اسکے لیل و نہار
ہین اوصاف حضرت کے لا انتہا
دعا مین کرتا ہون ختم کلام
رہے اسکی شمشیر گیتی ستان
رہے محفل آراسے لیل و نہار

فقط دوست ہرگز نہین مین گدا
نہین مجھ سے ہوتے ہین ہرگز ادا
کہ یارب یہ شاہ جہان نیک نام
ہمیشہ قلم ہون سر دشمنان

تصویر مصنف مع جلسۂ دوستان



سبب تالیف کتاب گوید

سبب نظم کا کچھ کرون مین بیان
کہیں ایک دن محفل دوستان
کہیں رقص تھا اور کہیں نغمۂ سرود
کہ اتنے مین مذکور شعر و سخن
کہ تاریخ حاتم ہے وہ گلستان
اگر نظم ہو جائے یہ داستان

لکھوں یان پہ اپنا بھی نام و نشان
مرتب تھی مثل گل بوستان
ہر اک جا پہ تھا نغمۂ چنگ و رود
لگے کہنے آپس مین سب اہل فن
بہار اسکی ہے دایما بے خزان
مفصل مشرح بہ اردو زبان

شعرا ہر گروہ دانشوران سے
مہیا تھا اسباب عیش و نشاط
خوشی مین ہر اک شخص معروف تھا
تو تاریخ کا اب جو چرچا ہوا
تو ہو یہ افسانہ دلچسپ یہ
زبان خوب ہو اور بیان خوب تر

مرکب ہے تنسکہ سے ادراک سے
نہ کوئی سخن تھا بجز انبساط
بہت خرمی تھی وہان جابجا
تو اسوقت مجھ سے یہ سب نے کہا
جہان مین ہے مانند بدر منیر
تو ہو اسے عالم کو مرغوب ہو

سنا مین نے جب آپ سے ایسا کلام
ہوا فضل حق سے یہ نامہ تمام
مجھے دخل کچھ شاعری مین نہین
یہ نامہ غرض ختم جب ہو چکا

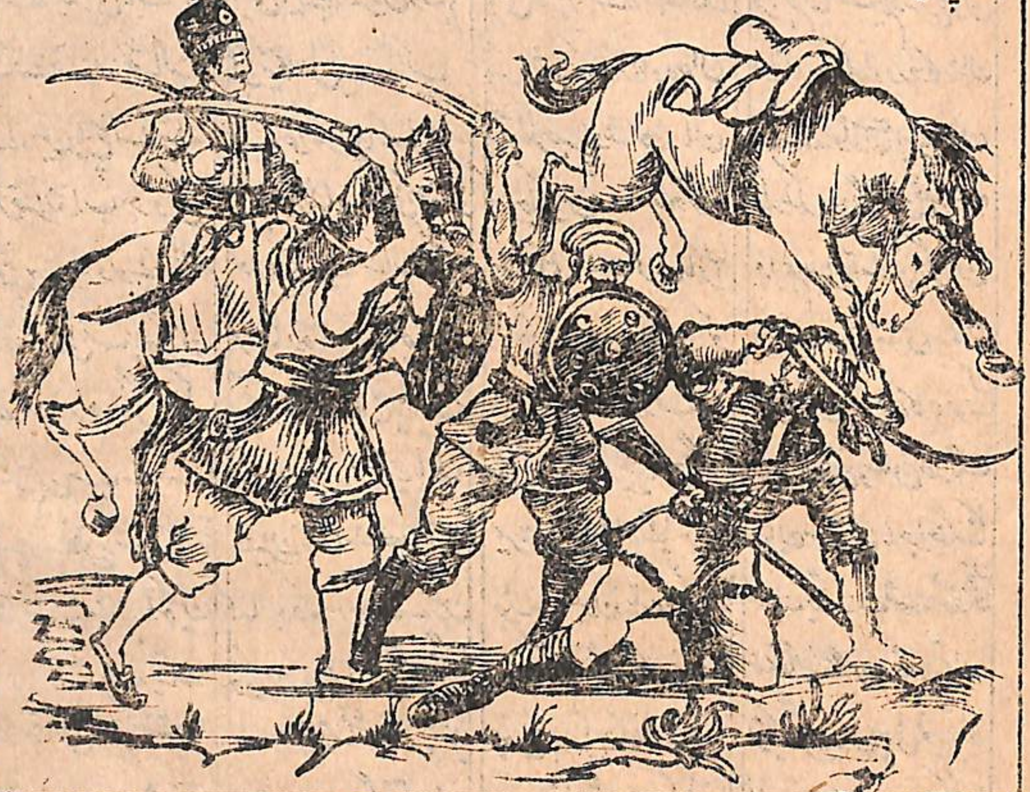
ہوا شوق دل کو بھی میرے تمام
کیا نظم اردو کا سب انتظام
جہان اسمین تم عیب دیکھو کہین
تجسس ہوا اسکی تاریخ کا

نگار پھر اک فارسی کی کتاب
بجا ہے جو ہون اسپہ گوہر نثار
تو دو مہربانی سے اصلاح صاف
تو کہنے لگے یون صغیر و کبیر

نگار نے منظوم اسکو شتاب
کہ ہے یہ بنام شہ نامدار
کرو سہو و نسیان سے مجھکو معاف
ہمایون ہے افسانۂ دلپذیر
۱۲۷۰ھ

جنگ ہونا شاہ یمن اور ہود مورث اعلےٰ حاتم سے اور شکست پانا شاہ یمن کا

تصویر شاہ یمن مع سامان لشکر — تصویر ہود مع سامان لشکر



آغاز داستان

پلا ساقیا مجھکو جم کا وہ جام
بیان کرتے ہین راویان کہن
وہی ایک تھا رئیس کلی نام
وہ لڑکا ہوا دہر مین شیر مرد
وہ اک روز یون دل سے کہنے لگا
خدا نے دیا ہے ہود کا زور

کہ ہو جائے طے مجھسے راہ کلام
انانا تھا دہقان میان یمن
وہ مشغول رہتا تھا اسمین مدام
شجاعت مین یکتا دلیری مین فرد
اگر مین رہون گھر مین یون ہی شاد
بھلا کیون مین بیٹھا رہون مثل مور

ہون مہمان تیرا اگر اب حاتمی
نہ کچھ ملک لکھا تھا وہ مرد نیک
نگہ قوم کا اپنے تھا وہ جہود
انانا گیا اس جہان سے گذر
تو ہرگز نہین اسمین کچھ سود ہے
بلا اپنی سب قوم کو ایک روز

نہ کر کچھ بھی جام تو ہون کی
فقط اسکے قبضے مین تھا گانون ایک
ہوا اسکے بیٹا نسب سے یہ ہود
ہوا ہود مختار ارث پدر
نہ آسودگی ہے نہ بہبود ہے
لگا کہنے یون اس سے وہ دلفروز

کہا اے ہمدمو دل میں آتا ہے یوں / کہ میں شاہ کو ایک حبہ نہ دوں
اگر فوج کھینچے تو اس سے لڑوں / اطاعت نہ زنہار اسکی کروں
جو فضل و کرم اپنا باری کرے / عجب کیا ہے اقبال یاری کرے
اگر ہو مددگار پروردگار / تو ملک یمن میں ہوں تاجدار
یہ ہے دل میں زور آزمائی کروں / زر و تخت و دیہیم سب اسسے لوں
کہو ہمیں کیا ہے تمہاری صلاح / بتا دو جو ہے جس میں ہو سے فلاح
سبھوں نے جواب اسکو ایسا دیا / کہ صد آفرین مرحبا مرحبا
جو ہو یہ ارادہ خدا کی قسم / تو سب جانفشانی کو حاضر ہیں ہم
مگر ایسے کاموں کو زر چاہیے / بہت مال و گنج و گہر چاہیے
خزانے کو پہلے فراہم کرو / تو عزم اسکا پھر تم مصمم کرو
کہا اسنے بہتر یہی بات ہے / اسی کی مجھے فکر دن رات ہے
اسی فکر میں اسنے تا ہفت سال / فراہم کیا سیم و زر گنج و مال
جب اسنے خزانہ مہیا کیا / لڑائیکا دل میں تہیا کیا
نگہداشت کرنے لگا وہ جوان / جوانان جنگ آور و کاردان
جو تعداد میں پانچ آئے ہزار / دلیر و جوانمرد چابک سوار
یہ سنکر خبر پادشاہ زمان / لگا کہنے لوگوں سے اپنے وہان
کہا جاکر خبر لاؤ اب ہود کی / کہ کیوں شامت آئی ہے مردود کی
کہو جاکر اس سے نہ رکھے تو سپاہ / وگرنہ کروں گا میں تجھکو تباہ
یہ پہونچی خبر ہود کو بیدرنگ / مہیا لگا کرنے اسباب جنگ
ہوئی اسکی شہرت کران تا کران / فراہم ہوئی آکے فوج گران
کہ اتنے میں آئی سپاہ گران / فرستادہ پادشاہ جہان
دیا حکم یوں ہود نے فوج کو / کہ سب فوج شاہی پہ حملہ کرو
مگر باندھو مردانگی پر کمر / نہ کچھ لاؤ اب دل میں خوف و خطر
اگر ہے مددگار و یاور خدا / تو پھر فوج شاہی کا ہے خوف کیا
یہ سنکر سخن سب نے یکبارگی / بہم ہو دوان کر دیے بارگی
ہوئی گرم بازار پیکار جنگ / لگی چلنے تیغ و سنان و خدنگ
کیا ہود نے فوج شاہی کو پست / دلیران نامی نے کھائی شکست
یمن میں شہنشاہ کے پاس جا / بیان سب کیا ماجرا جنگ کا
یہ سنکر شہنشہ نے ازراہ کین / کہا ہود کو میں ہرونے زمین
جو زندہ ہوں زندہ نہ چھوڑونگا میں / صف جنگ سے منہ نہ موڑونگا میں
مقابل ہوا آکے شہ بہر جنگ / نہ کی ہود نے وان پہ کچھ درنگ
جو تھا گرم ہنگامہ کارزار / نہ تھا کشتگان وغا کا شمار
ہر اک تیر دل اسکا پیوستہ ہوا / تو میدان میں کشتوں کا پشتہ ہوا
ہوئی ہود کی جبکہ غالب سپاہ / تو یکسر گریزان ہوئی فوج شاہ
رہا ایک میدان میں شہ زور مند / پھر آخر ہوا وہ گرفتار بند
وہیں آئی شاہ یمن کی قضا / گذر دار فانی سے وہ کر گیا
ہوا ہود پر جب یہ فضل خدا / تو وہ مالک تخت و افسر ہوا
کیا ہود نے اسقدر عدل و داد / کہ خلق خدا ہو گئی اسسے شاد
جو مدت کے بعد آئی اسکی قضا / تو ہود اس جہان سے سفر کر گیا
پسر اسکا قحطان ہوا تاجور / خردمند و دانا و صاحب ہنر
کیا ملک پر اسنے جود و نوال / ہوئی خلق خالق کی فرخندہ حال
نہ تھا اسکی شاہی میں کوئی ملول / گئے عہد شاہان پیشین کو بھول
جب اس شہ کے فرزند پیدا ہوا / تو نام اس پسر کا تحیت رکھا
ہوا نوجوان جب کہ وہ پسر / تو چاہا کہ ہوں شہ بجائے پدر
رہا باپ سے اپنے برگشتہ وہ / زمانے میں حیران و سرگشتہ وہ
گیا اس جہان سے جو قحطان گذر / تحیت ہوا شہ بجائے پدر
جب اسکے ہوا اک تولد پسر / ہوا نام اسکا سبن نامور
جو حد بلاغت کو پہونچا وہ پور / نہ تھی عقل اسکو نہ تھا کچھ شعور
پدر اس سے بیزار رہنے لگا / یہ چاہا کرے اسپہ جور و جفا
کیا ماں نے اسکی جدا آپ سے / کسی جا چھپا کر رکھا باپ سے

گیا جب تحیت بہ ملک لقا
پسر اسکا کہلان تھا ہوشمند
ہوا شاہ کہلان گیتی پناہ
ہوا یار جب کہلان کی بختی کی گھر
ہوا طے بصد جاہ و عز و وقار
جہان بیچ خلقت نے پائی امان
غرض طے شہنشاہ گیتی پناہ
کسی نے کہا یون کہ دختِ عدین
ہوا یہ سخن سنکے شادان عدین
بہت شاد و خرم ہوا بادشاہ
کہا دیکھو طالع تم اسکا ذرا
کہا یونکہ اے بادشاہ جہان
کوئی صاحب تاج و تخت و نگین
ہے جب تک زمین و زمان پایدار
شہنشاہ طے نے زروئے صفا
کسی نے کہا شہ سے آکر شہا
یہ سنکر سخن موبدون کو بلا
کیا عرض پھر موبدون نے شہا
تو پھر یون ہوا حکم شاہ جہان
کہا اُنسے شہ نے رہو تم بہم
دیا حکم شہ نے یہ پھر کرکے غور
ملازم ہوئین چار دایہ وہین
یہ عادت تھی اُسکی کہ شام و سحر
لگا جبکہ وہ طفل کھانے طعام
کبھی گھر سے باہر جو آتا تھا وہ

تو سن مالک تاج و افسر ہوا
تو اُسنے بہ تدبیر و فکر بلند
کہ تھی اُس سے راضی تمامی سپاہ
تو وہ چھوڑکر اپنا سب ساز و برگ
شہنشاہ گیتی ستان نامدار
ثنا خوان ہین سعدے اُسکے پیر و جوان
ہوا ہفت اقلیم کا بادشاہ
بہت خوب ہے اور نہایت حسین
کیا عقد اُسکا بآئین دین
لگا بخشنے زر بہ فوج و سپاہ
کہ اِسکے مقدر مین کیا ہے لکھا
یہ ہو ہفت اقلیم پر کامران
نہ ہمسر ہوا اِسکے بروی زمین
رہے نام اِسکا سدا یادگار
پھر اُس طفل کا نام حاتم رکھا
کہ حاتم نہین شیر پیتا ذرا
اُسی وقت پھر شاہ نے یون کہا
تبلتے ہین ہم اِسکا سب ماجرا
کہ ہین جتنے لڑکے وہ حاضر ہون یان
پلاؤ انھین شیر لے درد و غم
کہ دایہ ملازم ہون یان چار اور
لگا پینے شیر انکا وہ مہ جبین
نہ کرتا تھا گریہ کبھی وہ پسر
تو لڑکے وہ سب ساتھ کھاتے تمام
اشارہ سے سب کو بتاتا تھا وہ

خرابی پڑی ملک مین سربسر
گرفتار سن کو کیا ایک بار
ہوا اُسکے فرزند فرخندہ پے
گیا اِس جہان سے بصد کر و فر
ہوئی عدل سے اُسکے آباد خلق
تو عادی کہ یہ شاہ اعظم سے ہے
جو تھی اُسپہ تائید فضل خدا
یہ سنکر صفت اُسپہ مائل ہوا
پسر ایسا اک طے کے پیدا ہوا
پھر اک روز اُس شہ نے کی انجمن
کیا اہل تنجیم نے جب کہ غور
کرے راہ حق مین کمر باندھ کر
سخاوت شجاعت مین مشہور ہو
یہ سنکر سخن شاہ شادان ہوا
وہ جس روز پیدا ہوا نامدار
تردد نہ خاطر مین کچھ لائیے
کہ پیتا نہین شیر جو یہ پسر
پئین گے نہ جب تک کہ وہ چیز تر
بحکم شہنشاہ عالی وقار
جو پینے لگے شیر بچے تمام
مگر ہون جوان خوب و شیر دار
نہ ہوتے ہم عمر تک اُسکے یار
اگرچہ کسی سے وہ ڈرتا نہ تھا
وہ جب تک کہ انکو کھلاتا نہ تھا
کہ انکو گہر سیم و زر دیجیے

ہوا جبکہ وہ شاہ بیداد گر
رکھا قید مین اُسکو لیل و نہار
تو کہلان نے اُسکا کھا نام ہم
گیا سوے عدم وہ شہ نامور
ہوئی خلق سے اُسکے دلشاد خلق
سدا اِسکا اقبال قائم رہے
عرب اور عجم اُسکے قبضے مین تھا
چچا سے غرض اُسکا سائل ہوا
جسے دیکھکر ماہ شیدا ہوا
بلاکر بہت موبدان کہن
تو بہتر نظر آئے طالع کے طور
روا حاجت خلق شام و سحر
تو ظلم و ستم ملک سے دور ہو
عطا خلعت و گنج انکو کیا
تولد ہوے طفل اُس ماہ پیار
مگر اِسکی تدبیر فرمایئے
یہ باعث ہے کیا اسکی دو تم خبر
پیے گا نہ خود شیر یہ زینہار
وہ سب دایہ آئین لیے شیر خوار
لگا پینے یہ طفل عالی مقام
پیے شیر اُنکا یہ عالی وقار
نہ پیتا تھا وہ شیر کو شیر خوار
وہ لیکن کبھی خواب کرتا نہ تھا
وہ تنہا کبھی آپ کھاتا نہ تھا
نہ مایوس ہرگز انھین کیجیے

پیدا ہونا حاتم کا اور چھ ہزار لڑکوں کے ساتھ دودھ کا پینا



غرض جب وہ بارہ برس کا ہوا
دیا اسکو جو جسنے مانگا وہی
لگا جانے پھر حاتم نامدار
پکڑ صید کو چھوڑ دیتا مدام
بد او وحش صاحب نام تھا
زبان اسکی شیرین تھی شیرین کلام
ہوے اسکے عاشق بہت مرد و زن
اسے دیکھنا چاہیے ہر زمان
جو سنتا تھا حاتم کا جود و کرم
وہاں ایک شیر آگیا ناگہان
تو کیا جانیے اس سزا کی جزا
یہ ہر گرسنہ جب تو آیا یہان

لگا کرنے اسطور جود و سخا
نہ پھر مانگنے کی تمنا رہی
ہمیشہ سوی دشت شہکار
یہی شغل تھا اسکا ہر صبح و شام
سوا خیر کے اور نہ کچھ کام تھا
نہ تلخی نہ تیزی نہ ترشی کا نام
جوانان و مردان پیر کہن
کہ پیدا کیا جسنے سارا جہان
ثنا کرتا تھا حمد آفرین ہر دم
اسے دیکھ کہنے لگا وہ جوان
قیامت میں کیا مجھکو دیگا خدا
غذا چھوڑ کر اپنی جائے کہاں

لکھا ہشت نامہ تو حاتم کا نان
مسافر کو رکھتا تھا دل سے عزیز
جو ہاتھ اسکے آتا تھا صید شکار
یہی فکر رکھتا تھا صبح و مسا
کرم سے کبھی باز رہتا نہ تھا
کسی کو یہ حسن جوانی نہ تھا
یہ کہتا تھا اسنے وہ عالی مقام
سدا شکر اسکا کیا چاہیے
گیا ایک دن حاتم نامدار
اگر تیر و خنجر سے ماروں اسے
اگر اسکو میں مارتا ہوں نہیں
میں خود گوشت اپنا اسے بخش دوں

سخاوت کے اوصاف اسکے بیان
وہ تھا صاحب فہم والا تمیز
اسے مارتا تھا نہ وہ زینہار
کہ ہر لب سے تحسین کی نکلے صدا
کسی کو سخن سخت کہتا نہ تھا
جہان میں کوئی اسکا ثانی نہ تھا
کہ کیا مجھکو تم دیکھتے ہو تمام
سدا نام اسکا لیا چاہیے
سوے کوہ و صحرا برائے شکار
دکھا زور اپنا پچھاڑوں اسے
تو کھا جائیگا مجھکو آکر یہیں
شکم سیر اس گرسنہ کا کروں

تو حاتم نے اسلاح اس سے کہا
کہ حاضر ہون مین گوشت گر کھا

شکم سیری چاہے اگر گوشت سے
تو یہ اسپ حاضر ہے بخشا تجھے

یہ سنکر سخن شیر شادان ہوا
کہ یہ بھوک کا میرے درمان ملا

سلاح اپنے حاتم نے کھولے وہین
گیا اسپ کے پشت سے دور زین

تو ہاتھ اپنے پھر باندھ گھٹنے کو ٹیکے
گیا زود تر روبرو شیر کے

کہ ہم دونون سے جو کہ منظور ہو
خدا اپنی کر اسکو ای نیک خو

یہ سنکر لگی شیر کے دل کو چوٹ
گیا جلد پاؤن پہ حاتم کے لوٹ

پھر آنکھون کو قدمون پہ اسکی ملا
جہان سے وہ آیا تھا راہی ہوا

اسی طور احسان حاتم مدام
ہمیشہ سے تھا خلق پر صبح شام

نہ رکھتا کسی چیز سے کچھ خطر
شب و روز عشرت سے کرتا بسر

کسی چیز کا وہ نہ رکھتا تھا غم
نہ نزدیک آتا تھا اسکے الم

عدل کرنا بادشاہ خراسان کا اور حسن بانو برزخ سوداگر کی بیٹی کے بیان مین

خراسان مین ایک تھا بادشاہ
کہ تھا وہ شہنشاہ انجم سپاہ

سدا خرمی سے اسے کام تھا
نہ غم کا کہین خلق مین نام تھا

جہان سرور شاہ گردان تھا نام
رعیت تھی آسودہ اسکی تمام

سپہ پانچ لاکھ اسکے نوکر سوار
جوانان ہشیار و مردان کار

وہ تیر افگنی مین تھے چالاک و چست
ہنر مین وہ شیر افگنی کے درست

دیا سونپ سب ملک کا کاروبار
انھین نوکرون کو بصد اعتبار

ہوا ملک کا اسقدر انتظام
کہ خلقت خدا کی تھی راضی تمام

کرون عدل کا کیا مین اسکے حساب
کہ بز و شیر پیتے تھے اک جا پہ آب

نہ کرتا تھا انصاف مین وہ کبھی
رعایت ذرا اپنے بیٹے کی بھی

تھا اک عہد مین اسکے تاجر بڑا
مین لکھتا ہون اب حال سب ماجرا

خراسان مین رہتا تھا وہ نیک نام
زمانے مین مشہور برزخ بہ نام

فراہم کیا تھا بہت مال و گنج
کسی چیز کا وہ نہ رکھتا تھا رنج

بہت آدمی بھیجتا ہر کہین
برای تجارت زمین در زمین

اگر آپ گھر سے وہ جاتا نہ تھا
وہ گھر مین ہی رہتا تھا اپنے سدا

شہ نامور اسپہ تھا مہربان
وہ رہتا تھا گیتی مین باعز و شان

کہ ناگاہ وہ سرور تاجران
اٹھا اس جہان سے گیا اس جہان

زر و مال سب چھوڑ کر اپنے گھر
کیا اسنے ملک عدم کا سفر

کوئی ارث کا اسکے وارث نہ تھا
سوا اک دخت تھی اسکے صاحب ذکا

اور اس دخت کا حسن بانو ہے نام
ہوئی ارث پر اسکے قابض تمام

شہنشہ نے یہ اسکو بھیجا پیام
کہ تو میری دختر ہے ای نیک نام

نہ شاہ جہان کو تھی کچھ حرص آز
دیا خلعت اسکو کیا سرفراز

وہ دختر بہت صاحب حسن تھی
بسر عمر کرتی تھی باصد خوشی

نہ جانے تھی وہ دہر کے پیچ پیچ
سمجھتی تھی اس دار فانی کو ہیچ

لگی کہنے دایہ سے وہ دلربا
مرے دل مین آتا ہے یون بارہا

کچھ اب کار عقبے کیا چاہیے
براہ خدا زر دیا چاہیے

بتا مجھکو مین کس طرح سے بچون
کہ غالب نہو عیش دنیای دون

کوئی مجھکو تدبیر ایسی بتا
کسی کے نہون ساتھ مین کتخدا

دیا اسکو دایہ نے ایسا جواب
بتاتی ہون مین تجھکو راہ صواب

کہ تا پھر کوئی بھی ترے عقد کا
جہان مین ارادہ نہ رکھے ذرا

کہ معلوم ہین سات مجھکو سوال
بتاتی ہون تجھکو مین ای خوش خصال

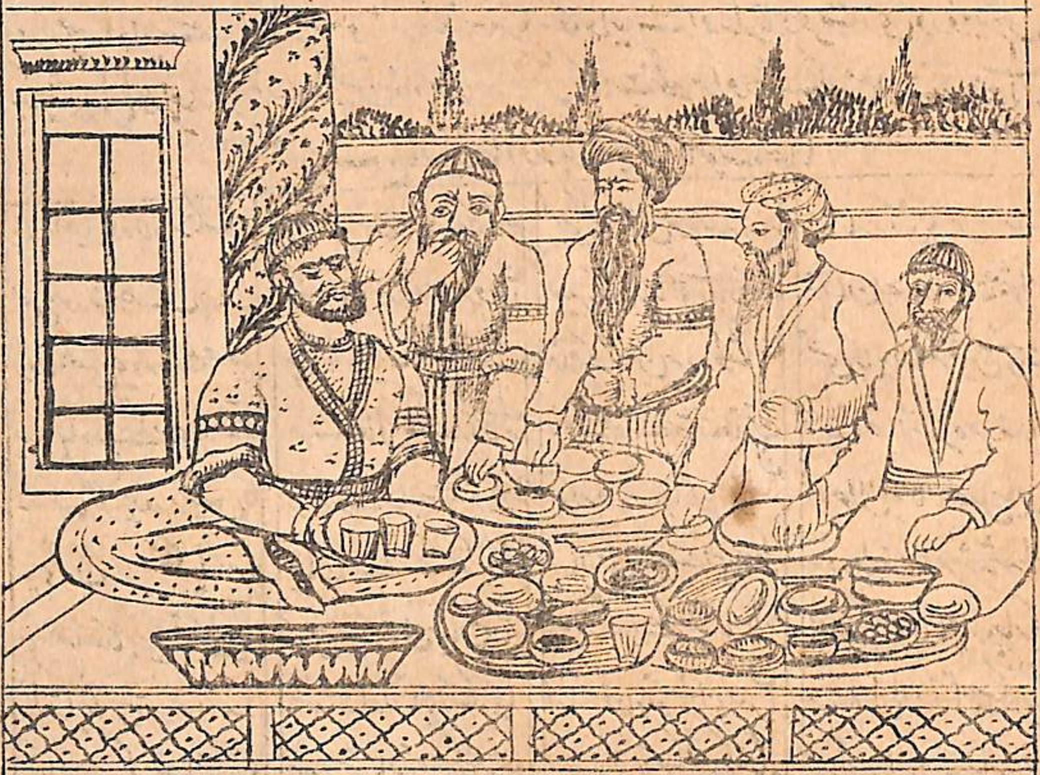
جہان مین نہین آدمی کی یہ تاب
ادا کرسکے کچھ بھی انکے جواب

کرے جو جواب انکے اگر ادا
وہی شوق سے مجھسے ہو کتخدا

کہا حسن بانو نے کر تو بیان
نہ رکھ دل مین یہ راز مجھسے نہان

بیان کرنا دایہ کا سات سوالون کو حسن بانو سے

		سوال پہلا	
کہا اس سے دایہ نے اے خوش خصال	یہ ہے میرا ساتون مین پہلا سوال جسے مین نے دیکھا ہے ہان وبدو	کوئی شخص درود کے یون بار بار اسے دیکھنے کی ہے پھر آرزو	بیابان مین کہتا ہے لیل و نہار
		سوال دوسرا	
سوال اسکے ہے دوسرا یہ سوال	بتاتی ہون مین تجھکو اے نیک فال	کسی نے لکھا اپنے در پر یہ حال	کہ نیکی کر اور اسکو دریا مین ڈال
		سوال تیسرا	
یہ ہے تیسری بات اے گلعذار	کوئی شخص کہتا ہے یون بار بار	جہان مین کسی کی بدی کر نہ تو	کرے گر تو آئے ترے روبرو
		سوال چوتھا	
یہ چوتھا سخن ہے سن اے میری جان	کہین کوئی کہتا ہے یون ہر زبان	جو ہے راست گو اسکو جنت ہے پیش	وہ ہے راست گوئی مین فرخندہ کیش
		سوال پانچوان	
سن اے ماہ رو پانچوان یہ سوال	کہ کہتا تھا مجھ سے یہ صاحب کمال طلب کر تو اسکی حقیقت تمام	کسی جا پہ ہے ایک کوہ ندا کہ زیر فلک ہے یہ کیس کا کلام	صدا آتی ہے اس سے ہر دم سدا
		سوال چھٹا	
ششم یہ میری بات کہہ یادگار	ترے پاس ہے گوہر شاہوار طلب اسکا ثانی کر اے نیک خو	برابر ہے بیضے کے وہ در بڑا جو شادی تجھے کرنے کی ہے آرزو	نہین اسکا ثانی کہین دوسرا
		سوال ساتوان	
یہ ہے شرط ہفتم بتاتی ہون مین جو منظور ہے تجھکو اپنی مراد بہت خرم و شاد رہنے لگی	یہ احوال تجھکو سناتی ہون مین تو رکھ ان سوالون کو تہہ کر تو یاد یہ ہنس ہنس کے دایہ سے کہنے لگی کہ ان سات باتون کو لائے بجا توجہ سے تیری ہوا شاد دل	کسی جا پہ حمام ہے باد گرد سنے حسن بانو نے جب یہ سوال کہ یہ خوب بتلائے تو نے سوال ہوا ان سات شرطون سے عہدہ برا ہوا درد و غم سے اب آزاد دل	طلب کر خبر اسکی اے اہل درد ہوئی اپنے دل مین وہ شاداں کمال تہ آسمان ہے یہ کسکی مجال





داستان بیٹھنا حسن بانو کا بام پر اور دیکھنا ایک درویش صورت ابلیس سیرت کا اور پوچھنا دایہ سے اور معلوم ہونا مرشد شہریار کا دایہ سے اور کرنا دعوت اسی درویش بدکیش کی اور بعد فراغت واپس آنا اُس درویش کا اپنے گھر پر اور شب کو مع اپنے خادمون کے قصر حسن بانو پر آنا اور جملہ اسباب کا لوٹ لیجانا

پلا ساقیا بادۂ لالہ رنگ
کبھی صورتِ گلستان جہان
تو کیا دیکھتی ہے وہ دختِ صغیر
چہل خادم اُسکے جو ہمراہ تھے
یہ دیکھا تجمّل جو درویش کا
یہ ہے کون اور اِسکا کیا نام ہے
ہے نام اُسکا برخ آئینہ دین
جو کہتا ہے اُس سے یہ مردِ خدا
بلا کر مین اُسکی ضیافت کرون
یہ کارِ نکو دل کو مرغوب ہے
یہان تک جو تشریف خود لایئے
تو کچھ کھایئے میرے گھر مین طعام
سُنا اُسنے جسدم تواضع کا نام
یہ دختر نے جسدم کہ پائی خبر
کہا نوکرون سے کہ ہشیار ہو
بجالاے حکم اُسکے نوکر تمام
غرض دوسرے دن بصد خوشدلان
یہ سُنکر خبر جاے خشتِ طلا
تو دختر نے کی آکے ان بندگی
کہا دیکھ اُسکی طرف غور سے
ذرا دیکھیو تم تو ہشیار رہیو

بدلتا ہے ہر دم زمانے کا رنگ
دکھاتا ہے ہر دم بہار و خزان
چلا آتا ہے ایک مردِ فقیر
سب احوال سے اُسکے آگاہ تھے
تو دختر نے دایہ سے اپنی کہا
یہان اِسکے آنے سے کیا کام ہے
کوئی اِسکا ثانی جہان مین نہین
شہنشاہ لاتا ہے اُسکو بجا
سر و چشم پانوون پہ اُسکے ملون
فقیرون کی خدمت بہت خوب ہے
نہایت کرم مجھ پہ فرمایئے
تو زیرِ فلک ہو مرا نیک نام
بہت اپنے دل مین ہو شادکام
کہ آویگا کل مرشدِ نامور
لگی ایسا سرانجام دعوت کرنے
لگے کرنے دعوت کا سب انتظام
چلا گھر سے اپنے وہ شیطان نشان
بچھا راہ مین زر و گوہر بہا
لگی کرنے اُسکی پرستندگی
ہے کیا کام آلایشِ حرص سے
اُٹھا اِسکو لیجا یہ خشتاب ہے

کبھی گلشنِ دل کو باصد بہار
کہین حسن بانو بھی بالاے بام
قدم کو زمین پر وہ رکھتا نہین
وہ رکھتے تھے خشتِ طلا مین
جو درویش جاتا ہے با عز و شان
کہا اُسکی دایہ نے اے ہوشیار
ہمیشہ گھر اُسکے شہِ نامدار
کہا حسن بانو نے اے مہربان
پسند آئی اُسکی اُسے گفتگو
یہ سُنکر سخن اُسنے بھیجا پیام
مین یہ چاہتی ہون کہ طالع قرین
وہ درویش بدکیش تھا بدگمان
کہا یون ترے گھر مین کل آؤنگا
یہان تک ہوئی خرم و شادمان
کہ ہو جسکے کھانے سے شادان فقیر
عجب ذائقے کے پکائے طعام
قریب آگیا جب یہ پہنچی خبر
قدم اُسپہ رکھتا ہوا تیز تر
کئی خوان پُر گوہر و سیم و زر
نہ لا اپنے دل پہ پراگندگی
کہا حسن بانو نے مردِ خدا

ترو تازہ کرتا ہے بلبل و بہار
خرامان بصد شوکت و احتشام
کسی جا پہ اک دم نہین جانشین
تو چلتا تھا اُسپر وہ مردِ خدا
کرا احوال اِسکا مفصل بیان
یہ درویش ہے مرشدِ شہریار
مہینے مین جاتا ہے دو چار بار
مرے دل مین آتا ہے اُسکو بلاؤن
کہا اُسنے اے دخترِ نیک خو
کہ اے مرشدِ پاک فرخندہ فام
شب و روز خدمت کیا ہے جہان
کہ ابلیس مانگے تھا اُس سے امان
جو کھاتا ہون کھانا تو پھر کھاؤنگا
کہ اُسکا نہین مجھسے ہوتا بیان
دعا دے مرے حق مین وہ مردِ دین
کہ روحِ ملک جس سے ہو شادکام
کہ آتا ہے درویش باکر و فر
گیا گھر مین دختر کے وقتِ سحر
کیے آنکے اُسکے پیشِ نظر
کہ یہ مال ہے باقی ہے بندگی
یہ نذرِ سخن ہے کرون اسکو کیا

قبول طبیعت نہین گر یہ زر / براہِ خدا اسکو تقسیم کر
یہ سب نذر ہے آپ کی لیجیے / جسے چاہیے پھر اُسے دیجیے
جواب اُسنے اُسکو وہی پھر دیا / جو اول کہا تھا سو آخر کہا
پذیرا ہوا جب نہ اُسکا کلام / تو بانو نے اُسدم منگایا طعام
کہا پھر مریدون سے کر کے نظر / یہ اسباب ہرگز نہین شہ کے گھر
چہل خادم اُسکے جو تھے ہم کلام / وہ رکھتے تھے چوری کا پیشہ مدام
غرض کھا کے درویش صاحب طعام / ہوے گھر کو رخصت بوقتِ شام
کہا میرے لائین سند ہے یہ خیال / کہ لاؤن مین سب لوٹ کر اُسکا مال
ہوا یہ سخن خادمون کو پسند / اُٹھالی سبھون نے پھر اپنی کمند
گئے کاخ سے جبکہ نیچے اوتر / تو کیا دیکھتے ہین کہ ہے سیم و زر
جو چورون نے دیکھا وہان کا یہ حال / تو شادان ہوے اپنے دل مین کمال
ہوے جبکہ بیدار اُسکے جوان / لگے کرنے یکبار شور و فغان
وہ دختر بہ رہ رو مین جا کر چھپی / و لے دایہ بھی اُسکے ہمراہ تھی
ہوا تھا جو مہمان اِس گھر مین آ / طمع کو نہ رکھتا تھا دل مین ذرا
وہی ہے یہ نامرد نا آشنا / جسے لوگ کہتے تھے مرد خدا
غرض اُسنے کاٹی یہ شور و شغب / مصیبت زدون کی طرح سے وہ شب
عجب ناسزا کی ضیافت ہوئی / نہ دعوت ہوئی اک عداوت ہوئی
کچھ اب فکر ایسی کیا چاہیے / کہ سب مال اس سے لیا چاہیے
یہ ہے ناسزا مرشدِ تاجدار / سنے گا بھلا کون میری پکار
تعجب نہین شاہ عالی جناب / پکڑ کر کرے دزد کو بس خراب
یہ سنکر ہوئی دخترِ کاروان / یہ سوے درِ بادشاہی روان
کہ دختر وہ برزخ کی آئی یہان / ستمدیدہ فریاد لائی یہان
کہا شاہ نے اُسکو حاضر کرو / نہ زنہار تاخیر کو راہ دو
کہا شاہ دوران نے اے ماہ رو / مری پاس آئی ہے کیون آج تو
کرون کیا مین اب آپ سے التماس / کہ قائم نہین میرے ہوش و حواس

نگر خوان زربفت و کمخواب کے / جو ہین آپ کے روبرو سب رکھے
برای خدا اسکو کیجے قبول / وگرنہ مرا دل رہے گا ملول
فقیرون کو ہرگز نہین اس سے کام / یہان سے اُٹھا اسکو لیجا تمام
ظروف مرصع مین لاکر جتا / وہ درویش دیکھ اُسکو بس کہہ گیا
کچھ ایسا فریب اب کیا چاہیے / کہ یہ مال اِس سے لیا چاہیے
یہ کہتے تھے ہم یہ ہے کھانا حرام / نہ لیجائین یہ مال جب تک تمام
گذر جب گئے دو پہر رات سے / تو درویش اُن سب کو ہمراہ لے
مناسب ہے سب باندھ کر تم سلاح / چلو میرے ہمرہ یہی ہے صلاح
پہونچ کر وہان پھر یہ فکر بلند / سبھون نے بہم ہو کے ڈالی کمند
پڑا ہے کھلا اُسکے گھر مین تمام / کنیزک ہے کوئی نہ کوئی غلام
لگے باندھنے گوہر و مال و زر / نہ کچھ خوف اُنکو نہ کچھ دل مین ڈر
تو دزدان بدکیش اُنھین مار کر / اُٹھا لیگئے اُسکا سب مال و زر
یہ کہتی تھی یا قادر ذوالجلال / وہی ہے یہ درویش صاحب کمال
طبیعت کو اسکے بھلا کیا ہوا / کہ کرتا ہے چوری یہ اب برملا
نہین دین اِسکے نہ ایمان ہے / یہ آدم نہین بلکہ شیطان ہے
گذر شب گئی تب وہ ناکتخدا / لگی کہنے دایہ سے اے باوفا
نہین اِسکو روزِ جزا کا خطر / اُٹھا لیگیا میرا سب مال و زر
کہا اُسکی دایہ نے اے میری جان / مین کس سے کرون حال جا کر بیان
یہان سے تو اب اپنے لیکر گواہ / درِ بادشاہی پہ ہو دادخواہ
وہ سلطان فیاض و الا گہر / دلا دے ترا اُنسے سب مال و زر
پہونچ کر وہان حاجبون سے کہا / کہ پہونچاؤ میری خبر شہ کو جا
جو ہو حکم ہم لائین پیش حضور / کرین ورنہ درگاہ شاہی سے دور
گئی جبکہ وہ دخترِ دلفگار / حضور شہنشاہ عالی تبار
کیا عرض اے شاہ آفاق گیر / ہوا ہے مرے دل کو رنج کثیر
ستم مجھ پہ ایسا ہوا رات کو / کہ مجھ زار سے کیا بیان اُسکا ہو

وہ مجھ پر ہوا اندلُون ہی ستم
کہا مین نے مرشد ترا اپنے گھر
گیا اُسنے ہرگز نہ اُسکو قبول
بہت ہو کے خوش مجھسے رخصت ہوا
ہر آدمی جو مقابل ہوا
مین آئی ہون اسواسطے دادخواہ
وہ درویش ہی بے طمع نیک خو
دیا حُسن بانو نے اُسکو جواب
خدا ایسے درویش کا روسیاہ
کہ ایجا کے تم اسکو پیش حصار
ولیکن تھا اُس جا پہ حاضر وزیر
یہ ہی بات ہرگز نہین دل پسند
یہ سنکر کہا شہ نے ای پُر تمیز
ہوا پھر یہ حکم شہ نامدار
وہ لے اِسکے گھر مین جو تھا مال و زر
لیا لُوٹ مال و کیا تنگ حال
کوئی اُسکے نزدیک آتا نہ تھا
تلافی مین جسکے بلاے عظیم
زمانے کے ہاتھون سے ہون تفتگا
وہان ایک دیکھا تناور درخت
تو کیا دیکھتی ہی کہ اک مرد پیر
خزانہ ہی وہ ہفت اقلیم کا
یہ بخشش ہی پاک پروردگار
لگی کہنے وہ دخترِ دلپذیر
نہ کوئی یہان پر مددگار ہی

کہ چشمِ زمانہ نے دیکھا ہی کم
بلایا برای ضیافت سحر
کہان تک کہون اسکا قصہ ہی طول
دعا دیکر اپنے وہ گھر کو گیا
تو اُسکا وہ درویش قائل ہوا
ترے پاس ای شاہ گیتی پناہ
بس ایسے کو تہمت لگاتی ہی تو
کہ ای بادشاہ ثریا جناب
کرے دونون عالم مین ای بادشاہ
اگر وہ جلاکے وان بخطر سنگسار
کہا اُسنے ای شاہ آفاق گیر
کہ اِسطور کا اُسکو پہونچے گزند
تری بات ہی میرے دل کو عزیز
کہ اسکو نہ کوئی کرے سنگسار
نچھوڑو اُسے لوٹ لو جھٹ
دیا شہر سے اسکو باہر نکال
کہون کیا چلا اُس سے جاتا نہ تھا
مرے سر پر آگر ہوئی ہی مقیم
کرے دیکھیے کیا وہ پروردگار
تو اُسجا پہ ٹھہری وہ فرخندہ بخت
کھڑا ہی وہان بالباس فقیر
ترے واسطے حق نے پیدا کیا
نہ اسکو کوئی لے سکے زینہار
کہ ای مرشد پاک روشن ضمیر
فقط ایک ہمدم دلِ زار ہی

کہا شاہ نے کچھ تو کر اب بیان
جو کچھ مجھسے تا در خدا ہو سکا
تو لو اُسکے یان سے منگایا طعام
پھر آکر وہان سے بہنگام شب
جو بھاگا کوئی شخص وقت ستیز
یہ سنکر کہا شہ نے ای سادہ رو
نہین کچھ تری بات کا اعتبار
بُرا یہ زمانے مین مکار ہی
یہ سنکر خفا ہو گیا شہریار
کہ پھر کوئی ایسا نہ بہتان کرے
یہ ہی دخترِ مہرخ کاردان
مناسب ہی لطف و کرم کیجیے
کیا تیرے کہنے کو مین نے قبول
مگر شہر سے اسکو باہر کرو
ہوا جبکہ یہ حکم شاہِ جہان
نہ تھا اُسکے ہمراہ ہمدم کوئی
یہ کہتی تھی دایہ سے ای نیک خواہ
نہ ہمدم ہی کوئی نہ غمخوار ہی
غرض چلتے چلتے اُسے ایک روز
بہت راہ کی ماندگی ہو گئی
وہ کہتا ہی اُس سے کہ ای نیک بخت
تو اِس مال کو جا بتر کھود لے
مددگار ہی قادرِ ذوالجلال
مین ہون بینوا بلکہ بے خانمان
بھلا ہی کہان ایسی طاقت مجھے

کہ تا حال تیرا ہو مجھ پر عیان
وہ درویش کے مین نے آگے رکھا
بہت ہو کے خوش اُسنے کھایا طعام
اُٹھا لیگیا میرا اسباب سب
تو کھینچا اُسے زیر شمشیر تیز
یہ بیہودہ ہی سب تری گفتگو
تو بکتی ہی بیہودہ کیا نابکار
بد اندیش ہی مردم آزار ہی
کہا حاجبون سے یہ اُسنے پکار
نہ بیہودہ پھر شور و افغان کرے
کہ تھا مہربان جسپہ شاہِ جہان
عذاب اِسکا اپنے نہ سر لیجیے
نہ ہرگز ہو تو اپنے دل مین ملول
سوا اِسکے کچھ اور ایذا نہ دو
تو دوڑے سبھی بالکے پیر و جوان
فقط ایک دایہ تھی یا آپ تھی
خدا جانے مجھسے ہوا کیا گناہ
مصیبت کا زیرِ قدم خار ہی
نہان ہو گیا مہر گیتی فروز
وہ روتے ہی رستے وہان سو گئی
اک ایسا خزانہ ہی زیرِ درخت
تو وقت کو ہرگز نہ اب راہ دے
نہ لا اپنی خاطر مین ہرگز ملال
گرفتارِ غم مین ہون بیکس ہون مین
کہ کھودون زمین اور نکالون اسے

تو پھر اُس سے اُس مرد نے یون کہا
کہ اتنے مین آنکھ اُسکی جو کھل گئی

چھری سے زمین کھود اس جا ذرا
تو وہ بسترِ خواب سے پھر اُٹھی

تو لیکر اُسے اپنا دل شاد کر
جو دیکھا تھا اُسنے بہنگام خواب

اور اِس جا پہ اک شہر آباد کر
کہا اپنی دایہ سے اُسنے شتاب

شہر بدر کرنا شہریار کا حسن بانو کو آشفتہ ہوکر اور ہمراہ دایہ کے جانا اُسکا اور بوجہ ہو جانے رات کے جنگل مین ایک درخت کے نیچے قیام کرنا حسن بانو کا اور خواب دیکھنا اُسکا شب کو اور خزانہ نکلنا زیر درخت سے



کہا اُسنے ای دخترِ خوش خصال
چلو چلکے بخت آزمائی کرین
یہی اُس جمیلہ کو آیا نظر
علاوہ برین اُسمین طاؤس چار
جو اُسپہ ہوا فضل حق بیشمار
وہان سے تو معمار آگاہ کار
وہان کسطرح سے یہ کین جا ملا
یہی گفتگو اُنکے تھی درمیان

مبارک ہو تجھکو یہ فرخندہ فال
اگر ہی مقدر مین تو اُسکو لین
کہ ان مین ہین صندوق پُر از زر
زمرّد کے رکھیں ہین با صد نگار
ادا کرتی تھی شکر حق بار بار
یا الماس ان جو کہ ہون بیشمار
نہین پاس تیرے کوئی دوسرا
کھس آگیا اُسکا کو کا وہان

یہ خوابِ مبارک خوش اسلوب ہے
جو کھودا وہان اُسنے وقت پگاہ
وہ ہین سب پُر از گوہر شاہوار
ہوئی ایسی دولت جو اسکو حصول
تو دایہ کو زر دیکے رخصت کیا
کہا اُسنے اے دخترِ باتمیز
خدا کی عجب شوکت اور شان ہے
وہان حسن بانو کو پہچان کر

نکوتر ہے بہتر ہے اور خوب ہے
تو کیا دیکھتی ہے کہ ہین ہفت چاہ
سوا اسکے یاقوت ہین بیشمار
گئی سب وہ رنج والم دل سے بھول
کہا جانب شہر تو جلد جا
ترا پاس ہے میرے دل کو عزیز
نہ اِس جا پہ آدم نہ حیوان ہے
گرا اُسکے قدمون پہ وہ آنکر

بصد مہربانی تو اُس سے کہا
تو لیکر کچھ اُس سے سوے شہر جا
سو اُس سکے اک شہر آباد کر
مگر یہ خبردار راز نہان
یہ سنتے ہی پہونچا وہ با صد تمیز
بہت شاد و خرم ہوئی وہ نگار
وہ کوکا جو لایا تھا خیمہ بڑا
وہ کوکا وہین شہر کو پھر گیا
وہ یہ چاہتا ہی عمارت کلان
وہ تجھکو عمارت کا سب کام دے
مین ہمراہ تیرے چلونگا وہان
غرض چلتے چلتے وہ پہونچا وہان
وہ بولا مرا نام مشہور ہی
وہ ہو اسطرح کا بروئی زمین
بنی وہ عمارت عجب دلکشا
بہت اُسنے معمار کو زر دیا
تو اب ڈال بنیاد اک شہر کی
نہو جب تلک حکم شاہ جہان
تو بانو کو یہ بات آئی پسند
یہ کہکر منگائے کئی خوان زر
پہن کر وہ پوشاک مردانہ وار
کرو عرض جاکر یہ پیش حضور
لیے ہی کئی خوان چھ از سیم و زر
کہا شاہ نے یہان کہ اے حاجبو
جو تھے خوان پُر گوہر و لعل و زر

کہ مین نے جو چاہا خدا نے دیا
وہان جاکے معمار و مزدور لا
اسی شغل سے اپنا دل شاد کر
کسی سے وہان پر کریا بیان
کیے اُسکے یکجا وہ خویش و عزیز
ملی سب سے با دیدۂ اشکبار
اُسی جا پہ لاکر نصب کر دیا
وہان ایک معمار سردار تھا
بنانے بیابان کے درمیان
کرے سرفراز اور انعام دے
کہ جس جا ہی وہ افسر کاروان
کہ جس جا نصب تھا وہ خیمہ کلان
معنبر زمانے مین معروف ہی
کہ ثانی نہو اُسکا تا روم و چین
خجل رشک سے جسکے رضوان ہوا
کہ وہ اس جہان مین تونگر ہوا
کہ ہو دہر مین باعث نیکوی
کب امکان آبادئ شہریان
کہا اُس سے سنتا ہی ای ہوشمند
چلی لیکے پیش شہ نامور
چلی اسپ تازی پہ ہوکر سوار
کہ اک تاجر آیا ہی از راہ دور
لیے نذر سلطان والا گہر
ہوے پاس جلد اُسکو حاضر کرو
لیے لاکے سلطان کے پیش نظر

خدا کے کرم سے خزانہ بڑا
کہ اگر عمارت بنائین یہان
لو واقف ہین یہ سب تباہ و خراب
اور اک جلد لا جاکے خیمہ کلان
وہ ہمراہ لیکر سبھون کو چلا
یہ کہتی تھی ہر ایک سے دمبدم
لگے رہنے اُسمین سب آرام سے
کہا اُس سے یون ایک تاجر بڑا
جو ہے نوکری کی تجھے آرزو
یہ سنکر سخن وہ ہوا شاد شاد
بہت لیکے مزدور و معمار کو
ہوا حسن بانو سے وہ ہم کلام
کہا حسن بانو نے ای نیک نام
بجا لایا معمار حکم شریف
جب اِس طرز کی وہ عمارت بنی
کہا پھر یہ اُس سے کہ ای کاردان
دیا یہ جواب اُسنے ای نیک ذات
اگر تمکو یہ کار منظور ہی
اسی وقت واللہ جاتی ہون مین
سوا اِسکے طاؤس یاقوت کے
روا رو در بادشاہی پہ جا
نہین آرزو ہی کسی بات کی
یہ سنکر وہ دوڑے گئے شہ کے پاس
گئی جب وہ پیش شہ نامجو
اُسے دیکھ کر شاد شادان ہوا

اسی جا پہ ہی ہاتھ میرے لگا
کرین ایک طیار عالی مکان
انھین جا کر اب تو بلا لا شتاب
کر اِس جا پہ استادہ با عز و شان
دیا حسن بانو سے لاکر ملا
خدا نے تمہارے دکھائے قدم
سدا عیش و لہو و لعب جام سے
فلان جا بیابان مین ہی پڑا
تو چل تجھکو اُسکے کرون روبرو
کہا اُس سے ای مرد والا نہاد
ہوا اُسکے ہمراہ وہ نیک خو
تو بانو نے پوچھا کہ کیا تیرا نام
بنا کوئی اس جا پہ ایسا مقام
بنایا وہان اک مکان لطیف
اُسے دیکھ دلشاد بانو ہوئی
بہت خوب تو نے بنایا مکان
کہی تو نے مجھسے بہت خوب بات
تو شاہ جہان کچھ نہین دور ہی
ابھی شاہ کا حکم لاتی ہون مین
اُٹھا ہاتھ مین اُسنے اپنے لیے
بس اتنا سخن حاجبون سے کہا
اگر ہی تمنا ملاقات کی
مفصل کیا شاہ سے التماس
تو آداب لائی بجا روبرو
بصد مہر اُسکا ثنا خوان ہوا

کہا شہ نے ای سرورِ تاجران
ہی کیا نام آیا کہان سے یہان
مرا باپ تاجر تھا عالی وقار
تجارت وہ کرتا تھا لیل و نہار
گذر میرا اِس شہر مین ناگہان
ہوا تو سنا وصفِ شاہِ جہان
اگر ہوئے اب حکم شاہِ جہان
تو اس جا پہ مین اک بنا کر مکان
مین حال اپنا شہ سے بیان کیا کرون
فرو کش فقط اک بیابان مین ہون
کہون کیا عجب وہ بیابان ہی
نہ آدم ہی جسمین نہ حیوان ہی
یہ سنکر بہت خوش ہوا بادشاہ
لگا کہنے اُس سے کہ ای نیک خواہ
بسا قرب اِس شہر کے شہر جو
تو مین بھی وہان آؤنگا سیر کو
یہ سنکر سخن شاہ شادان ہوا
بہت مہربان ہوکے اُس سے کہا
تو پھر ماہ رو نام شہ نے رکھا
لباسِ شہانہ پھر اُسکو دیا
وہ جسوقت طیار ہوئے تمام
کہ اُس شہر کا شاہ آباد نام
معنبر سے جا کر کہا نزد تر
کہ ہی حکم شاہنشہِ نامور
معنبر نے جسدم یہ پائی خبر
بنانے لگا شہر کو نزد تر
عنایت مرے حال پر کیجئے
مجھے نقد رخصت بھی اب دیجئے
کیا عرض یون ای شہِ نامدار
مہینے مین آؤنگا دو تین بار
پہونچ کر وہان باکمال وقار
معنبر سے کہنے لگی بار بار
بنا دو برس مین وہ شہر کلان
ہوا شاہ آباد نام و نشان
اِسی طور سے ایکدن وہ نگار
برای قدمبوسیِ شہریار
کہا شہ نے اُسکی طرف دیکھکر
مین جاتا ہون اِسوقت مرشد کے گھر
کہا حسن بانو نے ای تاجور
کہان ہی نصیبا مرا اسقدر
جو جاؤن تو دل کو گوارا نہین
مگر حکمِ شہ سے بھی چارا نہین
مگر دل مین کہتی تھی یہ مرد پیر
وہی ہی گیا جسنے مجھکو فقیر
عجب صاحبِ منعم ہی یہ نوجوان
نہین اسکی ثانی کوئی کاروان
اسے کام نیکی کا دن رات ہی
نکو رو نکو خو نکو ذات ہی
نہین میرے صفت اکسیر جوہری کی ہی
صفت اسکی مثلِ لعل و گوہر کی ہی
کہا نام بہرام مشہور ہی
جو اپنے وطن سے بہت دور ہی
جہازِ حیات اُسکا جب غرق ہوا
ہوا غرقِ گردابِ بحرِ فنا
کہ جسنے وہ سب جسکے تمنا ہوئی
مرے دل کو ہر دم قدمبوس کی
رہون تیری خدمت مین شام و پگاہ
سعادت کرون حاصل ای بادشاہ
کیا ہی نصب خیمہ ان مین نے اب
لیے اسمین کرتا ہون مین روز و شب
کرون شہر آباد ای شہریار
بقصدِ زینت و زیب و نقش و نگار
وہ صحرا یہان سے بہت دور ہی
نہین ہمکو یہ بات منظور ہی
کیا عرض یون سب نے مجھکو سعید
کہ ہی یہ ادب سے نہایت بعید
نہین گر کوئی تیرے ای پسر
تو مجھکو سمجھنا بجائے پدر
یہ فرمایا اُس سے کہ ای نیک خو
تو ترتیب کر جا کے اُس شہر کو
ہو جب یہ حکمِ شہِ نامدار
گیا کوئی حاجب سوی مرغزار
کہ غافل نہو بلکہ ہشیار ہو
مرتب کر اب جلد تر شہر کو
کہ اتنے مین وہ دختر کاروان
لگی کہنے ای بادشاہِ جہان
کہا شہ نے پھر ای پسر ماہرو
دکھاویگا کب اپنے دیدار کو
یہ اقرار کر شہ سے رخصت ہوئی
نکل شہر سے راہ صحرا کی لی
کہ اب جلد طیار تو شہر کو
توقف روا رکھ نہ کچھ اسمین تو
وہ ہمراہ جانے لگی شکلِ ماہ
حضورِ شہنشاہِ گیتی پناہ
کہین آتی تھی اپنے گھر سے چلی
کہ رستے مین شہ کی سواری ملی
تجھے گر زیارت کی ہو آرزو
تو آ میرے ہمراہ ای ماہرو
کہ مرشد کی مین اب زیارت کو جان
مرد دین مین دنیا و عقبی کی تو
یہ کہکر ہوئی شاہ کے ہم رکاب
سواری کے ہمراہ پہونچی شتاب
وہان جا کے مرشد سے شہ نے کہا
یہ تاجر جو ہی پاس میرے کھڑا
کسی مین حسینِ جوانی نہین
کوئی خلق مین اِسکا ثانی نہین
یہ سنکر دل مین کہنے لگی وہ نگار
جو کرتا ہی میری صفت شہریار
وہی ہی یہ سلطانِ عالی گہر
کیا شہر سے جسنے مجھکو بدر

کہ اتنے مین مرشد سے شاہ جہان
توہین پیر مرشد کی کیونکر کرون
کیا عرض پھر اُسنے شاہ جہان
مناسب نہین ایسے درویش کو
اجازت جو دے شاہ عالی مقام
دیا پھر یہ دختر نے اُسکو جواب
ہوا ہی یہ احوال اُنسے عیان
بجالا کے آداب اُسنے کہا
ہوا ہی مرا دل بہت تجھسے شاد
تو کیا دیکھتی ہی کہ ویران ہی
تاسف بہت کر کے وہ دلفگار
غرض صفا کرنے لگے وہ مکان
ظروف طلائی مین رکھکر تمام
لیا ایک طاؤس یاقوت کا
وہان سے وہ مردانگی کے لباس
کہا شاہ نے عرض کر اے پسر
ملا ہی جو برزخ کا مجھکو مکان
یہ سنکر وہ رخصت ہوئی شاہ سے
بابا لاؤ تم جا کر اُس پیر کو
گئے لوگ سنتے ہی درویش پاس
یہ سنکر کہا اُس سے کل آؤنگا
سُنا حسن بانو نے جسدم یہ حال
غرض دوسرے دن بوقت سحر
اُسے دیکھکر پھر ہوا وہ ملول
یہ سنکر اُٹھا لیگئے زود تر

لگا کرنے رخصت کا چاہا وہان
دل و جان سے تعظیم منظور کرون
مرا دور تر ہی یہان سے مکان
وہان تک کے جانے کی تکلیف عطا
کرون تمہین عرض کیا مین تمام
کہ اے شاہ شاہان عالی خطاب
کہ برزخ کا ہی ایک عالی مکان
سلامت رہے بادشہ دائما
مین آؤنگا جب تو کرے مجھکو یاد
نہ وہ صورت اُسکی نہ وہ شان ہی
لگی کہنے لوگون سے اپنے پکار
ہوئی وہ زمین غیرت آسمان
روانہ کیا با کمال احتشام
کہ تھا اُسکا ثانی نہین دوسرا
چلی پھر گئی زود تر شہ کے پاس
جو کچھ تجھکو کہنا ہو کہہ زود تر
رہون تمہین اے بادشاہ جہان
گئی اُس حویلی مین پھر جا کے وہ
نہ زنہار تاخیر کو راہ دو
کیا جا کے مرشد سے یون التماس
جو اقرار ہی سب بجا لاؤنگا
ہوئی اپنے دل مین وہ شادان کمال
فقیر آیا مہمان تاجر کے گھر
کیا اُسکو ہرگز نہ اُسنے قبول
نہ رکھی وہ اشیا یہ پیش نظر

لگی کہنے اُسوقت وہ ماہرو
کہا شاہ نے یہ سخن خوب ہی
اگر جا دے درویش اس جا سے وان
ہی برزخ کا اس شہر مین اک مکان
یہ سنکر کہا شاہ نے اے پسر
جو اُس کار دان کو تجھسے ہو شفیق
کہا شہ نے اے تاجر نیک پے
یہ بانو کی سُن گفتگو وہ فقیر
یہ جسدم کہ اُسکو اجازت ملی
جو یہ حال دیکھا تو رونے لگی
کہ اب پاک دہنا اسکو جلدی کرو
وہ بانو گئی واُنسے سونے مکان
پھر آخر وہان سے مہینے کے بعد
سوا اُسکے لیکر بہت مال و زر
کہا یون کہ اے شاہ فرخندہ فال
کہا اُسنے اے شاہ گیتی فروز
کہا شاہ نے اُس سے پھر اے پسر
وہان جا کے سامان عورت کیا
نہ تنہا وہ تشریف لائین یہان
کہ اب آپ تاجر کے گھر کو چلین
انھون نے جو اُسکی زبان سے سُنا
پھر اُسنے وہ سامان عورت کیا
منگا اُسنے طاؤس لعل و زر
کہا اسکو لیجا اُٹھا کر کہین
پھر آخر کو اُسنے منگایا طعام

کہ اے شاہ گر مجھکو دے حکم تو
مرے دل کو واللہ مرغوب ہی
تو تکلیف ہو راہ کے درمیان
وہ ہی ایک مدت سے خالی یہان
ہوئی تجھکو برزخ کی کیونکر خبر
وہ سب میرے آکر ہوے ہین رفیق
تو لے وہ مکان اب تری ارشاد ہی
لگا کہنے یہ بات ہی دلپذیر
گئی اُس حویلی مین فوراً چلی
گہر آنسوؤن کے پرونے لگی
تامل توقف کو مت راہ دو
کیا جا کے سامان عورت وہان
چلی پھر خراسان کو بصد عید
گئی باپ کے گھر مین وہ سیم بر
کیا چاہتا ہون مین کچھ عرض حال
مرے دل مین آتا ہی یون چند روز
سمجھ وہ مکان خاص تو اپنا گھر
یہی حکم لوگون کو اپنے دیا
وہ خادم بھی ہمراہ ہون بیگمان
قدم رنجہ اُس جا پہ اپنا کرین
وہ سب آکے پھر ماہرو سے کہا
کسی نے نہ دیکھا یہ ایسا سُنا
سکھا لاکے سب اُسکے پیش نظر
مرے کام کا ہی یہ ہرگز نہین
کہ کھا کے وہ درویش فرخندہ فام

پہلی خادم اُسکے جو ہمراہ تھے
وہاں سے گیا اپنے گھر کو وہ پیر
کہا سب نے جو آپ فرمائینگے
بہم کر کے آلات دزدی کے سب

وہ سب ملکے ساتھ اُسکے اُٹھ گئے
ہوئے ساتھ اُسکے وہ خادم بھی
اُسے ملکے ہم سب بجا لائینگے
وہ سب دزد یکجا ہو وقت شب

غرض چند لقمے وہ جب کھا چکا
وہاں جا کے یوں ساتھیوں سے کہا
کہا گھر میں تاجر کے ہے مال و زر
ادھر حسن بانو نے مردانگی کا

دیا خوان کو جا بجا اُسنے اُٹھا
کہ کچھ تمسے کہتا ہوں سنلو ذرا
چورا لائیں اُسکو چلو اُسکے گھر
فراہم کیے اپنے گھر بیشمار

دوبارہ دعوت کرنا مرشد شہریار کا اپنے قدیم مکان میں اور اُسی طرح آنا مرشد کا ہمراہ خادموں کے
حسن بانو کے مکان پر شب کو اور گرفتار کر کے لیجانا کوتوال کا اور قتل ہونا مرشد کا حکم شہریار سے



دیا حکم یوں آج تم رات کو
یہاں سے جب اسباب اُٹھا کر چلیں
تو پہونچے یہاں آ کے با احتشام
عسس کو کر آگاہ اِس بات سے
تو اُسنے یہ کیا دیکھتا ہے فقیر
مگر تھا جو طاؤس یاقوت کا
کر آئینے میں تاجر کے سب مرد ماں

حویلی میں سب ملکے یکجا رہے
گرفتار سب ملکے باہر کریں
کرے اپنا ہر سمت سے انتظام
لگے سونے سب رات کو گھات سے
اگر ہیں دام غفلت میں بان اسیر
اُٹھا ہاتھ میں آئینہ لے لیا
عقب اُسکے دوڑے گئے ناگہاں

مسلح رہو اور رہو ہوشیار
عسس سے کہو جا کے یہ بات اب
تو لوگوں نے جا کر عسس سے کہا
کہ لٹتے ہیں درویش با خادمان
غرض سب کا سب باندھ کر مال و زر
وہ اِس کام سے جبکہ فارغ ہوئے
پکڑ کر انھیں راہ کے درمیان

جو دزد آئیں یوں تو نہ تم زینہار
کہ گر شور ہو کچھ بہنگام شب
کہ ہشیار تم شب کو رہنا ذرا
گیا جانب خانۂ میزبان
اُٹھانے لگے لعل و گنج و گہر
سب اسباب لے اپنے گھر کو چلے
لگے کرنے فریاد و شور و فغان

کہ ناگہ عسس بھی یہ پاکر خبر
خبردار بے حکم شاہ جہان
غرض حسن بانو سے آکر کہا
گذر جب گئی شب شہنشاہ کو
سب اسباب چوری گئے گھر مین ڈال
عسس نے یہ کی عرض ای نیکنام
گرفتار کر سب کو لایا ہون مین
کہا یون شہنشاہ نے ای پسر
ولیکن کہین آگیا کوتوال
اب ان چورون کو آپ بلوائیے
یہ سنتے ہی لایا انھین کوتوال
یہ ہی چور آگے جو سب کے کھڑا
ذرا غور کر کے اُسے دیکھ لو
اُسے دیکھ کہنے لگا بادشاہ
عسس نے اسی وقت سب گٹھریان
جو درویش کی اُسنے کھولی کمر
بد اندیش بدکیش بدکار ہے
اسے لیکے سولی پہ اب کھینچ دے
تو بولی وہ برزخ کی دختِ نیک
اسی کے سبب سے ہوا حال اِس
مین اللہ ناحق مین لوٹی گئی
جو نکلے مرا مال سب اسکے گھر
جو اسباب برزخ کی دختر کا ہو
تو برزخ کی دختر نے سب پالیا زر
کہا اُس سے پھر دخت میری ہے تو

برنگ صبا پہونچا وان وہ تو
نہ چورون کو گزرا تھا گمان
جو گذرا تھا چورون کا سب ماجرا
ہوا تخت زرین پہ گیتی فروز
ہوا جا کے حاضر وہان کوتوال
سلامت خدا تجھکو رکھے مدام
در بادشاہی پہ آیا ہون مین
کہ کیا شب کو چوری ہی حلی گئی
لیا چھین سب اُسنے چورون سے مال
سب اسباب چوری کا منگوائیے
کیا لا کے موجود چوری کا مال
نگہ ہے مرا مرشد رہنما
ہمشکل اُسکے کوئی اور ہو
یہ مرشد مرا ہے سراپا گناہ
جو کھولین تو نکلا زر بیکران
زمرد کا طاؤس آیا نظر
بڑا ہی زمانے کا مکار ہے
کہ پھر نا روا نہ کوئی کرے
ہوئی ہین اسی کے سبب سے فقیر
نہ شنوائی کی آپنے زینہار
مری اسمین تقصیر کچھ بھی نہ تھی
تو سمجھا مجھے جان ای تاجور
ابھی لاکر اُسکے حوالے کرو
کیا لیکے نذر شہ دادگر
تری راست واللہ ہے گفتگو

گرفتار چورون کو آکر کیا
طلب تجھسے جسدم کرے بادشاہ
یہ سنکر خبر خوش ہوئی وہ نگار
گیا شاہ گردون فر جب بار عام
کہا اس سے شہ نے کہ جلدی بتا
مین نکلا تھا شب گشت کو ناگہان
یہی روبکاری تھی پیش حضور
کیا عرض اُسنے کہ ای تاجور
اور ان نابکارون کو بھی وہ باندھ کر
عسس سے یہ پھر بادشہ نے کہا
جب آئے شہنشاہ کے روبرو
کہا حسن بانو نے شاہنشہا
وہ سنتے ہی لائے اُسے روبرو
کہا پھر شہ نے کہ ای کوتوال
کمر کا جو کھولا گیا اُسکے بند
تعجب مین آکر بہت شہریار
کیا اسنے گمراہ عالم کو آہ
کیا پھر عسس نے نہ خوف و خطر
مرے گھر مین آکر یہی نابکار
اسی کے سبب میرا گھر لوٹ کر
عدالت کو اب کام فرمائیے
ہوا اسطرح حکم شاہ جہان
کیا جاکے کندہ جو لوگون نے گھر
اُسے دیکھکر شاہ حیران ہوا
کیا عرض پھر اُسنے ای شہریار

تو لوگون نے یون پھر عسس سے کہا
تو لیجا تو اُنکو پہ پیش نگاہ
دیا اپنے لوگون کو زر بیشمار
ہوئے حاضر ارکان دولت تمام
یہان شب کو گیا شہر مین شور تھا
نظر آ گئے یہ چور مجھکو وہان
کہ پہونچا وہان تاجر باشعور
چُرا لیگئے چور سب مال و زر
پکڑ لیگیا رات کو اپنے گھر
کہ تو زود دختر جلا کے چورون کو لا
تو کہنے لگا شاہ فرخندہ خو
بُلا اِسکو نزدیک بہرِ خدا
ہوا جبکہ وہ شاہ کے روبرو
دکھا لا کے سب مجھکو چوری کا مال
تو ہر ایک کے پاس نکلی کمند
لگا کہنے سب سے کہ یہ نابکار
یہ اب لائق دار ہے روسیاہ
دیا کھینچ درویش کو دار پر
چُرا لیگیا مال و زر بیشمار
کیا شہر سے مجھکو شہ نے بدر
ذرا اسکے گھر کو تو کھدوائیے
ابھی جاکے کھودو سب اسکا مکان
تو برزخ کا نکلا بہت مال و زر
بہت اپنے دل مین پشیمان ہوا
رہے تیرا عالم مین عز و وقار

بیابان میں میں نے بنایا ہے گھر
بسایا ہے اُسجا پہ شہرِ کلان
کہوں کیا وہاں ہے بہت سیم و زر
کہا شہ نے اس سے نہ ہو تو ملول
یہ سنکر سخن شہ سے رخصت ہوئی
غرض بعد دو روز کے بادشاہ
سواری میں اُسکے ہوا اژدحام
بجا لائی آداب دستور سے
بٹھا کر شہنشاہ کو تخت پر
اُنھیں دیکھ کر خوش ہوا تاجور
کیا لب بھرا اُسمیں تھا سیم و زر
یہ سنکر سخن شاہ شادان ہوا
سنا جب وزیروں نے یہ شاہ سے
وزیروں نے جا کر کیا آشکار
ہراسان ہوئی دخترِ کاردان
شہنشہ نے دیکھا جو اُسکو حزین
مجھے حکم لینے کا ہرگز نہیں
رہا سات دن تک وہاں شہریار
مرتب کرون ایک مہمان سرا
ہوئی جب کہ طیار مہمان سرا
بلا کر اُسے پھر بوقت پگاہ
سخاوت کا شہرہ ہوا دہر میں

بہت صرف اُسمیں کیا سیم و زر
ترے نام کا اے شہِ خسروان
کرون اُسکو حضرت کے پیش نظر
کیا تیرے کہنے کو مین نے قبول
خراسان سے اپنے وہ گھر کو گئی
چلا اپنے گھر سے بصد عز و جاہ
چلے اُسکے ہمراہ سب خاص و عام
ادب سے قرینے سے اور دور سے
کیے پیش کش لا کے لعل و گہر
پذیرا کیا سب وہ لعل و گہر
ہزارون تھے یاقوت لعل و گہر
وزیرون کو بلوا کے اپنے کہا
تو چاہا نکالیں اُسے چاہ سے
سب احوال پیشِ شہِ نامدار
کہ آوے نہ پھر آفت ناگہان
کہا جاے اندیشہ ہرگز نہین
خدا نے دیا تجھکو زیر زمین
گیا پھر خراسان کو وہ نامدار
فرح بخش دلہاے خلق خدا
مسافر ہر اک جا سے آنے لگا
وہ دیتی تھی پوشاک و زاد راہ
لگا ہونے چرچا ہر اک شہر مین

بنی وہ عمارت خوش اسلوب ہے
وہان آپ تشریف گر لے چلین
وہان سے اُسے پار کروایئے
وہ اک روز کے بعد مین آؤنگا
کیا شہر کو ایسا آئینہ بند
خبر شہ کے آنے کی پا کر سحر
جو پہونچی شہنشہ کے نزدیک تر
سواری کا کرتی ہوئی اہتمام
جو طاؤس یاقوت کے پاس تھا
دکھا کے پھر اُس شاہ کو ہفت چاہ
کہا حسن بانو نے سب لیجیے
کہ یہ جو خزانہ ہے اسکو ابھی
تو ڈسنگے اژدہائے کلان
یہ سُنکر خبر شاہ حیران ہوا
کہا حسن بانو نے شاہِ زمن
یہ تیرے ہی قسمت کا ہے مال و زر
یہ ہے بخشش پاک پروردگار
بجا لا کے شکرِ خداوندگار
کہ جس سے مسافر کو آرام ہے
وہ کرتی تھی ہر اک کی عزت مدام
مسافر جو آرام پانے لگے
ہزارون ہی محتاج آنے لگے

بہت خوب ہے دل کو مرغوب ہے
نہایت کرم مجھ پہ اپنا کرین
اُٹھا کر یہان اسکو لے آیئے
ترے گھر مین اے دخترِ مہ لقا
کہ آیا وہ ہر اک کے دل کو پسند
چلی پیشوائی کو وہ سیمبر
توفی الفور گھوڑے سے اپنے اُتر
گئی لیکے گھر تک بصد احتشام
کیے لا کے سب پیشکش شاہ کے
بہت خوش ہوا دیکھ کر بادشاہ
خزانے مین داخل اسے کیجیے
اُٹھا لیچلو یار کر کے سبھی
نکلنے لگا منہ سے اُنکے دھوان
بہت اپنے دل مین پشیمان ہوا
کیا مین نے اس جا پہ اپنا یقین
اگر لون مین اسکو تو ہو مجھکو ضرر
نہ تجھسے کوئی لے سکے زینہار
لگی کہنے وہ دختر ہوشیار
مرا ہفت اقلیم مین نام ہو
جو ہوتا تھا وارد وہان وقت شام
ہر اک سمت سے آنے جانے لگے
بہت سیم و زر اُس سے پانے لگے

وہ تھی حُسن مین غیرتِ مہر و ماہ
کہ شاہون کو بھی دل سے تھی اسکی چاہ

بھیجنا شاہزادۂ خوارزم کا مصور کو واسطے لانے تصویر حسن بانو کے اور عاشق ہو کر گھر سے نکلنا عشقِ تصویر مین

پلا ساقیا مے کے دو ایک جام
تھا اقلیم خوارزم کا تاجور
سنا ناگہاں حسن بانو کا حال
ہر اس شہر مین دخترِ کاروان
کسی طور سے اسکی تصویر لا
کئی روز کے بعد پہونچا وہان
تواضع سے اسکو کیا شادمان
کہا اسنے میری تمنا ہے یون

کہ بر آئین دل کی مرادین تمام
پسر ایک رکھتا تھا صاحب ہنر
ہوا اسکا مشتاق وہ خوش خصال
بنایا ہے اسنے وہان اک مکان
مری چشم حیران کو لا کر دکھا
کہ تھا حسن بانو کا جس جا مکان
گئے لیکے پھر تھی وہ بانو جہان
کہ مین تیری خدمت مین ہر دم رہون

نقش کا آیا ہے اب دل پہ تاب
فصاحت بلاغت مین تھا بے مثال
مصور کو بلوا کے اسنے کہا
اور اس دخت کا حسن بانو ہے نام
یہ سنکر مصور بہت شاد ہو
جو مردم وہان اسکے مامور تھے
تو دے حسن بانو نے پوشاک زر
کرون نوکری تیری لیل و نہار

لکھون داستان عشق کی بے قرار
بہت خوبرو تھا وہ صاحب کمال
کہ تو یان سے اب شاہ آباد جا
وہ ہے حسن مین شہرۂ خاص و عام
گیا زود تر شاہ آباد کو
و مہمان سرا مین اسے لے گئے
کیا اسکو رخصت اب کر و فر
رہون تیری خدمت مین بندہ وار

تصویر کھینچنا مصور کا حسن بانو کی طشت مین



کہا حسن بانو نے تب لا مجھے
نو لون کھینچ تصویر مین بے درنگ

کہ فن کونسا آتا ہے آخر تجھے
کہ ہم شکل اسکی ہو بے ریب رنگ

کہا مجھ مین وہ فن ہے ای ذی وقار
کہا حسن بانو نے ای دل فروز

اگر ہووے پردہ سے مین کبھی نگار
قیام اس جگہ کر تو اب چند روز

یہ سنکر مصور ہوا شادمان
کہا اُسنے ای بانوے نیکنام
وہان ست نگہ کر تو ای مہ لقا
مصور سے اُسنے سنا جب یہ حال
جو عکس اسکا پانی مین آیا نظر
سوا اُسکے تصویر اور آنکر
وہ بعد اُسکے پھر آگے حاضر ہوا
دیا زر اُسے اور کیا سرفراز
مین جاؤن یہان سے سب تو وطن
پہونچکر وہ شہزادے سے آملا
سر بسر حال غفلت سے منہ موڑکر
اُسی کے تصور مین اور یاد مین
بیجان سے حدو خشندہ اُسکی تمام
تو اُسنے زر سرخ اُسکو دیا
مین ہون تیرا مشتاق دیدار کا
ہین اقلیم خوارزم کا شاہ ہون
مین ہون شہزادہ نادان دل درد سے
نہ کر اپنے نزدیک سے دور تو
یہان سے چلا جا تو اب اپنے گھر
کہا شاہزادے نے اے نیک خو
جو عاشق ہین منہ موڑتے ہی نہین
کہا اُس سے بانو نے ہی یہ محال
کہا شاہزادے نے کیا ہین سوال
کہ دیکھا ہی مین نے جسے دوبدو
وہ ہی کون اور اُسکا کیا حال ہی

لگا رہنے خدمت مین جان و دل سے
کھڑی ہو تو یہ جا کے بالاے بام
پڑیگا ترا عکس پانی مین جا
ہوئی اپنے دل مین وہ شاداں کمال
تو تصویر کھینچی وہین زود تر
اُسی شکل کی کھینچی باآب زر
خوشی سے در حسن بانو پہ آ
کہی پھر اُسے کچھ نہ دنیا مین غم
تو لے آؤن پانچ زن زرد و
اُسے دیکھ شہزادہ شادان ہوا
چلا سلطنت اپنی وہ چھوڑکر
گیا وہ پہونچ شاہ آباد مین
تکلف سے لاکر کھلایا طعام
پھر اُسکو بہ اعزاز رخصت کیا
نہین اور کچھ ہی مرا مدعا
خداوند نعمت ہون فقیر بیچارہ ہون
نہین کام کچھ دین ایمان سے
بچھڑون نہ تا آدر مین کو ہکو
مرے ساتھ بیہودہ گوئی نہ کر
ترے عشق مین مجھ پہ جو ہو سو ہو
دریغ اپنی جان سے وہ کرتے نہین
تو رکھ دور دل سے یہ اپنا خیال
کہا اُس سے یہ ہی سوال محال
اُسے دیکھنے کی ہی پھر آرزو
کہ اُسکے زبان سے یہی قال ہی

کہا حسن بانو نے ای نیک خو
اور اک طشت پانی سے لبریز کر
مین اُس عکس کو دیکھلا کر نظر
تو ظرف ایک پانی کا بھیجی وہان
پھر آیا مصور بجاے قیام
رکھا پھر اُسے پاس اپنے چھپا
کیا اُسکی تصویر کو روبرو
کیا عرض پھر اُسنے ای ماہرو
کیا حسن بانو نے رخصت اُسے
جو تصویر دیکھی تو غش آگیا
کسی سے نہ احوال ظاہر کیا
جو تھے حسن بانو کے عاشق وہان
برو خور دگر اُسکو ہمراہ لے
کہا شاہزادے نے ای ماہرو
جدا آپ سے گر نہ ای ماہرو
نہین چاہیے مجھکو سیم و زر
ترے عشق مین سلطنت چھوڑکر
یہ سنکر کہا اُسنے دیوانہ ہی
تباہی ہون مین تجھکو دی اضطراب
برای خدا کھینچ کر جلد تیغ
رہیگا یہ جب تک کہ دم مین دم
سوال اب یہ گر بجالائے تو
کہ کہتا ہی رو رو کے یون بار بار
تو اب جا کے لا اُسکی پہلے خبر
کہا شاہزادے نے بتلا پتا

مری شکل کسطرح کھینچیگا تو
رکھا جا میرے وہ پیش نظر
اُتاروں گا تصویر ای سیمبر
ہوئی آپ کو تجھے یہ جلوہ کنان
تو تصویر پر غور کرکے تمام
کہ تا ہو نہ آگاہ وہ دلربا
ہوئی دیکھکر شاد وہ ماہرو
خوشی سے کہے مجھکو رخصت جو تو
مصور روانہ ہوا شہر سے
بڑا دیر تک پھر زمین پہ پڑا
نکل شہر سے اپنے تنہا چلا
سمجھا اُسکو سب آشنا پاس مہمان
گئے حسن بانو کے آگے چلے
نہ جاؤنگا مین یان سے مت کہہ یہ تو
مجھے رکھ اب اپنی غلامی مین تو
نہین مجھکو پروا ے لعل و گہر
گدا ہوکے پہونچا ہون یان بیخطر
تمیز و خرد سے تو بیگانہ ہی
کریگا نہ اُسکو تو ہوگا خراب
مجھے قتل کر ای صنم بیدریغ
نہ چھوڑون گا زنہار تیرے قدم
تو بر آسکے دل کی ترے آرزو
بیابان مین کوئی لیل و نہار
کہی جاے پھر تجھسے شرط دگر
تو یہ شرط مین لاؤن تیری بجا

کہا مجھکو معلوم ہوتا اگر | تو خود ہی منگاتی مین اُسکی خبر
کہا شاہزادے نے اے بے نشان | یہان سے نکل کر مین جاؤن کہان
یہ سنکر کہا اُسنے اے خستہ حال | نہ اب پھیر ملنے کا کرنا خیال
کہا اُسنے مین اب کہان جاؤنگا | اسی آستانے پہ مر جاؤنگا
وہ بولی کہ بے لائے اُسکی خبر | کیا جائیگا شہر سے تو بدر
کہا تن بہ تقدیر اب جاؤنگا | خبر سال بھر بعد مین لاؤنگا
تو بانو نے اُسکو کھلایا طعام | یہ پوچھا کہ بتلا وطن اور نام
وہ بولا کہ ہے نام شامی منیر | وطن میرا خوارزم مین دلپذیر
یہ سن حسن بانو نے رخصت کیا | اور اک سال کا خرچ اُسکو دیا
غرض شاہزادہ وہان سے چلا | تجسس مین کوہ و بیابان پھرا
کہین پر نہ کچھ جب کہ پایا نشان | تو صحرا مین رو رو کیا یہ بیان
نہ حاصل ہوا گوہر مدعا | مقدر مین تھا کیا یہی لکھا
کہ جس سے نہ حاصل ہو میری مراد | پھرون دشت مین صورت گردباد
بیابان مین روتا ہوا زار زار | وہ پھرتا تھا ہر سمت لیل و نہار
یمن کی حوالی مین زیر شجر | گیا بیٹھ شہزادہ نامور
کہین آگیا حاتم نامدار | اسی سمت کو وہ برائے شکار

مجبور ہوکر جانا شامی منیر شاہزادیکا واسطے تلاش سوال حسن بانو کے اور پریشان وار بیابان شہر یمن مین پہونچکر ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر رونا اور حسب اتفاق اُسی سمت سے آجانا حاتم کا اور مددگار ہونا شہزادے کا



تو کیا دیکھتا ہے کہ اک نوجوان | بزیر شجر کر رہا ہے فغان
کہا اُس سے حاتم نے ہو دلفگار | ہے کسواسطے تو یہان بیقرار
تجھے کیا ہے بیماری مجھکو بتا | مرض کی ترے تا کرون مین دوا
کہا اُسنے حاتم سے مرد خدا | کہون کیا مرا درد ہے لادوا
نہین از طفیل خداوندگار | کسی سے نہ بہ ہو سکے زینہار
لگا کہنے حاتم نہ کر اب ہراس | بجا رکھ تو سب اپنے ہوش و حواس

ترے واسطے جان مین اپنی دلن
یہ سنکر سخن اُسنے پھر رو دیا
کہا اُس سے حاتم نے ای دلفگار
یہ کہکر اُسے ساتھ اپنے لیا
پھر اُس سے کہا مین مددگار ہون
وہ کہتی ہی اب مجھسے یون برملا
ادا ہون نہ جب تک سوال اُسکے سات
کرون مین نہ جبتک ترا کام ہو
مرے پیش آیا ہی کار ضرور
کسی کو نہ یہ بات معلوم ہو
تو اس حسن بانو کے آدم وہین
زر سرخ و پوشاک بھی زرد تر
مین واللہ محتاج زر کا نہین
کسی نے کہا حسن بانو سے جا

مگر تیری مشکل کو آسان کرون
دکھائی وہ تصویر بانو کی لا
تو کر جمع خاطر نہو بیقرار
وہان سے بسوی یمن پھر گیا
ترا کام کرنے کو طیار ہون
خبر سات باتون کی لو جا لا
سنے گی نہ مطلق کوئی میری بات
ترا کام ہو اور مرا نام ہو
یمن جاتا ہون اس ملک سے اپنے دور
کہ حاتم گیا چھوڑ کر شہر کو
لے آئے سرا مین بصد زیب و زین
کیا لا کے اُسکے حضور نظر
مرے پاس کیا گنج و گوہر نہین
کہ حاتم نہین زر کو چھوتا ذرا

تبہ تو مجھے تیرا کیا حال ہی
کہا دل سے مین اسکا مشتاق ہون
اگر ہی مددگار پروردگار
وہان جا کے اُسکی مدارات کی
لگا کہنے یون اُس سے شامی منیر
کہ تا مین تجھے شوہر اپنا کرون
کہا اُس سے حاتم نے ای خوش خصال
ندیمون کو بلوا کے اپنے کہا
ہمیشہ مسافر کی لینا خبر
غرض حسن بانو کی وہ یاد مین
اُسی اپنے آئین و دستور سے
اُسے دیکھ کر حاتم نامدار
نہین کام مجھکو زر و مال سے
کہا اُسنے لاؤ مرے روبرو

کہ جس غم سے دل تیرا پامال ہی
کہ اب زور طاقت سے مین طاق ہون
کرون پہلے تیرا سر انجام کار
ضیافت لگا کرنے دن رات کی
مین ہون دام مین جس صنم کے اسیر
نہ اس عہد و پیمان لیے پھرون
بجالاؤن مین اُسکے ساتون سوال
کہ ای نیک مردان اہل وفا
مرے بعد ہر روز شام و سحر
گئے پھر پہونچ شاہ آباد مین
تواضع لطافت سے کرنے لگے
لگا کہنے ہر اک سے یون بار بار
نہین اسقدر خواہش زر مجھے
تو معلوم ہوا اسکی سب گفتگو

جانا حاتم کا پاس حسن بانو کے بہ اتفاق شاہزادے شامی منیر کے اور سوال الجواب کا ہونا فیمابین دونون کے



یہ سنتے ہی سب لے کے حاتم کو دواں
جہاں حسن بانو تھی جلوہ کناں
دیا ایک پردہ وہاں کھڑا ڈال
تو بیٹھی پس پردہ وہ مہ جمال

لگی کہنے حاتم سے وہ دلربا
نہ لینے کا اس زر کے باعث کہا
کہا پھر یہ حاتم نے ای ماہرو
مجھے زر کی ہرگز نہیں جستجو

مگر حسن کی تیرے سنکر خبر
یمن سے میں آیا ہوں اب بے خبر
اگر بات میری سنے تو تمام
تو اس زر کو لوں اور کھاؤں طعام

وگرنہ میں بھوکا پیاسا رہوں
یہاں سے کسی سمت کی راہ لوں
کہا اسنے کیا تجھکو درکار ہے
وہ بتلا مجھے کون سا کار ہے

کہا پھر یہ حاتم نے ای مہ لقا
دکھا غیرت مہر چہرہ ذرا
تو بعد اسکے جو کچھ کہے سو کروں
نہ اس قول سے اپنے ہرگز پھروں

کہا حسن بانو نے ای خوش خصال
بجا لائے جو میرے سات ہیں سوال
تو اپنا جمال اسکو دکھلاؤں میں
کہے مجھ سے جو کچھ بجا لاؤں میں

سنا جبکہ حاتم نے اسکا کلام
کہا اس سے ای بانوئے نیک نام
ترا قول میں نے پذیرا کیا
یہ سب بار اب اپنے سر لیا

ولیکن یہ ہے اب مناسب تجھے
گواہ لے اسکے دو ایک کر دے مجھے
مطالب لے اسنے فورا کیے پھر گواہ
ہوا ہی دلائی بہ آئین راہ

تو بعد اسکے حاتم نے کھایا طعام
ملکزادے کو بھی کھلایا طعام
کہا حسن بانو نے ای نیک نام
بجا لا یہ میرا ابھی پہلا کام

کوئی شخص کہتا ہے یوں بار بار
بیابان میں رو رو کے لیل و نہار
جسے دیکھا یکبار ہے دو بدو
اسے دیکھنے کی ہے پھر آرزو

خبر اسکی اب جاکے تو جلد لا
سب احوال پھر آکے مجھ سے بتا
اگر لائے تو جاکے اسکی خبر
کہیں جائے پھر تجھ سے [illegible]

کہا پھر یہ حاتم نے ای ماہرو
جو یہ شخص بیٹھا ہے اب روبرو
برادر ہے میرا یہ شامی منیر
رہیگا اسی شہر میں ناگزیر

خبر گیری اسکی ہے تجھکو ضرور
گر اقرار اسکا تو ہے پر حضور
خبردار تو اسکو جانا نہ بھول
کہا اسنے بہتر مجھے ہے قبول

یہ کہکر وہ رخصت ہوا نامدار
چلا سمت صحرا کے ہو کر سوار
کہا شاہزادے سے ای مہرباں
توقف کر اس جا پہ تو بیگماں

اگر ہے مددگار دیاور خدا
تو میں زودتر تجھ سے ملتا ہوں آ

پہلا سوال حاتم کے جانے کا اور پہلی شرط بجا لانے کا

پلا ساقیا جام مے مشکبو
تو مطلب کی اپنے کو ہوں جستجو
کہ درپیش ہے ایک کار محال
ہے کرنا مجھے ایک پورا سوال

وہ حاتم جو ہے کہکے رخصت ہوا
گیا پھر کسی سمت کو وہ چلا
مگر دل میں کہتا تھا یوں بار بار
میں جاؤں کدھر پاک پروردگار

کمر باندھکر میں براہ خدا
چلا ہوں کے ہو خیر کا کچھ بھلا
غرض چلتے چلتے کہیں ناگہاں
وہ پہونچا بیابان کے درمیاں

کہوں کیا عجب وہ بیابان تھا
نہ انسان تھا اسجا نہ حیوان تھا
وہ حاتم جو جاتا تھا ان شیر گیر
تو دیکھا کہ اک گرگ ازبس دلیر

پکڑنے کو ہرنی کے دوڑا ہوا
بیابان میں مانند باد صبا
اسے دیکھ حاتم نے غوغا کیا
کہ کیا کام کرتا ہے ای نامزا

یہ مادہ ہے ای نامزا بچہ دار
اسے اب برای خدا تو نہ مار
ٹپکتا ہے اب اسکے پستان سے شیر
نہ کر اسکو زنہار ظالم اسیر

یہ سنکر سخن وہ تحیر میں آ
لگا کہنے حاتم سے مرد خدا
اگر تو نے مجھ سے بچایا اسے
مرے ہات سے اب چھڑایا اسے

تجھے حال پر اسکے رحم آگیا
کہ یہی ہے ہاتھوں سے میری غذا
بہت گرسنہ میں ہوں اسجا کھڑا
بھلا کیا میں کھاؤں یہ مجھکو بتا

مرے کھانے کی فکر کچھ کیجیے
جو کچھ ہو سکے مجھکو اب دیجیے
کہا اس سے حاتم نے بتلا مجھے
جو کچھ تجھکو درکار ہو مجھ سے لے

کہا اُسنے ہی گوشت میری غذا
شہزین کا کیا گوشت اُسنے لیا
چھری اپنی حاتم نے اُسدم نکال
تجھے نیک نامی کی ہی جستجو
کہا گرگ نے ای سخاوت نشان
سخاوت شجاعت مین تو فرد ہی
ترا لطف انسان و حیوان پر
ترا نام دنیا مین مشہور ہی
ترے خلق کا خلق مین نام ہی
وہ اب حسن بانو پہ عاشق ہوا
یہ ہی حسن بانو کا اُس سے سوال
اسی فکر مین اب وہ بیتاب ہی
بتاؤن مین کیا تجھسے ساتونکی کہانی
جسے مین نے دیکھا ہی بس اک نظر
ولیکن نہین اُسکا ملتا پتا
کہا گرگ نے اُس سے ای نوجوان
وہ پھرتا ہی اُسجا پہ لیل و نہار
کہا اُسنے ای حاتم نامجو
وہان سے رہ دشت چپ چھوڑ کر
وہان جاکے تیرا بفضل خدا
چلا وان سے پھر حاتم نیک پی
گرا وہ زمین پر بزیر شجر
تو کیا دیکھتا ہی کہ اک نوجوان
لیا جا ہی بیابان سے راہ فرار
بہت سا اُٹھا کر یہ رنج و تعب

سوا اسکے مین تجھکو بتلاؤن کیا
کہا کاٹ کر دے تو ای ہوشمند
دیا کاٹ کر گوشت اُسکے آگے ڈال
یہ معلوم ہوتا ہی حاتم ہی تو
ترا حال مجھ پر ہوا ہی عیان
نہین تجھسا کوئی جوانمرد ہی
ہی یکسان ہمیشہ ہر اک جان پر
تری وصف مین عقل مجبور ہی
تجھے یان کے آنے سے کیا کام ہی
بر آیا نہ پر اُسکا کچھ مدعا
بجا لاوے سات شرطین محال
بہت روز سے ہی خور و خواب چھوڑ
ہی اُن مین سے یہ ایک پہلا سوال
تمنا ہی دیکھون مین یک بار دگر
کہتا تھا مین پھرتا ہون اب جا بجا
مین دیتا ہون اُسکا تجھکو نشان
یہی بات کہتا ہی ہر دم پکار
یہان سے تو جاتا ہی جس سمت کو
تو پھر جانب راست کر تا سفر
بر آویگا بیشک یہ سب مدعا
غرض اُسنے تھوڑی سی کی راہ طی
کہ اُس جا پہ تھا ایک گل کا گھر
شجر کے تلے کر رہا ہی فغان
کسی طرح ہوگی نہ صحبت برار
ہو یا اکے جنگل کو جاتا ہی اب

کہا پھر یہ حاتم نے اُس گرگ سے
تو غیبت سے آسودہ ہوتا نہین
غرض سیر ہو کر وہ جب کھا چکا
کہا پھر یہ حاتم سے بتلا اب مجھے
سخاوت مین جیسا ہی تو نامدار
مگر تو نے باندھی ہی راہ خدا
اسی کے سبب سے ہوا آشکار
مگر تو بتا مجھکو ای نوجوان
کہا اُس سے حاتم نے ای گرگ پیر
تو مایوس ہوکر ہوا وہ فقیر
تو ہو مجھسے سب یہ احوال حسب
برای خدا مین نے باندھی کمر
کوئی شخص کہتا ہی یون روز و شب
اری ستمگر تو یمن سے نکل
اسی کے تردد مین حیران ہون
کہ دشت ہویدا مین کی جستجو
کہا پھر یہ حاتم نے وے تو بتا
دور یا یہان سے ہی نزدیک
اسی راہ دشت ہویدا مین تو
دعائین بہت دیکے سب رنی چلی
زبس زخم کی تھی جو تکلیف و درد
گیا تھا وہ بہر تلاش طعام
کہا اُسکی مادہ نے اُس سے وہان
کہا پھر یہ نر نے کہ ای نیک بخت
کرے تا خبر اُسکی جلدی حصول

مرا گوشت جس جا کا چاہے تو لے
خوشی سے گھر اپنے چلا جاؤن مین
ثنا خوان ہوا اور یہ اُسنے کہا
مرا نام کسنے بتایا تجھے
یہان مین نہین دوسرا زینہار
نہین تیرا ثانی کوئی دوسرا
کہ بیشک ہی تو حاتم نامدار
یمن سے تو آیا ہی اب کیون یہان
ہی شہزادہ اک نام شامی منیر
وہ پھرتا ہی مثل گدایان فقیر
کر اون مین تجھسے سو سرین سوال
کہ لاؤن مین ساتون کی جا کی خبر
بیابان مین رو رو کے باصد تعب
یہان تک مین پہونچا ہون اُس سے محل
پریشان ہون اور پشیمان ہون
کوئی شخص اچھا یہ ہی نیک خو
مفصل بیان اس راہ کا سب پتا
وہ آئیگا کل صبح تجھکو نظر
بہت جلد پہونچیگا ای نیک خو
اور اُس گرگ نے بھی وہین راہ لی
وہین کھینچ کر دل سے اک آہ سرد
گھر اپنے جو آیا بہنگام شام
کہ یہ آدمی زاد آیا کہان
یہ حاتم پڑا ہی بزیر درخت
مگر درد سے اپنے ہی یہ ملول

کہا اسکی مادہ نے سن اب مجھے
اٹھاتا ہوا راہ کا رنج سخت
کہا اُسسے نر نے یہ عالی صفات
شہر پا کے اُسکے ہوتا ہے رنج کا
اسے دیکھکر اسکو رحم آگیا
اُسی درد سے اب یہ بیتاب ہے
جو بہر خدا غیر کے واسطے
رہے گرچہ یہی حال اس مرد کا
کہیں جا کے کوئی دوا ایسی لا
علاج اسکا البتہ ہو وا کا کام
اگر جاؤں میں تا بہ ماژندران
کہا اُسنے وہ مرغ ہے خوشنما
وہ کرتا ہے رقص و تماشا مدام
کہا نر سے مادہ نے اے میری جان
تو میں جا کے لاؤں سر اس مرغ کا
تو جا یاں سے ماژندران کو چلا
یہ سنتا تھا باتیں تو حاتم سبھی
تو پہونچا وہاں تا بسر درد تر
پھر آسینہ وعدہ پہونچا وہاں
وہیں سے کہ لیے بہت زور کر
اٹھنے ہی اسکے ہوا درد دور
مگر تو نے یہ بات بہتر نہ کی
تو حاتم لگا کہنے اب اے شغال
یہ سنکر سخن پھر وہ بولا شغال
اگر ہے مددگار میرا غفور

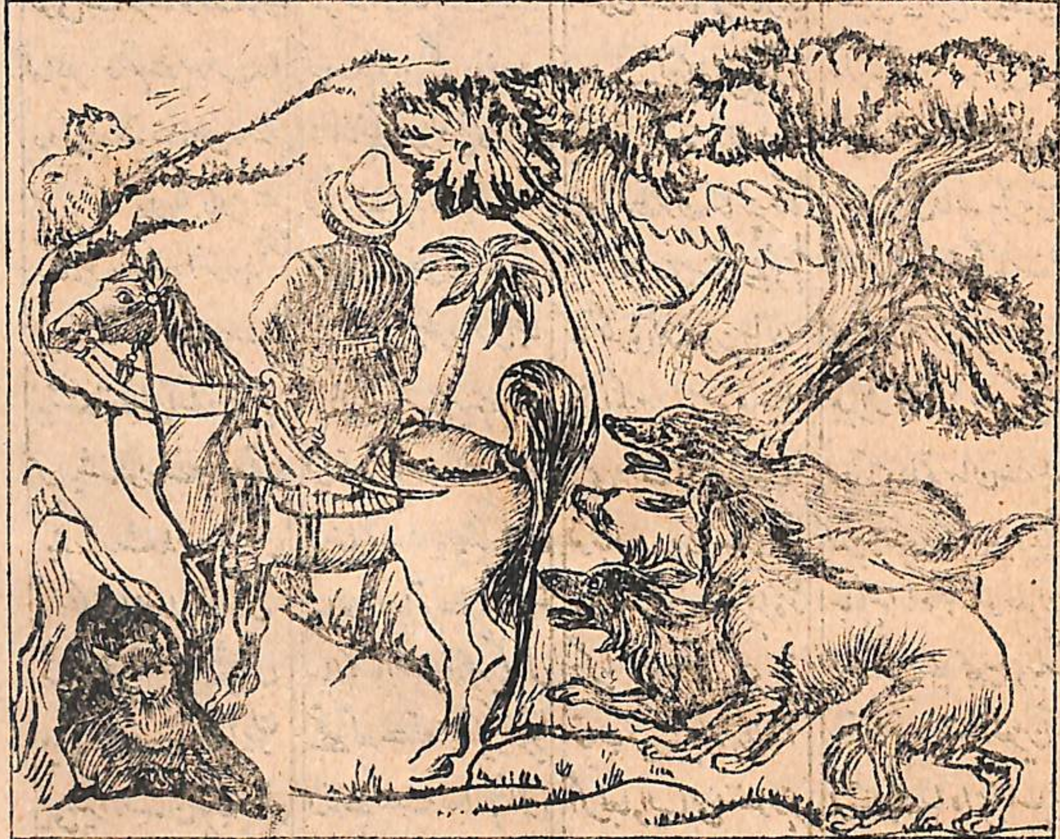
یہ معلوم کیونکر ہوا ہے تجھے
پڑیگا یہاں آکے زیر درخت
یمن کی ولایت کا ہے تاجدار
نہیں آنے دیتا ہے اُسپر بلا
چھوڑا اُسسے ہرنی کو اسنے لیا
تڑپتا ہے دور آنکھ سے خواب ہے
نہ زیر فلک جان کو ہی دے
تو مر کر نہ جائیگا اس سے بلا
کہ حاصل ہو جس سے اب اسکو شفا
تو صحت ہو اسکو ابھی شاد کام
تو لاؤں میں اس مرغ کو بیگمان
کروں کیا بیان اُسکا میں ماجرا
ہر اک جا پہ رہتا ہے وہ خوشخرام
اُسے لا سکے کون ای بھیے یہاں
کہ ہو جس سے حاتم کو جلدی شفا
وہاں سے سر اُس مرغ کا جلد لا
مگر اسکو لینے کی طاقت تھی
کسی ڈھب سے اس مرغ تک لیکے
تھا جس جا پہ رہنے کا اسکے مکان
دیا توڑ یکبار اُسنے وہ سر
ہوا دل کو حاتم کے فورا اثر
کہ میرے لیے غیر کی جان لی
کہ پہونچی اب مجھ سے تجھے راحت کمال
کہ ہے میرے اوپر مصیبت کمال
تو میں اُسکو واللہ نہ ماروں گا ہیچ

وہ بولا انہیں کو یونہی دی تھی خبر
کہا پھر یہ مادہ نے بہر خدا
کہوں کیا میں اسکی نکوئی کا حال
گرفتار اک آگ ہرنی کو کر
عوض اسکی اپنا ہرن کاٹ کے
کہا نر سے مادہ نے اے میری جان
مگر یہ بتا مجھکو اے مہربان
نہیں اسکے کوئی یہاں پاس ہے
کہا نر نے مرغ پہ ہر وہ اگر
مگر اسکا ملنا ہے مشکل تمام
کہا اسکی مادہ نے سنیا مجھے
ہے طاؤس کی شکل وہ بیگمان
ہر اک مرد سا تھا اسکے مثل زنان
کہا اُسکے نر نے کہ اے دلفروز
کہا نر سے مادہ نے ہے خوب تر
نہ آئیگا جب تک تو اے نیک نام
غرض پھر روانہ ہوا وہ شغال
چلا پھر وہاں سے وہ فرخ نہاد
وہ سر لیکے مادہ کو اپنے دیا
لیا مغز اس مرغ کا سر لیس
کہا پھر یہ حاتم نے سن اے شغال
یہ سنکر سخن پھر وہ بولا شغال
کوئی کام اب مجھکو ایسا بتا
کہا اُس سے حاتم نے جلدی بتا
کہا اُسنے اے حاتم نامدار

کہ اک روز یاں حاتم نامور
سب احوال اسکا مفصل کہا
جو یہ دیکھتا ہے کسی پر ملال
غذا کو لیے اپنے جاتا تھا گھر
دیا گوشت اسکو وہیں دو تر
نہیں اسکا ثانی کوئی بیگمان
یہ پہونچیگا اُس ڈھب سے جا کر دہان
بھلا اسکے جینے کی کیا آس ہے
کہیں ہاتھ آئے تو ہے خوب تر
نہیں ہے یہاں پر کہیں اسکا نام
کہ کس شکل و صورت کا وہ مرغ ہے
سر اسکا ہے مثل سر مردمان
کیا کرتے ہیں صحبت جادوان
کرے اسکی خدمت تو اب سنا تو
جو حیوان کا احسان ہو انسان پہ
کروں گی میں تم کی خدمت تمام
اٹھاتا ہوا رنج و محنت کمال
وطن کی طرف لیے پھر شاد شاد
اور اس سے پھر احوال سارا کہا
لگا یاد وہ حاتم کے لا زخم پہ
کیا تو نے احسان مجھ پر کمال
کہ ذمے ہے میرے سب اسکا وبال
کہ لاؤں گی سے جان دل سے بجا
کہ اب تجھ پہ ایسی مصیبت ہے کیا
میں جس غم سے ہوں یوں افگار

وہ کھاتے ہین بچون کو تیرے تمام ‏ مجھے رنج دیتے ہین ناحق مدام ‏ اگر زور کچھ اپنا چلتا نہین ‏ میرے دل سے یہ غم نکلتا نہین
اگر وہ رہین یان تو ہووے سبب ‏ تو ہو تیرا احسان بڑا مجھ پہ اب ‏ کہا اس سے حاتم نے اے مہربان ‏ بتا ہین وہ چرغان ظالم کہان
غرض اسنے حاتم کو ہمراہ لے ‏ زیادہ گیا سات فرسنگ سے ‏ تو چرغون کا گھر اسکو آیا نظر ‏ بتایا وہ حاتم کو بس زود تر

جانا حاتم کا شہر مازندران مین چرغون کے مکان پر اور فہمایش کرنا چرغون کو واسطے نہ کھانے بچون شغال کے اور نہ ماننا انکا اور چشم نمائی سے دانت اور ناخن توڑ دینا حاتم کا اور بہ امداد شغالون کے جانا حاتم کا دشت ہیولا کو



گیا بیٹھ اس جا پہ وہ نامور ‏ اگر چرغ کوئی نہ آیا نظر ‏ گیا دن گذر جب ہوا وقت شام ‏ تو چرغان ظالم گھر آئے تمام
تو کیا دیکھتے ہین کہ اک نوجوان ‏ وہان پر ہے بیٹھا ہوا بیگمان ‏ وہ غرا کے کہنے لگے اس سے یون ‏ تو اسجا پہ آکر کے بیٹھا ہے کیون
اٹھ اسجا سے اور اپنی تو راہ لے ‏ نہ بیہودہ ناحق تو جان اپنی دے ‏ کہا انسے حاتم نے اے ظالمو ‏ نہ بہر خدا مجھکو آزار دو
نہ گھر کا تمھارے روادار ہون ‏ نہ کچھ صید کا مین طلبگار ہون ‏ مرے بیٹھنے سے نہ ہرگز ڈرو ‏ خوشی سے تم آرام گھر مین کرو
وہ بولے کہ جو تو رہیگا یہان ‏ تو پہونچیگا تجھکو ضرر اور زیان ‏ لگا کہنے یون حاتم نامدار ‏ نہین تمکو خوف خدا زینہار
شغالون کے بچون کو کھاتے ہو تم ‏ عبث انکو جا کر ستاتے ہو تم ‏ انھون نے کہا سچ بتا اے جوان ‏ شغالون نے بھیجا ہے تجھکو یہان
کہ تا تو کرے ہمسے اب کارزار ‏ یہ ہے بات بہتر نہین زینہار ‏ حمایت شغالون کی کرنے کو تو ‏ اب اسجا پہ آیا ہے اے تند خو

کہا اُنسے حاتم نے لاؤ یقین
نہ تم میری باتون سے ہونا ملول
اب اس کام سے جلد توبہ کرو
بچے ہر غم بیگمان شغال
تو اسطرح حاتم نے اُنسے کہا
خوشی سے مرے گوشت کو لیجئے
کہا پھر یہ حاتم سے بہر خدا
جو دیکھا یہ حاتم نے ہین ناسزا
کہا اُنکو یارون اگر جان سے
یہ کھا دیا اُسنکے دانتون کو توڑ
کیا تو نے اب ہمکو بے دست و پا
یہ سُنکر شغال آکے حاضر ہوا
کیا یہ شغالون نے جسدم قرار
یہ زنہار شہ بطرز دست نہین
یہ سُنکر روانہ ہوا وہ شغال
لگا کہنے حاتم کہ سن اے شغال
ہین واللہ سرگشتہ و خوار ہون
یہی تیرا احسان ہے مجھپر کمال
کہ جاؤن اُسی راہ سے مین چلا
وہ رکھتی بہت کچھ ہے خوف و خطر
اسی واسطے تیرے ہمراہ ہون
یہ سُنکر سخن اُسکا بولا شغال
پھر آگے ملینگی تجھے چار راہ
کریگا اگر طے تو اُس راہ کو
چلا جاتا تھا الغرض بعد ماہ

ہین اُنکی حمایت کو آیا نہین
جو کہتا ہون اُسکو کرو تم قبول
عزیزو غضب سے خدا کے ڈرو
اگر اپنی جانکا نہین کچھ خیال
نہین ہے اگر تمکو خوف خدا
اگر اُنکو ایذا نہ کچھ دیجئے
کرو رحم بچون کے اوپر ذرا
نہ مانینگے ہرگز کسی کا کہا
تو یہ بات ہے دور ایمان سے
لیے کاٹ ناخن و یا اُنکو چھوڑ
ملے کسطرح ہمکو روزی بھلا
کہا بوجھ یہ سر پہ اپنے لیا
تو رخصت ہوا حاتم نامدار
کہ تنہا پھرے یہ کہ کھٹکا نہین
کہا جاکے حاتم سے ای خوش خصال
کیا ایک احسان مجھپر کمال
تجھے گھر سے آوارہ کیونکر کرون
کہ تو اپنے گھر سے نہ جا ای شغال
ترے حق مین کرتا ہوا اب دعا
مسافر کو ہوتا ہے اُسمین ضرر
ہین اُس دشت کی سب سے رہ آگاہ ہون
بتاتا ہون سب راہ کا تجھکو حال
کہون کیا مین ای حاتم نیک خواہ
تو وہ دشت ہویدا ہے پہونچیگا تو
ہوئی اگر اُسکو وہ در پیش راہ

اگر آپ کی منتون کے لیے
نہ بچے شغالون کے اب کھاؤ تم
کہا پھر یہ چرغون نے حاتم سے تو
اگر تیرے دل مین ہے خوف ایک یا
مرا گوشت آئے تمھارے سو کام
انھون نے کہا ہم نہ مارینگے
کہا سب نے ہمکو نہین یہ قبول
مگر اُنکی گردن کو چٹکا دہین
سوا اسکے کیون انکا ہے سب غذا
ہوئے چرغ جسدم بے دست و پا
کہا تمکو فی الفور روزی یہان
غذا اُنکو ہر روز پہونچائینگے
اُسی وقت مادہ نے نر سے کہا
تو جا اور رہ راست اسکو بتا
یہان سے مین اب تیرے ہمراہ ہون
دگر بار احسان کرتا ہے تو
تو اب میرے ہمراہ ہرگز نہ آ
اگر تجھکو ایسا ہی منظور ہے
کہا اُسنے حاتم سے ای نامور
جو ہے دوسری راہ از بس دراز
کہا اُس سے حاتم نے ای نیک خو
کہ اِس راہ پر اب جو ہے روبرو
جو چارون سے ہو راہ پیش نظر
یہ سنکر سخن اُسکو رخصت کیا
کہ گیدڑ نے جسکا دیا تھا پتا

اب اسجا پہ آیا ہون مین دور سے
اور اُنکے ستانے سے باز آؤ تم
نہ کرنا کبھی ایسی پھر گفتگو
تو کرتے ہین ہم تجھکو اسدم کباب
تو دیتا ہون راہ خدا مین تمام
اُنھین کھائینگے اور تجھے کھائینگے
نہ کر ہمسے زنہار باتین فضول
کئی بار پہلے اُنکو چھینکا ہے مین
نہین اُنمین واللہ ہرگز صدا آب
تو حاتم سے کہنے لگے ناسزا
ہم رزق پہونچائیگا بیگمان
بغیر از کھلائے نہ خود کھائینگے
کہ جاتا ہے حاتم یہان سے چلا
کہ پہونچے وہ دشت ہویدا مین جا
بتاتا ہوا راہ تجھکو چلون
بھلا کس لیے مجھپہ ای نیک خو
رہ آرام سے اپنے گھر مین پڑا
تو بتلا مجھے راہ ای نیک پے
جو ہے راہ اس جا سے نزدیک تر
ہین اُسمین ہزارون نشیب و فراز
بتا مجھکو نزدیک ہے جو وہ راہ
تو جسوقت جائیگا ای نیک خو
وہی راہ سب سے ہے نزدیک تر
وہان سے پھر آگے کو حاتم چلا
وہ چوراہا اُسکی نظر مین پڑا

کھڑا ہوکے دان حاتم نامدار
جو تھی راہ چارو سے آگے بڑی
کہ صحرا وہان پر ہی اک توقف
اور اک خرس خرسون کا تھا بادشاہ
کسی کی پڑی اُسپہ اگر نظر
کہا شاہ خرسان نے لاؤ یہان
بہت مہربان ہوکے شہ نے کہا
یہ معلوم ہوتا ہے ای نیک پے
لگا کہنے یون حاتم نیک خواہ
مین اسجا پہ پہونچا ہون با حشمت شتاب
مین دیتا ہون دختر کو اپنی تجھے
لگا کہنے ہیہات آیا کہان
کیا شاہ خرسان نے پھر یہ سوال
کہا پھر یہ اُسنے کہ ای پاک دین
کہا پھر یہ حاتم نے ای بادشاہ
دیا شاہ خرسان نے اُسکو جواب
نہ کچھ وسوسہ اپنی خاطر مین لا
کرو آکے حاتم کے تم دو بدو
وہ آراستہ کر اُسے ہو بہو
نہایت حسین او صاحب جمال
اُسے دیکھ حاتم کو غش آگیا
کہ تو بادشاہ اس جگہ ہے شہا
کہا شاہ خرسان نے ای سیم تن
نہین تو ترا حال بھی غیر ہو
ہوئی کیا ہے اب تجھسے ایسی خطا

لگا سوچنے دل مین یون بار بار
نظر اُسکی اُس راہ پر جا پڑی
جسے دیکھ کر رنگ رستم ہو فق
ہزارون ہی خرسون کا پشت و پناہ
تو کی شاہ کو اُسنے جا کر خبر
کہ دیکھون مین کیسا ہے وہ نوجوان
کہ آکر مرے پاس تو بیٹھ جا
مین کی ولایت کا تو شاہ ہے
کہ تو راست کہتا ہے ای بادشاہ
کہ مقصد سے ہون اک یکی بیتاب
نہین کوئی داماد ملتا تجھے
پھنسا آکے آفت مین مین ناگہان
کہ کیون تیرے چہرے پہ آیا ملال
کہ شاید کہ مین تیرے لائق نہین
مرا ساتھ اُسکے ہو کیونکر نباہ
یہ ہے میرے نزدیک کار صواب
ترا اب اسی بات مین ہے بھلا
کہ دیکھے اُسے جبکہ یہ خوبرو
ہوئے لیکے حاتم کے جب روبرو
نہین نازنین کوئی اُسکے مثال
رہا دیر تک پھر زمین پر پڑا
مین زیر فلک ہون گدا بینوا
کہ تو بھی تو ہے بادشاہ مین
نظر کر تو ای حاتم نیک خو
کہ آئی ہے جسکے سبب یہ بلا

کہ اس جا سے چلکر کدھر جایئے
چلا اُس طرف کو وہ عالی تبار
وہ رہنے کا خرسون کے تھا مکان
وہ نکلے تھے صحرا مین سب سیر کو
کہ صحرا مین آیا ہے اک آدمی
کئی خرس آکر اُسے لیگئے
گیا بیٹھ جسوقت حاتم وہان
ترا نام حاتم ہے ای نیک نام
مین واللہ ہون حاتم خاکسار
کہا اُسنے آنے سے ہم آپ کے
یہ سنکر سخن حاتم نامدار
جھکا کر سر اپنا وہ حاتم رہا
دیا پھر نہ اس بات کا بھی جواب
جو ہوتا ہے اسکو سے تو ملول
مین انسان ہون اور وہ حیوان ہے
کہ شہوت مین انسان و حیوان تمام
دیا شاہ نے حکم خرسون کو وان
تو شاید کہ اسکو پذیرا کرے
تو کیا دیکھتا ہے وہ مرد جری
جو صحبت مین انسان کے رہتی اگر
پھر آیا جو کچھ اُسکو ہوش حواس
جو مین کتخدا ہون تو ہے کب سعید
بھلا ایسی باتون سے کیا ہے حصول
یہ سنکر سخن وہ ہوا بیقرار
یہان تک مین آیا ہون جس کام کو

جو چوراہے سے تو بیشتر جایئے
تو کیا دیکھتا ہے وہان ایک غار
نہ تھا آدمی کا وہان پر نشان
خوشی سے وہ پھرتے تھے سب صبح و شام
نہ ہمسر ہے اُسکا بروی زمین
جو حاضر کیا روبرو شاہ کے
لگا کہنے وہ شہ کب آیا یہان
بتا ہمکو احوال اپنا تمام
نکل گھر سے ای شاہ عالی وقار
بہت خوش ہوئے اور راضی ہوئے
ہوا اپنے دل مین پشیمان ذرا
نہ بولا نہ کی بات اُس سے ذرا
تو بولا وہی شاہ خرسان شتاب
نہین میری دختر کو کرتا قبول
نہین امر یہ میری شایان پر
برابر ہے دنیا مین ای نیکنام
جو ہے میری وہ دختر نوجوان
نہ کہنے سے زنہار میرے پھرے
کہ ہے شکل و صورت سب انسان کی
تو ہوتی زمانے مین مشہور تر
تو کہنے لگا جاکے وہ شہ کے پاس
یہ ہے کام بیشک ادب سے بعید
جو کہتا ہون مین تو اگر ہو قبول
لگا کہنے یا پاک پروردگار
سر انجام کسطرح اب اُسکا ہو

کہا شاہ خرسان نے یون برملا
یہ سنکر سخن کچھ نہ اسنے کہا
حفاظت کرو اور رہو ہوشیار
گراؤ سنگ خار اکھین سے اٹھا
اٹھایا بہت اسنے رنج و عذاب
یہ کہکر بھی اس شہ نے میوہ منگا
ہوا جبکہ آسودہ کہا کہ اسسے
اگر میرا کہنا کرے تو قبول
دیا حکم ریچھون کو با صد شتاب
نہ مانے یہ جب تلک کہ میرا کہا
نہ بولا کسی سے نہ اور کچھ کہا
تو آیا ہی اسجا پہ جس واسطے
نہ کر شاہ خرسان کو ہرگز ملول
کرون گر مین دختر کو اسکی قبول
بتا کسطرح پھر ہو مطلب حصول
نہین خیر ہی اس سے انکار مین
کریگا تو جب اسکی دختر کو شاد
ہوئی گفتگو تھی جب انمیان
رہا پھر وہ دو ہفتے اس غار مین
طلب شہ نے ناگاہ اسکو کیا
کہا پھر یہ شہ نے کہ اے خوبرو
اگر جو ہو رہنے کا میرے مکان
کہا تب یہ خسرو نے حاضر رہو
اک اس تخت کا کہ تا جو عالی مکان
ہے اک فرش شاہانہ اسمین بچھا

نہین مانتا گر تو میرا کہا
اسی جا پہ خاموش بیٹھا رہا
نکلنے کی فرصت نہ دو زینہار
سر غار پھر جا کے وہ رکھ دیا
دیا پر نہ شہ کے سخن کا جواب
کہا شوق سے حاتم اب کیا کہا
تو پھر شہ نے پانی پلا کر اسے
تو ہو تجھکو واللہ شادی حصول
کرو غار مین قید اسکو شتاب
رہے اسمین دن رات جو رنج کھا
مگر اسمین خاموش بیٹھا رہا
وہ کرتا نہین کام کس واسطے
جو کہتا ہے تجھسے کر اسکو قبول
نہ زنہار ہو میرا مطلب حصول
کرون اب جو مین اسکا کہنا قبول
رہیگا ہمیشہ تو اس غار مین
تو ہوگا ترا پھر بڑا اعتماد
پڑا چونک ناگاہ وہ نوجوان
ہر اک طرز کے رنج و آزار مین
تھا روبرو اپنے فوراً لیا
جو کہتا ہون کر اسکو منظور تو
کوئی رنج آوے نہ ہرگز وہان
جو ہو رسم و آئین ادا سب کرو
بٹھایا بہ جا دونون کو وان
نہ دیکھا کبھی تھا نہ ویسا سنا

تو مین قید کرتا ہون تجھکو ابھی
کہا شہ نے ریچھون سے دریا تبھی
پکڑ کر کے حاتم کو ریچھون نے لا
پڑا ایک دو ہفتہ آزار مین
بلا کر یہ حاتم کو شہ نے کہا
بہت دنکا بھوکا تھا وہ بیقرار
کہا حاتم نامور سے یہ پھر
دیا پھر نہ حاتم نے اسکو جواب
کرو پھر تم اس غار کے منہ کو بند
کیا پھر اسی غار مین اسکو بند
سنا خواب مین یہ کہ اک مرد پیر
معطل نہ کر اسکو اب زینہار
دیا پھر یہ حاتم نے اسکو جواب
نہ چھوڑیگا مجھکو کبھی زینہار
یہ سنکر لگا کہنے وہ مرد پیر
نہ چھوڑیگا تجھکو کبھی بدگہر
کریگا وہ کہنے کو تیرے قبول
تو کیا دیکھتا ہے وہ فرخندہ پی
پھر آئے جو کچھ اسکے ایام نیک
بصد لطف میوہ کھلایا اسے
کہا اس سے حاتم نے کیون ہے ملول
یہ سنکر سخن شاہ خرم ہوا
غرض عقد دختر کا حاتم کے ساتھ
جو حاتم نے کی اس مکان پر نظر
سوا اسکے مسند تھی شاہانہ ایک

نہ چھوڑیگا تو تا قیامت کبھی
کرو قید اسکو ابھی غار مین
کسی غار مین جا کے قید کیا
رہا تشنہ و گرسنہ غار مین
نہ کھاتا مرا نان بہر خدا
تناول لگا کرنے بے اختیار
کہ تو میرے کہنے سے ہرگز نہ پھر
تو کھا کر پھر اسنے بہت پیچ و تاب
ہر اک طرح کا اسکو پہونچے گزند
رہا سرنگون ہو کے وہ دردمند
یہ کہتا ہے اس سے کہ سن اے اسیر
نکلکر یہان سے تو کر اپنا کار
نہین ہے یہ زنہار راہ صواب
رکھیگا وہ پاس اپنے لیل و نہار
تو لے مان ورنہ رہیگا اسیر
تو اب اس سے انکار ہرگز نہ کر
تو ہوئیگا سب تیرا مطلب حصول
نہ وہ پیر ہے اور نہ گفتار ہے
لگا ہونے ہر دم سر انجام نیک
اور اک جام پانی پلایا اسے
کیا تیرے کہنے کو مین نے قبول
لیا اسکو مسند پہ اپنے بٹھا
کیا اور دیا ہاتھ حاتم کے ہاتھ
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی گہر
بچھی اس مکان پر باآئین نیک

اسے دیکھ کر اڑ گئے اسکے ہوش / رہا بس تحیر سے حاتم خموش / لگا کہنے دل مین وہ شوکت نشان / نہ آیا نظر کوئی ایسا مکان

شادی ہونا حاتم کی دختر شاہ خرسان سے اور چند روز تک اسکی صحبت مین مباشرت کرنا حاتم کا اور اجازت دلانا اسکی زوجہ کا اپنے باپ سے اور چلتے وقت بطور نشانی کے ایک مہرہ دینا واسطے محفوظ رہنے گزند سے حاتم کو



جو سامان شاہانہ ہے اسکے گھر / اسی سلطنت مین نہ تھا اسقدر / یہ دیکھی خدا کی عجب شان ہے / کہ صحرائیون کا یہ سامان ہے

جہان مین بزیر سپہر برین / عجب یہ مکان ہے عجب یہ مکین / وہان چھوڑ حاتم کو وہ شہریار / گیا سوی صحرا برای شکار

یہ حاتم نے جانا کہ جو رسم تھی / وہ اب عقد کے ساتھ ہو چکی / کیا اسنے ہم بستر اپنا اسے / جو پایا وہان ہمسر اپنا اسے

بہت لذت اس سے اٹھانے لگا / نیا لطف ہر وقت پانے لگا / لگے رہنے خوش دونون فرخ نہاد / وہ تھا شاد اس سے وہ بھی اس سے شاد

غذا وان بجز میوے کے کچھ نہ تھی / وہ کھاتا تھا ہر غذا با صد خوشی / جو میوے سے حاتم کا دل پھر گیا / تو پھر شاہ خرسان سے کہنے لگا

مین کھانے سے میوے کے ہون مضمحل / میسر ہو غلہ تو ہو شاد دل / کہا اسنے ریچھون سے جاؤ ابھی / ہر اک جنس کا غلہ لاؤ ابھی

جو سامان کھانا پکانے کا ہو / اسے جلد تر لا کے حاضر کرو / کرو گے توقف جو اسمین ذرا / بہت ہوگا حق مین تمھارے برا

یہ حکم معلی بجا لائے سب / جو سامان کھانے کا تھا لائے سب / کہا شہ نے باورچی اک لاؤ تم / سبھی قسم کھانے کی پکواؤ تم

یہی طور کھانے کا دائم رہے / یہی بات ہر روز قائم رہے / غرض عرصے تک حاتم نیک نام / یہی کھانے کھاتا رہا صبح و شام

یہ اک روز زوجہ سے اپنی کہا / کہ ہم اک ہے درپیش اے مہ لقا / مین اسکے لیے سلطنت چھوڑ کر / بیابان مین پھرتا ہون شام و سحر

یہان آگیا راستہ بھول کر
ہوا جبکہ اس جا پہ سیر اگذر

ہوا جبکہ اُس غار سے مین رہا
کیا ساتھ تیرے مجھے جن کتخدا

تسلی بہت کرکے اُسنے کہا
پسر و پیش کر تو نہ دل مین ذرا

یہ کہکر وہان سے پری رو چلی
پدر سے قدمبوس آکر ہوئی

کہا شہ نے جو ہے تمہاری خوشی
وہی دل سے منظور ہے مجھکو بھی

اُسے دیجیے رخصتِ چند روز
پھر آئیگا وعدے پہ وہ دلفروز

کہا پھر یہ پچھون سے تاکید کر
کہ جاتا ہے اب حاتم نامور

وہ سب شہ کا ارشاد لائے بجا
اُسے ملک کی حد پہ پہونچا دیا

غرض چلتے چلتے وہ پہونچا وہان
کہ تھا ریگ کا اک بیابان جہان

خدا پہ توکل کیے نامدار
وہ کرتا تھا طے راہ لیل و نہار

تناول اُسے کرکے وہ باوقار
کیا کرتا تھا شکر حق بار بار

اگر فتنہ کرکے ترے باپ نے
کیا غار مین بند ناحق ہے مجھے

اگر ہو مرادر داب کچھ تجھے
تو رخصت پدر سے دلا دوست مجھے

دلادون گی رخصت پدر سے تجھے
چھڑا دون گی رنج و خطر سے تجھے

کہا عرض اک میری گر ہو قبول
تو دنیا مین عزت ہے مجھے ہو حصول

کہا اُسنے حاتم وفادار ہے
جوانمرد معقول و ہشیار ہے

یہ سنتے ہی شہ نے طلب کر لیا
بہت شادمان ہو کے رخصت کیا

اُسے اپنی سرحد پہ پہونچاؤ تم
وہ رخصت کرے جب چلے اُدہم

وہان سے چلا حاتمِ نامدار
بہت شاد بہرِ سر انجام کار

نہ انسان تھا وان نہ حیوان تھا
فقط ایک سنسان میدان تھا

جو ہان کوزۂ آب اور کچھ طعام
پہونچتا تھا اک پیر سے صبح و شام

کہین ایکدن سنسنے سے وہان
نظر آیا اک اژدہائے کلان

رخصت ہو کر جانا حاتم کا شاہ خرسان سے اور راستے مین نگلجانا ایک اژدہے کا اوجھڑے کے سبب سے جانبر ہونا حاتم کا اژدہے کے شکم سے



عجب اژدہا تھا عجب تھا وہ مار
درازی کا اسکی نہ تھا کچھ شمار

سمجھتا تھا دل مین کہ یہ ریگ ہے
سوا اسکے ہرگز نہین کوئی شئے

اُسے دیکھ گھبرا گیا وہ شتین
مگر چلنے سے باز آیا نہین

قریب اُسکے پہونچا وہ بحر کرم
تو اُس مار نے ایکبیک کھینچا دم

سنبھلتا تھا ہر چند وہ نابکار
شکم میں پہونچکر وہ ذی اقتدار
غرض تین دن تک وہ عالی جگر
وہ دھڑ جو تھا اُسکے زیر کمر
کسی چیز سے اُسکو وحشت نہو
یہ کہنے لگا دل میں وہ اژدہا
یہ کہکر شکم سے نکالا اُسے
بدن سے وہ جامے کو اپنے اُتار
وہ ماہی عجب شکل و صورت کی تھی
نظر آیا اُسکو جو اُسکا جمال
تڑپ کر جو آئی وہ نزدیک تر
دکھایا اُسی جا کر اپنا مکان
پھر آئی وہ نزدیک شاہ یمن
رہی سات دن تک وہ ازبس ملول
یہ ہرگز میسر نہو گا تجھے
کہا اُس سے حاتم نے ای دلستان
تو البتہ اِس جا ہوں چند روز
تھا اُس عہد میں عہد و پیمان درست
کہا پھر یہ حاتم نے ای دلربا
کہا اُسنے حاتم سے تو چند روز
کہا پھر یہ حاتم نے ای مہ لقا
غرض اُسنے پھر اُسکو پہونچا دیا
ہوئی مجھسے شاید کچھ ایسی خطا
کہوں کیا میں حال اپنا ای نازنین
غرض جامہ اپنا وہ دھو کر تمام

ولیکن نہ سنبھلا گیا زینہار
بجالایا یوں شکر پروردگار
پھرا پیٹ میں اُسکے لیل و نہار
نہ کرتا تھا زہر اُسکے تن میں اثر
کسی شی سے اُسکو مضرت نہو
کہ افسوس کیا میں نے کھائی بلا
بہت قہر سے دور ڈالا اُسے
لگا دھونے اُسجا پہ آیا قرار
کہ ایسی نہ دیکھی کسی نے کبھی
تو بولا کہ یا قادر ذوالجلال
اُسے لیگئی پانی میں کھینچ کر
کہ تھا پر تکلف مثال جنان
یہ چاہا کہ ہے اُس سے ہمبستری
کیا پر نہ حاتم نے اُسکو قبول
نہ جب تک کہ تو قول دے گی مجھے
تو لائی ہے جس جا سے مجھکو یہان
سُن ای رشکِ ماہی دلفروز
کہ تھا اُن دنوں سبکا ایمان درست
کہ میں کر چکا اپنا وعدہ وفا
رہو اسجا پہ ای ماہِ گیتی فروز
نہ کر مجھسے اصرار ہرگز ذرا
جہان سے کہ لائی تھی وہ دلربا
کہ جسکے سبب سے ہوا تو خفا
مجھے ایک ساعت کی صحبت بنا
پہن کر وہاں سے چلا خوش خرام

وہ بیچارہ جب اُسکے منہ سے ملا
کہ الحمدللہ میں ناسزا
اِدھر اور اُدھر راہ ڈھونڈھا کیا
بیان کیا ہو خاصیت اُسکی مگر
اُسی کے سبب زہر اُس سنگ کا
نہیں ہضم ہوتی ہے مجھے زینہار
وہاں سے چلا حاتم نامور
اُسی چشمۂ آب سے ناگہان
وہ سر سے کمر تک تھی ماہی نما
عجب تیری قدرت عجب شان ہے
کیا زور حاتم نے جی توڑ کر
وہاں پر تھا فرشِ شہانہ بچھا
یہ دولت میسر نہ آئی اُسے
جو عاجز ہوا حاتم نامور
کہا اُسنے جو حکم میں پاؤں گی
اگر پھر وہاں مجھکو پہونچائے تو
ہوا عہد و پیمان یہ جب مستقیم
اِسی ڈھب سے حاتم دلفروز
یہان سے تو اب مجھکو پہونچا وہان
نہ میں عہد و پیمان سے اپنے پھروں
میں رہنے کا اس جا پہ ہرگز نہیں
کہا پھر یہ اُسنے کہ ای مہربان
کہا پھر یہ حاتم نے ای رشک حور
مرخص میں ہوتا ہوں ای میری جان
ہوا کوہ پر جبکہ اُسکا گذر

تو فوراً وہ ظالم نگل ہی گیا
ہوا ایک ذی روح کی اب غذا
رہائی کا اُسکو نہ رستہ ملا
ہو جس شخص کے پاس یہ مہرہ اگر
نہ کرتا تھا ہرگز اثر کچھ ذرا
میں اب کیا کروں ای مرے کردگار
تو جا پہونچا اک چشمۂ آب پر
ہوئی طرفہ تر ایک مچھلی عیان
مگر ناف سے تا بپا آدمی
نہ یہ آدمی ہے نہ حیوان ہے
نہ چھوڑا کسی طرح اُسنے مگر
دیا اُسکو لے جا کر اُسپر بٹھا
ذرا اُسکی صورت نہ بھائی اُسے
کہا سُن مری بات ای سیمبر
دل و جان سے اُسکو بجا لاؤں گی
تو سب تیرا مطلب ہے ای خوبرو
تو حاتم ہوا اُسکے گھر میں مقیم
رہا اُسکی صحبت میں دو چار روز
جہان سے تو لائی تھی مجھکو یہان
جو ہو تجھکو منظور وہ سب کروں
تو کر اپنا وعدہ وفا نازنین
مجھے چھوڑ دیتا ہے کیوں تو یہان
میں رکھتا ہوں درپیش کار ضرور
خدا جانے جاؤں یہاں سے کہان
جگہ دیکھی اک صاف زیر شجر

تعجب نہایت اُسے ہو گیا
کہ اِک نوجوان منعم نامور
لگا پوچھنے اُس سے وہ خوش خصال
بجا لا کے آداب یہ نوجوان
یہ سنکر سخن اُس مکان کا مکین
وہان کا تو ہرگز ارادہ نہ کر
بہت راہ مین رنج اُٹھائیگا تو
کہا اُسنے شاید کہ حاتم ہے تو
کہ لے بار غیرون کا سر پر اُٹھا
کرے تیری مشکل کو آسان خدا
مگر مین تجھے حاتم نامور
طلسمات مین پھنس کے تو اے جری
کریگی وہ ناز و ادا بار بار
تو اچھا یہ رہنا بہت ہوشیار
مگر مین جو کہتا ہون اے نامدار
اسی گفتگو مین تھے دونون جوان
غرض سامنے اُنکے جب رکھدیا
یہ کہنے لگا حاتم نیک نام
یہ کہکر سخن حاتم نامور
تو جا پہونچا وہ ایک تالاب پر
چلی آتی ہے سامنے سیم تن
لحاظ اُسکو آیا نہ کچھ آیا پاس
یہ کہتا تھا افسوس اب زندگی
بہت شکر اور صبر سے بار بار
مجھے جلد اِس بحر غم سے نکال

وہان بیٹھتے ہی غرض سو گیا
پڑا سو رہا ہے بہت بیخبر
کہ بتلا مجھے اے جوان اپنا حال
لگا کہنے اُس سے کہ اے مہربان
لگا کہنے یہ بات بہتر نہین
چلا جا یہان سے تو اب اپنے گھر
وہان سے سلامت نہ آئیگا تو
کہ کرتا ہے اسطور کی گفتگو
کرے جان کو اپنی اُنپر فدا
نہین تیرے ثانی کوئی دوسرا
بتاتا ہون اک بات یہ خوب تر
نہ کرنا ذرہ زور و قوت کبھی
ترا دل بہت اُنپہ ہو بیقرار
نہ ہونا کبھی ملتفت زینہار
یہ سنکر جری بات تو یاد کر
کوئی شخص اک خوان لایا وہان
تو خوش ہو کے دونون نے دیکھا اُسے
عجب لطف و خوبی کا ہے یہ طعام
بجا لایا شکر خدا رات بھر
تھا سایہ درختون کا وان بیشتر
برہنہ ہے اُسکا سراپا بدن
چلی آئی بیخوف حاتم کے پاس
ہوئی معرفت ضائع ہوئی ہاتھ سے
یہ کہتا تھا یا پاک پروردگار
کہ پہونچون مین مطلب کو یا ذوالجلال

کہین آ گیا اُس مکان کا مکین
گیا بیٹھ اُسجا پہ وہ نیک خو
تو ہے کون اور کیون تو آیا یہان
بہت دور سے چلکر آیا ہون مین
نہین وہ ترا دوست اے نیک نام
وہ دشت ہویدا ہے اے مہربان
دیا پھر یہ حاتم نے اُسکو جواب
سوا تیرے اے حاتم پاک دین
مجھے تیرے مانند کوئی کہان
ولے اے برادر گیا جو وہان
فراموش اُسکو نہ کرنا کبھو
بہت ماہرو اور بہت مہ جبین
ترے دل مین آئیگا یون بار بار
ترا ہاتھ پکڑینگی سب بیحجاب
نہ اُسپر عمل گر کرے اے جوان
تھا اُس خوان مین ہر روش کا طعام
وہ کھانے کو جب خوب کھا چکے
میسر ہوا ہے نہ ہوگا کہین
چلا پھر وہان سے بفضل اِلٰہ
گیا بیٹھ اُسجا پہ وہ نیک خو
اُسے دیکھکر اُسکا آیا حجاب
یکایک اُسے لیگئی آب مین
بر آیا نہ کچھ گوہر مدعا
ہوا ہون مین دریائے غم مین غریق
مناجات کرتا تھا یہ نامور

تو کیا دیکھتا ہے بروی زمین
ہوا جبکہ بیدار یہ نامجو
بیان کچھ تو کر اپنا نام و نشان
ہویدا کے جنگل کو جاتا ہون مین
کہ جسنے بتایا ہے تجھکو یہ کام
کہ ہین جسمین سو خطرۂ جان ستان
کہ جاتا ہون مین بہر کار ثواب
جہان مین کسی کو یہ طاقت نہین
زمانے مین آتا نہین ہے نظر
سلامت نہ آیا وہان سے یہان
جو پہونچے ہویدا کے جنگل مین تو
ترے پاس آئینگی اے پاک دین
کہ ہو جائیگی اُنسے اب ہمکنار
جو دشت ہویدا مین پہونچیگا تو
تو بیشک پشیمان ہو ناگہان
کہ روح اُسکی خوشبو سے ہو شادکام
ضرورت سے کھانے کی فارغ ہوے
کبھی پھر جہان مین ترکی مین
اُٹھاتا ہوا محنت و رنج راہ
تو دیکھا کہ اِک زن خوبرو
تو ناچار چہرے پہ ڈالا نقاب
لگا غوطے کھانے وہ تالاب مین
مین ناکام جاتا ہون بس چلا
نہ ہمدم ہے اپنا نہ کوئی رفیق
کہ اتنے مین اک باغ آیا نظر

جو حاتم نے اُس باغ کی راہ لی
تو وہ زن یکایک وہاں گم ہوئی

یہ اُس باغ کی سیر کرنے لگا
ادھر اک راستے سے گذرنے لگا

تو کیا دیکھتا ہے وہ صاحب نصیب
عمارت بنی ہے عجیب و غریب

ادھر اک سمت ہیں اُسکے حور و پری
ہیں اُسمیں مصروف جلوہ گری

بہم ہو کے سب آئیں حاتم کے پاس
لگیں کہنے بیٹھا ہے کیوں تو اُداس

یہ کہکر لیا ہاتھ میں اُسکا ہاتھ
ادا و کرشمے کیے اُسکے ساتھ

و لیکن وہاں حاتمِ نامدار
توجہ نہ کرتا تھا کچھ زینہار

اُسے یاد تھا قول اُس مرد کا
کہ جسنے دیا تھا سب اُسکو بتا

یہ جانا کہ یہ سب طلسمات ہے
نہیں اِس سوا دوسری بات ہے

نگہ کچھ نہ کرتا تھا وہ نامدار
کسی سے کسی بات کو زینہار

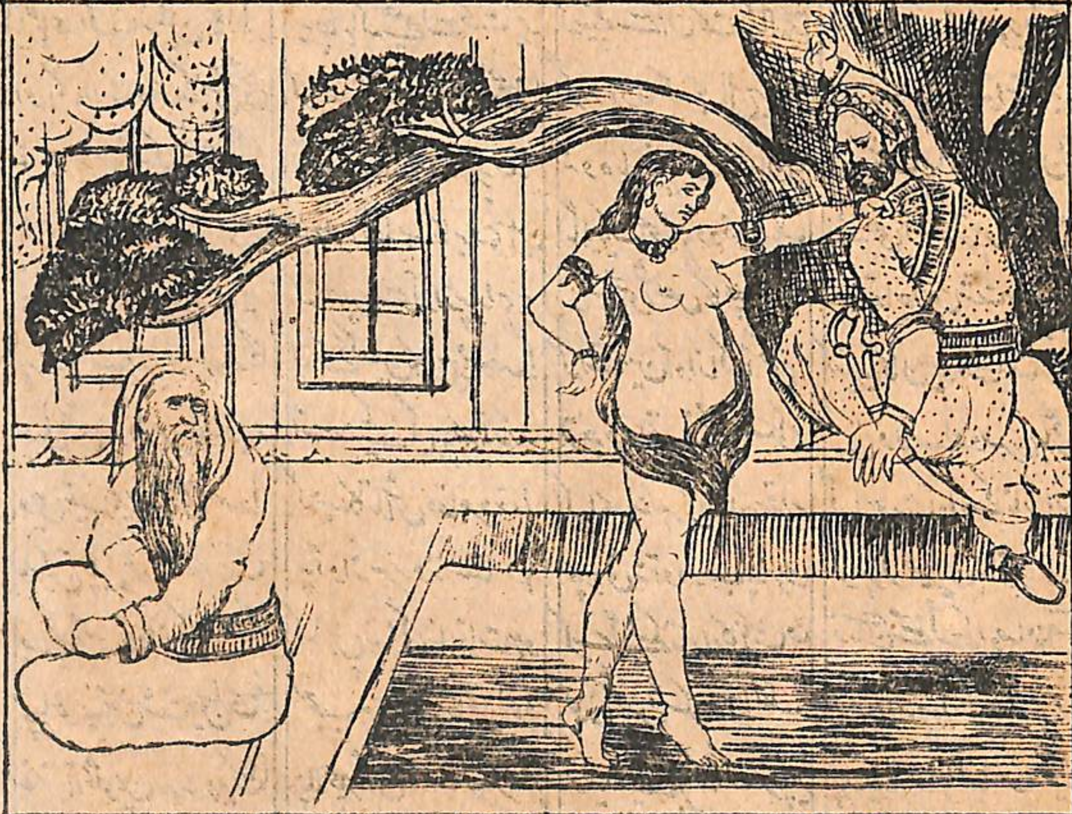
غرض مشورہ کر کے سب جتنی تھیں
خوشی سے محل میں اُسے لیگئیں

تو کیا دیکھتا ہے وہاں نامور
جواہر جڑا ہے در و بام پر

مرصع ہے اک تخت اُسمیں بچھا
نگہ ہے سراپا وہ الماس کا

بہت سی پری جلوہ و ناز میں
کھڑی دست بستہ ہیں اُسکے آدین

ایک حوض پر بیٹھنا حاتم کا اور ایک برہنہ عورت کا گھسیٹ لیجانا اندر حوض کے اور طلسمات کے تخت پر بیٹھکر ناچ دیکھنا پریونکا تین دن اور چوتھے روز پہونچنا دشت ہویدا میں اور ملاقات ہونا اُس پیر مرد سے اور پہونچانا اُسکا اُسی طلسمات کے تخت پر اور واپس آنا شاہ آباد میں اور ملاقات کرنا شاہزادے شامی منیر اور حسن بانو سے



جلوس اُسنے فرمایا اس تخت پر
کسی کا نہ اصلا ہوا اُسکو ڈر

ترانے کی دو یار سنکر صدا
تحیر میں آکر وہاں سے اُٹھا

جو واں صورتیں نقش دیوار تھیں
بہم ہو کے سب رقص کرنے لگیں

کرشمے دکھاتی ہوئیں بار بار
پھر آئیں سوئے حاتم نامدار

اُنھیں دیکھکر سخت حیران ہوا
تحیر کے عالم میں دل سے کہا

جو کہتا تھا وہ مرد عالی گہر
وہ سب اسجگہ جھلکا آیا نظر

پھر اک بار سب مہوشِ ہو کر
بہت مضطرب ہو کے چاہا شتاب
کہا دل سے مردی کی گر لونگا مین
یہی خوب ہے چپکے دیکھا کرون
طلسمات کی سیر دیکھا کیا
جو تھین صورتین نقش دیوار ان
پھر آکر اُسی تخت کے قرب تر
ہر اک قسم کا میوہ لاتی تھین وہ
برابر ہا تین دن زیب تخت
ہر انتظر ہو گا شامی منیر
پکڑ ہاتھ اک نازنین کا مگر
اور اک ملات حاتم کے ایسی جو تھی
غزیر و جو پھر اُسکو ہوش آگیا
نہ ہے وہ مکان اور نہ ہے وہ مکین
یہ جانا کہ دشتِ ہویدا ہے یہ
ہر اک سمت حیرت سے پھرنے لگا
ہوئی تھی جو آکر مرے رو برو
وہی تیسری بار آئی صدا
ولیکن نہ پایا کچھ اُسکا پتا
چلا پھر اُس آواز کی سمت کو
پھرا خوب اُس دشت مین سات روز
غرض آٹھوین روز وہ نیک نام
کیا جا کے حاتم نے اُسکو سلام
تو ہے کون اور تیرا کیا نام ہے
بتا مجھکو تو یہ سخن دلپذیر

نقاب اپنے چہرون پہ پھر ڈالکر
کرے دور اُنکے رخون سے نقاب
کسی کا ذرا ہاتھ پکڑون گا مین
کسی سے نہ کچھ بات ہرگز کہون
نہ بولا کسی سے نہ ہرگز ہنسا
وہ آکر یکبارگی ناگہان
ملاتی تھین آنکھین بنوع دگر
شب و روز اُسکو کھلاتی تھین وہ
دھرے سینے پر صبر کا سنگ سخت
جو ہے حُسن بانو کے غم مین اسیر
یہ چاہا کہ کھینچے اُسے تخت پر
گرا چھوٹ کر دان سے جون پھلجھری
تو کیا دیکھتا ہے وہ مردِ خدا
کہ جلوہ تھا جسکا بروئے زمین
کہ جسمین سے آواز پیدا ہے یہ
کہ آئے کہین کان مین وہ صدا
اُسے دیکھنے کی ہے پھر آرزو
کہ جسکا تماشی تھا مردِ خدا
یہ آواز ہر روز سنتا رہا
کہ اہلِ ندا کی ملاقات ہو
تعجب سے بس حاتمِ دلفروز
چلا پھر اُسی سمت کو تیز گام
جواب اُسکو دیکر کیا یہ کلام
یہان تیرے آنیکا کیا کام ہے
کہ کیا تو نے دیکھا ہے روشن ضمیر

کھڑی ہو گئین تخت کے روبرو
نگر یاد آئی نصیحت اُسے
تو باہر نکلنا طلسمات سے
یہی کہکے بیٹھا رہا تین روز
وہان رات کو روشنی بیشمار
ہوئین ناچنے گانے مین خوب مست
بہت ہنس کے کرتی تھین چھپ نظر
وہ میوؤن سے انکار کرتا نہ تھا
ہوا روز چوتھا تو دل سے کہا
جو وعدہ کہ اُس سے مین کر آیا ہون
کہ نیچے سے اُس تخت کے اک پری
گرا دور جا کر بحالِ بتر
نہ وہ باغ ہے اور نہ ایوان ہے
مگر ایک صحرا ہے وہ خوفناک
تلاشی اُسی شخص کا پھر ہوا
کہ اتنے مین آواز اک آگئی
توجہ جو حاتم نے اُس سمت کی
گیا پھر نہ ہرگز وہان پر قرار
پھر آئی نہ آواز جب کچھ وہان
کرے اُسکے تا رازکا انکشاف
کوئی شخص اُسکو نہ آیا نظر
تو کیا دیکھتا ہے کہ اک مردِ پیر
بتا کسکی خاطر سے یون تو فقیر
کہا ہے مجھے ایک کارِ ضرور
وہ احوال اپنا بتا تو مجھے

سہم ہو کے حاتم کے سب و بجا
سُنی تھی جو مردِ خردمند سے
نہ ہونگا مین ہرگز کسی گھات سے
خوشی سے بہت حاتمِ دلفروز
ہمیشہ ہی ہوتی تھی باصد بہار
نشاط و مسرت کا تھا بندوبست
نہ ہنستا تھا لیکن یہ اہلِ بصر
ولیکن کبھی پیٹ بھرتا نہ تھا
نہ آسودہ ہونگا کبھی یان ذرا
وفا اُسکو کس شکل سے اب کرون
کھون کیا کہ فی الفور پیدا ہوئی
رہی پھر نہ کچھ اُسکو اپنی خبر
نہ وہ تخت ہے اور نہ سامان ہے
فرشتہ بھی آئے تو ہو سینہ چاک
ہوا تھا جو اُس دشت مین ہمکنار
کہین کان مین اُسکے یکبارگی
سُنی وہ صدا دوسری بار بھی
گیا سمت آواز کے نامدار
تو ہو کر تحیر مین یہ نوجوان
زبان سے سُنے اُسکے اوصاف صاف
تو حیران ہوا حاتمِ نامور
ہے بیٹھا ہوا بالباس فقیر
کدھر سے تو آیا ہے ابن امیر
وہ کرتا ہون اظہار تیرے حضور
دوم بار جسکی ہوس ہے تجھے

کہا اُسنے تو بیٹھ جا ای جوان
رکھی اُسنے ہی وان اک کوزہ آب
یہ کہکر وہی شخص غایب ہوا
تو حاتم نے اُسکو تامل کیا
کہ اک روز مین جا کے تالاب پر
غرض مین گرا جا کے تالاب مین
عجب وہ مکان ہی عجب وہ مکین
ہزارون تھین اُس باغ مین نازنین
وہ کرنے لگین پھر تماشا وہان
بہت آپ کو وہ سمجھا ہوئے
ہوا پھر مرا دل بہت بیقرار
تلے سے پھر اُس تخت کے نازنین
نہ ہی وہ مکان اور نہ ہی وہ مکین
کہ ہو جسکے سُننے سے اک شخص کو
اسی وصف سے کرتا ہوا وہ فغان
اب آ میرے ہمراہ ای دلفگار
تو بعد ایک مدت کے پہنچا وہان
اگر بات منظور ہی یہ تجھے
نہ تو بھولنا اُسکو ای مرد پیر
کہا اُسنے بتلا تو ای نامور
تو جسوقت پہنچیگا اُس تخت پر
وہ ناچین گی اُس تخت کے روبرو
کسی کا اگر ہاتھ پکڑیگا تو
نقاب انکے چہرے سے تو کھولنا
ملا تھا مجھے ایک مرد فقیر

کرون گا سب احوال اپنا بیان
لیے ہاتھ مین آ گیا وان شتاب
نہ معلوم کس سمت کو پھر گیا
جو باقی رہا پیر نے کھا لیا
گیا بیٹھ ای حاتم نامور
لگا غوطے کھانے بہت آب مین
عجب شکل صورت کی ہین نازنین
پری رو گل اندام زہرہ جبین
انہی مین لگا دیکھنے ای جوان
نقاب اپنے چہرے پہ ڈالے ہوئے
نقاب اُسکے چہرے سے اُلٹا تا
ہوئی ایک پیدا نہایت حسین
مگر وہ فراموش ہوتی نہین
لگا پڑھنے یہ بیت پھر صاف صاف
ہوا پھر بیابان کی جانب روان
دکھا دوسری بار وہ سب بہار
وہ جس جا پہ تالاب تھا بیگمان
کہ اُن نازنینون کو دیکھا کئے
نہین ہوگا پھر تجھکو رنج کثیر
کہ تا پھر مجھے کچھ نہ پہنچے ضرر
تو پہنچین گی سب نازنین آنکر
ترے سامنے ہوکے سب باادب
تو دہشت ہویدا انہین پہنچیگی تو
کسی سے نہ ہرگز مگر بولنا
کہ تھا وہ جوانمرد روشن ضمیر

گیا بیٹھ اُسجا پہ وہ نوجوان
رکھا لاکے اُس پیر کے روبرو
تو اُس پیر نے نان اک کوزہ آب
ہوئے سیر دونون وہ کھا کر طعام
تو اک زن برہنہ وہان سے نکل
لگی آنکھ میری وہان ناگہان
اور اک باغ دیکھا وہان پر عجب
مجھے لیگئین کھینچ کر تخت پر
کہ ناگاہ اک نازنین مہ جبین
مرے دل کو بس ہاتھ سے لیگئی
لیا ہاتھ اُسکا پکڑ بیخطر
وہ لات اُسنے ماری کہ مرتان کر
یہ کہکر ز سوز دل دردمند
جسے مین نے دیکھا ہی بس وہ بند
پکڑ ہاتھ حاتم نے پھر زود تر
یہ سنکر سخن اُسکے ہمراہ ہو
کہا حاتم خستہ و زار نے
بتاتا ہون مین اب تجھے یک پند
پڑے گا اسی دشت مین آنکل
لگا کہنے یون حاتم خوب رو
اسی طرز سے اور یہی آن سے
خبردار کرنا نہ کچھ گفتگو
نہین اِس مین شک پھر یہین آ پڑیگا
رہےگی یہ جب تک تری زندگی
بتایا تھا اُسنے یہ مجھکو پتا

تو کیا دیکھا اُسنے کہ اک ناتوان
کہا یون تناول کر اب اسکو تو
دیا تازہ مہمان کو لاکر شتاب
لگا کہنے وہ پیر فرخندہ نام
مجھے کھینچ کر لیگئی برمحل
تو کیا دیکھتا ہون وہان ای جوان
کہون کیا بنا تھا نہایت عجب
بٹھایا بصد حشمت و کر و فر
کسی سمت سے آکے پہنچی وہین
دکھا اپنا جلوہ وہ نورا پری
یہ چاہا کہ کھینچون اُسے تخت پر
گرا اِس بیابان مین آنکر
عجب اُسنے اک آہ کھینچی بلند
اُسے دیکھنے کی ہی پھر آرزو
کہا یون کہ شور و فغان تو نہ کر
چلا اُس طلسمات کی سیر کو
یہ اُس مرد درویش دلگیر سے
کہ ہو وے ترے واسطے سودمند
رہےگی نہ کچھ تجھکو اپنی خبر
کہ ای پیر صاحبدل نیک خو
اُسی اپنے آئین او شان سے
بدن انکا چھونا نہ زنہار تو
کہ جس جا پہ رنج و مصیبت تھا
رہےگا تو اُسجا پہ باخرمی
کہ پہنچا تھا مین برسر مدعا

وہی بات تجھکو بتاتا ہون مین
تو بیٹھیگا جسوقت جا جو فن
ہوئی اُسکی یہ بات لیکن تمام
کہ لیتے ہین اُس نے وان آنکھ
ہوئی پھر ملاقات درویش سے
فی الفور پہونچا وہ جھیلی کے گھر
رہا اک مہینے تلک اُسکے گھر
پھر اُس سے بھی رخصت ہوا مرد
غرض جبکہ پہونچا وہ مہمان اُس
ہوئے تھے حسن بانو کے آدم وہان
گیا تھا جو دشتِ ہویدا مین شتاب
گیا روبرو جبکہ وہ نوجوان
لگا کہنے یون حاتمِ نیک ذات
وہ دشتِ ہویدا مین [illegible]
ملی پھر حقیقت طلسمات کی
دیا صاف پہونچا طلسمات مین
یہ سنکر کہا اُسنے صد آفرین
نہین کچھ تفاوت ہے ہر ایک فرد
کہا پھر یہ حاتم سے میری سخن
غرض رات کو کاشکر نامور

جو سیکھا تھا مین نے سکھاتا ہون مین
تو اک ننگی عورت وہان آ نکل
تو بیٹھا لب حوض وہ مرد پیر
لیا کھینچ اُسنے آب مین اُسکو
بیابان شیرین صفا کیش سے
غرض ہوا اُس سے ہنس بول کر
بہ عیش و طرب کی وہان گذر
چلا شاہ آباد کو ذی وقار
تو وہ شاہزادہ قدم رکھ گیا
وہ اُسجا سے حاتم کو لایا یہان
وہ پھر مرد آیا ہے عالی نہاد
کہا حسن بانو نے سبکے یہان
کہ ہے پیر مرد مبارک صفات
یہ کہتا ہے رو رو کے بسر و چشم نگاہ
جو گذری تھی اُسپر بیچ و کوہ
کہون کیا کہ اک بات کی ہے یہین
خبر اُسکی دے تجھکو جا کر وہ
یہ ہے راست گوئی بت ملقا
یہین شوق سے اور چند رہو
گیا اُسکے نزدیک وقت سحر
مین اب جستجو اُسکی جاکر کرون

تو اب بیٹھ وان تجا تالاب پر
اُسی دم وہ آب سے اڑتا ہے
ہوا وان سے حاتم بہت …
پھر اُس دشت سے قائم ناجو
کہا اُس بیابان کا سب ماجرا
ہر اک دشت کی سیر کرتا ہوا
پھر آخر جو اُس سے بھی رخصت ہوا
وہ پہونچا وہان کے جا ابن اسیر
پھر آخر کو دونون سے ہو ہمکنار
کہ تھا حسن بانو کا جسجا مقام
کہا حسن بانو نے اے بہد جو
یہ پوچھ کہ لایا ہے کیا تو خبر
طلسمات کی نازنین دیکھکر
جسے مین نے دیکھا ہے وہان …
کہا پھر کہ مین نے بہت شاد ہو
تجھے گا نہ ہرگز کوئی وہ صلہ
کہا پھر یہ دائی اے نیک نام
تو کھلوایا حاتم کو اُسنے طعام
کہ ہو دور سب ماندگی راہ کی
کہا حسن بانو سے اپنوش حال
سب احوال پھر تجھسے اگر کہون

کسی سمت اے پیر فرخ سیر
تجھے کھینچ لے گئی لب آب سے
کہ تا اُسکو پہونچے نہ اس سے ضرر
روانہ ہوا شاہ آباد کو
وہان سے بھی رخصت وہ ہوکر چلا
ملاقی ہوا زوجہ سے اپنی جا
وہ پہونچا مقام شعاران مین جا
فرو کش تھا حسن جا یہ بتا …
وہ شہزادہ حاتم نامدار
گیا عرض اُس سے کہ اے نیک نام
اُسے میرے نزدیک حاضر کرو
وہ کیفیت اُسکی بتا زود …
ہوا ہے وہ مجنون دیوانہ …
اُسے دیکھنے کی ہے پھر آرزو
وہان لیا ساتھ اُس پیر کو
کبھی اُس بیابان مین اے …
یہ سب ماجرا کہتا ہے خندہ …
نہایت تکلف سے ہنگام شام
پھر آئندہ جیسی خوشی ہو تری
بتا اپنا اب وہ مقصد تو سوال

دوسرے سوال کی تحقیق کو حاتم کا جانا اور محنت مشقت سے اس امر کی خبر لانا کہ وہ آدم زاد نیک نہاد کونسا ہے جسنے اپنے دروازے پر لکھا کہ نیکی کر دریا مین ڈال

ارے ساقی بلی … خوش سیر
تحمل کی طاقت سے اب طاق ہے

مرے حال سے کیون ہے تو بیخبر
بدن ٹوٹنے سے مین پژمردہ ہون
دل آمادہ مشتاق ہے
کہو اللہ جانا سبھے دور ہے

مصیبت مین ہون اور افسردہ ہون
طلسمات کی سیر منظور ہے

ہے تکلیف اگر تجھکو مہمانی کی
کوئی اپنے در پر یہ لکھتا ہے حال
کہ کیا اُسنے نیکی کی اے خوش خصال
تو رکھ جمع خاطر نہ ہو نا ملول
تسلی بہت شاہزادے کی کر
دیا اس سخن کا نہ اُسنے جواب
یہ سُنکر ہوا اے سر انجام کار
گیا بیٹھ زیر شجر ناگہان
کہا پھر یہ دل سے رنج و الم
کہ اک جا پہ بیٹھا ہوا اک جوان
نہ ہمدم ہے کوئی نہ کوئی رفیق
میں تنگ ہوں ہر دن کہ سکے انجام بین
کہا اُس سے حاتم نے اے نوجوان
کہا اُسنے کیا میں کہوں تجھسے حال
کہا پھر یہ حاتم نے اے دلفگار
کہا اُس جوان نے کہ شہر میں
وہاں ایک تاجر ہے عالی مکان
یہ ممکن نہیں اُس سی حور و پری
ہوا ناگہاں میرا اُس سے گذر
دل و جان سے میں اُسپہ مفتون ہوا
یہ دختر ہے اب تک تو ناکتخدا
بجا لائے جو تین میرے سوال
یہ سُنکر سخن میں ہوا بیقرار
کہ میں ایک تاجر ہوں عالی گہر
وہ کہتی ہے یوں دختر خوش خصال

بتا دے مجھے راہ مہمانی کی
کہ نیکی کر اور اُسکو دریا میں ڈال
دیا اور کیوں اُسنے دریا میں ڈال
کہ ہوگا ترا مدعا سب حصول
وہاں سے روانہ ہوا نامور
کہا پھر یہ دایہ نے اُس سے شتاب
چلا پھر وہاں سے وہ عالی تبار
اک آواز رونے کی آئی وہاں
کوئی آدمی ہے گرفتار غم
عجب دلسے کرتا ہے شور و فغان
ہوا ہوں میں دریائے غم میں غریق
پھنسا ہوں مصیبت کے ابدام میں
تو کس واسطے کر رہا ہے فغان
پڑی ہے یہ تجھ پر مصیبت کہاں
بیان کچھ تو کر اپنا احوال زار
اور اُسجا پہ مرد مسافر ہوں میں
ہے نام اُسکا حارث جہاں میں عیان
کسی چیز میں کر سکے ہمسری
جہاں رہتا تھا تاجر نامور
نہ مفتون ہوا بلکہ مجنون ہوا
عجب عقد کا اُسکے ہے ماجرا
کرے عقد کی اُسکی وہ قیل و قال
نہ کچھ دل پہ میرا رہا اختیار
مرا عقد اُس دخت سے ساتھ کر
بجا لائے جو تین میرے سوال

کہا حسن بانو نے اے خوش خصال
تو جا اور اُسکی خبر جلد لا
سنا جب یہ حاتم نے اُسکا سوال
خدا چاہے تو جلد آتا ہوں میں
کہا حسن بانو سے دے تو تسلی
کہ ہے ایک بلدہ بسوئے شمال
پس چند ایام وہ نوجوان
اُس آواز کو سُنکے یہ ہوشمند
اُس آواز کی سمت کو نوجوان
بہت دن سے صحرا میں ازنوا
کروں کس سے احوال اپنا بیان
ہوئے ہیں بہت حادثے دربکار
ہوا ہے وہ کیا حادثہ تجھکو پیش
اگر میں بیان اُسکا تجھسے کروں
کہ ہے کونسی ایسی مشکل بڑی
ہے اک اُس نواحی میں شہر کلان
وہ رکھتا ہے اک دختر دلربا
تجارت میں کرتا ہوا اے جوان
دریچے میں تھی وہ پری جلوہ گر
جو پوچھا کہ یہ دخت ہے کتخدا
پدر اُسکا ہے تاجر ذی وقار
تو اس دخت کا عقد اُس سے کرون
مگر اُسکے در پر آخر میں گیا
کہا اُسنے مجھسے کہ اے دلفگار
مفصل سُنا دیکھ میں نے یہ حال

یہ ہے دوسرا اب مجھے میرا سوال
سب احوال مجھکو مفصل بتا
کہا شاہزادے سے اے خوش خصال
خبر دوسری جا کے لاتا ہوں میں
میں اب اُس نواحی کو جاؤں چلا
معان اُسکو کہتے ہیں اے خوش خصال
کسی جا بیابان کے درمیان
ہوا ایک مبتلائے گزند
گیا تو وہ کیا دیکھتا ہے وہاں
وہ کہتا تھا اِس بات کو بار بار
میں اُسجا سے افسوس جاؤں کہاں
میں کیونکر کروں اب سر انجام کار
کہ دل پر ترا جسکی باعث سے ریش
تو ہو درد دل میرا حد سے فزون
کہو واکر اب تیرے سر پر پڑی
وہ ہے چار فرسنگ اے مہربان
بہت خوب صورت ہے وہ مہ لقا
ہوا وارد اِس شہر کے درمیان
نظر میری اُس دخت پر جا پڑی
تو لوگوں نے اُسجا یہ مجھسے کہا
وہ کہتا ہے ہر اک سے لیل و نہار
نہ اِس قول سے اپنے ہرگز پھروں
یہ پیغام حارث کو میں نے دیا
ہے اِس کام میں دخت کو اختیار
کیا دختر ماہرو نے سوال

کہا اُسنے ہین تینون یہ سوال
دل و جان سے ہین اُسکا مشتاق تھا
کہا شہر کے قرب اک غار ہی
ہوی دوسرا اور میرا سوال یہ
کوئی شخص صحرا مین یون بار بار
یہ ہی تیسری بات ای نوجوان
سدا شاد رہ کر وہ کس ساتھ مین
شنا مین سے جسم کر یہ اُس سے حال
نہایت ہین مشکل یہ تینون سوال
وہان سے مین روتا ہوا زار زار
لگا کہنے یون حاتم نامدار
اگر ہی مددگار میرا خدا
کہا اُسنے حاتم سے ای مہ جبین
پھر آیا اُسی شہر مین نامدار
کہا اُسکی دختر سے ای شوخ ماہ
سُنی جبکہ دختر نے اُسکی خبر
اگر تین شرطون کو لاوے بجا
تو مین تیرے کہنے کو لاؤن بجا
کہا پھر یہ دختر نے ای نامدار
لگی کہنے پھر دختر خوش خصال
کہا پھر یہ حاتم نے ای دلربا
یہ سب عہد و پیمان غرض ہو چکا
کہا اُسنے اِس شہر کے قرب تم
خبر کو کی تحقیق لاتا نہین
یہ سنکر ہی اُس سے حاتم جدا

اگر تو بجا لاوے ای خوش خصال
اُسی وقت اُن نے یہ ہنس کے کہا
نہ کوئی گیا اُسمین زنہار کچھ
بیان تجھسے کرتی ہون سب اُنکا حال
یہ آواز دیتا ہے ہر دم پکار
مفصل مین کرتی ہون تجھسے بیان
لیجا اپنے رہتی ہے وہ ہاتھ مین
سوا تیرے دل کو تردد کمال
نہوینگے تجھسے ادا یہ محال
اب اسجا پہونچا ہون ای نامدار
تو رکھو جمع خاطر نہو بیقرار
تو دون تیرے دلبر کو تجھسے ملا
سنا وہ تو کچھ خواہش زر نہین
کہ تھا جسمین وہ تاجر فرتی قبا
اُٹھا کر سب محنت و رنج راہ
بلایا محل مین اُسے زود تر
تو ہووے یہ مین کس کے ساتھ ہان گفتگو
تفاوت کرون کچھ نہ ہرگز ذرا
ہی اِس بات مین سب ترا اختیار
ادا گر نہ ہون تجھسے تینون سوال
مرے تن سے سر میرا کرنا جدا
تو حاتم نے اُس تخت سے پھر کہا
بڑا فاصلہ سمجھا ہی ای نامور
کچھ احوال اُسکا بتاتا نہین
کہا اُس سے ای دختر مہ لقا

تو یہ جان واللہ یقین ہی یون
ترا دل جو کچھ کہ مین پاؤن گا
نہین اُسکی معلوم کچھ انتہا
سُنا ہی کہ ہر جمعہ کی رات کو
گیا مین نے ہرگز نہ اُس بات کو
کسی جا پہ اک سہری ہی جوان
کسی طور سے ہاتھ سے اُسکے لے
قدم مین نے اُس بات سے کھینچ کر
یہ سنتے ہی مجھسے ہوئی وہ خفا
جدا ہو کے ہر خویش اور یار سے
تجھے شہر کو لیگیا اب ساتھ چل
جو کچھ لے لیا ہی ترا مال و زر
یہ سنتے ہی بس خفتہ بخت یہ
سرا مین پھر اُس شخص کو چھوڑ کر
کسی کو نہین ساتھ لایا ہون مین
یہین بیٹھ پردے مین وہ دلربا
کہا اُس سے حاتم نے تیرا پدر
ترے باپ سے بھی یہ اقرار ہی
غرض باپ کو اُسکے اُسنے بلا
بتا یہ کہ پھر کیا سزا تجھکو دون
عوض اُسکا مجھسے یہی پوچھو
بتا مجھکو کیا ہین وہ تیرے سوال
سبھی جانتے ہین اُسے مرد و زن
نہین مجھکو معلوم کیا راز ہی
تو کچھ آدمی اپنے ہمراہ کر

نہین تو سب اسباب تیرا لاؤن
دل و جان سے اُسکو بجا لاؤن گا
کہان سے کہان تک گیا ہی چلا
اک آواز آتی ہی ای نیک خو
جو کام آتی ہر جمعہ کی رات کو
رہے ہی بیابان کے درمیان
مجھے لا کے اُس شاہ مہر کو
کہا پھر یہ اُس سے کہ ای سیم بر
جو تھا مال و اسباب میرا لیا
ہوا ہون مین آوارہ گھر بار سے
کرون کام تیرا وہان بر محل
دلا دون مین تجھکو سبھی سر بسر
لیا ہاتھ حاتم نے اُسکا پکڑ
گیا در پہ حارث کے وہ نامور
تری کتخدائی کو آیا ہون مین
یہ حاتم سے کہنے لگی مہر جبین
کرے مجھسے وہ عہد و پیمان اگر
کہ پھر جسکو چاہون تجھے اُسکو دون
یہ مضبوط سب عہد و پیمان لیا
تلافی مین اُسکی ترا کیا کرون
پھر اُس سر کو جو چاہے تو سمجھو
مین لاؤن بجا اُنکو ای خوش خصال
جوانان و مردان پیر و کہن
کہ کچھ اُسمین ہی سوز یا ساز ہی
کہ دیوین نشان اُنکا زود تر

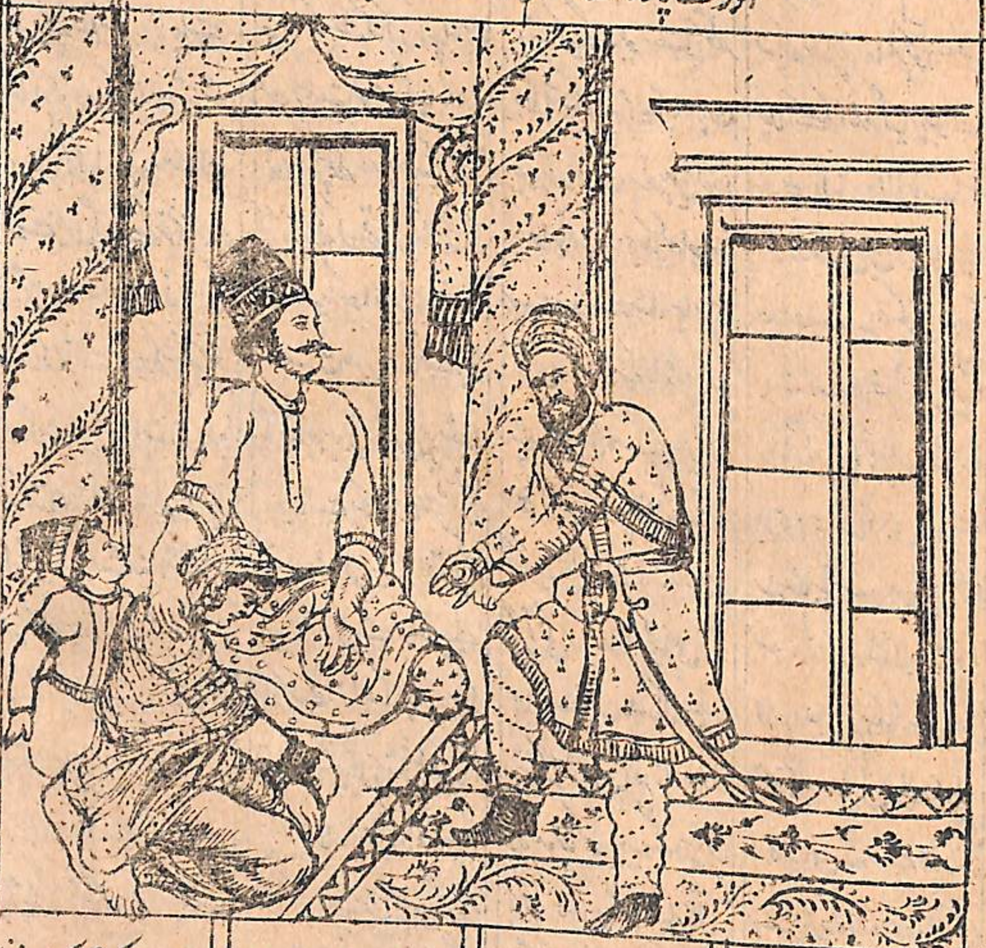
تو جاؤں میں جلدی یہاں سے چلا
تو وقت نمودِ سپیدہ ذرا
وہاں کا میں سب ماجرا دیکھ کر
مفصل سناؤں تجھے آنکر

دیا پھر یہ دختر نے اسکو جواب
کہ تو لیکر اب آدمی جا شتاب
تھی جسجا پہ یہ دختر مہ لقا
وہاں سے وہ غار اک نہایت تنگ تھا

جو تھے مردم دختر کاروان
بتاتے ہوئے راہ آئے وہان
وہ جسدم کہ پہونچے اُسی غار پہ
تو کہنے لگا حاتم نامور

ملیں جاتا ہوں اب غار کے اندرون
نہ آؤن مین جب تک یہان پر رہون
کرو تم اب اسجا پہ اپنا قیام
بہت ہوشیاری سے لو اپنا کام

جانا حاتم کا اندر غار کے اور لیجانا دیوؤن کا پاس ایک رئیس کے واسطے علاج اُسکی وجع کے
اور صحت پانا اُسکا حاتم کے دست مبارک سے



یہ کہکر وہاں سے وہ فرخندہ پی
لگا کرنے اُس غار کی راہ طے
وہ تھا غار تاریک تا رسقد
نہ آتا تھا کچھ اُسکے اندر نظر

غرض وہ جگر حاتم نامدار
چلا اسمین جاتا تھا لیل و نہار
غرض چلتے چلتے کہین ایک بار
ہوئی ایک دن روشنی آشکار

یہ جانا کہ اب غار آخر ہوا
نہ آیا مگر مطلب و مدعا
کہا دل کہ اب پہ چلو مین وہان
کہ جس جا سے آیا ہوں نمایان

یکبارہ پھر دل مین یون آگیا
خبر پوچھے یہان کا کوئی ماجرا
تو گیا اُسکو جا کر بتاؤں بھلا
تبا مجھکو اے دل برای خدا

ہم بہتر اسی مین کہ آگے چلون
وہاں کے بھی احوال کو دیکھون
یہ کہکر روانہ ہوا پیشتر
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی گہر

کہ ہے ایک میدان مصفا وہان	اور اسجا پہ ہے خوب آب روان
ہوا سیر تھوڑا سا پانی پیا	وہان سے پھر آگے کا رستہ لیا
نظر اسکو آیا یہ ایک پڑا	کہ ہے ایک دیوار لا انتہا
یہ جب اسکے نزدیک پہونچا جوان	تو آبادی آئی نظر کچھ وہان
گیا اسکے اندر جو وہ نامور	تو اس جا بہت دیو آئے نظر
جو حصہ رسد پہونچے ہر دیو کو	تو آپس مین ناراض کوئی نہو
مگر کچھ نہ اسکو دیا چاہیے	خبر اسکی شہ کو کیا چاہیے
قدم کو وہ رکھتا ہوا تیز تر	کسی سمت کو پھر گیا نامور
یہ چاہا کہ آباد ہو یہ مکان	تو پھر چلکے آرام کیجے وہان
کہ اتنے مین گرد اسکے خونخوار دیو	کئی آئے کرتے ہوئے لیس غو
کہ انمین سے اک دیو نے یون کہا	کہ اسکو نہ کھاؤ برائے خدا
اور اک زحمت ہے اسکے شکم کی	مصیبت مین ہے عارضے سے بڑی
وہ کرتے ہین دن رات اسکی دوا	مگر شہ کو ہوتی نہین ہے شفا
وہ کہتا ہے شاہ جہان بار بار	سب اپنے یگانون سے لیل و نہار
اگر اسکے باعث سے شہ کو شفا	جو ہوئے تو اپنا ہے نقصان کیا
کہا ان سبھون نے کہ شہ کے لیے	بہت آدمی ہمنے حاضر کیے
تو شاہ جہان ہمسے ہو کر خفا	لگا کرنے از بسکہ جور و جفا
جو آیا ہے اس شہر کے درمیان	تو خود پہونچیگا پیش شاہ جہان
ذرا ماجرا دیکھنے کو چلو	ہے کیا عارضہ شہ کو اور خست کو
پکڑ لیگئے اسکو دیو مہیب	یگانہ رئیس اس مکان کے قریب
وہ کرتا تھا تدبیر شام و سحر	نہ جاتا تھا کچھ درد اسکا مگر
خفا ہوکے دیوون سے اسنے کہا	کہ کیون اسکو لائے یہان تم بھلا
کیا اسنے غصہ جو دیون بشمار	ہوئے ہوش حاتم کے سر سے فرار
ہے جس چیز کا تجھکو دلمین غم	مین سب دور کردونگا تیرا الم
کہ کس طور کا اسکو آزار ہے	وہ کس درد مین اب گرفتار ہے
وہان بیٹھ کر مغز بادام کے	بہت لیکر اسنے تناول کیے
اسی طور سے اور اسی طرز سے	کئی روز پھر وانکو چلتے ہوئے
نہ آغاز اسکا نہ انجام ہے	فقط ایک دیوار کا نام ہے
بہت دیکھکر اسکو شادان ہوا	کہون کیا نہایت ہی فرحان ہوا
لگے کہنے وہ دیو ہو کر بہم	کہ اب شکر ہے شکر ہے اُن سے ہم
کسی دیو نے پھر وہان یون کہا	کہ ہے گوشت آدم کا تحفہ بڑا
یہ سنکر گئے دیو سب اپنے گھر	نہ کچھ پہونچا حاتم کو انسے ضرر
نظر اسکو اک در یہ آیا وہان	چلا اسکے اندر گیا یہ جوان
جو دیکھا وہان پر تو ہین دیو زاد	تحیر مین آیا یہ والا نہاد
یہ چاہا کہ اب اسکو کھا جائیے	تردد نہ دل مین ذرا لائیے
بہت روز سے شاہ بیمار ہے	خدا جانے کیا اسکو آزار ہے
اسی کے دوا کے لیے مرد مان	بہت آ کے حاضر ہوئے ہین یہان
پڑے ہین وہ سب قید مین اہل فن	رہائی کی کچھ انکی صورت نہین
ملے کوئی آدم تو لاؤ اسے	مری ہے شفا آدمی زاد سے
وگرنہ بحکم شہ نامدار	رہیگا یہ محبس مین لیل و نہار
مگر انکی دارو سے کچھ بھی ذرا	نہین فائدہ شہ کو ہرگز ہوا
ہمارے تئین ایسا کیا ہے ضرور	کہ لیجائین ہم اسکو شہ کے حضور
یہ سنکر سخن حاتم نامدار	لگا کہنے یون دل مین وہ بار بار
وہ پہونچا کسی در کے درمیان	کہ دیوون کے رہنے کا تھا وہ مکان
زن خوبرو اسکی بیمار تھی	بہت چشم کے درد سے زار تھی
وہ اسکی مصیبت سے حیران تھا	بہت اپنے دل مین پریشان تھا
ابھی جلکے اس شخص کو چھوڑ دو	یہ جاوے جہان اسکی خاطر مین ہو
ہوا حرف زن حاتم نامدار	ادب سے نہایت کہ اے ذی وقار
تو لا اپنی زن کو مرے روبرو	مین دیکھون تو اسکو خود آ دو بدو
یہ سنکر ہوئی اسکو طاقت ذرا	بیان سب کیا درد کا ماجرا

اُسی وقت فرش شہانہ بچھا
کہا اُس سے حاتم نے اک بات ہے
تو سُنکر یہ حاتم نے اُس سے کہا
کہ سب درد آنکھون کا اُسکے ہوا دور
یہ آئین شایستہ شاہ جہان
جو تھا زوجہ نے اُسکی اُسکو دیا
ہوا درد آنکھون سے سب اُسکی دور
کیا تونے احسان مجھ پر کمال

لیا اُسکو خلوت مین اپنے بلا
جو تو اُسکا ذمہ کرا ای نیک پی
اگر دے یہ مجھے شاہ سے تو ملا
رہے باہزاران نشاط و سرور
بٹھائے تجھے پاس با عز و شان
اُسے ہاتھ مین اُسنے اپنے لیا
ہوا اُسکو بیحد نشاط و سرور
مین ہون تیرا ممنون ای خوش خصال

بہت مہربان اپنا پایا اُسے
کہا اُسنے حاتم سے دے تو بتا
تو اب مین دوا اُسکی یون کرون
کہا اُسنے بہتر ہے مین لے چلون
یہ سُنکر سخن حاتم خوش خصال
گھسا اُسکو اُسنے ذرا سا مگر
ہوا خوش بہت اُس مکان کا مکین
اُسے لیگیا پھر وہ عالی وقار

تو زوجہ کو اپنی بلا کر کہا یہ اُسے
تو واللہ مین اُسکو لاؤن بجا
نہ اک پیسا تجھسے دوا کا مین لون
تجھے شہ کے نزدیک حاضر کرون
وہ دستار سے اپنے مہرہ نکال
رکھا اُسکی زوجہ کی پھر آنکھ پر
یہ حاتم سے بولا کہ ای پاک دین
خوشی سے حضور شہ نامدار

لیجانا رئیس کا حاتم کو پاس فرو ماش شہریار کے اور مہربان ہونا اُسکا حاتم کے حال پر اور علاج کرنا اُسکی مع دختر کے اور صحت پانا اُن دونون کا حاتم کے ہاتھ سے اور رخصت ہوکر ہمراہ دیوون کے آنا اُسی غار پر حاتم کا



سب احوال حکمت کا ظاہر کیا
کہا لطف سے ای مبارک قدم
کہا اُس سے حاتم نے اے نیک نام

فن و علم سے اُسکے ماہر کیا
مین رکھتا ہون مدت سے درد شکم
تو کرتا ہے جسدم تناول طعام

فرو ماش سُنکر ہوا شاد دل
خوش اپنے کبھی دل کو پاتا نہین
ترے پاس ہوتے ہین کی ہمنشین

بٹھایا بلا کر اُسے متصل
کسی سے یہ آزار جاتا نہین
بتا مجھکو ای شاہ روئی زمین

کہا پھر فرد ماش نے اے جوان
میں حاضر ہوں گا ترے دوبدو
چاہا سا ننے جب کھانے کو لا
جو کھولا کہیں قاب کو اس گھڑی
جو دیکھا پڑا ان کرم وہ قاب ہے
بہت خوب تھے جس میں کھانے بھرے
نہیں اور کچھ تجھکو آزار ہے
اسی روز سے شاہ فرخندہ فام
رہا یوں ہی دو چار دن اسکا حال
تو ہر فن میں لاریب استاد ہے
برادر مرے آدمی زاد ہیں
یہ سنکر سخن شہ نے سب کو بلا
اگر تجھسے آسان وہ ہو سکے
کہا پھر یہ حاتم نے اس سے شہا
میں کرتا ہوں ہر چند اسکی دوا
یہ سنکر سخن حاتم نوجوان
یہ دیکھا تو وہ اس سے کہنے لگا
وہ سنتے ہی حکم اسکا لا کر بچھا
اسے پی گئی جب وہ فرخندہ پی
یکایک جو قے اسکو آنے لگی
اگر قے نہوتی اسے شہریار
دیا چھٹے دن جبکہ لاکر طعام
کہا پھر یہ حاتم نے اے نیک نام
کہ میں اپنا اب کام جا کر کروں
بہت مال و اسباب زر دیکے شاہ

سبھی پاس ہوتے ہیں رنج و ملال
جب آئیگا کھانا ترے روبرو
تو اس وقت حاتم نے شہ سے کہا
تو کھانے پہ بس کی نظر جا پڑی
نہ کھانے میں کچھ آب و تاب ہے
اب اس قاب میں کرم کیونکر پڑے
اسی کا یہ باعث ہے انکے پڑے
لگا کھانے پھر سے میں جا کر طعام
تو حاصل ہوئی اسکو صحت کمال
کہ مجھسے مرا دل بہت شاد ہے
وہ سب قید خانے سے ناشاد ہیں
دیا مال و پوشاک رخصت کیا
اور اسکے تئیں جلد تو کھو سکے
وہ دکھ کیا ایسی مشکل ہے مجھکو بتا
ولیکن نہیں ہوتی اسکو شفا
گیا جب تو کیا دیکھتا ہے وہاں
کہ تھوڑا سا آب و شکر تو منگا
غرض سے دار طیار شربت کیا
کہا اسسے کھانا نہ اب کوئی شے
تو اسوقت شہ کو ہوئی بیکلی
تو تھی جب اندیشہ بیشمار
تو کھانے لگی دختر نیک نام
ہوئی تیری دختر کو صحت تمام
نہ زنہار تاخیر کو راہ دوں
ہوا حاتم نیک سے عذر خواہ

کہا پھر یہ حاتم نے اے نیک نام
اسے دیکھ کر پھیر کر دونگا دوا
تو وقت کو اب کام فرمایئے
دیا ڈال سرپوش پھر قاب پہ
فرد ماش لیکے اسکو تب میں آ
کہا اسنے اے شاہ والا گہر
جو پردے میں کھانے کا لو ہے تمام
لگا ہونے درد شکم اسکا دو
تو حاتم سے یوں شاہ کہنے لگا
کہا پھر یہ حاتم نے اس سے شہا
رہائی انھیں قید سے دیجیئے
کہا پھر شہنشاہ نے اس گھڑی
تو بہر خدا ایسی تدبیر کر
کہا دختر اک میری بیمار ہے
کرم اتنا اب مجھ پہ فرمایئے
پڑی بھرتی ہے آہ پر آہ سرد
دیا حکم شہ نے کہ اے ہمدمو
اسی وقت حاتم نے مہرہ گھسا
ہوا بعد ساعت کے جاری شکم
کہا اس سے حاتم نے اے نامدار
غرض تین دن تک وہ شربت پلا
غرض پندرہ روز کے درمیان
تو جو کو اب کام فرمایئے
دیا پھر فرد ماش نے اسکو ندر
تو حاتم نے اس شاہ سے پھر کہا

کہ تو آج جس وقت کھائے طعام
کہ تیری طبیعت کو ہو وے شفا
نہ جلدی کو دل میں ذرا لایئے
دو ساعت کے بعد وہ کھول کر
یہی بات حاتم سے کہنے لگا
ہوا قاب اس پہ نظر کا اثر
تو جاتا رہے درد تیرا تمام
اور آنے لگا دل میں یا اسکے درد
کہ صد آفریں مرحبا مرحبا
ہوئی اتنی بالکل کہ مجھکو شفا
یہ کار صواب آپ پاب کیجیئے
کہ رکھتا ہوں میں ایک مشکل بڑی
کہ وہ رنج جاتا رہے سب
خدا جانے کیا اسکو آزار ہے
ذرا جا کر اب اسکو دیکھ آیئے
ہے چہرے کی رنگت کبود اور زرد
ابھی لا کے بس جلد حاضر کرو
اسی میں ملا کر اسے دیدیا
لگا ہونے کچھ درد بھی دم بدم
تو رکھ جمع خاطر نہو بیقرار
نہ کھانے کا کچھ نام ہرگز لیا
مرض سے ملا اسکو آرام جاں
مجھے تو رخصت ابھی بولو ایئے
سوا اسکے الماس و لعل و گہر
میں کستو سے جا دن تنہا چلا

سخن یہ فرو ماشہ نے جب سنا
غرض ہو کے رخصت شہنشاہ سے
سفر کر گئے اُس راہ کا سربسر
وہ حاتم ہوا غار سے جب برون
وہ سب دیو پھر اُس سے رخصت ہوئے
تو حاتم نے آواز دیکر کہا
نہ دیووں سے خوف و خطر تم کرو
تو حاتم وہ اُٹھوا کے سب مال و زر
دیا اُسکو سب گوہر و گنج و مال
جو تھے مردم دختر کاروان
وہ کہنے لگی دختر مہ لقا
بیان مجھسے کر غار کا ماجرا
کہا پھر یہ حاتم نے ای خوش خصال
کہا پھر یہ اُس دخت نے ای جوان
کیا مین نے ہرگز نہ اُس بات کو
سنا یہ تو حاتم وہان سے اُٹھا
مین اب دوسرے کام کے واسطے
کھڑا ہو گئے اُس جا پہ زیر شجر
گئی شب گئی یہ روز روشن ہوا
نظر اپنی ہر سمت کو بار بار
گئی من رہا گانون مین یہ جوان
گیا مین تے ہرگز نہ اُس بات کو
گیا بیٹھ اُس جا پہ یہ نوجوان
پھر آئی وہ آواز فریاد کی
وہ اک دیدہ کے بیچ پیرو جوان

بتاکید یکبار سب سے کہا
ہوا باز گردان اُسی راہ سے
پھر آیا جوان وہ در غار پر
رہے دیو اُس غار کے اندرون
وہان سے چلے اپنے گھر کو گئے
ڈرو تم نہ ہرگز یہان پر ذرا
نہ مطلق ذرا اپنے دل مین ڈرو
لے آیا سرا مین وہین بیخطر
گیا اُسکو یکدم مین سے رہنمال
وہ حاتم کو لیکر گئے پھر وہان
کہ لاؤ ابھی جاکے اُسکو یہان
جو دیکھا ہے سب تو نے مجھکو سنا
بجا لایا مین تیرا پہلا سوال
مین کرتی ہون حال مفصل بیان
جو کام آتی میرے وہ اُس اتنا کو
روانہ ہوا سوی صحرا سیر را
چلا ہو کے رخصت ہر اک دوست سے
لگا کرنے یاد خدا نامور
پڑی کان مین کچھ نہ آواز آ
لگا ڈالنے حاتم نامدار
تو پھر روز آدینہ آیا وہان
جو کام آتی میرے وہ اُس رات کو
تو آئی اک آواز شور و فغان
تو حاتم نے اُس سمت کی راہ لی
شب و روز رستے ہین گم یہ کنان

کہ جسجا پہ جاوے یہ مرد جوان
لیا اُسنے ہمراہ سب مال و زر
چلے غار ہی غار مین تین روز
جو کچھ مال و زر اُنکے ہمراہ تھا
جو جاسوس حارث کی دختر کے تھے
گیا تھا مین لینے خبر غار کی
وہ حاتم کی آواز پہچان کر
جوان جو سرا مین تھا مجھ ابوا
وہ بعد اُسکے جو کچھ کہ تھا مال و زر
کہ جس جا پہ رہتی تھی وہ دلربا
جب آیا وہان حاتم نامدار
کہا پھر وہ حاتم نے جو حال تھا
سوال دگر بھی مجھے تو بتا
سنا ہے کہ مین جمعہ کی رات کو
تو جا اور سب اُسکا احوال لا
کہا اُس جوان سے کہ ای دلفگار
یہ کہکر سخن اُس سے رخصت ہوا
اور اُسنے وہان جمعہ کو رات بھر
تو ناچار ہو کر وہ بیٹھا وہان
کہ ناگاہ اک دیہہ آیا نظر
وہان رات بھر پھر یہ بیٹھا رہا
وہان سے اُسی سمت کو وہ گیا
پھر اُس سمت کو یہ چلا نامدار
جو کی اُسنے تھوڑی ہی وہان راہ طے
کسی سے یہ حاتم نے پوچھا وہان

یہ آرام پہونچا ہیو تم وہان
چلا ساتھ دیووں کے بس بیخطر
وہ سب دیو اور حاتم دلفروز
وہ اُس غار کے در پہ سب رکھ گیا
گئے بھاگ دیوون کو وہ دیکھ کے
خوش آیا لہ محنت ٹھکانے لگی
ہوئے جمع آکر در غار پر
لیا اُسکو پھر پاس اپنے بلا
سپرد اُسکے سب کر دیا بیخطر
کہا اُس سے حاتم کا سب ماجرا
لگی پوچھنے اُس سے وہ بار بار
وہ دیوون کا اور غار کا ماجرا
بسر و چشم سے جاکے لاؤن بجا
کوئی شخص کہتا ہے ای نیک خو
پھر آکر وہ مجھکو مفصل بتا
نہ مایوس ہونا کبھی زینہار
گیا سوی صحرا وہ حاتم چلا
رکھے کان اپنے اُس آواز پر
لگا کہنے افسوس جاؤن کہان
گیا وہ اُسی سمت کو نامور
تو آئی کسی سمت سے یون صدا
کہ اتنے مین پھر روز روشن ہوا
گیا پھر نہ اُس جا پہ اپنا قرار
تو کیا دیکھتا ہے وہ فرخندہ پے
کہ کیونکر یہ بیٹھے ہین یہ کنان

کہا اسنے حاتم سے ای نوجوان
اک آدم کو ہر روز کھاتی ہی وان
اور ایک اسکا فرزند ہی خوش جمال
یہ سنکر سخن حاتم نوجوان
بتاؤ مجھے اسکا سب ماجرا
اسے دیکھ کہنے لگا یہ جوان
غرض تیرے لڑکے کے ای نام جو
سلامت خدا تجھکو دائم رکھے
مگر ہی تو مرد اجنبی ای جوان
اگر تو کرے میرا کہنا قبول
کہا اسنے جو آپ فرمائینگے
کہا اسنے حاتم سے ای نامور
کہا اسنے حاتم نے کاری گرو
خدا کے کرم سے بلا کو مگر
غرض کرکے تیار آئینہ گر
حلوقہ وہ جس جا پہ آتا ہی اب
وہ سب اسکے کہنے کو لائے بجا
کہ کچھ جسکو ذوق اس تماشے کا ہی
تو لڑکے کی باتون کو سنکر پدر
ترے واسطے میں فنج کی ای پسر
جہان جان کے جانے کا ہی خطر
نہ پہونچے گا بیٹے کو تیرے ضرر
گیا ساتھ حاتم کے وہ نوجوان
پکا کر سبھونے پھر اس جا طعام
عجب ایک آواز آئی وہان

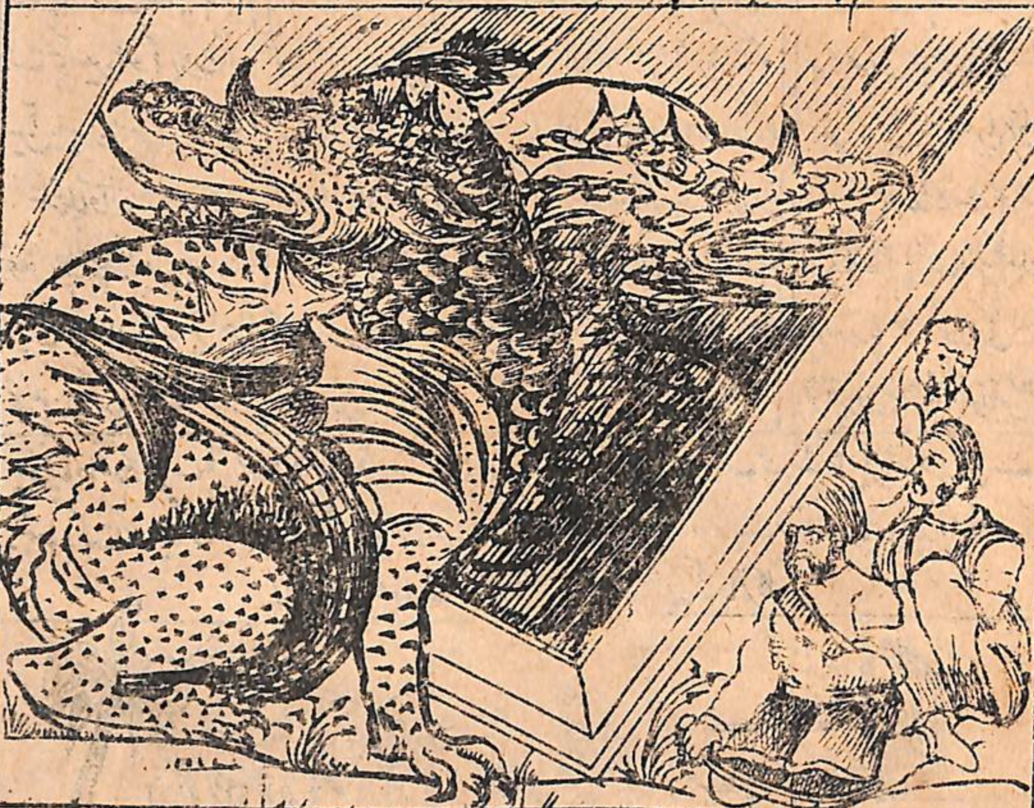
کرون کیا مین احوال انکا بیان
ہمیشہ سبھون کو ستاتی ہی یان
نہایت حسین اور صاحب جمال
گیا جا بپیش رئیس مان
کہ ہی کونسی شکل کی وہ بلا
کہ ہی یہ حلوقہ بلائے کلان
مین جاؤن حلوقہ کے ان پر وہ جو
تری اس لیری کو قائم رکھے
نہ دے اپنی جگہ ناحق اپنی جان
تو روی زمین پر نہو تو ملول
اسی دم ہم اسکو بجا لائینگے
خدا کے کرم سے ہین تیغ و تبر
مجھے ایک شیشہ بنا جلد دو
ملا دو ان گا لیس خاک مین پیس کر
جو لائے تو انکو دیا مال و زر
کرو نصب جا لگ وہین اسکو سب
جو فرمایا اسنے مہیا کیا
وہ اس جا پہ حاضر رہے دو سہ تو
یہ کہنے لگا میرے لخت جگر
ہوا خرچ اسمین بہت مال و زر
تو جانے کا ہرگز ارادہ نہ کر
اس آفت سے زنہار ای نامور
لگا تھا جہان پر وہ شیشہ کلان
تناول کیا اور ہوئے شاد کام
تنزلزل مین آیا زمین و زمان

اک آتی ہی اس جا بلائے عظیم
کہون کیا کہ ہی ایک مرد بزرگ
ہی اب اسکی باری بس جان پر ور
یہ پوچھا یہان وہ بلائے عظیم
وہین اسکی تصویر کو کھینچ کر
تو رکھ جمع خاطر نہ کچھ خوف کر
یہ سنکر سخن وہ ہوا شاد مان
نہین تیرا ثانی کوئی نامجو
کہا مین اسی وقت آیا ہون یان
مین اب دور تیری بلا کر دان
کہا پھر یہ حاتم نے ای مہربان
گئے پھر بہم ہوکے دونون جوان
دو سوگز کا ہو طول و عرض اسکا
کوئی اس سے تدبیر بہتر نہین
کہا سب سے حاتم نے آؤ ذرا
اور اک چادر اس پر تم ڈال دو
تو حاتم نے ان سب کو رخصت کیا
وہ لڑکا لگا کہنے ای مہربان
وہ تدبیر مشکل خلاف قیاس
تو پھر اسمین جاتا ہی ای نوجوان
کہا اس سے حاتم نے ای نیک خو
غرض منع اسکو وہ کرتا رہا
گئے اسکے ہمراہ پھر بیگمان
گیا کچھ کسی نے نہ خوف و خطر
یہ کہنے لگے سنکے پیر و جوان

نہایت قوی اور نہایت جسیم
وہ اس بلیہ کا ہی زیب اتنی بزرگ
اسی کے سبب سے یہ ہی درد و سوز
جو آتی ہی ہر روز بے خوف و بیم
زمین پر دکھائی اسے بے خطر
خوشی سے ریاست کر ای نامور
لگا کہنے صد آفرین ای جوان
دلیری مین واللہ رستم ہی تو
سنا حال یہ شہر کے درمیان
توقف کو ہرگز نہ ہین اب روا دان
بتایا کہ ہین شیشہ گر بھی یہان
کہ شیشہ گرون کا مکان تھا جہان
بناؤ اسے ملکے سب خوب تر
سوا فائدے کے ذرا ڈر نہین
بہم ہوکے شیشہ اٹھاؤ ذرا
کہ تا حال اسکا نہ معلوم ہو
چلے وہ تو ہر ایک سے یہ کہا
رہون گا مین ہمراہ تیرے یہان
اور ڈرین جس سے نقصان نہ ہو کچھ اس
مجھے چھوڑ ہیہات تنہا وہان
تو رکھ جمع خاطر پریشان نہو
نہ مانا مگر اسنے اسکا کہا
بہم شہر کے ہوکے خرد و کلان
رہے پھر اسی جا پہ سب بار بر
کہ آئی وہی آفت ناگہان

تو بولا وہین حاتم نامدار
اسی گفتگو مین یہ تھا نوجوان
نہ تم ہو نا ہرگز کوئی بیقرار
کہ پہونچا حلوقہ وہان ناگہان
خدا چاہتا ہی تو اک آن مین
وہ صورت مین ماش گنبد تھا
اسے وہ دکھاتا ہون اک آن مین
نکالے تھا منھ سے وہ زبان

آنا حلوقہ جانور صحرائی کا شیشے کے پاس اور دیکھنا اپنی ہمشکل کا آئینہ اور غصے سے دم کھینچنا اپنا اور شکم پھٹ کر ہلاک ہوجانا اسکا اور رخصت ہوکر جانا حاتم کا وہان سے



جو دیکھا سیہونے تو وہ کھا گئے
اُسے اپنی صورت جو آئی نظر
بیکبارگی اُسنے کھینچا جو دم
گئے دو پہر اسطرح سے گذر
پھر اُسمین سے نکلی صدائے مہیب
تو باقی نہین ہی دم اُسمین فی را
وہ آدم جو تھے گرد اُسکے کھڑے
کہا پھر یہ حاتم نے پیر و جوان
وہ ہمشکل کو دیکھکر دم بدم

ہر اک سمت جا جا کے چھپنے لگے
تو حیران رہا آئینہ دیکھکر
ہوا اُسسے ہوا اسقدر پر شکم
وہ دم کھینچے بیٹھا رہا عجیب
گئی جا بجا وہ ندائے مہیب
حلوقہ ہی مردہ زمین پہ پڑا
وہ فی الفور حاتم کے قدمون پہ گرے
مین کرتا ہون تمسے مفصل بیان
ہوا اور کیا دم کو غصے سے تنگ

وہ پہونچا جو شیشے کے نزدیک آ
بیکبارگی ایک نعرہ کیا
ہلا اُس سے جاتا نہ تھا زینہار
ہوا پھر ہوا سے پر ایسا شکم
تعجب مین آگر وہ خرد و کلان
ہو آلایش اُسکے شکم سے گری
لگے کہنے حاتم سے ہمکو بتا
یہ وہ بد بلا ہی کہ جاتی نہین
غرض اُسنے سانس اسقدر دم کیا

تو حاتم نے آئینہ وا کر دیا
کہ اُس دشت مین زلزلہ پڑ گیا
وہ دیکھے تھا آئینہ کو بار بار
کہ جسکے سبب سے رُکا اُسکا دم
اُسے دیکھتے ہین جو جا کر وہان
جو دیکھا تو سب نے ہر قاتل وہ تھی
حلوقہ کے مرنے کا باعث ہی کیا
کسی چیز سے مار کھاتی نہین
کہ اُسکا شکم خود بخود پھٹ گیا

بہم ہوکے باشندے اُس جہ کے
اُسے لا کے کرنے لگے بار بار
کیا مین سنے یہ کار بہر خدا
کہا پھر انھون نے یہ ہمکو بتا
سُنا ہے کہین جمعہ کی رات کو
مین آیا ہون اُسکی خبر کے لیے
یہ سُنکر چلا وہ اسی فرخندہ پے
غرض چلتے چلتے کہین ایک روز
کرون کیا بیان اُسکا مین ماجرا
تحیر مین آ کر یہ کہنے لگا

بچھڑے دشت سے اپنے گھر کو گیا
نثار سیر حاتم نامدار
مین کچھ فرد اسکا نہین جانتا
یہان تیرے آنیکا باعث ہے کیا
کوئی شخص کہتا ہے ای صاحبو
کہ تا حال اُسکا مفصل ملے
تو کی اُسنے دو ماہ تک ادھر
جو پہونچا کسی دشت مین نو دو روز
کہ وہ طول مین یا نسو گز کا تھا
کہ دیکھون یہ مین کیا ہے یا ماجرا

ہوئے عیش و عشرت مین یکجا کہ
کہا اُسنے حاتم نے لے جائیے
مین کچھ زر سے دل کو لگاتا نہین
کہا اُسنے حاتم نے ای مہربان
کیا ملکین نے ہرگز نہ اُس بات کو
کہا اُن سبھون نے اِس آواز کو
وہ رستا تھا ہر شب کو میدان مین جا
تو کیا دیکھتا ہے وہان یہ جوان
جو پہونچا وہ اُس پل کے نزدیک جا
ہوا گرم نظارہ عالی گہر

میسر ہوا جسکو جو مال و زر
تکلف تو شاد سے باز آئیے
مرے کام ہرگز یہ آتا نہین
مین احوال اپنا کرون کیا بیان
جو کام آتی ہے وہ اِس انسان کو
کبھی ہم بھی سنتے ہین ای نیک خو
کہ تا اُس صدا کا ملے کچھ پتا
کہ ہے ایک پل ایک از بس کلان
تو صدہا مزارون کی آئی صدا
تو قبرین بہت اُسکو آئین نظر

پہونچنا حاتم کا ایک پل پر اور دیکھنا قبرستان کا اور قیام کرنا حاتم کا اور شب جمعہ کے نکل کر باہر قبرون سے بیٹھا دیکھنا سب مُردون کا شان و شوکت سے اور سمین ایک شخص کثیف حال سے ملاقات کرنا اور بعد استفسار اُسکی مخلصی کے واسطے روانہ ہونا طرف چین کے حاتم کا



ہی تھین وجس جا پہ قبرین تمام
کیا اپنا اُسنے وہین پر قیام
شب جمعہ پھر آگئی جو وہان
لگا کرنے ذکر خدا یہ جوان

وہان پر سر شام سے بیٹھکر رکھے کان اپنے اُس آواز پر
گئی اک پہر رات جس دم گذر عجب اک سما آیا پیش نظر

کہ ہر گور سے مردگان نکو نکل کر چلے آتے ہین دو بدو
ہر اک سمت بچھوا کے فرش کلان لگے بیٹھنے آکے با فروشان

عقب سب کے اک مردۂ ناتوان نکل کر وہ تربت سے آیا وہان
کثیف اُسکی پوشاک تھی سر بسر گیا بیٹھ آ کر وہین خاک پر

کہون کیا بدن تھا پریشان و خوار وہ روتا تھا بیٹھا ہوا زار زار
کہ آنے لگے ناگہان میوہ دان ہر اک شخص کے روبرو سب وہان

وہ مردہ جو روتا تھا زار و نزار رہا وہ اوسی طرح سے بیقرار
بصد اضطراب و ہزاران بکا بیکبار چلا کے کہنے لگا

کیا مین نے ہرگز نہ اُس بات کو جو کام آتی ہے کسی کو وہ ہین ان کو
گئی دو پہر رات جس دم گذر بہت خوان ناگاہ آئے نظر

رکھا تھا ہر اک جو ان مین شیر و برنج اور اک کوزہ آب ہے درد و رنج
ہوئے آکے ہر ایک کے روبرو وہ کھانے لگے اُسکو بس شاد ہو

و لیکن وہی مردۂ ناتوان رہا بیٹھ مایوس ہو کر وہان
نہایت تکلف کا اک خوان تھا وہ اُن خوانون سے تھا الگ ہی رکھا

جو کھانے کو کھانے لگے سب وہان تو انہین سے کہنے لگا اک جوان
جو مہمان آیا ہے اُسکو بلا یہان ایک مسند پہ لاکر بٹھا

رکھا ہے الگ یہ یہان جو خوان اُسی کے وہ حصے کا ہے بیگمان
یہ سنتے ہی اک شخص جلدی اُٹھا دیا ایک مسند پہ اُسکو بٹھا

نیا خوان تھا جو آگے وہ رکھا اسے لا کے حاتم کو فورا دیا
لگا دیکھنے حاتم نوجوان وہان پر سوی مردۂ ناتوان

کہ میلا کچیلا تھا بیٹھا وہان وہ کرتا تھا ہر وقت شور و فغان
تھا ایک خوان اُسکے بھی آگے دھرا ذرا اُسکا سن لیجیے ماجرا

پیالے مین کھاتا تھا تھوہر کا شیر پڑے سنگریزے تجھے اے سمین کیش
جو پانی کا کوزہ تھا اُسمین کھرا سراسر تھا پیپ اور لہو سے بھرا

نہ حاتم نے خطرہ کسی کا کیا جھکا سر کو وہ کھانا کھانے لگا
مگر اُسکے جانب کو کرکے نگاہ تھا حیرت سے خاموش ہر یک نکو خو

کہ اتنے مین کھانا وہ سب کھا چکے غرض جبکہ کھانے سے فارغ ہوے
مودب یہ حاتم نے کی التجا مین کچھ عرض رکھتا ہون سنئے ذرا

کہا اُن سبھون نے کہ تو عرض کر جو منظور ہو یان کسی سے نہ ڈر
ہوا حرف زن حاتم نامدار کہ تم اس مکان پر بعز و وقار

ہو مسند پہ بیٹھے ہوئے جا بجا بہت خوب سب کھانے کو کھاتے ہو
نگر ہے جو بیچارہ یہ ناتوان تو کس واسطے کر رہا ہے فغان

پڑا ہے حقارت سے کیون خاک پر یہ رکھتا ہے کس واسطے چشم تر
کہا اُن سبھون نے یہ اُس سے ہین ہم اس راز سے کچھ بھی واقف نہین

مناسب ہے تو اُسکے نزدیک جا اس احوال کو پوچھ کر دے خدا
یہ سنکر سخن حاتم نامور اُٹھا اور گیا اُسکے نزدیک تر

کہا اُس سے جا کر کہ اے ناتوان کیا تو نے کیا ہے گناہ کلان
سنا مجھے اپنے سب احوال کو کہ کیا تیرا ہے حال اے نیک خو

تو بولا یہ حاتم سے وہ ناتوان مین ان سب کا سردار ہون اے جوان
مین تاجر ہون یوسف مرا نام تھا تجارت سے دائم مجھے کام تھا

گیا تھا مین حج از کرم کو اے جوان سرای تجارت لبد فروشان
یہ سب میرے نوکر بھی ہمراہ تھے خداوند دولت تھے ذی جاہ تھے

غریبون کو دیتے تھے دائم طعام لباس اور پوشاک ہر صبح و شام
کبھی مین نہ دیتا تھا اے نیک نام کسی کو براہ خدا ایک دام

مین ممسک تھا اس طور کا اے جوان کسی کو بھی پینے نہ دیتا تھا نان
مجھے ایک دن راہ کے درمیان ملے آکے قزاق اے نوجوان

گیا کشتہ ہم جسکو اک آن مین گئے دفن کر اس بیابان مین
سخاوت سے ہے انکا رتبہ بڑا جو تو دیکھتا ہے یہان پر پڑا

کہو تجھے کیا اپنا ماجرا
بخیلی سے ہوں اب میں پڑا
وطن میرا ہے چین اے مہربان
ہے اس شہر میں ایک میرا مکان

وہاں ایک ساحر ہے میں اے نامور
دفینہ کیا ہے بہت مال و زر
زر و مال اور گوہر بیقیاس
کہ ہوں جس سبب قارون کے پاس سوا

مرے وارث اُسکا یہ حیران ہین
انہوں کیا نہایت پریشان مین
بخیلی کا اپنے کروں کیا بیان
بتایا نہ کچھ انکو اُسکا نشان

کہا پھر یہ حاتم نے بس غور سے
خلاصی ہوا تیری کس طور سے
یہ سنکے لگا مردہ ناتوان
کہ مدت سے ہوں میں یہاں پریشان

اگر کوئی پہونچا نہ فریاد کو
سوا تیرے اے مرد فرخندہ خو
اگر تجھکو توفیق دیوے خدا
تو اس جا سے اب تو چین جا چلا

جو ہوں میرے فرزند پیر و جوان
کر اُنسے سب احوال میرا بیان
یہ احوال کہکر اے جوان
دفینے کا دینا تو انکو نشان

جو نکلے دفینے کا سب مال و زر
تو اک حصہ دینا انھیں بخطر
وہ سب تین حصے براہ خدا
غریبوں کو جا کر تو دینا لٹا

سوا اُسکے کوئی نہیں اور بات
کہ ہو جسکے کرنے سے میری نجات
یہ کہنے لگا حاتم نیک ذات
کروں گا میں حسبتہ للہ تیری نجات

وہ بیچارہ روتا رہا رات بھر
یہ دیکھا کیا حاتم نامور
جو مرے سخاوت سے تجھے نیک نام
بسر لے گئے شب خوشی سے تمام

گئے قبر میں سب بوقت سحر
روانہ ہوا سوی چین نامور
تو کیا دیکھتا ہے بحسب الہ
کوئی پانی بھرتا ہے بالا چاہ

لیجانا اژدہے کا آبکش کو اندر چاہ کے اور گرنا حاتم کا اُسکو دیکھکر اُس چاہ میں اور نگلجانا اژدہے کا حاتم کو اور خنجر سے شکم چاک کرکے باہر آنا اور ایک جماعت میں ملنا آبکش کا اور سبکو رخصت کرکے روانہ ہونا طرف چین کے



یہ چاہا کہ اُس شخص کے پاس جا
پیے تھوڑا پانی وہ اہل سخا
کہ اک اژدہا اپنے گھر سے نکل
گیا آبکش کو یکایک نگل

یہ دیکھا جو اُس چاہ کا ماجرا
تو حاتم نے یوں اپنے دل میں کہا
وہ بھرتا تھا پانی کھڑا راہ میں
اُسے لے گیا اژدہا چاہ میں

یہ ہی بات بہتر نہیں زینہار
یہ کہکر گرا چاہ کے درمیان
مگر اک مصفا ہی میدان بڑا
بہت کاخ و ایوان ان میں بلند
جو پہونچا اُس ایوان میں بیخطر
کہون حال کیا اُسکا ہی ہوشمند
مگر بعد ساعت وہی اژدہا
کہ اتنے مین حاتم نے غصہ کیا
وہ حاتم سے بولا کہ ای تند خو
یہ میرے برادر کو لایا یہان
کرون گا مگر اُسکے دل کو نگا
نہ جائیگا کیا اُسکے مُنہہ مین جوان
یہ سُنکر سخن حاتم نامور
تو کیا دیکھتا ہی وہ اہل نظر
اک آواز آئی وہان ناگہان
یہ سُنکر سخن حاتم نامدار
جو اُس شی سے پارہ کیا اُسکا تن
تو بعد ایک ساعت کے پانون تک اُسکا جا
نہ وہ تخت ہی اور نہ وہ بستان ہی
مگر ایک صحرا ہی اُس جا بڑا
بہت اُسمین مردے ہین اور جان بلب
کہا اُس سے حاتم نے مجھکو بتا
وہ بعد اسکے مجھکو یہان چھوڑکر
کہا اُسنے حاتم سے بے خوف و باک
یہ سُنکر ہوئے شاد و خرم سبھی

رہین بچے اُسکے سب امیدوار
تو کیا دیکھتا ہی یہ جاکر وہان
کہون اُس مکان کا مین کیا ماجرا
سب بنے تھے مثال سپہر بلند
تو کیا دیکھتا ہی وہ عالی گہر
قد اُسکا تھا مثل درخت بلند
جو اُس آب کش کو تھا بس لے گیا
پکڑ لب کو اُس اژدہے نے لیا
یہ ہی ایک میرا نہ یار اسکو تھا
نہ معلوم اُسکو رکھا ہی کہان
نہ چھوڑون گا زندہ اسے اژدہا
جو کرتا ہی اُس حب کا شور و فغان
گیا مُنہہ مین اُس اژدہے کے [illegible]
کہ ہی ایک اُس جا پہ تاریک گھر
ترے ہاتھ جو کچھ کہ آئے یہان
لگا ڈھونڈھنے گھر مین ہشیار وار
لگا ہونے آب روان موج زن
کسی جا پہ روی زمین پر لگا
نہ وہ کاخ ہی اور نہ ایوان ہی
مین لکھتا ہون اب اسکا سب ماجرا
سوا اسکے جو ہین سو لاغر ہین سب
کہ کیا تجھ پہ گذرا یہان ماجرا
نہ معلوم اب پھر گیا ہو کدھر
رہو تم کیا مین نے اُسکو ہلاک
دعا دیکے ہر سمت کی راہ لی

کرون چاہ کی سیر کی چاہ مین
نہ وہ آب ہی اور نہ وہ راہ ہی
درختون پہ اُسکے عجب تھی بہار
عجب جائے دلچسپ تھی جانفزا
کہ ہی ایک تخت اُسپہ بالین بچھا
اُسے دیکھتا یہ رہا نوجوان
پھر آیا کسی سمت سے دوڑ کر
ہوا جبکہ اُس جا پہ غوغا بڑا
کہا پھر یہ حاتم نے اُس سے پکار
نہ دیگا مجھے جب تلک اُسکو لا
یہ سُنکر لگا کہنے وہ دیوزاد
مناسب یہی ہی خبردار ہو
وہ مار اُسکو فوراً نگل ہی گیا
نہ معلوم کچھ اُسکو ہرگز ہوا
تو خنجر سے اُسکا شکم چاک کر
کوئی چیز مانند تالاب کے
جو غرق اُسمین تھے ہو لگا ماندہ وار
تو کیا دیکھتا ہی وہ مرد جوان
نہ ہی وہ مکان اور نہ نشان ہی
پڑے ہین بہت آدمی [illegible]
نظر اُنپہ کی جبکہ اُسنے ذرا
کہا اُسنے حاتم سے ای مہربان
نظر جتنے آتے ہین پیر و جوان
رہا یا نہ اب کچھ نہیں ہم جان
تو حاتم نے کھینچی حسرت اُن سبکی لی

لے آؤن اُسے جا کے ہمراہ مین
نہ وہ اژدہا ہی نہ وہ چاہ ہی
کوئی سبز تھا اور کوئی باردار
ولیکن وہ مرد مسافر نہ تھا
اور اک نوجوان اُسپہ ہی سو رہا
وہ لے آب کش کو نہ پایا وہان
پکڑنے پہ حاتم نے کی باندھی کمر
تو وہ دیو بیدار ہوکر اُٹھا
نہ چھوڑون کا جیتا اُسے زینہار
نہ مانونگا ہرگز کسی کا کہا
کہ سُنتا ہی ای مرد والا نہاد
نہ غافل ہو زنہار ہشیار ہو
گیا مار کے یہ شکم مین چلا
کہ وہ اژدہا گم کدھر ہو گیا
تو ہوئے طلسمات سے تو بدر
کسی جا پہ آئی بیشتر اُسے
لگا کرنے شکر خدا بار بار
نہ وہ خانہ ہی اور نہ آب روان
نہ وہ دیو ہی اور نہ میدان ہی
زمین پر نہین ایک کا خانمان
تو اُس جا تھا وہ آب کش ہی پڑا
مجھے اژدہا کھینچ لایا یہان
وہی اژدہا لایا ہی سبکو یہان
جہان جانا ہو شوق سے جاؤ وان
روانہ ہوا راہ لی چین کی

کسی شہر کے پاس پہونچا جوان
جو چاہا کہ ہو اُسکے اندر رواں

لگے کہنے اُس جا کے یوں پاسبان
کہ پہلے تو جا نزد شاہ جہان

کرے جو سوال اُسکا دینا جواب
جدھر چاہیو جائیو پھر شتاب

کہا اُس سے حاتم نے اے صاحبو
کھلا کچھ تو احوال ظاہر کرو

سہم ہو گئے کہنے لگے پاسبان
کہ رکھتا ہے اک دختر شاہ جہان

جو آتا ہے کوئی مسافر یہان
تو وہ دختر بادشاہ جہان

سوال اُس مسافر سے کرتی ہے تین
دیا گر جواب اسکا اُسنے متین

تو بہتر اُسے چھوڑ دیتی ہے وہ
نہین کچھ عوض اُس سے لیتی ہے وہ

وگرنہ پکڑ کر اُسے بے خطر
وہین کھینچ دیتی ہے وہ دار پر

کوئی اُسکی فریاد سنتا نہین
کہوں کیا زمانے مین ہے گر کہین

یہان پر جو اک شہر آباد ہے
اب اُس شہر کا نام بیداد ہے

یہ سُنکر گیا حاتم نامدار
ہوا جب شہنشاہ سے وہ دوچار

کہا یون جو ہین بادشاہ جہان
مسافر کو دیتے ہین وہ اتنا امان

جو کہتا ہے لاتے ہین اُسکو بجا
اذیت نہین دیتے ہرگز ذرا

جانا حاتم کا دختر شہریار کے پاس اور سوال کرنا اُسکا شب کو حاتم سے اور جواب مناسب دیکر صحت بخشنا دختر کا اور شادی ہونا حاتم کی اُس دخت سے اور بعد تین ماہ کے رخصت ہو کر جانا طرف چین کے



خلاف اُسکے اے شاہ عالی گہر
ترے بادشاہی مین آیا نظر

لگا کہنے وہ بادشاہ جہان
کہ مین کیا کرون اسکا تجھسے بیان

عجب شہر یہ عدل آباد تھا
نہ اِس شہر کا نام بیداد تھا

ستم سے اسی دخت کے خاص و عام
شب و روز کہتے ہین بیداد نام

سُنا جبکہ یہ شاہ کا ماجرا
تو حاتم نے رو کر یہ دل سے کہا

یہ امر اسکو ہرگز گوارا نہین
مگر ہے یہ لاچار چارا نہین

گیا آخرش حاتم نامدار
کہ جس جا پہ تھی دختر شہریار

وہان جا کے دیکھا تو پایا کہ دخت
ہے اک دخت بیٹھی ہوئی تخت پر

کہان تاب کہون اُسکی خوبی کا حال
جو حاتم کو دیکھا تو فوراً وہین
گئی بیٹھ کرسی پہ وہ مہ جبین
ہوئی یک بیک ایسی دلباختہ
کہا اُسکی دایہ نے اے میری جان
تعجب نہین گر تری آرزو
کہا اُسکی دایہ نے حاتم سے وان
سوا اِسکے یہ دخترِ مہ جمال
یہ کہکر پھر اُسنے منگایا طعام
نہ کام اُسکا گر مجھسے ہو تو حرام
ترا ہوگا خالق مددگار و یار
کہ اتنے مین آئے وہ جانِ جہان
لگی کرنے بیہودہ گوئی تمام
اگر جان دینے کو آیا ہے تو
ہے پہلا یہ میرا سخن اے جوان
کہا اُسنے حاتم سے دے تو بتا
دیا پھر یہ حاتم نے اُسکو جواب
اُسی سے ہے پیدائشِ آدمی
قرہ دار و شیرین ہے اے نازنین
کہا پھر یہ حاتم نے اے نیک پے
کہا پھر یہ حاتم نے اے خوش کلام
بیکبارگی خود بخود کانپ کر
چلا سمت حاتم کے وہ دوڑ کر
لپک کر سرِ مار پکڑا وہین
کیا اُسکو پھر ایک ہانڈی مین بند

نزاکت لطافت مین تھی بے مثال
دل و جان سے مفتون ہوئی مہ جبین
بُلایا اپنی دایہ کو اپنے قرین
ہوئی اُسکی مشتاق بے ساختہ
کیے تو نے کشتہ بہت نوجوان
برآئے کبھی اُس سے اے خوبرو
کہ یہ رات کو دخترِ نوجوان
مسافر سے کرتی ہے تین اب سوال
کہ کھاؤ اُسے حاتمِ نیک نام
تو کھانا ہو واللہ مجھ پر حرام
نہ مایوس ہو اے جوان زینہار
گیا بن بہر سمت سے وہ مکان
کہ سنکر ہو خواب و خورش سب حرام
تو مین تجھسے کہتی ہون اے دردمند
کر اُسکا مفصل تو مجھسے بیان
کہ قطرہ ہے وہ کونسے آب کا
کہ اے دخترِ شاہِ عالی جناب
مین سچ تجھسے کہتا ہون ہے وہ منی
کہ رکھتے ہین جاندار دل سے عزیز
وہ میوہ زمانے مین فرزند ہے
یہ وہ چیز ہے مرگ جسکا ہے نام
گری اپنے بستر سے وہ خاک پر
یہ چاہا کہ کاٹے اُسے بے خطر
کچھ اندیشہ تھا اُسکے دل مین نہین
نہ پہونچا کسی کو پھر اُس سے گزند

وہ بیٹھی ہوئی تھی بصد فخر و شان
بٹھایا ادب سے اُسے تخت پر
کہا جل اُس سے کہ اے مہربان
ہے افسوس کل مارا جائیگا یان
ولیکن یہ مردِ جوان دلپذیر
تحیر کے عالم مین تھی مہ لقا
ہوا کرتی ہے مثلِ دیوانگان
جو اُس سے جواب اُسکا پاتی نہین
کہا اپنے پھر دل مین حاتم نے یون
کہا پھر یہ دایہ نے اے نوجوان
جو باقی رہیگی تری زندگی
گذر اک پہر رات جس دم گئی
کہا پھر یہ حاتم سے اے نوجوان
مری تین باتین ہین سنکر جواب
کہا اُس سے حاتم نے بتلا اب مجھے
کہ جاندار جس سے ہو پیدا مدام
وہ قطرہ ہے انسان کے سر مین نہان
لگی کہنے یون دخترِ شہریار
تہِ دل سے مفتون ہین اُسپر مدام
کہا پھر وہ کیا شئے ہے مجھکو بتا
یہ سنکر سخن وہ ہوئی نیم جان
کہ ناگاہ اک مار پیدا ہوا
کہ اتنے مین حاتم نے خنجر نکال
بہت وہ لگا کاٹنے زور کر
تو بعد اُسکے خنجر کمر سے نکال

ولیکن نہ پردہ تھا کچھ درمیان
اور آپ ہی اُس تخت سے پھر اوتر
کہین سے مسافر جو آیا یہان
رہیگا نہ پھر اُسکا نام و نشان
بہت خوب ہے بلکہ ہے بے نظیر
نہ بولی نہ کچھ اُس سے ہرگز کہا
کہ کرتی ہے بیہودہ باتین یہان
تو سوچی یہ وہ کھینچتی ہے کہ مین
اگر مین اب اسکو ستا دل کہون
تناول کر اسکو نہ کر خوفِ جان
ترے ہاتھ سے کام ہوگا سبھی
بدستور دیوانی دختر ہوئی
نہین ہے تجھے اپنا کچھ خوفِ جان
بیان کر مرے سامنے تو شتاب
کہ کیا بات درکار ہے اب تجھے
بیان کر یہ احوال اے نیکنام
کہ کہتے ہین نطفہ جسے بیگمان
کہ وہ کونسا میوہ ہے نامدار
زمانے مین انسان و حیوان تمام
کوئی شخص جسکو نہین چاہتا
ہوا رنگ چہرے کا اُسکے زبون
وہ صحنِ مکان سے ہویدا ہوا
دہن مین لیا اپنے افعی نے ڈال
کیا زہر نے کچھ نہ اُسکے اثر
لگا کھودنے پھر زمین خوش خصال

تو آدم اُس جا ہوا جبکہ غار
پھر آکر وہ بیٹھا اُسی تخت پر
لگی کہنے حاتم سے تو کون ہے
یہ کہنے لگا حاتم پاک دین
لیا اُسنے دایہ کو وہین بلا
وہین اُسنے بیدار سب کو کیا
دیا کچھ نہ حاتم نے اُسکو جواب
کہا پھر یہ دایہ نے اے نوجوان
ہوا روز روشن تو شاہ جہان
دیا پھر یہ حاتم نے اُسکو جواب
سوال اُسنے مجھسے کیا [illegible]
ہیں سیہ درخت چند بس ایک مار
جو آیا طرف میری وہ دور کر
ہو مجھکو اِس بات کا گر یقین
سخن سُنکے یہ شاہ نے یون کہا
تو والعہد اُس درخت کو کھود دون
تو مین تیرا کہنا پذیرا کرون
کہا پھر یہ حاتم نے اے شہریار
جو لے جاؤن مین تیری دختر کو بھی
تردد نہ خاطر مین کچھ لیجیے
لگے کرنے پھر عیش و عشرت وہان
سنی جبکہ بیداد وان کی تمام
کہا اُس سے حاتم نے اے سیمتن
ارادہ ہے میرا کہ اب جاؤنگا
بس اک تھوڑی تدبیر ہے بچاؤن

اُٹھا کر کے باندی کو وہ نامدار
کہ جس جا پہ بیٹھی تھی وہ سیمبر
کہ اِس جا پہ بیٹھا ہے اے نیک پی
گئی تو مجھے بھول اے نازنین
سب احوال اُس سے مفصل کہا
یہ حاتم سے خوش ہو کے اُسنے کہا
کہ اتنے مین بولی وہ دختر شتاب
کر احوال اِسکا مفصل بیان
قریب آ کے حاتم سے بولا کہ ہان
کہ اے شاہ شاہان عالی جناب
[illegible] دیکھے جب متین
اسی جا پہ آکر ہوا آشکار
پکڑ اُسکو مین نے لیا بیخطر
تو اب کھود کر دیکھیے تو زمین
کہ اس درخت کو مین نے تجھکو دیا
نہ اِس قول سے اپنے ہرگز پھرون
نہین تو کسی سمت کی راہ لون
یہ اب چاہتا ہون مین عہد استوار
تو ہرگز جدا جسم ہو نا کبھی
اور اِس درخت کو ساتھ لیجائیے
ہم حاتم اور دختر نوجوان
رکھا شہر کا عدل آباد نام
وطن جا ہی ہے میرا شہر یمن
اگر زندگی ہے تو پھر آؤنگا
بنایا تھا یوسف نے جیسا مکان

گیا لیکے اُس غار کے درمیان
یکایک پہر رات باقی رہی
جو بیدار اُسکے کچھ اُسکو آیا حجاب
مین جو وہی تو ہون شخص اے سیمبر
کہا پھر یہ اُسنے کہ پیرانہ سر
تو کس طرح سے آج زندہ رہا
نہین بھولی ہی اب گرانیِ تن
لگا کہنے یون حاتم خوش خصال
مفصل کر احوال اپنا بیان
یہ دختر ہوئی سُنکے دیوانہ وار
تو ناچار یہ دختر نوجوان
وہ تھا ایک جن شکل مارِ دمان
غرض بند باندی مین اُسکو کیا
اُسی وقت سے اُسکو ہوش آ گیا
کیا مین نے دل مین یہی عہد تھا
کہا اُس سے حاتم نے اے نامدار
کہا اُسنے بتلا ذرا تو مجھے
مرے دل مین ہو جانے کی آرزو
کہا شاہ دوران نے اے نامدار
یہ کہکر شہنشاہ نے پھر وہین
وہ عشرت بعشرت مبدل ہوئی
رہا حاتم اُس جا پہ پھر تا سہ ماہ
یہ کہکر سخن اُس سے رخصت ہوا
یہ کہکر سخن اُسنے باندھی کمر
فرود آ کر اُس جا پہ وہ نامور

پھرا دفن کرکے وہان سے جوان
تو وہ دخت پھر ہوش مین آ گئی
لیا کھینچ چہرے پہ اپنے نقاب
پکڑ کر جسے لائے تھے سوئے گھر
[illegible] ہین جو عجب
سب احوال تو اپنا مجھکو بتا
سبک ہے بہت آج میرا بدن
کہونگا مین شاہ جہان سے یہ حال
رہا کس طرح شب کو زندہ یہان
لگی کہنے یہ اُسنے اے نامدار
رہی بیٹھی خاموش ہو کر وہان
کہ عاشق تھا اُس دخت کا بیگمان
زمین کھود کر دفن اُسکو کر دیا
جو تھا اُسکو آزار وہ رد ہوا
کہ جو میری دختر کو دیگا شفا
جو دے تو مجھے اپنا عہد استوار
تو دون قول و اقرار اپنا تجھے
مین جاؤن چلا پاس سے اے نامجو
ہے اِس دخت کا اب تجھے اختیار
کیا عقد اُسکا بآئین دین
یکایک وہ سب دل کی کلفت گئی
ہوئی حاملہ دختِ بادشاہ
نہایت محبت سے اُس سے کہا
چلا سوی چین حاتم نامجو
لگا جستجو کرنے شام و سحر

ملے وارثِ افسرِ کاروان
کہین کیا ہوئی ایک مدت مدید
لگا کہنے یون حاتمِ نوجوان
اگر راست جانو تو باور کرو
وہ حجرہ بہت خوب اور مستقیم
نکالو سر اس زمین کھود کر
جو باقی رہین تین حصے نہ لو
وگرنہ رہے تا قیامت پڑا
نہین کچھ وہ سکتے ہین ہم دینا
کہا جا کے تاجر کا سب ماجرا
سمجھ تو نہ میرے سخن کو بعید
بخیلی سے ہی وہ بلا مین پڑا
یہ سنکر سخن شاہ عالی تبار
بتایا جو حاتم نے اسکا پتا
ہوا جب یہ حکم شہ باوقار
رہا پھر تعجب مین شاہ جہان
وصیت جو کی تھی اُسنے وہان
ہوا جبکہ یہ حکم شاہ جہان
جو حصہ چہارم تھا باقی رہا
سفر سخت طے کرکے پہونچا وہان
ایک اُس زن کے فرزند پیچھے چلا
غرض چلتے چلتے وہ پہونچا وہان
بدستور سابق وہ سب جا بجا
لگے آنے پھر خوانہائے طعام
عقب اُسکے اورون کو بھی جا کر دیے

کیا اُسنے اسکا مفصل بیان
کہ یوسف جہان سے ہوا ناپدید
کہ سمجھو تم اے وارثِ خستہ جان
نہین تو تم اب اپنی سب راہ لو
وہان پر بنا ہے عزیزو قدیم
جو اُسمین دفینہ ہے سب لال و زر
اُسے صرف راہ خدا پر کرو
مصیبت کے عالم مین صبح و مسا
کسی طور سے اُسکو اے نامدار
زبان سے تھا حاتم کے جو کچھ سنا
ہے یوسف کا سب حال پیدا و آشکار
نجات اُسکی منظور ہو گر شہا
چلا اپنے گھر سے وہ ہو کر سوار
تو اسوقت پھر شاہ سے یون کہا
لگے تب زمین کھودنے جلد وہ
بہت دیکھ حیران تھے مرد مان
براہ خدا صرف کر اے جوان
تو حاتم نے اُس زر کو لیکر وہان
وہ تاجر کے لڑکون کو اُسنے دیا
زن حاتم طے بھی تھی جہان
تو سالم ہوا نام اُس طفل کا
شہیدون کی قبرین بھی تھین جہان
نہایت قرینے سے بیٹھے تھے آ
بدستور سابق بجائے قیام
جو بیٹھے تھے اُس جا شہیدِ نکو

لگے کہنے سنکر کہ دیوانہ ہے
دیا تجھکو پیغام کیونکر بھلا
سبب مجھسے حال ہے یہ مفصل بتا
یہ کہنے لگا حاتم ذی وقار
خزانہ ہے یوسف کا زیر زمین
پھر اُس مال کے چار حصے کرو
اسی بات مین ہے اب اُسکی نجات
کیا اُسکے لڑکون نے اے مہربان
یہ کہکر سخن اُسکو ہمراہ لے
نہ آیا گر اسکو ہرگز یقین
یہ اسرار غیبی ہے اے نامور
تو میرے سخن کا کرو اب امتحان
حویلی مین یوسف کے جاکر کہا
کہ جلدی سے اب اُسکو کھدوا دیجے
تو نکلا خزانہ وہان بیشمار
لگا کہنے حاتم سے وہ شہریار
اور اک حصہ لڑکون کو اے نیک پے
دیئے تین حصے براہ خدا
غرض چین کا تاجر اصحاب کر
ملا زوجہ سے اپنی پھر آنکر
پھر اُس سے بھی رخصت ہوا نامور
شب جمعہ پھر آگئی جو وہان
کہ اتنے مین یوسف بصد عز و شان
دیا پہلے اک خوان یوسف کو لا
کہا اُس سے حاتم نے سب ماجرا

تمیز و خرد سے تو بیگانہ ہے
جو تو ہمسے کہتا ہے یون برملا
جو کہتا ہون اب تمسے مرد خدا
نہان سو رہا تھا تاجر نامدار
جو لیکن بتایا کسی کو نہین
اور اک حصہ اسمین سے تم آپ لو
نہین اس سے بہتر کوئی اور بات
نہ جب تک کہے وے حکم شاہ جہان
گئے وہ لپسر رو برو شاہ کے
لگا کہنے پھر حاتم پاک بین
نہ زنہار کچھ اسمین تکرار کرو
یہ ہے راست یا کذب شاہ جہان
یہ حاتم سے اسکا نشان تھا بتا
نہ تاخیر کو درمیان لائیے
زر سرخ اور گوہر آبدار
کہ لے تین حصے تو اے نامدار
خوشی سے دیے اے حاتم اسی طرح
غریبون فقیرون کو خود اُٹھا
چلا عدل آباد عالی گہر
گیے چند روز اُسنے اُسجا بسر
چلا دشت و صحرا مین کرتا گذر
یہ بیٹھا رہا اُس جگہ نوجوان
نکل قبر سے جلد آیا وہان
کہ تھا جسمین حاتم کا حصہ لگا
دفینے کا اور اُسکے فرزند کا

یہ سُنکر سخن پیر شادان ہوا
کرون کیا زبان سے مین تیری صفات
اسی گفتگو مین گئی شب گذر
براہ خدا کچھ مجھے بھیجیے
دیا ہاتھ سے اپنے اُسکو نکال
یہ آواز جسوقت اُنھون نے سنی
اُستادے رستے کہنے لگی بار بار
لگی کرنے باتین بہت خوشنما
غرض وہ فریب اُسکو دینے لگے
لگے مین وہین اُسکے ڈالی کمند
جو کچھ اُسکا تھا مال سب لیا
کہ تھا جسمین مہرہ نہ دھاہ برس کا
لیا پھر وہین پارہ اک سنگ کا
لگاتے ہی اُسکے کھولی کیا مین جال
اگر مانگتے مجھسے یہ مال و زر
کہ ہوئین نہ محتاج وہ بد گہر
کوئی شخص کہتا ہے ای نامدار
وہ بولا کہ کسطرح سے پاؤن مین یا
وہ آکر پھر اسی چاہ کے درمیان
ہوا جبکہ بیدار یہ نوجوان
نکالا اُسے چاہ سے بے خطر
غرض وہ حاتم سے ہوکر چلے
لیا اُس قدر سے جواہر نکال
یہ دونون ہین اُسسے پھر خزانہ سبھی
تو کیا دیکھتا ہے وہ فرخندہ فال

لگا کرنے حاتم کے حق مین دعا
ہوئی تیرے باعث سے میری نجات
روانہ ہوا حاتم نامور
ثواب اسکا اللہ سے لیجیے
ہوئی دیکھکر خوش بہت پیر زال
نکل آئے جنگل سے ستا آدمی
ہر یہ مرد منعم بہت مالدار
مثال محبان صاحب کا
خوش آمد کی ہر وقت لینے لگے
ہوا ایک بار وہ گرفتار بند
اُسے ڈال اُس چاہ مین پھر دیا
زن حاتم طے کا بخت ہوا
اور اسیر لعاب ہی ہن کو گرا
ہوئے زخم فی الفور سب اندمال
تو دیتا نہ کرتا کبھی درگذر
نہ لیوین کسی کا کبھی مال و زر
نہونا کبھی دل مین تو بیقرار
اُٹھا کسطرح اسکو لیجاؤن مین
نکالینگے تجھکو ٹھہر ای جوان
بہت اپنے دل مین ہوا شادمان
وہ پیدا شدہ مال کو دفن تھا جسقدر
خدا جانے کس سمت کو وہ گیا
لیا تھوڑا زر اپنے کیسہ مین ڈال
ستادے نہ ہرگز کسی کو کبھی
کہ بیٹھی ہے وہ راہ مین پیر زال

رہے خوش سدا تجھسے قادر ذو الجلال
شہادت کا مجھکو ملا مرتبا
کہین راہ مین اک ملی پیر زال
تھی حاتم کے پاس اک انگشتری
وہین اُسنے آواز دیکر کہا
وہ تجھے وزد بیٹے اُسی زال کے
یہ سُنکر وہ حاتم سے آکر ملے
ہوئے راہ مین اُسکے ایسے شفیق
یہ تھا مکر سے اُنکے غافل جوان
وہان سے اُسے لیگئے چاہ پر
رہا پاس اُسکے نہ کچھ سیم و زر
تو پگڑی سے پتھر کو اُسنے نکال
لگا گھسنے پتھر کو اُس سنگ پہ
لگا کہنے دل مین کہ بعد رنج و غم
کرین گر ملاقات پھر آنکر
اسی فکر مین آگیا اُسکو خواب
نہین تیرا آنا یہان بے سبب
پھر آواز آئی کہ مرد سخی
کوئین سے نکالینگے سب گنج و مال
ہوئی جب سحر آگئے دو جوان
کیا سبکو انبار باہر نکال
تو حاتم نے اک جوڑا پوشاک کا
کہا کر لیے مجھکو وہ پیر زال
یہ کہکر وہان سے روانہ ہوا
بہت خوش ہوا دیکھکر نامور

کیا تونے احسان مجھ پر کمال
جزا خیر کی تجھکو دے اب خدا
کیا اُسنے حاتم سے آکر سوال
کہ الماس گوہر سے تھی وہ جڑی
نگہبان ہو ایک وکا خدا
تجھے خواہان ہمیشہ زر و مال کے
سبھی ساتھ حاتم کے ہوکر چلے
کہ ہوتا نہین ایسا کوئی رفیق
انھون نے کہین ایک زن ناتوان
وہین اُسکو مجروح خنجر سے کر
فقط ایک پگڑی تھی باقی سر
بہت شکر کر اور دل کو سنبھال
بہت آزمودہ تھا اُسکا اثر
کیا مجھ پہ ان ظالمون نے ستم
تو دونون یہین آئین بسقدر ستم رسے
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی جناب
خزانہ جو ہر ایک مین تیرا ہے سب
ترے پاس آئینگے دو آدمی
وہ دینگے تجھے ای خجستہ خصال
کسی سمت سے چاہ کے درمیان
وہ تھا جتنا سیم و زر و گنج و مال
اُٹھا کر وہین اپنے تن پر سجا
ہوا آکے سے جنگل مین خستہ حال
لگا ڈھونڈنے اُسکو پھر چاہ بچا
دیا پھر وہان اُسکو اک مشت زر

اُسے لیکے وہ زال شاداں ہوئی | بدستور سابق پھر آواز دی | اُسی جگہ آدوڑ ساتوں جوان | چپ و راست سے دوڑ کے ناگہاں

نکلنا چاہ سے حاتم کا اور تلاش کرنا اُسی پیرزال کا اور لینا اُسکا مع ساتوں نفر کے حاتم کو اور قسم لیکر بخش دینا حاتم کا سب مال و اسباب اُن سب کو



اُسی طور سے پھر ملاقات کی
بہت مال و زر تمکو ہوئے حصول
کہا پھر یہ حاتم نے ای دوستو
کرو تم جو توبہ پھر اس بات سے
گذر ہو تمھاری خوشی سے تمام
تو البتہ وزدی سے توبہ کریں
کہ پہلے دکھادے تو وہ زر ہمیں
دکھایا اُنھیں سب وہ انبار زر
جو کچھ آپ اب ہمسے فرمائینگے

بدستور سابق اک بات کی
اگر تم کرو میرا کہنا قبول
جو تم مردم آزاری اب چھوڑ دو
تو پھر تمکو ہاں اسقدر زر ملے
رہے پھر نہ زنہار غربت کا نام
جہاں ہو کسی کو پھر ایذا نہ دو
تو ہم دیکھکر اُسکو توبہ کریں
زر سرخ و یاقوت و گنج و گہر
بسر و چشم سے ہم بجا لائینگے

لگے چاپلوسی وہ کرنے تمام
کہا پھر اُنھوں نے کہ بتلائیے
سوا اسکے کہتا ہوں ای ایک کام
نہ محتاج زنہار پھر ہو کبھی
کہا پھر یہ چوروں نے ای نوجوان
ہوا جب کہ مضبوط قول و قرار
یہ سُنکر سخن حاتم نامور
اُسے دیکھا وہ ہو شادمان
کہا پھر سبھوں نے یہ ہوکر بہم

تو کہنے لگا حاتم نیک نام
وہ کیا بات ہے آپ فرمائیے
کہ نہ چھوڑ چوری کا پیشہ تمام
رہو شاد دنیا میں دائم سبھی
جو دے تو ہمین اسقدر زر عیان
لگے کہنے وہ سب کہ ای نامدار
اُنھیں لیکر آیا لب چاہ پر
لگے کہنے حاتم سے ای نوجوان
کہ کھاتے ہیں ہم سب خدا کی قسم

ہو اقرار ایمان سے اپنا یہی
کسی کو نہ دینگا اب ایذا کبھی

قسم کھا کے سب نے یہ کرتے یقین
کسی پر کرینگے نہ ہرگز ستم

کرینگے نہ یہ کام تا زندگی
کرینگے خدا ترسی و بندگی

گر آ جیا نا اس کام کو پھر کہین
تو قہر الٰہی مین دائم رہین

ہوا جبکہ یہ عہد مضبوط تر
تو حاتم نے بخشا و سب مال و زر

ہوا رخصت انسے بھی وہ نامور
چلا پھر کسی سمت کو بیخطر

چلا تھوڑی ہی راہ تھا وہ جوان
کہ اک سگ وہان آ گیا ناگہان

جو نزدیک حاتم کے وہ آ گیا
اٹھا اسکو حاتم نے بر مین لیا

تڑپتا تھا وہ سگ بہت پیاس سے
ولیکن بچا تا تھا وہ پاس سے

وہان سے گیا جب وہ کچھ پیشتر
تو اک دیہ پھر اسکو آیا نظر

گیا پھر وہ اس گانون مین نامدار
کیا اندکے اسنے اسی جا قرار

اسے دیکھکر گانون کے آدمی
طعام اور جواہرات لائے سبھی

وہ حاتم نے اس سگ کے آگے رکھا
وہ بھوکا بہت تھا سبھی کھا گیا

بہت شفقت و مہربانی سا
رکھا سر پہ کہتے کے حاتم نے ہاتھ

تو سینگی سی اسمین ہویدا ہوئی
کوئی شاخ سی چیز پیدا ہوئی

لگا کہنے دل سے کہ جو ہے تو بتا
یہ کیا حال ہے اور کیا ماجرا

مری عقل اس جا پہ بیکار ہے
خدا جانے کیا اسمین اسرار ہے

کسی سگ کا یہ طور دیکھا نہین
نہ کانون سے اپنے سنا ہے کہین

جو دیکھا تامل سے کچھ غور کر
تو اک کیل لوہے کی آئی نظر

وہین اپنے انگشت سے کھود کر
نکالا سر سگ سے اسکو مگر

وہ سگ سا ہو گیا شکل آدم صریح
بہت خوبرو اور نہایت ملیح

کچھ آثار کیلے کا باقی نہ تھا
تحیر کے عالم مین حاتم رہا

بہت مہربانی سے اس سے کہا
تو احوال اپنا مفصل بتا

کہ تھا پہلے تو شکل حیوان کی
اور اب بن گیا شکل انسان کی

یہ کیا بھید ہے اور یہ کیا راز ہے
یہ کیا صورت و شکل و انداز ہے

وہ از بسکہ مرہون احسان کا تھا
رکھا سر کو قدمون پہ وہ جوان گرا

بیان کیا کرون اپنا احوال اور
مین ہون نسل آدم سے ای نامدار

ترے ہاتھ سے اب بفضل خدا
اسی شکل اصلی مین پھر آ گیا

ذرا غور سے سن تو ای نامدار
مرا باپ تھا تاجر ذی وقار

متاع گران لیکے وہ نامدار
ختن کی طرف کو گیا ایک بار

وہان پر وہ سب مال کو بیچ کر
خطا کی طرف پھر گیا نامور

ختن مین خریدا تھا جو اسنے مال
خطا مین سے آ بیچ کر خوش خصال

پھر آیا وطن مین مع کاروان
لگا رہنے گھر مین بعز و شان

گیا بعد اسکے سمجھ کتخدا
گیا پھر وہ ملک عدم کو چلا

مرے ہاتھ سب اسکی دولت لگی
مین عشرت سے کرنے لگا زندگی

ہو گذرے اسی طور سے چند سال
ہوا صرف پھر سب وہ مال و منال

وہ لیکن بچا تھوڑا سا باقی رہا
خرید اس سے مال تجارت کیا

گیا پھر خطا سے مین سوی ختن
اسے بیچ کر آیا اپنے وطن

کیا تنے مین وہ عورت نا سزا
جو تھی ساتھ میرے ہوئی کتخدا

الجھ وہ گئی ایک شب مجھ سے ساتھ
پکڑ اسکا دامن لیا اپنے ہاتھ

کہون کیا کہ تھا وہ کسی کا غلام
نگارے یا [illegible] کے آکر یہ دم

اور اک کیل جادو کی تھی اسکے پاس
نہ ڈر تھا کسی کا نہ اسکو ہراس

مین جس وقت پہونچا گھر ای نامور
وہان ایک دن سو گیا جیبہ

اسی دم جو اسنے کی رخصت ملی
مرے سر مین پھر کیل ٹھوک دی

مین گھبرا گیا اسی وقت سے ہو گیا
تو ڈھونڈ نکالا کہ گھر سے باہر کیا

لیا مین چلا سمت بازار کی
تو لوگون سے تکلیف مجھکو ہوئی

مین تھا تشنہ و گرسنہ نامور
ولیکن بہت دل مین کھا کر خطر

ہراسان وہان سے مین آیا نہان
کہ تجھسے ملا آن کے ای جوان

تری مہربانی سے ای مہربان
پھر آدم ہوا ہون مین گریہ کنان

سنا جب یہ حاتم نے اسکا کلام
لگا کہنے ای مرد فرخندہ نام

تو رہتا ہے کس جا پہ جلدی بتا
وہ اس جا ہے تین منزل امکان
اور اسکے ہے اک دخت فرخندہ حال
کیا مین نے ہرگز نہ اس بات کو
کہا پھر یہ حاتم نے اس سے وہان
اگر سر پہ شیدی کے ٹھونکیگا ان
غرض اپنے گھر پر وہ پہنچا جوان
بتاؤ ہمین تم گئے تھے کہان
یہ کہکر وہین ایک شمشیر لی
کہا ان سبھون سے کہ چپکی رہو
لگین کہنے اس سے وہ سب لونڈیان
وہی میخ آہن جو تھی اسکے پاس
پکڑ اسکو پھر اسنے جلدی وہان
لیا اسنے حاتم کو گھر مین بلا
کہا پھر یہ وہ ہی ہے حبشی غلام
اسے مار کر تو نے اے ناسزا
کیا ہون سبھی آزاد اسکو کیا
کنیزون کو اور لونڈون کو بلا
پھر اس روز حاتم رہا اسکے گھر
جو تاجر کا لڑکا تھا اسجا مقیم
کہا اسنے حاتم سے اے سخی
کہا اس سے حاتم نے اے دلفگار
یہ سنکر خبر دختر کاروان
کہا اس سے حاتم نے سب ماجرا
یہ سنکر سخن وہ روانہ ہوا

اور اس شہر کا مجھکو دے تو پتا
گیا مین پہنچ جب شہر کا بیابان
کئے اسنے مین تین مجھسے سوال
جو کام آتی ہے سرے وہ اس انکھ
کہ اس کیل کو پاس رکھ اے جوان
تو بیشک وہ سنگ ہوگا اے نوجوان
تھا حاتم بھی ہمراہ اسکے وہان
رہے ہم سبھی مارے حیران یہان
محل مین گیا کچھ نہ تاخیر کی
اسی جا پہ خاموش بیٹھی رہو
کہ بمخواب شیدی کے ہے اے میان
سرِ زن مین جب ٹھوکدی میخ راست
پھٹا ایک بخیرا اسکو گران
دیا مسندِ فاخرہ پر بٹھا
کیا جسنے گھر بار میرا تمام
بھلا کیون عذاب اپنے سر لیا
بھلا اسکے حق مین کیا کیا برا
دیا سب کو انعام اور یون کہا
اسی جا پہ کی رات ساری بسر
نعیم اس پسر کا تھا نام قدیم
وہ آواز آتی نہین ہے کبھی
تو رکھ جمع خاطر نہو بیقرار
ملا کر کسے قعر کے درمیان
بیابان و صحرا و کہسار کا
وہان سے گیا سوی عمان ادا

کہا یون ہے اک شہر عمان یہان
کہا پھر یہ حاتم نے اے نوجوان
مین جاتا ہون اسکی خبر کے لیے
یہ سنکر لگا کہنے وہ نوجوان
اگر سر پہ عورت کے ٹھونکیگا تو
یہ کہکر روانہ ہوئے یک بیک
جو تھے اسکے دروازے پر آدمی
کہا اسنے خاموش بیٹھے رہو
لگین پوچھنے خوش ہو کے لونڈیان
بتاؤ تو وہ اہلیہ ہے کہین
وہان جا کے دیکھا تو وہ نابکار
وہ زن مادہ سگ مین ہو گئی
پھر اکبار تلوار اپنی اٹھا
پھر اس زن کو فوراً دکھایا اسے
دیا پھر یہ حاتم نے اسکو جواب
دیا اسنے حاتم کو ایسا جواب
یہ کہکر لیا اسکا لاشہ اٹھا
رکھو جمع خاطر تم اپنی سبھی
سحرگاہ وہ اس سے رخصت ہوا
وہان جا کے اسکی ملاقات کی
اور اس دخت حارث کی اے نامدار
خبر اسکی بالکل لے آیا ہون مین
تو بولی وہ حاتم سے اے نیک نام
کہا پھر یہ حاتم سے تو جلد جا
کہا اس جوان نے بھی سب ماجرا

مین رہتا ہون تم گھر رہو یہان
وہان ایک حارث ہے تاجر کلان
کہ تا حال اسکا مفصل ملے
کہ یہ بات ہے راست اے مہربان
تو ہوئیگی کتیا وہ اے نیک خو
وہ حاتم بھی اور یہ جوان ایک جا
انھون نے یہ بات آکے اس سے کہی
نہ کچھ تجھسے پوچھو نہ تم کچھ کہو
بتاؤ کہان تم گئے تھے میان
وہ یا اپنے گھر سے گئی ہے کہین
بہت بیخبر سوتی ہے ہمکنار
نہ انسان کی شکل و صورت رہی
کیا سر کو شیدی کے تن سے جدا
سب احوال اسکا بتایا اسے
کیا تو نے ہرگز نہ کار ثواب
کہ تجھسے ہوا ہے نہ کار عذاب
وہین ایک گوشے مین مدفون کیا
نہ تم ہونا ہرگز ہراسان کبھی
گیا پھر وہ عمان سفر کو چلا
مروت سے پرسش کی احوال کی
ترا کھینچتی ہے بہت انتظار
ترا کام سب کر کے آیا ہون مین
بتا تجھکو احوال اسکا تمام
مرے پاس اس شاہ کے گھر کو لا
نہ شہزادہ اس سے بھی رخصت ہوا

تھکا چلتے چلتے جو وہ نامور
تو پہونچون فروماش کے پاس جا
غرض وہان سے چلا فارغ مین
وہان دیو سب اُسکو پہچان گئے
سحر کو وہان سے روانہ ہوا
کرم تو نے مجھ پر کیا بیشمار
بڑی دھوم سے اُسکی دعوت ہوئی
بتا یہان کے آنے کا باعث ہے کیا
کسی چاہ پہ رہتی ہے اک مہ پری
سواب اُسکے لینے کو جاتا ہون مین
غرض پھر وہان حاتم دلفروز
گر اس کام مین تو مددگار ہو
مجھے اک بڑا کام درپیش ہے
مرا منتظر ہے کہ جو وہ مرے
وہ ہے عاشق صادق اے نامدار
فروماش نے چند کس کو بلا
وہان سے نہ جب تک کچھ پہونچون
یہ سنکر سخن حاتم ذی وقار
غرض اک مہینے مین وہ خوش سیر
وہان دیکھتا کیا ہے وہ شوشمن
چلا اُس طرف کو گیا بیخطر
نہ زندہ اسے چاہیے چھوڑنا
کہا یون بتا جلد اے نیک خو
پریزاد کہنے لگے سوچ کر
ہے مہرے کی لینے کی مجھکو ہوس

گیا راہ مین بیٹھ زیر شجر
مفصل کہون اُس سے سب ماجرا
کہ بندی ہے اک تھی تنہا مین
ضیافت مین مصروف بس ہو گئے
تو پہونچا فروماش کے پاس جا
کہ آیا دوبارہ تو اے نامدار
بہت شاد خرم طبیعت ہوئی
ہوا کس مصیبت کا پھر سامنا
کہ پریون کو اُس سے نہین ہمسری
اگر ہاتھ آیا تو لاتا ہون مین
رہا میہمان اُسکے گھر تین روز
تو لاریب بیڑا مرا پار ہو
کہ جسکے تردد سے دل ریش ہے
وبال اُسکا گردن پہ میرے رہے
مرے عہد و پیمان ہمہ استوار
یہ تاکید یہ حکم فوراً دیا
مین دیتا ہون یہ حکم رہنا وہان
چلا دوش پر دیوون کی ہو سوار
گیا شاد سرحد تلک کو رہبر
کہ ہے ایک اُسجا پہ کوہ بلند
کسی کا کیا دل مین مطلق نہ ڈر
نہین بچتا اس سے منہ موڑنا
کہ آیا ہے اس جا پہ کس کام کو
کہ سنتا ہے اے حاتم نامور
مفصل ہے احوال دریافت سب

تفکر کے عالم مین اُس سے کہا
بہت وہ مرا پاس خاطر کرے
یکایک ہی گانون اُسکو ملا
گیا اور اک گانون مین خوش سیر
بہت خوش ہوا دیکھ کر بادشاہ
یہ کہکر بہت اُسکی تعظیم کی
لگا پوچھنے پھر وہ عالی جناب
کہا اُس سے حاتم نے شاہ جہان
وہ رکھتی ہے اک شاہ مہر جو یا
یہ سنکر لگا کہنے شاہ زمن
تو پھر وقت رخصت یہ اُس سے کہا
اُسے آپ مجھکو منگا دیجئے
وہ بیچارہ اک عاشق دلفگار
تو دونگا قیامت مین مین کیا جواب
وہ جو زندہ ہے اب تک اس امید پر
اسے جلد سرحد پہ لیجاؤ تم
کہا پھر یہ حاتم سے اے نامدار
روانہ ہوا پھر لیے عز و شان
کیا دیوزادون نے اُس جا قیام
اور اُس کوہ پر مین ہزارون شجر
پریزادون نے دیکھکر یون کہا
غرض چار پریان وہان سے اُتر
لگا کہنے یون حاتم نوجوان
یہ معلوم ہوتا ہے اب بیگمان
کہا دل سے حاتم نے اک بار کر

کہ جاؤن مین اس غار مین بیحلا
اور اُس شاہ سے کہکے منگا دیجے
کہ تھی جسمین دیوار لا انتہا
اور اُس گانون مین رات کو کاٹکر
لگا کہنے اُس سے کہ اے نیک خو
نہایت محبت سے تکریم کی
کہ اے مرد فرخندہ و کامیاب
کرون کیا مین احوال اپنا بیان
درستی سے اُسکے ہین اس سے ماجرا
کہ ملنا ہے اُسکا نہایت کٹھن
اگر تجھسے کچھ ہو سکے اے شہا
نہین تو مجھے رخصت اب دیجئے
مرا دیکھتا ہوگا اب انتظار
بتا اسکی تدبیر مجھکو شتاب
نہین تو مریگا وہ اے نامور
نہایت حفاظت سے پہنچاؤ تم
ہو تو دوش دیوان پہ جلدی سوار
رہا کرتی تھین جمع پریان جہان
چلا یہ جو کرگے وہ عالی مقام
ہر اک قسم و ہر طرح کے بار ور
کہ آتا ہے آدم کہین سے چلا
پکڑ لیگئین اُسکو پس کوہ پر
کہ آتا ہون مین شہر سورتی یان
کہ دختر نے حارث کی بھیجا یہان
بتا کونسی بات اپنے کہون

اگر نام مہرے کا لیتا ہوں میں
تو جان اپنی اس جا دیتا ہوں میں

پریزاد تب یہ سن کہنے لگے
کہ آیا ہے یہ مہرے کے واسطے

یہ کنکر بس اب بار ہم کو لگا
جلا کر اسے خوب روشن کیا

اسی وقت حاتم نے مہرہ نکال
دہن میں لیا اپنے جلدی سے ڈال

پھر اس آگ سے جب وہ آیا نکل
پریزاد پہونچے وہیں بر محل

کیا بند و آزار دینے لگے
پھر اس بات کو اس سے کہنے لگے

لگا کہنے یوں حاتم نامدار
کہ اے احمقان شقاوت شعار

ولیکن کہوں کیا تم نے مجھے
نکالا ہے زندہ اب اس آگ سے

گرایا غرض آگ میں تین بار
نہ ہرگز جلا لیک وہ نامدار

خدا جانے کیسی عجب کا ہے یہ بشر
کہ اسکو نہیں آگ سے کچھ ضرر

غرض چوتھے دن پھر نکالا اسے
کہیں جا کے دریا میں ڈالو اسے

نہنگ ایک اسکو نگل ہی گیا
کیا خوف مطلق نہ ہرگز ذرا

ہوا جبکہ عاجز نہایت نہنگ
تو آیا کنارے پہ وہ بیدرنگ

نہ کی کچھ نظر اسپہ ہرگز ذرا
گیا پھر وہ دریا کے اندر چلا

نظر اپنی کرتا تھا وہ سو بسو
کہ جاؤں یہاں سے میں کس سمت کو

تو آتا ہے کس سمت سے اے جوان
تجھے کون لایا ہے بتلا یہاں

مجھے کھا گیا تھا یہاں اک نہنگ
وہ درد شکم سے ہوا بس کہ تنگ

میں بھوکا ہوں تو تین دن سے پڑا
اگر تم کو توفیق ہووے ذرا

پریزاد کہنے لگے بر ملا
کہ ہم تجھکو کیونکر کھلائیں بھلا

نہ جیتا تم اسکو کہیں چھوڑنا
نہ اس کام سے اپنا منہ موڑنا

اگر ہم نہ ماریں تجھے اے جوان
تو ہو پھر غضبناک شاہ جہان

کہاں تم کہاں بادشاہ جہان
کہاں سے یہ اب آگیا ہے جوان

حیات اسکی باقی تھی کچھ بیگمان
تو اسکے شکم سے یہ پا کر امان

مناسب یہی ہے کہ ہم تم سبھی
اسے گھر میں لیجا کے اپنے ابھی

سبھوں کے سب ہمکو ہمراہ لئے
وہاں سے گئے اپنے گھر کو چلے

یہ بہتر ہے خاموش بیٹھا رہوں
اسی سے نہ بولوں نہ کچھ کہوں

جلا اب اسے آگ میں دیجیے
نہ اسکے سوا اور کچھ کیجیے

بہت آنچ جس دم ہوئی آگ میں
گرایا پھر اسکو اسی آگ میں

رہا تین دن تک وہ اس میں پڑا
نہ آسیب پہونچا کچھ اسکو ذرا

گرفتار پھر ان سبھوں نے کیا
اور اس جا سے پھر قید خانے میں لا

تو حاتم وہی ہے پر ستاتے ہیں
کہ ڈالا تھا ہم نے تجھے آگ میں

جو جلتا ہے آتش میں کچھ بھی نہیں
وہ رہتا ہے زنہار زندہ نہیں

عجب اسکی قدرت ہے اور شان ہے
کہ بندوں کا ہر دم نگہبان ہے

کہا سب نے ایسا نہ دیکھا کبھی
کہ جلتا نہ ہو آگ میں آدمی

یہ کہکر وہیں کوہ کے درمیان
دبایا اسے زیر سنگ گران

اسے آب کے درمیان ڈالکے
گئے آپ سب اپنے گھر کو چلے

گیا جب کہ اسکے شکم میں چلا
جگر اسکا پانوؤں سے اپنے ملا

بہت جلد اسکو شکم سے نکال
دیا پھر زمین پر وہیں سنگ ڈال

وہ تھا گرسنہ تین دن سے جوان
ولیکن پھر اٹھکر ہوا وہ روان

پریزاد پھر آ گئے ناگہان
لگے پوچھنے حال اس سے وہاں

کہا ان سے حاتم نے اے صاحبو
بیان کیا کروں اپنے احوال کو

تو ڈالا مجھے پھر دہن سے برون
گیا آپ دریا کے اب اندرون

مرے واسطے کچھ منگاؤ طعام
رکھے تم کو دائم خدا شادکام

کہ ہے ہم کو یہ حکم شاہ جہان
اگر آدمیزاد آوے یہاں

بھلا کس طرح تجھکو دیں اب طعام
بتا تو بھلا ہم کو اے نیک نام

کوئی ایک ان میں سے کہنے لگا
یہ کیا بات کہتے ہو یارو بھلا

یہاں آپ سے تو یہ آیا نہیں
نہنگ اسکو لایا کہیں سے کہیں

یہاں تک یہ پہونچا ہے اے دوستو
کچھ اسپہ ستم تم نہ ہرگز کرو

کریں اسکی پرداخت اور پرورش
رہے جب تلک اسکا آب و خورش

وہاں جا کے کھانا کھلایا اسے
اور اک جام پانی پلایا اسے

لیا اُسکو مسند پہ اپنے بٹھا
تو حاتم نے اُسکو مفصل کہا
کہا پھر یہ اب است تبلا مجھے
بہت سا اُٹھاتا ہوا رنج و تاب
تو اب آپ رخصت مجھے دیجئے
ہم اسجا پہ ہین اُسکے نوکر تمام
کہا اُسنے گر ہو مری زندگی
پریزاد کہنے لگے سب یہان
نہین تجھکو لائے ہم اسواسطے
اسے رہنے اس جا پہ اب دیجئے
کہ آیا ہی سرحد پہ ایک آدمی
سُنا جبکہ اس طرح حکم پری
یہ کہکر وہان سے وہ رخصت ہوئے
کہین ایک رہتی تھی حسنا پری
سُنا جبکہ حسنا پری نے یہ حال
جو ہم جنس تھے اُسکے حاضر وہان
تو بیٹھون اُسی راہ کے درمیان
نہین تو ملاقات اُسکی کبھی
کہا یون اُنھون نے کہ اچھا کہو
اُنھون نے اجازت دی ہین اُسکو دی
وہان پر کوئی باغ تھا دلکشا
جب ہمدم آئین تھا اُس قوم کا
اُسے شوق آدم کے دیدار کا
غرض چلتے چلتے کہین ایک
کسی روانہ کیا تردد تر

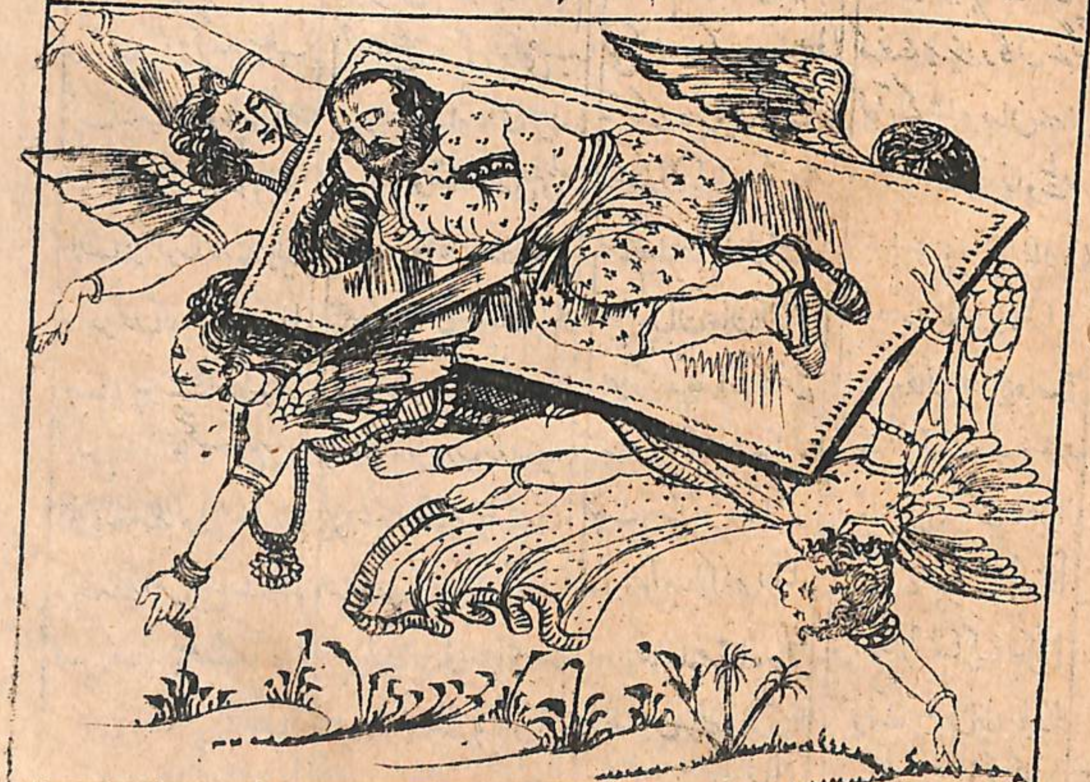
گئے بیٹھ گرد اُسکے ایک ایک آ
جو گذرا تھا جس جا پہ جو ماجرا
کہ پہونچا یا اسجا پہ کسنے تجھے
یہان تک میں پہونچا ہون پا عذاب
توقف نہ اسمین ذرا کیجئے
کہ رستے ہین سرحد پہ اپنا قیام
تو کب مار سکتا ہی مجھکو کوئی
نہ ہمسے ہو یہ کام ای نوجوان
کہ دیوین گرفتار کرکے تجھے
یہ جاکر خبر شاہ کو کیجئے
رکھا ہی اُسے ہمنے زندہ ابھی
ہوئے سب وہ خوف و خطر سے بری
بہت جلد سرحد پہ اپنے گئے
اور اُسکے تھی اک دخت حسنا پری
کہ آتا ہی اک مرد صاحب جمال
لگی کہنے یون اُنسے وہ بدسگال
کہ آتا ہی جس راہ سے وہ جوان
میسر نہوگی مجھے با خوشی
منگا دین تجھین جو کہ درکار ہو
کہ جا سیر کو باغ کی با خوشی
اُسی باغ مین جا وہ مہ لقا
ہمیشہ زوجے ایسا اس جا رہا
بیان کیا کرون جسقدر دل مین تھا
وہان دیکھتی کیا ہی وہ لالہ رو
کہ لائے وہ لشکر کی جاکر خبر

لگے پوچھنے ملکے سب اُسکا حال
پریزاد سب سُنکے شادان ہوئے
لگا کہنے اُنسے یہ والا نہاد
کہون کیا تھی کچھ میری باقی حیات
یہ سُنکر پریزاد کہنے لگے
سُنے گرچہ وہ شہ پری یہ خبر
تم اصلا نہ کچھ دل مین اپنے ڈرو
نہین یہ مناسب ہمین رہنما
بہم ہوکے کرنے لگے مشورت
گیا ایک اُنمین سے پھر دوڑکر
کہا جلد اب اُسکو حاضر کرو
کیا عرض یہ شہ سے کہ جلدی ہم
پریزاد جب اُسکو لانے لگے
عزیزون مین تھی اُسکے جو یہ پری
بہت اپنے دل مین کی اُسنے خوشی
اگرچہ دو روز اب جو رخصت ملے
کرون جاکر اُس سے ملاقات مین
کہا جاکے یون اپنے مان باپ سے
کہا پھر جو پروانگی پاؤن مین
یہ پائی اجازت تو با صد خوشی
لگی رہنے ہر وقت آرام سے
جو جاتا تھا اُس باغ کے درمیان
تصور مین اُسکے وہ فرخندہ پی
ہی لشکر پریزادون کا اُس جا یہان
کہ ہی کسکا یہ لشکر بیکران

جو گذرا تھا اُسپر وہ رنج و ملال
بہت اُسکی باتون سے فرحان ہوئے
کہ پہونچا سکے ہین تجھے دیو زاد
کہ پائی تمھارے سبب سے نجات
کہ تو نام اب اُس پری کا نہ لے
تو والد سے کھینچے تجھے دار پر
مجھے جلد پاس اُسکے حاضر کرو
کرین تجھکو ناحق گرفتار خوار
تو آخر کو ٹھہری یہی مصلحت
یہ کی جاکے اُس شہ پری کو خبر
توقف کو ہرگز نہ تم راہ دو
اُسے لیکے اب جلد آتے ہین ہم
اکھاڑے مین پریون کے آنے لگے
اُسے اُسکے گھر مین تھی اک سروری
ہوئی منتظر اُسکے دیدار کی
کسی طور پر اپنے مان باپ سے
سنون اُسکی باتون کو دن رات مین
کہ مین عرض کرتی ہون کچھ آپ سے
ذرا سیر کو باغ کی جاؤن مین
وہ ہم جنس ہمراہ لیکر چلی
خوشی سے طرب سے وہ جا کر تھمی
وہ رہتا تھا چالیس دن تک وہان
لگی رات دن کرنے بیچ و تاب طے
اور اک آدمی اُسکے ہی درمیان
جو آتا ہی اس سمت کو ناگہان

اور اسنے یہ پوچھے کہ تم کون ہو
کہان سے تم آئے کدھر جاؤ گے
اک آدم کو ساتھ اپنے لائے ہین ہم
بہت نام انسان سنا کرتا ہون
کہا جا کے حسنا پری سے یہ حال
اسے ایک بنا کے جو لے آئیگا
لگی کہنے پریون سے کسطور سے
اگر حکم ہووے تو ہنگام خواب
لگی کہنے اسنے کہ اب جاؤ تم
ہوا جب ان آخر تو وہ باہر شد
چلین چار پریان جو ہمراہ تھین
اور اس جا پہ آئے ہو کس کام کو
کچھ احوال ہمکو بھی بتلاؤ گے
دکھانے کو پریون کے جاتے ہین ہم
ذرا اسکی صورت تو مین دیکھ لون
کہ ہے ایک انسان صاحب جمال
شہنشاہ کے سامنے جائیگا
مین دیکھون اسے ایک نظر غور سے
اٹھا لاؤ ہین ہم جلد اسکو شتاب
سو جسطور سے اسکو لے آؤ تم
لگی کہنے پریون سے یون دو بدو
کہ حسنا پری کی وہ دمساز تھین
غرض وہ گیا اور جا کر کہا
کہا ان سبھون نے یہ ہو کہ ہم
کہا اسنے مین نے نہ دیکھا کبھی
انھون نے دکھایا جو اسکو ذرا
نہین ہمنے دیکھا ہے ایسا کہین
سنا جبکہ حسنا پری نے یہ حال
کہا اسنے بیساختہ روبرو
جو کی اسکی پریون نے یون داوری
ٹھہر کر کسی باغ کے درمیان
بہم ہو کے لشکر کو شب جاؤ تم
وہ پہنچین جو لشکر مین یون کے جا
گروہ تم سب احوال اپنا بتا
نگہبان ہین دریائے قلزم کے ہم
کہ ہوتا ہے کس شکل کا آدمی
تو اسکو نہایت تعجب ہوا
کسی ماہرو کو بروی زمین
تو اسکے ہوا شوق دل مین بحال
کہ ہے ایک تا سیر اسے نیک خو
ہوئی شاد دل مین بہت وہ پری
لگی کاٹنے دن کو وہ دلستان
وہان سے اس دم کو جائے آؤ تم
تو دیکھا وہان کا عجب ماجرا

اور جانا پریون کا حاتم کو لشکر پریزادون سے شب کو باغ مین پاس حسنا پری کے



پریزاد سوتے ہین ان پر سبھی	گرفتار غفلت ہے وہ آدمی	پلنگ اسکا پریون نے سر پر اٹھا	ہوئین باغ کی سمت اک بہ ہوا

رکھا لاکے تئیں جا پہ جلدی تمام
تھا جس جا چمنا پری کا قیام

ہوا جبکہ بیدار یہ نوجوان
تو کہنے لگا اپنے دل میں ہان

لیے جاتے تھے مجھکو میدان مین
یہان آپڑا اک پرستان مین

اور اسجا پہ ہے وہ عمارت بلند
جو رفعت مین ہے آسمان سے دوچند

لگی کہنے اُس سے یہ چمنا پری
مری ایک مادر ہے مسنا پری

ترا شور سنکر مین آئی تھی یان
کہ تا تجھکو دیکھون مین اے نوجوان

تری شکل و صورت کا مائل ہے دل
تری تیر مژگان کا گھائل ہے دل

کہا اُس سے حاتم نے ای مہربان
مین احوال اپنا کرون کیا بیان

کہا کار مشکل ہے پانا اُسے
شہنشاہ کے گھر سے لایا اسے

پریزاد بیدار جسدم ہوئے
نہ دیکھا جو حاتم کو پُرغم ہوئے

کہ عاشق ہوئی اُسپہ کوئی پری
یہان سے کہین کو اُٹھالے گئی

وہ اس جستجو مین پھرے جا بجا
ولیکن ملا کچھ نہ اُسکا پتا

اُٹھو جلد سرحد پہ اب جاؤ تم
خبر اُسکی جسطور ہو لاؤ تم

وہ سرحد پہ اُڑکر گئین بیخطر
نگہبان سے آدم کی پوچھی خبر

تعجب کہ اب تک وہ پہونچا نہین
قریب شہنشاہ روی زمین

کیا عرض یون پھر کہ ای بادشاہ
وہ آدم جو تھا اُسنے لی اپنی راہ

کہ انسان کو راہ سے لیگیا
نہ خوف و خطر اُسنے میرا کیا

نہ چھوڑون گا جیتا اُسے زینہار
چھپیگا کہان جاکے وہ نابکار

چھپایا ہے جسنے اُسے اپنے گھر
تو حاضر کرے اُسکو اب وہ بشر

سبھی ملکے اُسکا تجسس کرین
قیامت کو ہرگز نہ اب راہ دین

لگا ہاتھ اُنکے کوئی لشکری
گئی لیکے اُسکو یہ چمنا پری

جسے لیکے اِس جا پہ آئی تھین تم
کیا اُسکو کسنے تن تنہا گم

کہین ایک شب سوگئے رات بھر
رہی اپنے تن کی نہ ہمکو خبر

وہ یا کوئی اُسکو چُرا لیگیا
نہین اُسکا ملتا ہے ہمکو پتا

یہ سنکر ہوا شاہ اُن سے خفا
کیا پھر بہت اُنپہ جور و جفا

ہوئی عشق مین سب کے وہ مبتلا
لگی ہونے سو جان سے اُسپر فدا

کہ یہ تو ہین پریان مثال زنان
وہ تھے سب پریزاد تو مرد زنان

نہ تھا باغ اُس جا نہ بستان تھا
فقط ایک سنسان میدان تھا

لگا پوچھنے اُس سے وہ نوجوان
کہ ہے کسکا یہ باغ ای دلستان

اُسی کا تو یہ سارا بستان ہے
اُسی کا یہ سب کاخ و ایوان ہے

مین تجھ پر ہون شیدا خدا کی قسم
مجھے اپنی شرم و حیا کی قسم

بتا یان پہ تشریف لایا ہے کیون
کھڑے رہین پہ تو کیون آیا ہے کہون

طلبگار ہین شاہ کے گھر کا کون
سوا اُسکے ہین ای پری کیا کہون

رکھا اُسنے حاتم کو باغ و بستان
چھپا کر اُسی باغ کے درمیان

یہ جانا کسی سمت کو وہ جوان
گیا بھاگ کر رات کو بیگمان

یہ کرکے تصور پڑی جستجو
گئے ڈھونڈنے کے لیے سو بسو

تو قصے کے سننے سے وہ شہ پری
لگی کہنے پریون سے یا دلبری

کہ آدم کے لانے مین کیا دیر ہے
سبب کیا ہے اور کونسا بھید ہے

لگی کہنے وہ ایک مدت ہوئی
کہ فوج پریزادگان لے گئی

یہ سنکر وہ پریان اُڑین بیشتر
کہی آکے شاہ جہان سے خبر

یہ سُنکر لگا کہنے وہ شہریار
کہ ہے کونسا وہ شقاوت شعار

قسم تجھکو حضرت سلیمان کی
قسم اپنے ہے دین ایمان کی

ہین پریان جہان اُن سبھو بھیجو
کہ آدم کو لا جلد حاضر کرو

نہین تو ہے گھربار اُسکا خراب
وہ ہوگا گرفتار رنج و عذاب

تو سُنکر یہ حکم شہ نامجو
تجسس لگے کرنے سب سو بسو

بہت اُسکو تعزیر دیکر کہا
کہ بتلا ہمین ہے یہ کیا ماجرا

کیا عرض اُسنے کہ ای بادشاہ
رکھا تھا نہ ہر وقت اُسکو نگاہ

نہین ہمکو معلوم شاہ جہان
کہ وہ شخص اُٹھ کر گیا پھر کہان

یہ لشکر مین جتنے پریزاد ہین
اُسی کے تجسس مین برباد ہین

دیا اُسکو پھر قید خانے مین ڈال
نہ پوچھا کبھی شہ نے پھر اُسکا حال

دیا حکم پریون کو پھر شاہ نے
پھرو جاکے ہر ایک جا در بدر
لگین ڈھونڈھنے جاکے بیابان مین
وہان اک پریزاد آیا نظر
اور اک آدمی اُسکے ہمراہ ہی
کہا اُسنے حسنا پری سے پکار
نہین قہر سے شہ کے ڈرتی ہی تو
نہین تو شہنشاہ عالی جناب
نہین تو خدا جانے کیا حال ہو
گرفتار سب جاکے اسکو کرو
یہ چاہا سبھون نے کہ پکڑین اُسے
وہان پر وہ تختہ اپنا کرکے سیاہ
گئی پاس بیچ حکم شاہ جہان
تو کیا دیکھتی ہون کہ حسنا پری
کہا مین نے اُس سے کہ اے ناسزا
غضب ناک ہی بادشاہ جہان
مناسب ہی اُس آدمی زاد کو
یہ سنکر غضب ناک وہ ہو گئی
گرفتار تم اسکو جلدی کرو
یہ سنکر ہوا حکم یون شاہ کا
کہا اُس سے یون شاہ نے برملا
یہان سے روانہ ہو اور جلد جا
وہ پہلے گیا سوی حسنا پری
خفا ہی شہنشاہ عالم پناہ
تعجب کے عالم مین ہو کر پری

خداوند باشوکت و جاہ نے
اُسے جاکے ڈھونڈو تم ایک ایک گھر
ہر اک کوہ مین اور بیابان مین
تو گوشہ مین جاکر چھپی پر خطر
بہت خوبصورت ہی دیکھا ہی
کیا کام کیا تو نے اے نابکار
کہ اسطور کے کام کرتی ہی تو
ارے تجھکو اور تیرے گھر کو خراب
نہ دے گی تو ہو غصہ پھر شاہ کو
تامل کو ہرگز نہ اب راہ دو
بہم ہوکے تعزیر سب دین اُسے
ہوئی جاکے یون اُس سے داد خواہ
کہ ہی آدمی زاد کیسا نہان
جو ہی دختر خاص حسنا پری
کیا تو نے ہرگز نہ خوف خدا
کہ حاضر کرو اُسکو لاکر یہان
حوالے مرے کر تو اے تند خو
کہون کیا کہ وہ آپ سے کھو گئی
اور اسکو جہان تک ہو تقریر دی
کہ لاؤ اُسے جلد جاکر بلا
کہا تو جلد ابھی لیکے لشکر کو جا
مرے پاس اُن دونون کو لیکے آ
کہ تھی دختر اُسکی وہ حسنا پری
ترے پاس بھیجا ہی اے نیک خو
گئی باغ مین اپنے فوراً چلی

کہ تم جاکے اُسکا تجسس کرو
ہوئی جب یہ فرمائش شہری
ہوا ناگہان اک پری کا گذر
تو کیا دیکھتی ہی وہ یکبارگی
یہ دیکھا تو گوشہ سے آئی نکل
طلب جسکو شاہ جہان نے کیا
بھلا چاہتی ہی تو اسکو نکال
ترے حق مین ہی یہ بات بہتر یہی
تو یہ سنکے حسنا پری نے کہا
کرو اسپہ تنبیہ و جور و جفا
وہین فتنہ صاف پنہان ہوئی
کہ اے شاہ دوران عالی جناب
مین اک روز پہونچی وہان ناگہان
وہ بیٹھی ہی اُس باغ کے درمیان
چھپا کر اُسے کیون ہی دلشاد تو
تلاش اُسکی کرتی ہوئی جا بجا
نہین تو شہنشاہ عالی جناب
کیا کچھ نہ خوف و خطر شاہ کا
غرض مین بچی بھاگ کر اب شہا
غرض کوئی حسنا پریزاد تھا
لے تجھکو جس جا پہ حسنا پری
سپاہ پریزاد لے ستر ہزار
کہا اُسنے جاکر یہ سب ماجرا
سنا جبکہ حسنا پری نے یہ حال
تو کیا دیکھتی ہی کہ اک نوجوان

نہ زنہار اب تم کسی سے ڈرو
تو ہر اک پری اپنے گھر سے چلی
تھا جس باغ مین حاتم نامور
کہ پھرتی ہی اُس جا پہ حسنا پری
گئی وہ اُسکے پاس نہین وہ محل
چھپا کر اُسے تو نے گھر مین رکھا
رکھا ہی جسے تو نے اب گھر مین ڈال
کہ کر دے مرے ساتھ وہ آدمی
کہ بیہودہ بکتی ہی یہ ناسزا
کہین پر کرے پھر نہ ایسی خطا
وہ افتان و خیزان گریزان چلی
شہنشاہ ذی جاہ والا خطاب
کہ تھا باغ حسنا پری کا جہان
وہ ہی آدمی زاد حاضر وہان
لے آئی ہی یہان آدمی زاد تو
یہان تک مین پہونچی ہون اے نابکار
کرے گا ترے سب خانمان کو خراب
بلا اُسنے پریون کو فوراً کہا
سلامت ترے پاس پہونچی ہون آ
کہین شاہ کے روبرو تھا کھڑا
وہان ہوگا وہ آدمی اور بھی
چلا باغ کی سمت وہ فوج و قار
کہ یہ حال دختر نے تیرے کیا
ہوا اُسکے دل مین تردد کمال
اور اُسکی وہی دختر دلستان

...علی
+۱

ہے بیٹھی ہوئی بانشاط تمام
کہا پھر یہ اُسنے کہ ای نابکار
خفا مجھسے ہے بادشاہِ جہان
ہوا رنگ چہرے کا یکلخت زرد
وہ جتنے تھے ساتھ اُسکے نوکر تمام
غرض جب وہ پہونچی پری شاہ پاس
وہ لے اب مین حاضر ہوئی ای شہا
کہا شہ نے اُس سے کہ ای نیک خو
ہوا جبکہ یہ حکم شاہِ جہان
جو کی شاہ دوران نے اُسپر نگاہ
کسی کو نہین ہمنے دیکھا کبھی
فروماش سے اُسکے تیری عنایت
کہا شاہ والا نے یہ اُس گھڑی
ترے ملک مین بھی ہے ایسا حکیم
کہا شہ نے ای حاتم نامدار
پڑا آنکھ مین اُسکے ہے آبلہ
کہا پھر یہ حاتم نے اُس سے شہا
کہا مانگے جو کچھ وہی تجھکو دون
اطاعت تواضع بہت سی کی
جو درکار ہو اُسکو وہ لاکے دو
بٹھا اُسکو پازیب اورنگ پر
یہ کہکر گھسا مہرہ دو بار کا
ہوا درد آنکھون کا سب کم دوتا
کہا پھر یہ حاتم نے شاہِ جہان
کہین ایک قطرہ جو اُس سے ملے

وہ کرتی ہے حسنوں سے غصہ کلام
یہ کیا کام تونے کیا ای خدا
مرے گھر پہ بھیجی ہے فوج گران
لگی کھینچنے ہر گھڑی آہ سرد
چلے اُسکے ہمرہ بصد اہتمام
لگی کرنے یون شاہ سے التماس
ترے پاس ای شاہ فرخندہ خو
کیا مین نے سب عفو تیرا گناہ
تو پھر پائی حسنا پری نے امان
تو حیران رہا دیکھکر بادشاہ
کہ ہوتے ہین اِس شکل کے آدمی
مین آیا ترے پاس ای نیکذات
کہ ہوتے ہین جنکا بہت آدمی
اگر کرتا ہو دارو بہت مستقیم
مرا ایک فرزند ہے ذی کمال
نہین اُس سوا اور کوئی عزیز
جو ہو تیرے فرزند کو اب شفا
نہ زنہار اُسمین توقف کرون
عمارت بلند ایک ہے کوہ کی
کسی چیز کے کچھ نہ تکلیف ہو
لگا کہنے یون حاتم نامور
دیا اُسکے آنکھون پہ فوراً لگا
لگا رہنے وہ بانشاط و سرور
طلسمات مین ہے درخت کلان
تو پھر روشنی آنکھون کی سب کھلے

یہ دیکھا تو غصے مین آئی پری
یہ کیا بات اب آپکے سوجھی تجھے
سنا جبکہ حسنا پری نے یہ حال
چلی اپنی مادر کے ہمراہ ہو
وہ حسنا پری کرکے سب کو بہم
نہ اس کام سے ہیچ آگاہ تھی
جو ہو حکم عالی وہی کیجیے
مگر جلد آدم کو حاضر کرو
غرض لیکے حاتم کو با صد سرور
لگا کہنے یون شاہ عالی جناب
یہ نہار لگا پوچھنے اُسکا حال
وہ حد تک سمجھا ای ہمایون نژاد
سوا اِسکے حکمت مین بھی ہے یگانہ
کہا اُسنے کیون تجھکو درکار ہے
ہنرمند و دانا و صاحب فن کا
اُسی کے سبب سے بصارت ہے گم
تو بتلا کہ تجھکو کیا انعام دے
ہوا جبکہ یہ عہد و پیمان درست
کہا پھر یہ پریون سے حاضر رہو
ہوا جب یہ حاتم کا سامان درست
خدا چاہتا ہے تو فرصت تجھے
لگاتے ہی اُسکے بفضل خدا
ولیکن بدستور قائم رہی
اُسے لوگ کہتے ہین سب پرہنر
یہ سنکر کہا شہ نے ای ہمدمو

چھڑی ایک حسنا پری سے جھڑی
کہ گھر بار سے تونے کھویا مجھے
ہوئی اپنے دل مین پشیمان کمال
لیا ساتھ اُس آدمی زاد کو
چلی ساتھ لشکر کے با چشم نم
خبر مجھکو ہرگز نہ ای شاہ تھی
یہ جان لیجیے یا امان دیجیے
نہ زنہار تاخیر کو راہ دو
گئی پھر وہ شاہِ جہان کے حضور
یہ ہے شکل و صورت مین جون آفتاب
وہ بولا وہ ہین مرد نیکو جمال
باعزاز پہونچا گئے دیوزاد
بہت خوب سے لقمے ہین پیش نگاہ
بتا کون اِس جا پہ بیمار ہے
صباحت ملاحت مین ہے وہ یگانہ
وہ غمناک رہتا ہے اب دمبدم
جو ہووے ترا کام انجام دے
تو اِس شہ پری نے کیا نخست
شب و روز خدمت تمامی کرو
تو بیٹے کو اُسکے بلایا نخست
مین دیتا ہون جلد ہی اسکی دوا
ہوا دور سب آبلہ چشم کا
بصارت جو کچھ اُسکے آنکھون مین تھی
غرق اُسکا ہوتا ہے اسلیے تو
اُسے جلد تر لاکے حاضر کرو

لگے کہنے سب اے شہ نامور	ہمارا نہیں اس مکان پر گذر	کہا پھر یہ حسنا پری نے شہا	کرے تو اگر عفو میری خطا

بٹھانا تخت زرین پر پسر شاہ پری کو اور علاج کرنا حاتم کا اور بتلانا عرق نور ریز واسطے روشنی آنکھ کے اور لانا حسنا پری کا مقام طلسمات سے اس عرق کو اور صحت کامل پانا اسکے فرزند کا اور مہرہ لیکر رخصت ہونا حاتم کا شاہ پری سے



اور اس آدمی کو جو ہے تو سمجھے
جہاں تک ہے سرحد ہے ملک کی
کہا پھر یہ حاتم نے اس سے کہ
مرا قصد جیسا ہے کہ جانے کا ہو
میں یہ چاہتی ہوں کہ تا چند روز
جدھر کا ارادہ ہو تم جائیو
غرض پہونچی وہ چار دن میں وہاں
ٹپکتا ہے اس سے عرق بار بار

تو لاؤ وہاں جا کے عرق میں تجھے
وہ سب باپ کو تیرے بخشی ابھی
ہو اس بات کا قول ہے تو مجھے
نہ روکے مجھے کوئی اے نامجو
رہے پاس میرے تو اے دلفروز
نہ تشریف تم پھر ادھر لائیو
کہ موجود تھا نخل مطلب جہاں
عذوبت میں ہے شہد سے خوشگوار

کہا شاہ نے اس سے جا جلد لا
مگر آدمی کا نہیں اختیار
کہ جب تک ارادہ مرے دل میں ہے
دیا پھر یہ حسنا پری نے جواب
کہ جب سے سوا شوق دیدار ہے
ہوا جب یہ اقرار باہم کہ
تو کیا دیکھتی ہے وہ جا کر وہاں
وہ تھا چشمۂ نور طوبے نظیر

خطا میں نے کی عفو بہر عطا
کہ اس کا ہوں میں آپ ہی خواستگار
رہوں میں ترے پاس اے نیک خو
کہ اے آدمی زاد عالی جناب
تو بعد اسکے پھر دل کا مختار ہے
وہاں سے چلے دونوں پھر جھٹ پٹ
کہ ہے ایک اس جا درخت کلاں
عرق تھا کہ سرچشمۂ جوئے شیر

گئی پھر وہ جلدی بزیر شجر
لیا شیشہ اک زود تر اُس سے بھر

چلی لیکے اُسکو جو وہ شاد شاد
کہین راہ مین آگئے دیوزاد

نگہبان جو تھے اُس شجر کے وہان
لگے کرنے یکبار شور و فغان

پکڑ لین اُسے یہ ارادہ کیا
مگر اوڑ کے بھاگی وہ مثل ہوا

وہ ناچار فرسنگ آئے دو ان
عقب اُس پری کی تعاقب کنان

نہ وہ ہاتھ آئی تو عاجز ہوئے
گئے دیو سب اپنے گھر کو چلے

وہ حسنا پری شیشہ نور ریز
چلی لیکے اُس جا سے لب تیز تیز

تو طی کر منازل وہ پہونچی وہان
کہ جس جا پہ تھا بادشاہ جہان

کیا جا کے مجرا شہنشاہ کو
دیا پھر عرق شاہ ذیجاہ کو

اُسے دیکھکر شاہ شادان ہوا
بہت اُس سے مخلوط و فرحان ہوا

کیا اُسکا اعزاز و اکرام خوب
دیا سب کو فی الفور انعام خوب

تو حاتم نے پھر شاد و خرسند ہو
عرق مین گھسا مہرہ مار کو

پھر اُس شاہزادے کو جلدی بلایا
دیا آنکھ پر اُسکے فوراً لگا

دیا چھوڑ آنکھون کو پھر باندھ کر
اور اک رات دن لی نہ کچھ بھی خبر

پھر آنکھ سے پٹی کو کھلوا دیا
فقط تازے پانی سے دھلوا دیا

گئی روشنی آنکھون مین آگئی
وہ آنکھون سے دیکھی جو کانون سنی

لگا دیکھنے پھر وہ مان باپ کو
ہوا شاد مان شاہ فرخندہ خو

ہوا شاہ حاتم کا منت پذیر
لگا کہنے ای مرد روشن ضمیر

کیا تو نے احسان مجھپر کمال
گیا میر اسپ و درنج و ملال

خدا تجھکو دنیا مین قائم رکھے
تجھے عیش و راحت پہ دائم رکھے

پھر اُسنے منگا گوہر و مال و زر
رکھا لا کے حاتم کے پیش نظر

لگا کہنے یون حاتم نامدار
یہ کس کام کا ہے مرے شہریار

مین یہ چاہتا ہون شہ نیک خو
کہ جسوقت جاؤن کسی سمت کو

پری زاد سر جا بہ یا بہر گہ
مجھے لیکے پہونچا دین ای نامور

یہ سُنکر دیا حکم یون شاہ نے
خداوند با دولت و جاہ نے

کہ جسوقت عازم ہو یہ نوجوان
یہ سب مال و زر لیکے ہونا روان

اسے اپنے ہمراہ لے جائیو
قلم دست سر جا بہ پہونچائیو

یہ سب مال و زر اسکو دینا تمام
کہ لیجائے اسکو یہ فرخندہ فام

کہا پھر یہ حاتم نے ای نامدار
جو تھا ہمسے اور تمسے قول و قرار

اُسی قول پر کام فرمائیے
مجھے شاہ مہرے کو دیجیے

یہ سُنکر سخن شاہ نے یون کہا
نہین مجھکو درکار مہرہ ذرا

مگر دخت حارث نے بھیجا مجھے
یہان تک اسی کہر کے واسطے

کہا پھر یہ حاتم نے ای شہریار
کیا اُس سے ہی مین نے عہد استوار

کہا اُس سے ای بادشاہ جہان
کہ لا دونگا اُس شاہ مہرے کو یان

گئی تھی غرض سب نکل شاہ کی
نہ کچھ خواہش اُسکی تھی باقی رہی

کہا شہ نے ہم پاس عہد انجھے
مین دیتا ہون یہ شاہ مہرہ تجھے

مگر تجھسے کہتا ہون ای ذی وقار
رہیگا نہ پاس اُسکے یہ زینہار

کہا پھر یہ حاتم نے شاہ جہان
کہ عاشق ہے اُس دخت کا اک جوان

مین عاشق کا یہ کام کردون تمام
نہین مجھکو پھر شاہ مہرے سے کام

یہ سنکر سخن شاہ مہرے کو لا
وہین دست حاتم مین سونپ دیا

اُسے باندھ بازو پہ وہ نامدار
لگا رہنے پھر شاد لیل و نہار

جو زیر زمین تھا گڑا گنج زر
وہ آنے لگا اسکو فوراً نظر

لگی کہنے وہ مہ پری بار بار
کہ ای اہلکاران ہشیار کار

خبردار ہوا و ہشیار ہو
نہ زنہار غفلت کو اب راہ دو

یہی شاہ مہرہ جو حاتم کے ہاتھ
پڑے جب یہ حارث کی دختر کے ہاتھ

ہو جسوقت وہ نازنین کتخدا
تو اُس شاہ مہرے کو لانا اُٹھا

خبردار کہتی ہون اُس بات کی
کبھی اُسمین زنہار غفلت نہو

غرض شہ سے رخصت ہوا نامدار
گئی لیکے حسنا پری اپنے گھر

لگا رہے اُس جا یہ باعز و جاہ
گذر جب گئی مدت چار ماہ

تو حاتم وہان سے بھی رخصت ہوا
وہ سب مال و زر اپنا لیکر چلا

پریزاد جو اُسکے ہمراہ تھے — وہ سب اُسکے ہمراہ ہوکر چلے
جو تھے دیو اُس جا فروماش کے — وہ سب ملکے ہمراہ اُسکے ہوئے
غرض پاس اُسکے رہا رات بھر — چلا پھر وہاں سے بوقت سحر
جو کچھ اُسکے ہمراہ تھا مال و زر — جو اسنے کیا اُسکے سب آن کر
تو بعد اُسکے پھر شاہ مہرہ دیا — جو تھا اُسنے اُس شہ سے پری لیا
یہی تیری ہوئی مجھکو اب لیجیے — جو منظور ہو آپ کو سب کیجیے
کہا پھر کہ ای تاجر نامران — جو محنت اُٹھائی ہے آکر یہاں

وہ سہرا جدا پہ دیووں کی پہونچا جبھی — پریزاد رخصت ہوئے پھر سبھی
جو پہونچا فروماش کے پاس جا — تو سب حال یوں اُس سے اُسکا کہا
پہونچ وہ گیا بعد مدت کے وہاں — کہ جس جا پہ تھا عاشق نوجوان
پھر آیا وہ حارث کے گھر کو چلا — کہا دخت سے اُسکے سب ماجرا
بہت شاد و خرم ہوئی وہ نگار — لگی کہنے ای حاتم نامدار
تو حاتم نے اُسکے پدر کو بلا — دیا اُس جوان کو گھر اُس سے بلا
کیے پیش اُنکے سب کام اُسکے لیے — کبھی جو نہو تے کسی کے کیے

شادی ہونا حارث سوداگر کی بیٹی سے اُس جوان کی اور غایب ہونا مہرہ کا اُسکے پاس سے اور حاتم کا تسکین دیکر رخصت ہونا اور پہونچنا منزل مقصود پر پاس ماروشن ضمیر کے



کہ اب کتخدا اپنے دختر سے تو — اسی نوجوان کو ہمرے روبرو
صدف کو ملا گوہر مدعا — قران مہ و مشتری ہو گیا
خدا جانے کون اُسکو پھر لے گیا — بہت رنج اُس دخت کو دے گیا
غرض ایک دن حاتم نوجوان — لگا کہنے اُس سے کہ ای دلستان

سُنا جب حاتم کا اُسنے بیان — کیا کتخدا اپنی دختر کو وہاں
گئے بعد شادی کے دو تین دن — تو وہ شاہ مہرہ نہ آیا نظر
ہوئی اُسکے جانے سے دختر ملول — تھے سر سے غم کو ہوا اُسکے طول
نہو اُسکے جانے سے تو فگار — ترے پاس ہے گنج زر بیشمار

تسلی اُسے دیکے وہ نامور
غرض طے منازل کو کرتا ہوا
لکھا تھا یہ دروازے پر جسکے حال
مین آیا تھا جس کام کے واسطے
بہت اُسکی تعظیم کرکے وہان
اسے دیکھکر زود تر وہ اُٹھا
بتا دے مجھے ہے یہ کیا ماجرا
کیے مینے غارت بہت آدمی
مگر کرکے ہر دوسری ہے نیک نام
شکار مردہ روغن کو مین مول لا
مین دیتا ہون اب انکو اسواسطے
تو ناگاہ بیمار ایک ہوا
نظر آیا یہ ماجرا ناگہان
یہ چاہا کہ دوزخ مین ڈالے مجھے
فرشتے کی صورت تھے وہ آدمی
یہان سے اب اسکو لیجائینگے ہم
غرض مجھکو فوراً پکڑ لے سے چلے
کہ کیون اسکو لائے جو دیکھا بغور
یہ سنکر سخن اُسکا دونون جوان
جسے ڈالتا تھا تو اے مہربان
ہوا اُسکی درگاہ مین عذر خواہ
ستمگار ہون مردم آزار ہون
مین ہون تیری بخشش کا امیدوار
ازان بعد دو روحیان پھر بکا
لیا مینے جلدی سے انکو اُٹھا

ہوا اُس سے رخصت بروز دگر
وہ پہونچا کنارے پہ دریا کے جا
کہ نیکی کر اور اُسکو دریا مین ڈال
بلا وہ خدا کے کرم سے مجھے
اُسے لیگئے قصر کے درمیان
بہت اسکی تعظیم لایا بجا
جسے تو نے ہے اپنے در پر لکھا
کہون کیا کہ ہے داستان اک بڑی
جو ہوتا تھا حاصل مجھے وقت شام
پکاکر مین دو نان بہر خدا
عوض انکا مجھکو خدا سے ملے
ہلاکت مین آخر ہوا مبتلا
کسی نے مرا ہاتھ پکڑا وہان
نہ اُسنے کبھی پھر نکالے مجھے
نہ دیکھا تھا دونون کو مینے کبھی
اسے لیکے جنت مین جائینگے ہم
وہ جسدم کہ جنت کے اندر گیے
تو عمر اسکی باقی ہے صد سال اور
مجھے لاکے پہونچا گئے مین یہان
براہ خدا بحر کے درمیان
خدایا تو کر عفو میرے گناہ
اگر تیرا بندہ گنہگار ہون
کرم مجھ پہ کر پاک پروردگار
دیا ڈال پھر اُنکو دریا مین جا
وہان سے پھر آیا مین گھر کو چلا

تفحص مین اُسکے چلا نامدار
تو دیکھی وہان اک عمارت بلند
اُسے دیکھکر وہ ہوا شاد کام
لگا جلنے جب قصر کے درمیان
وہان ایک بیٹھا تھا فرد ضعیف
لگا پوچھنے حاتم نیک نام
لگا کہنے وہ پیر فرخندہ فال
بہت مال لوگون کا مین لوٹ کر
اُسے خرچ مین اپنے لاتا نہ تھا
بہاتا تھا دریا مین مین اے جوان
کہون کیا گئی ایک مدت گذر
یہان تک ہوا ایک دن مرگیا
دکھا کر وہ دوزخ کو مجھسے کہا
عجب حال تھا میرا اے مہربان
پکڑ کے مرا ہاتھ کہنے لگے
ہے اسکا بہشت برین مین مکان
بزرگ ایک اُسجا سے جلدی اُٹھا
ہے ہمنام اسکا کوئی نوجوان
لگے کہنے پھر مجھسے دونون وہان
مجھے ہوش فی الفور پھر آگیا
کرم مجھ پہ اپنا تو کر اے کریم
خدایا جو مجھسے ہوئی ہو خطا
جو کرتا تھا دنیا مین مین روز و شب
نکل آیا یکبارگی بحر سے
منادی یہ دی گانون مین سربسر

جو تھا حسن بانو سے قول و قرار
گیا اُسکے نزدیک وہ ہوشمند
لگا شکر حق کرنے وہ نیک نام
تو خادم نکل آئے جتنے تھے وان
تھا صد سال کا اُسکا سن شریف
کہا اے پسر جب تھا دل خوش کلام
کہ رہزن تھا مین ایسا بد خصال
تصرف مین لاتا تھا شام و سحر
کسی کام مین بھی لگاتا نہ تھا
یہ کہتا تھا یہ بات فوراً وہان
اسی طور پر اور اسی طرز پر
سمجھ لو یہ جانا سفر کر گیا
تری جا یہی ہے ارے ناسزا
ہوئے آکے حاضر وہان دو جوان
کہ دوزخ مین جانے نہ دیجے اسے
نہ جائیگا دوزخ کے یہ درمیان
مجھے دیکھکر یون وہ کہنے لگا
اُسے لاؤ جلدی پکڑ کے یہان
کہ ہم دونون وہی ہین اے نوجوان
لگا کرنے شکر خدا مین ادا
تری ذات ہے بس غفور الرحیم
مین رکھتا ہون امید عفو خطا
بس اُس کام سے توبہ کرتا ہون اب
کنارے پہ دینار سو جمع تھے
کہ ہو جسکا یہ زر وہ لے آنکر

کوئی مالک اُسکا نہ پیدا ہوا
وہ دینار پھر اُس سے پیدا ہوئے
اسی طور سے دن گئے دس گذر
کوئی شخص کہتا ہے یوں بار بار
اُنھیں کے سبب سے ترے سب گناہ
خدا نے یہ تجھکو کیا ہی عطا
سوا اُسکے قوت اپنا شام و سحر
بجا لا کے شکر خدا بار بار
اُسی وقت میں پھر بنا کر مکان
وہ دینار اب تک مجھے ملتے ہیں
ہی اب عمر تھوڑی سی باقی رہی
یہ کہکر وہیں سر کو اپنے جھکا
ہوا شاد آباد کو پھر روان
قوی ایک تھا دوسرا ناتوان
کہا اُسنے حاتم سے ای ناسزا
وہ حاتم کو مار قوی دیکھکر
اُسی جا پہ ناچار بیٹھا رہا
کسی چیز کا کر نہ خوف و خطر
جو کچھ دیر میں اُسکو ہوش آگیا
پھر آکر کے نزدیک نیک نام
میں ہوں قوم جنات ای نیک نام
تو قابو وہ پاکر بے خوف و باک
کہا اُس سے حاتم نے ای نیک نام
وہاں تک جو تشریف لیجائیے
مجھے ایک دم کی بھی فرصت نہیں

تو ناچار میں نے اُٹھا کر رکھا
کنارے پہ آکر ہویدا ہوئے
میں لایا کیا جا کے دریا سے زر
ہوا تجھ پہ یہ فضل خداوندگار
دیے بخش خالق نے ای نیک خواہ
تو اس زر کو اپنے تصرف میں لا
کیا کر اسی زر سے تو بیخطر
کہا میں نے یا پاک پروردگار
لکھا اُسکے در پر کہ ای جوان
مرے غمہائے دل کے کھلتے ہیں
بسر اُسکو کرتا ہوں با صد خوشی
لگا کرنے فی الفور شکر خدا
جو پہنچا بیابان کے درمیان
ضعیف ایک تھا دوسرا نوجوان
تو کیوں مارتا ہے اب اسکو بھلا
خدا جانے غائب ہوا پھر کدھر
مگر سوی حاتم وہ دیکھا کیا
نہ اُس مار موذی سے زنہار ڈر
گیا پھر شجر پر وہ جلدی چلا
لگا کرنے حاتم کو جھککر سلام
پدر ہے مرا شاہ عالی تبار
یہ چاہے تھا مجھکو کرے اب ہلاک
نہ کر تو اب اسجا پہ اپنا قیام
نہایت کرم مجھ پہ فرمائیے
جو جاؤں ترے گھر میں ای مہ جبین

بدستور سابق وہ دو روٹیان
لیا میں نے اُسکے تئیں پھر اُٹھا
جو میں سو گیا آگیا رات کو
ترے کام آئیں وہ دو روٹیان
یہ زر جو کہ دریا سے پاتا ہے تو
نہ لا دل میں کچھ اپنے خوف و خطر
ہوا جبکہ بیدار میں ای جوان
ترا شکر کیونکر ادا مجھ سے ہو
نہ کچھ لا دل اپنے یہ رنج و ملال
براہ خدا انکو دیتا ہوں میں
یہ سنکر لگا کہنے وہ نامدار
رہا تین دن وان وہ عالی مقام
تو کیا دیکھتا ہے بزیر شجر
قوی چاہتا تھا یہ خوراک ہو
بھلا چاہتا ہے تو اب چھوڑ اسے
و لیکن جو وہ ناتوان مار تھا
لگا کہنے یوں حاتم نوجوان
نہ آئیگا جب تک کہ تجھکو ہوش
وہان جاکے اک آن میں
تحیر کے عالم میں حاتم رہا
وہ مار سیہ ہے اُسی کا غلام
خدا نے دیا بھیج تجھکو یہاں
کہا اُسنے حاتم سے ای نامور
کہا اُس سے حاتم نے ای خوش خصال
لگا کرنے منت جو وہ پھر وہان

جو دیں ڈال دریا کے پھر درمیان
اُنھیں لا کے گھر میں امانت رکھا
تو کیا دیکھتا ہوں میں ای نامجو
کہ ڈالے تھا دریا کے تو درمیان
اُٹھا کر اُسے روز لاتا ہے تو
براہ خدا اسکو تقسیم کر
رکھا سر کو سجدے میں اور یہان
دیا بخش ایسے گنہگار کو
کوئی کر اور اسکو دریا میں ڈال
ثوابات عقبے کے لیتا ہوں میں
زہے قدرت پاک پروردگار
ہوا اُس سے رخصت بلطف تمام
کہ دو مار یکجا پہ باہم دگر
کہ مار دیں ہیں اس ناتوان کے تئیں
نہیں تو فنا کرتا ہوں میں تجھے
نہ زنہار کچھ اُس سے بھاگا گیا
تو رکھ جمع خاطر اب ای ناتوان
کھڑا میں یہ ہونگا اسی جا خموش
نمایاں ہوا شکل انسان میں
تو فوراً اسی مار نے یوں کہا
عداوت وہ رکھتا ہے مجھ سے مدام
ہی مجھکو باعث سے تیرے امان
مرا گھر ہے اس جا سے نزدیک
میں رکھتا ہوں درپیش کار محال
تو حاتم ہوا اُسکے ہمرہ روان

جو پہونچا وہ گھر اپنے جا نیک بخت
کہا اس سے حاتم نے لیجا اسے
گرفتار ہو کر وہ آیا غلام
ہوا حکم جس دم یہ شہزادے کا
وہان سے وہ مہمان سرا کو گیا
طلب کر کے حاتم کو وہ نیک خو
لگا کہنے یون حاتم نامجو
کہا حال پھر اُسنے سب پیر کا
منگایا پھر اُس نے خلعت کچھ انعام
خدا چاہتا ہے تو مین زود تر
کہ باندھون مین اُسکے لیے پھر کمر
جہان مین کسی کی بدی کر نہ تو

تو حاتم کو بٹھلایا بالائے تخت
مبارک رہے مال تیرا تجھے
لگا کہنے شہزادہ نیک نام
تو فوراً ہی جن سپاہ لائے بجا
تو اُسکو وہ پھر شاہزادہ ملا
لگی کہنے مدت مین آیا ہے تو
کہ مطلب کو پہونچا مین اے ماہرو
کہ جسنے یہ در پر تھا اپنے لکھا
لگا کہنے شہزادہ نیک نام
ترا کام کرتا ہون اے نامور
لے آؤن مین اب جا کے اُسکی خبر
کرے گر تو آئے ترے روبرو

کیا پیشکش لا کے پھر مال و زر
جو مہمانی حاتم کی وہ کر چکا
پئے قتل لیجاؤ جلدی اسے
تو حاتم نے بھی نقد رخصت لیا
کہین حسن بانو کو پہونچی خبر
گیا تھا تو جس کام کے واسطے
کہی بعد اُسکے سبھی سرگذشت
نہ لا کچھ کبھی دل پہ اپنے خیال
کہا پھر یہ حاتم نے شامی سنیر
کہا پھر یہ حاتم نے اے مہ جمال
کہا حسن بانو نے اے نامدار
تو جا اور اُسکی خبر جلد لا

اطاعت پہ حاتم نے باندھی کمر
اور اُسکی تواضع سے فارغ ہوا
چلے آؤ بن مین اسے گاڑ کے
گیا شاہ آباد کو وہ چلا
کہ آیا ہے پھر حاتم نامور
ہوا یا نہین یہ بتا دے مجھے
ز کوہ و بیابان و صحرا و دشت
کہ نیکی کر اور اُسکو دریا مین ڈال
نہ رہنا کبھی قید غم مین اسیر
بتا تیسرا اپنا مجھکو سوال
کہین کوئی کہتا ہے یون بار بار
یہ کیا راز ہے اور یہ کیا ماجرا

تیسرے سوال کو حاتم کا جانا اور خبر اس بات کی لانا کہ کون شخص اس بات کو کہتا ہے کہ کسی کی بدی نہ کر اور جو کرے تو کرنے والے کے آگے آئے

کہان ہے تو اے سلیقے مہ جمال
جو بانو سے سن حاتم نوجوان
ولیکن توکل خدا پر کیے
غرض بعد یکماہ کے ناگہان
اُس آواز کو سنکے وقت سحر
سل اک سنگ مرمر کی زیر شجر
ہے پڑے ہوئے ایک شاخ شجر
تو جلدی سے آ اور خبر لے شتاب
ولیکن تعجب ہے مجھکو بڑا
دیا کچھ نہ حاتم کو اُسنے جواب
سنا پھر نہ حاتم کا اُسنے کلام

کہ غم سفر مین ہے کاہش کمال
ہوا پھر بسوی بیابان روان
وہ جاتا تھا حق پر بھروسا کیے
نمایان ہوا ایک کوہ کلان
گیا کوہ کے جبکہ نزدیک تر
پڑی ہے وہان پر بہت خوب تر
اور آنکھین کیے بند ہے بیخطر
نہین مجھ مین ہرگز جدائی کی تاب
یہ پہونچا ہے اس جا یہ کیونکر بھلا
تو حاتم نے نزدیک جا کر شتاب
تو کہنے لگا حاتم نیک نام

مگر سا غم سے بیہوش کر
لگا کہنے کیونکر مین پہونچون وہان
اسی طور سے کاٹتا راہ کو
سنی ایک آواز شور و فغان
تو کیا دیکھتا ہے درخت کلان
ہے اک اس جگہ پر جوان حسین
کھڑا ہے اُسی جا پہ با چشم نم
لگا کہنے یون حاتم نوجوان
یہ اُس سے لگا کہنے وہ نامدار
یہ پھر اُس سے پوچھا کہ اے نوجوان
کہ اے صاحب رنج و الم

تو نیکی بدی کی ہو مجھکو خبر
نہ جانون مین جسکا نام و نشان
شب و روز جاتا تھا وہ نامجو
تو فوراً وہین حاتم نوجوان
بپا ہے اُسی کوہ کے درمیان
بہت خوب صورت ہے وہ مہ جبین
زبان پر ہے یہ بیت با صد الم
کہ یہ آدمی زاد ہے بیگمان
کہ کیا درد ہے تجھکو اے دلفگار
تو کس واسطے کر رہا ہے فغان
بتا کچھ تو کیا تجھ پہ ہے درد و غم

بتایا نہ پھر اسنے کچھ اپنا حال
تو حاتم کے دلپر کچھ آیا ملال

دیا مجھکو آدم سمجھتا نہیں
تو مانند اپنے بروی زمین

لگا کہنے حاتم سے ای ناجو
بتا مجھسے کیا کام رکھتا ہے تو

کہا پھر یہ حاتم نے ای نیک خو
ہیں ہم جنس و بنا ہیں ہم اور تو

لگا کہنے حاتم سے وہ نوجوان
بہت آدمی تجھسے آئے یہاں

مرے حال کی جستجو کچھ نہ کر
یہاں سے تو لے راہ اپنی مگر

یہ سنکر کہا اسنے ای مہربان
ذرا تو ٹھہر جا کرونگا بیان

کرون کیا میں احوال اپنا بیان
کہ رکھتا تھا میں پیشہ کاروان

چلا جاتا تھا راہ کے درمیان
میں جسوقت پہونچا ہوں آکر یہان

پئے رفع حاجات جاتا ہوں میں
بہت جلد پھر واں سے آتا ہوں میں

جو دیکھا یہاں آکے زیر شجر
تو اک نازنین مجھکو آئی نظر

مرے دل کو وہ ہاتھ سے لے گئی
نہ مجھکو کچھ اپنی خبر پھر رہی

تو اس نازنین نے یہاں آنکر
دھرا اپنے زانو پہ بس سر آکر

جو میں آگیا ہوش میں پھر یہیں
تو کیا دیکھتا ہوں کہ اک نازنین

کہوں کیا کہ میں اسپہ شیدا ہوا
مرے دل میں عشق اسکا پیدا ہوا

سبب تیرے آنیکا کیا ہے یہاں
کر احوال اپنا مفصل بیان

یہ قلعہ جو ہے تیرے پیش نگاہ
میں رہتی ہوں اسمیں بعیش و جاہ

جو کی اسنے اسطور سے دلبری
ہوئی میرے دل کو نہایت خوشی

کیا اسنے ایسا مجھے مبتلا
کہ میں دام الفت میں اسکے پھنسا

رہا اسکی صحبت میں پھر تین ماہ
تو بولی وہ اک روز وقت پگاہ

رہیں شہر میں چلکے آرام سے
خوشی سے طرب سے مے و جام سے

اگر تجھکو ایسا ہی منظور ہے
تو شہر اس مکان سے بہت دور ہے

میں اب گھر کو جاتی ہوں اسواسطے
وہاں جاکے رخصت ہوں ماں باپ سے

چلونگی ترے ساتھ میں شہر کو
خوشی سے بہم ہوکے ای نیک خو

لگی کہنے مجھسے پس ہفت روز
ترے پاس آؤنگی ای دلفروز

کہا پھر یہ حاتم نے ای نوجوان
اگر تو کان رکھتا نہیں بیگمان

سنا جب یہ حاتم کا اسنے کلام
تو پھر کھول آنکھیں وہ فرخندہ نام

کہاں سے تو آیا ہے ای نیک خو
بتا مجھسے کیا رکھتا ہے آرزو

بتا مجھسے سب اپنا احوال تو
کروں تا ترے کام کی جستجو

چلے سب گئے حال کو پوچھ کر
مرے کام آیا نہ کوئی مگر

کہا پھر یہ حاتم نے بہر خدا
کچھ احوال اپنا مجھے بھی بتا

کیا بیٹھ اسجا پہ وہ نامدار
تو کہنے لگا اس سے وہ دلفگار

مرا قافلہ ایکدن روم کو
روانہ ہوا تھا سن ای ناجو

کہا میں نے ہمراہیوں سے بہم
چلو آگے آتے ہیں پیچھے سے ہم

گیا قافلہ یاں سے جب پیشتر
اور آیا میں پھر جسدم اسجگہ پر

کہوں کیا کہ وہ نازنین دلپذیر
بہت خوب تھی بلکہ تھی بے نظیر

میں بیہوش ہوکر یہاں گر پڑا
نہ کچھ ہوش واللہ مجھکو رہا

مرے منہ پہ چھڑکا بہت سا گلاب
کہ پھر آگیا ہوش بلو شتاب

مرے سر کو زانو پہ اپنے دھرا
یہی بیٹھی ہوئی اس شجر کے تلے

میں اٹھکر یہ اس سے لگا پوچھنے
کہ آگاہ کر اپنے تو نام سے

دیا اسنے پاسخ کہ ہوں میں پری
سدا ہے مرا شیوہ دلبری

تھی خواہش مجھے آدمی زاد کی
جو چاہی غرض اب وہ دلبند کی

وہ ہر روز کرتی تھی الفت کمال
کہوں کیا میں اسکے لطف کا حال

ہوا میرا برباد سب مال و زر
نہ گھر کی نہ تھی کارواں کی خبر

کہا میں نے اس سے کہ ای مہ جبین
بیابان میں رہنا کچھ اچھا نہیں

کہا اس پری نے کہ ای میری جان
کیا تونے یہ خوب مجھسے بیان

چلو چلکے کیجے وہاں پر بسر
خوشی سے شب و روز شام و سحر

نہ جب تک میں آؤں نہ جانا کہیں
خبردار ہشیار رہنا یہیں

کہا میں نے اس سے کہ ای ماہرو
بتا تو مجھے کب تلک آئیگی تو

یہ کہکر گئی پھر وہ رشک قمر
نہ آئی گئے ہفت سال اب گذر

بہت اُسکی فرقت سے بیتاب ہون
یہ رہتا ہے ہر وقت دل مین خیال
نہ اس جا سے مجھے پائے وہ مہ لقا
خورش لخت دل کی ہے شام و سحر
نہ یان آپ رہنے کی پاتا ہون جا
اسی واسطے اپنا یہ ماجرا
کہا اُس سے ہے نام میرا ہمیم
لگا کہنے حاتم سے ای مہربان
ولیکن نہین جانتا ای جوان
کہا اُس نے الکن پری نام ہے
کہا یان سے دکھنی طرف جو پری
اُس سے حاتم نے ای خوش خصال
وہان ڈھونڈھ کر اُسکو لا دون تجھے
اگر مین ترے ساتھ ہوکر چلون
تو پھر جانے اس جا سے وہ گلعذار
نہین تو مین اللہ جان اپنی دون
لگا کہنے اُس سے کہ ای دلفگار
پری کو نہ لاؤن تو پھر زود تر
کہ باندھے کمر غیب کے واسطے
کہا اُس سے حاتم نے ای نیک نام
مری بات کو راست پہچانیے
کہا اُس نے جب تک کہ ہے زندگی
پس از چند ایام کو وہ دگر
بہت سے شجر ہین جہان سایہ دار
ہوا خوب تھی سبزہ جا بجا فضا

یہان تک کہ مین بے خود و محو ہون
کہ آئے کہین گر وہ خوب جمال
خدا جانے کسطرح سے ہو خفا
مین جیتا ہون پی پی کے خون جگر
نہ یہ مصلحت یان سے جاؤن چلا
چھپایا تھا تجھسے مین کیا تجھا
وطن میرا خوارزم ہے مستقیم
کہ ہے کوہ القا یہ اسکا مکان
جہان مین ہے وہ کوہ القا کہان
بہت خوب صورت ہے گلفام ہے
گئی تھی مرے سامنے سے چلی
بہ جا ہے اگر تجھکو اُسکا خیال
او ر اُس سیم بر سے ملا دون تجھے
او ر اس جا سے اُس سمت کی راہ لون
نہ تجھسے ملے پھر کبھی زینہار
ولیکن نہ اس جا سے ہرگز ٹلون
تو رکھ جمع خاطر نہ ہو بیقرار
تجھے آکے دونگا مین اُسکی خبر
وہ کام اپنے گھر بار کا چھوڑ کے
نہ کر تجھسے زنہار ایسا کلام
نہ کچھ جھوٹ سمجھین اسے جانیے
نہ جاؤنگا ہرگز یہان سے کبھی
کہون کیا کہین اُسکو آیا نظر
عجب جا ہے پاکیزہ و خوشگوار
یہ جا کر جو بیٹھا تو وان سو گیا

نہ مین کبھی یان سے ٹلتا نہین
اگر مین یہان پر نہ حاضر رہون
اور اب مجھ مین طاقت بھی باقی نہین
مری عقل اس جا پہ مجبور ہے
بہت آدمی پوچھ کر میرا حال
کہا پھر یہ حاتم نے مجھکو بتا
کہا اُس سے حاتم نے ای نوجوان
قبائل بھی اُسکے ہین اُس کوہ پر
کہا پھر یہ حاتم نے ای نیک نام
کہا پھر یہ حاتم نے تجھسے پری
تو لیجا اُسکے مجھکو نہ ظاہر ہوئی
تو مین تجھکو اُس کوہ پر لیچلون
کہا اُس نے ہے راست تیرا کلام
جو وہ میرا دلدار آئے یہین
اگر اُسکی ہوئی ملاقات ہے
سنا جب یہ حاتم نے اُسکا کلام
کہ اب کوہ القا کو جاتا ہون مین
کہا اُس جوان نے بروی زمین
نہ کر مجھسے باتین تمسخر کی تو
بے خبر رہتا ہون دلباختہ
ولیکن جانا یہان سے کہین
وہین اُس سے پھر ہوکے حاتم جدا
گیا پھر اُسی سمت وہ نامدار
درختون کے نیچے جگہ خوب تر
پریزاد چار آگئے جو وہان

اور اس جا سے باہر نکلتا نہین
تو بتلائیے کیا جواب اُسکو دون
کہ ڈھونڈھون مین کیا آج اُسکو کہین
زمین سخت اور آسمان دور ہے
چلے اپنے گھر کو گئے بے ملال
کہ ہے نام تیرا زمانے مین کیا
بتا تو مجھے اُس پری کا نشان
شب و روز رہتے ہین باہم گلے
تو اب اُس پری کا بتا مجھکو نام
بتا ہوکے رخصت کدھر کو گئی
وہان سے وہ پھر کسطرف کو گئی
نہ زنہار تاخیر کو راہ دون
ولیکن چلون کیا مین ای نیک نام
اور اس جا سے مجھے وہ نہ پاوے کہین
اسی جا پہ ہوگی یہ کیا بات ہے
کہا صدق دل سے کہ ای نیکنام
پری کو ترے پاس لاتا ہون مین
جہان مین کوئی ایسا دیکھا نہین
چل اب کام کر اپنا ای نیک خو
یہی راہ چلتا ہون بے ساختہ
مین کہتا ہون تجھسے تو رہنا یہین
گئی تھی پری جسطرف کو گیا
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی وقار
یکبارہ حاتم کو آئی نظر
تو کیا دیکھتے ہین اک نوجوان

ہے غفلت سے سوتا پڑا بیخطر
اک آواز دیکر کہا اے جوان
لگا کہنے حاتم بتاؤں میں کیا
بیابان میں ہے اک مرد فہیم
رہی اُس بیابان میں چین پا
خبردار ہشیار رہنا یہین
بیابان میں وہ شخص بیتاب ہے
ولیکن وہ اب جان بلب ہے اے جوان
کہوں جا کر اُس سے کہ اے دلربا
اُسے ایسی کیا ہے ضرورت پڑی
تجھے زندہ ہرگز نہ چھوڑینگے ہم
پریزاد کہنے لگے اے جوان
بسر کر یہ عیش و طرب چند روز
بر آوے جو مطلب کسی کا تمام
گیا جبکہ وہ انکا وعدہ گذر
پریزاد ہمراہ اُسکے ہوئے
پریزاد سب اُس سے رخصت ہوئے
تو اِس سے جا سیدھا چلا جا وہان
بہت ہیں رہ چپ میں خوف و خطر
یہ سُنکر سخن اُسنے رخصت ہوا
وہ آواز سنتے ہی حاتم اُٹھا
یہ آواز نالہ جو اِس آن میں
یہ کہکر وہیں حاتم نامدار
تو حیران دن بھر اُسی جا رہا
نہ کیا دیکھتا ہے کہ اک نوجوان

نہیں اپنے تن کی کچھ اُسکو خبر
بتا کسطرح سے تو آیا یہان
مجھے لیکے آیا ہے اِس جا خدا
کہ وہ نام رکھتا ہے اپنا ہمیم
اُسی شخص کے پاس باعز و جاہ
نہ آؤں میں جب تک نہ جانا کہیں
یہان تک کہ اب بے خور و خواب ہے
نہ اندک مگر اُسکے قالب میں جان
تو وعدے کو کرتی نہیں کیوں وفا
کہ وعدہ کیے آدمی سے پری
نہ اِس کام سے منہ کو موڑینگے ہم
رہے تو اگر چند روز اب یہان
نہ جا تو کہیں یہان سے اے الغرض
نہیں اِس سے بہتر کوئی اور کام
تو کہنے لگا حاتم نامور
اُسے کوہ کی سمت لیکر چلے
بہنگام رخصت یہ کہنے لگے
اک آئیگا در پیش کوہ کلان
تو جانا سوی راست وقت سحر
طرف کوہ القاف کے حاتم چلا
دل غمزدہ سے یہ کہنے لگا
پڑی آ کے ناگہ مرے کان میں
چلا سمت آواز وہ ہوشیار
ہوئی شب تو پھر آئی وہ ہی صدا
بیابان میں کرتا ہے شور و فغان

لگے کہنے حیرت سے باہمدگر
جب آواز اُسکے پڑی گوش میں
ہے اک کوہ القاف یہ الکن پری
کہیں ملگئی اُسکو الکن پری
کہا اُس سے اب گھر کو جاؤں گی میں
گذر اب گئے مدت ہفت سال
مگر اُسکے وعدے پہ ہے مستقیم
میں آیا ہوں اِس جا اِسی واسطے
پریزاد کہنے لگے اُس سے واہ
اگر تیرے بر جا نہیں ہیں حواس
لگا کہنے اُنسے وہ فرخندہ خو
وہ کوہ القاف بتائیں تجھے
لگا کہنے یوں حاتم نوجوان
یہ سُنکر پریزاد شادان ہوئے
کہ اب مجھکو وہ راہ بتلائیے
بیابان جو کی سات دن راہ طے
جہان تک ہماری تھی جا اے جوان
دوراہا ہے اِس جا پہ اے نامور
خدا چاہتا ہے تو اے نامور
گذر جب گئی اک پہر رات اوان
براہ خدا اُسنے باندھی کمر
اگر اِسکو سُنکر تغافل کروں
تجسس میں پھرنا ہے اُٹھکے
اُٹھا اُسکے سنتے ہی وہ نامدار
بہت خوب صورت ہے وہ گلبدن

کہ کیونکہ ہوا اِسکا اِس جا گذر
تو فی الفور حاتم ہوا ہوش میں
اور اُس کوہ کی اُسکو ہے سروری
لگی کرنے اُسکی بہت دلبری
یہان سات دن بھی آتون کی تھین
پھری لیکن اب تک وہ مہ جمال
پڑا ہے بیابان میں بے خوف و بیم
کہ تا اُسکی مجھکو خبر کچھ ملے
کہ ہے وہ پری کوہ القاف کی شاہ
کہ کرتا ہے باتیں خلاف قیاس
نہیں کچھ خطر مجھ پہ جو ہو سو ہو
ہر اک درد و غم سے بچائیں تجھے
ہے یہ بات بہتر رہوں گا یہان
دل و جان سے اُسکے وہ خواہاں ہے
جو سیدھی ہو اُس سمت لیجائیے
تو پہونچا سر حد وہ فرخندہ پے
تجھے ہمنے پہونچا دیا اب یہان
وہاں جا کے تو دیکھنا غور کر
تو پہونچیگا اُس کوہ پر زود تر
تو آواز نالہ سُنی ناگہان
مدد غمزدوں کی کروں بیخطر
جواب اپنے خالق کو پھر میں کیا دون
ولے کوئی اُسکو نہ آیا نظر
گیا جانب آواز کے بیقرار
مگر ہے برہنہ سبھی اُسکا تن

کہا اُس سے حاتم نے ای نوجوان | تو کس واسطے کر رہا ہے فغان | بتا مجھکو کس نے ستایا تجھے | بیابان میں کیا دکھ دکھایا تجھے

پہونچنا حاتم کا آواز گریہ و زاری سُنکر پاس نوجوان کے اور بیان کرنا اُسکا اپنے عشق کا دختر جادوگر سے اور سوال کرنا اُسکے باپ کا واسطے جوڑے جانور پر پرو کے اور اطمینان دیکر جانا حاتم کا شہر مازندران کو واسطے لینے جوڑے پرپرو کے اُسکے پاس سے



جو اس طور سے تو ہے زار و نزار | پڑا ہے بیابان میں تو بیقرار | جو حاتم کو دیکھا تو وہ لفگار | لگا رونے فی الفور بیزار زار

وہ حاتم سے بولا سپاہی جہان مین | ادا ساب غرق بحر تباہی ہون مین | نکل گھر سے پھرتا تلاش معاش | چلا تھا میں ای مرد ایزد شناس

گیا بھول میں راہ کو ناگہان | تو پہونچا کسی شہر کے درمیان | لگا پوچھنے میں وہان بار بار | کہ اس شہر کا کون ہے شہریار

کسی نے کہا مجھسے ای نیک خواہ | ہے جادوگرون کا یہان بادشاہ | یہ سُنکر سخن میں ہراسان ہوا | تو فوراً وہان سے گریزان ہوا

گیا بھاگ کر ایک فرسنگ تک | تو کیا دیکھتا ہون وہان یک بیک | کہ اک باغ اُسجا ہے دلپذیر | شجر میوہ دار اور چمن بے نظیر

اتر کر میں گھوڑے سے ای مہربان | جو آیا اُسی باغ کے درمیان | تو کیا دیکھتا ہون میں اک نوجوان | بہت نازنین ہے پڑا وہ وہان

بہت خوب بیٹھے ہوئے مین لیا | ہوا میں انھیں دیکھکو بیحواس | کہا میں نے دل سے کہ آیا کہان | کسی شخص کا ہے زنانہ یہان

مناسب یہی ہے کہ پھر جایئے | نہ پھر اسطرف کو کبھی آیئے | یہ سُنکر وہان سے پھرا بر محل | یہ چاہا کہ آؤن میں باہر نکل

جو دیکھا اُنھین نے بیکبار گی | خبر اپنے مالک سے فی الفور کی | کہ آیا ہے اک باغ میں نوجوان | ہمیں دیکھکر پھر گیا بیگمان

یہ سنتے ہی فوراً اٹھی وہ نگار | لیا مجھکو فی الفور اُسنے پکار | اُسے دیکھ بیہوش میں ہو گیا | کہون کیا کہ میں آپ سے کھو گیا

رہی کچھ نہ پھر اپنی مجھکو خبر
وہ خاتون تھی دخت شاہ جہان
لگی کرنے پھر مجھ پہ ترچھی نظر
جو دیکھا مرا اسپ اُسنے وہان
مجھے دیکھکر اوڑ گئے اُسکے ہوش
کہا اُسکی دختر نے یون بے گناہ
جو کچھ میری تقصیر ثابت کرو
تری دخت پہونچی بجا زنان
یہ ہی مرد ہشیار و صاحب ذکا
اگر اسکو ماریگا تو بے خطا
کہا شہ نے دختر سے راضی ہی تو
مجھے آج تک زیر چرخ برین
مگر تین باتین ہین میری محال
کہا مین نے شہ سے خبر پاؤن مین
لگی کہنے مجھسے کہ اے نوجوان
پری رو کسی جا پہ ہین جانور
اور اک قول میرا ہی یہ اے جوان
سلامت اگر اُس سے آئے برون
یہ کہکر وہان سے روانہ ہوا
گذر کر گیا بسکہ تیر ستم
کئے مجھکو دو سال اس حال زار
کہا اُس سے حاتم نے اے نوجوان
مرے دل پہ اک زخم کا تھا ملال
اگر پھر وہان جو چلا جاؤن مین
جو کی راہ طی اُسنے کچھ چند روز

گیا پہنچ دروازهٔ باغ پر
کہ جسنے بلایا تھا مجھکو وہان
ہوا ہمسر جس سے ٹکڑے جگر
کہا یون پہ کس کا ہی گھوڑا یہان
لگا کرنے دختر پہ اپنی خروش
نہ کر مجھ پہ غصے کی ہرگز نگاہ
تو اُسدم جو چاہو سزا مجھکو دو
ترا کوئی ہمسر نہ پہونچا یہان
اسی دخت کے ساتھ کر کتخدا
تو یہ جان لے اپنے دل مین شہا
تو اقرار کر میرے اب روبرو
کسی نے بجز اسکے دیکھا نہین
بجا لائے جو انکو یہ خوش خصال
وہ کیا بات ہی جو بجا لاؤن مین
مین کرتا ہون اب اپنی شرطین بیان
تو لادے مجھے ایک جوڑا گہر
مین اب اسکو کرتا ہون تجھسے بیان
تو فی الفور مین دخت کو تجھکو دون
یہان آکے پہونچا برنج و بلا
مرے دل مین اے مرد فرخ سیر
کہ پھرتا ہون صحرا مین شام و سحر
تو رکھ جمع خاطر نہ کر اب فغان
ملا اک بیابان مین مجھکو شغال
اور اس جا سے اُس مرغ کو لاؤن مین
تو جا پہونچا اک جا پہ وہ فیروز

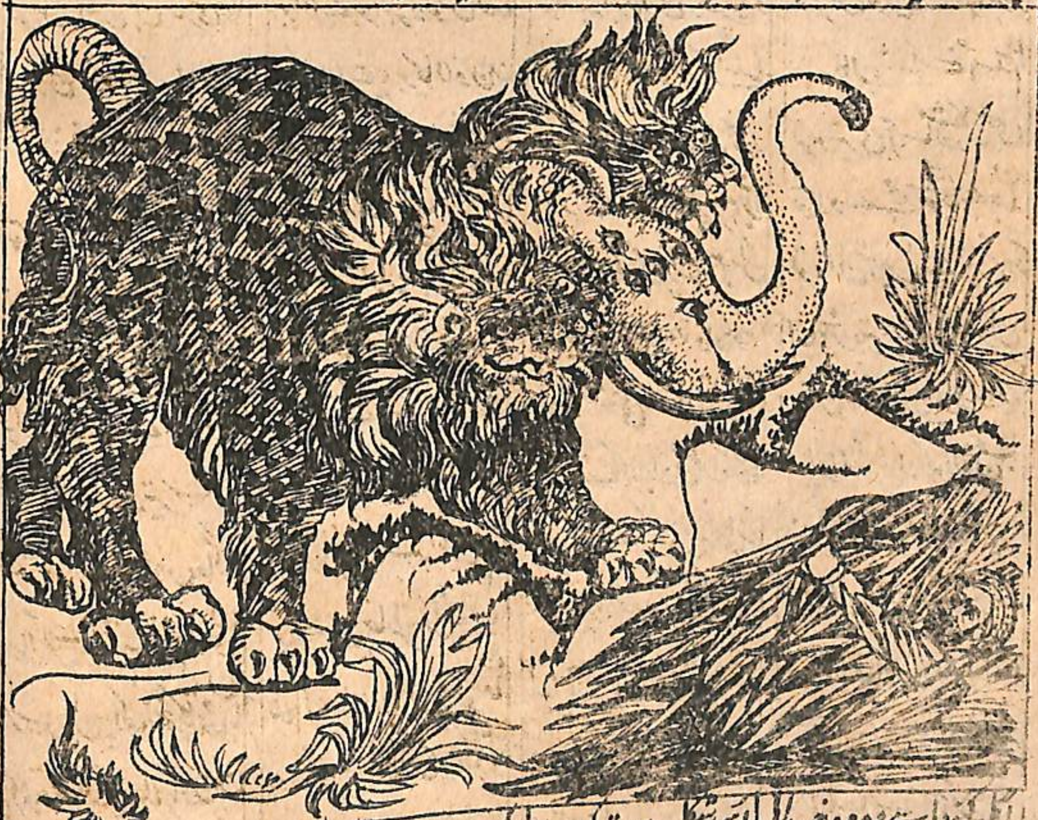
تو پھر اُسکے خادم بھی آگئے وہان
بصد لطف اُسنے بٹھایا مجھے
کہ اتنے مین پہونچا کہین آنکر
یہ کہکر بہت وہ خروشان ہوا
پکڑ اُسکی گردن کو ازروی کین
تو اس بات کو پہلے تحقیق کر
کہ اتنے مین دایہ نے دختر کی آ
یہ آیا ہے مرد مسافر ابھی
تجھے اسکا ہوگا ثواب عظیم
کہ رسوا خلائق مین ہوجیگا ان
کہا اُسنے راضی ہون مین اب شہا
یہ سُنکر لگا کہنے اُسکا پدر
تو البتہ مین اپنی دختر کو دون
تو پھر شہ مجھے شہر کو لیگیا
تو جا اور انکو بجا لا ابھی
اور اک مہرہ یار سرخ اے جوان
کہ روغن کو اک دیگ مین جوش کر
کہا مین نے اُس سے نہو تو ملول
بہت تشنگی سے مین بیتاب ہون
نہ طاقت کہ جاؤن وطن کو چلا
نہین دوست کوئی نہ غمخوار ہے
مین ان تینون باتون کو لاؤن بجا
گیا تھا وان سوی مازندران
یہ کہکر سخن اُس سے رخصت ہوا
وہان دیکھتا کیا ہے وہ نامدار

مجھے لیگئے باغ کے درمیان
عجب ناز اپنا دکھایا مجھے
پدر اُس پری کا در باغ پر
گیا اندرون باغ کے پھر چلا
یہ چاہا کہ پٹکے بروی زمین
کہ کیا ماجرا ہے یہ اے نامور
کہا شہ سے اسطور پر برملا
ہے چہرے سے اسکے نمایان ہما
یہ ہے بات بہتر بہت مستقیم
ہو پھر مجرم خالق دو جہان
تو کر ساتھ اسکے مجھے کتخدا
کہ یہ بات بہتر ہے اور خوب تر
نہ اس قول سے اپنے ہرگز پھرون
بزرگان شہر اُسنے اُسدم بلا
تو ہو تیری آسان مشکل سبھی
تو لا دے مجھے ہو کہین چاہے جہان
تو ڈال اُسمین اپنے تئین ورد
کیا مین نے تیرے سخن کو قبول
یہان تک کہ مین بیخور و خواب ہون
نہ یارا کہ شرطون کو لاؤن بجا
نہ پیش نظر اپنا دلدار ہے
ترا دلربا تجھسے دن پھر ملا
وہ لایا تھا مرغ پریرو وہان
وہان سے وہ پھر سمت صحرا چلا
بڑا ایک خندق ہے گرد چمن

ہوئے جمع سب مردم شہروان   لگی آگ اُس غار کے درمیان
لگے کہنے اُس شہر کے مردمان   کہ آفت ہی ہم پر بلائے کلان
وہ کھا جائیے ہر ایک کو بیگمان   نہ کوئی بچیگا شہر کے درمیان
لگے کہنے اُس شہر کے سب مقیم   کہیں کیا کہ اک جانور ہے عظیم
کہا دل سے حاتم نے بتلا مجھے   ہے اسرار میں کچھ رسائی تجھے
گیا وان سے پھر حسب فرمان   رہا جا کے اُس جا وہ مرد خدا
بہت تہ در جسل سکے اوپر کھا   گیا آپ پھر اُسکے اندر چلا
گئی اک پہر رات جس دم گذر   تو آیا وہ میدان میں جانور
جو نزدیک آیا تو پہچان کر   لگا کہنے یون حاتم نامور
ہے سر اُسکے ہیں صورت شیر نر   اور اک صورت فیل سی اُسکا سر

لگا پوچھنے حاتم نوجوان   کہ باعث ہے کیا آگ دینے کا یان
اگر گرد قلعہ ہم آتش نہ دین   تو ہرگز نہیں اِس بلا سے بچین
کہا اُنسے حاتم نے دو تم بتا   کہ کس شکل و صورت کی ہے وہ بلا
وہ کھاتا ہے ہر روز چار آدمی   بہت کھا گیا بیشمار آدمی
کہ تاریخ اِس شہر کا ہے جو دور   رہے خلق خالق کی با صبر و شور
زمین کھود اک غار اُسنے بنا   کیا اُس جگہ انتظار بلا
وہان لیکے تیر و کمان ہات مین   بلا کی وہ بیٹھا رہا گھات مین
تو کیا دیکھتا ہے وہ والا شکوہ   کہ آتا ہے اک جانور شکل کوہ
کہ وہ ہی دشمن ہے یہ بد سرشت یا   کہ آتا ہے خلقت پہ جور و جفا
سر صورت فیل ہے درمیان   ہیں اُس میں تو اُسکی آنکھیں عیان

غار بنا کر خس پوش ہو کر بیٹھنا حاتم کا اور وقت شب کے آنا مثمن جانور ہفت سر کا اور نشانہ لگانا حاتم کا بیچ کی آنکھ میں اور کور ہو کر فرار ہونا اُس جانور کا اور اطمینان ہونا باشندگان شہر کا اُس بلا سے



اگا کہنے دل سے وہ مرد خدا   اسی شکل و صورت کی ہے یہ بلا
کہ جیسا بتاتے تھے سب آدمی   عجب یہ بلا ہے بروی زمی

اگر کوئی چاہے کہ اسکو دور
رہے شہر مین با نشاط و سرور
کوئی اِس سے تدبیر بہتر نہین
کہ جس سے بلا دفع ہو یہ کہین
نوین آنکھ کھوئی کہی ہے درمیان
وہی آنکھ جو تیر کے ہو نشان
جو وہ آنکھ اُسکی کہین کور ہو
تو بھاگے نہ وہ اِس شہر سے کوہ کو
نہ آئے پھر اِس شہر کے درمیان
کرے گرچہ فریاد شور و فغان
وہ نزدیک تر شہر کے آگیا
تو دی گرد قلعہ کے آتش لگا
اُٹھا تھا اُس آتش سے دود اسقدر
کہ قلعہ نہ آتا تھا اُسکو نظر
وہ پھرتا تھا گو سو بسو جا بور
ولیکن نہ پاتا تھا جائے گذر
تو بس پھرتے پھرتے وہ آیا وہان
کہ جس جا پہ حاتم ہوا تھا نہان
اُسے دیکھکر حاتم نوجوان
وہین ہاتھ مین لیکے تیر و کمان
کیا ناوک بیخطا ایک سر
گیا بیچ کی آنکھ سے بے بصر
غیب ایک آواز باری عجب
کہ آیا تزلزل مین وہ دشت سب
لگا پھر وہین لوٹنے خاک پر
پٹکنے لگا سر کو وہ سر بسر
پھر ایسا وہان سے گریزان ہوا
کہ پیچھے کو پھر کر نہ دیکھا ذرا
نکل غار سے حاتم نامور
سرا مین رہا آنکر رات بھر
وہان سے وہ پھر مرد عالی نظر
سوی شہر آیا بوقت سحر
اُسے لوگ فی الفور پہچان کر
لگے پوچھنے اُس سے یون آنکر
کہ تو ہاتھ سے اُسکے کیونکر بچا
یہ احوال اپنا مفصل بتا
کہا پھر یہ حاتم نے بیخوف و بیم
کہ تھا وہ ہی دشمن بلائے عظیم
کیا مین نے اِس شہر سے اُسکو دور
نہ آئیگا اب وہ تمھارے حضور
لگے کہنے اُس سے وہ مردم وہین
بھلا کسطرح ہمکو ہوئے یقین
لگا کہنے یون حاتم نامور
رہو آج کی رات تم بام پر
نظر مین اگر آئے پھر وہ بلا
تو کذاب کہنا مجھے برملا
نہ آئے اگر وہ نظر رات کو
تو میرے تئین جاننا راست گو
وہ سب اُسکے کہنے کو لائے بجا
کہا تھا جو کچھ اُسنے وہ ہی کیا
جو وہ رات گذری اُٹھے سب سویرے
تو سب آکے حاتم کے پانوون پڑے
تحیر کے عالم مین حاتم کو لے
سوی حاکم شہر وہ سب چلے
بہت خوش ہوا حاکم اُس شہر کا
لیا پاس حاتم کو اپنے بٹھا
ضیافت شہنشہ نے کی خوب تر
کھلایا طعام اُسکو مرغوب تر
بہت اُسکو دینے لگا سیم و زر
لگا کہنے یون حاتم نامور
نہین مجھکو یہ مال درکار ہے
خدا میرا ہر دم مددگار ہے
مسافر ہون لیکر اسے کیا کرون
مکان بھی نہین جسمین رکھون اِسکو مین
لگا کہنے شہ معذرت سے وہان
جو چاہے سو کر اِسکو تو اے جوان
یہ سُنکر وہ زر لیکے حاتم نے سب
فقیرون کو بخشا بفرط طرب
پھر اُس شہ سے رخصت ہوا وہ جوان
روانہ ہوا سوی مازندران
نظر آیا اُسکو باثنای راہ
کہ نیولا ہے اک اور مار سیاہ
خصومت سے کرتے ہین آپس مین جنگ
بیابان مین مانند شیر و پلنگ
ہوا کچھ نہ احوال یہ آشکار
کہ کرتے ہین کسواسطے کارزار
وہین پر کھڑا ہوکے وہ نامدار
تماشا لگا دیکھنے بار بار
نہ نیولے کو تھا سانپ سے کچھ خطر
نہ نیولے سے تھا سانپ کو کچھ خطر
نہ کوئی تھا غالب نہ مغلوب تھا
ہر اک جنگ کے رنگ مین خوب تھا
بہت زور کرتے تھے باہمدگر
کسی کو نہ ہوتی تھی ہرگز ظفر
خفا ہوکے حاتم نے اُنسے کہا
کہ کیون جنگ کرتے ہو تم برملا
خصومت ہے کیا تم مین ایسی بڑی
کہ کرتے ہو جنگ و جدل اِس گھڑی
کہا سانپ نے اُس سے اے نامور
کہ مارا ہے نیولے نے میرا پدر
کہا پھر یہ نیولے سے تو کہہ بیان
کیا تیرا کیا سانپ نے ہے زیان
وہ بولا خورش ہے مری اے جوان
اسے بھی مین کھا جاونگا بیگمان
لگا کہنے یون حاتم نامدار
خورش کے لیے ہو نہ تو بیقرار
ہر اگوشت حاضر ہے تیرے لیے
مین دونگا کاٹ جس جگہ سے تو کہے
کہا سانپ سے پھر کہ خون پدر
اگر چاہتا ہے تو توقف نہ کر

عوض اُسکے تیرے تئین بخشیے
کہا پھر یہ نیولے نے ای نامور
لگا کہنے نیولا کہ ای نامدار
تو فی الفور نیولے نے اُس سے کہا
یہ کہکر ہنے آدمی وہ وہین
کہا اُسنے حاتم نے بہر خدا
پدر اِسکا مارا ہی اِسکے واسطے
بیٹا اِسکا برادر ہی ای مہربان
یہ سُنکر سخن حاتم نامدار
کہا اُسنے حاتم سے ای مہربان
تو حاتم لگا کہنے نیولے سے یون
کسی طرح وہ اِس سے راضی نہین
کرین اُسکو مقتول ہین خوب تر
ہوا اِسکے ہمراہ حاتم رواں
تجھے دیکھ ہمراہیان پدر
اُسے دیکھکر جن وہ دوڑے وہان
لگا کہنے حاتم کو وہ دیکھکر
لگا کہنے یون حاتم نامدار
کہا شاہ مہپور نے ای جوان
فرزند اُسکو رکھتا ہی کچھ تو شہا
کہا اُس سے حاتم نے ای نیک ذات
یہ فرزند تیرا جو ہی نوجوان
حسن ای آدمی زاد فرخ نہاد
کہا اُس سے حاتم نے ای شہریار
ہو مارے گا اب تیرے بیٹے کو جو

ابھی مار لیکن خصومت نہ کر
مجھے گوشت لا دے توقف نہ کر
مجھے اپنے رخسار سے دے اُتار
کہا ای نامور کر توقف ذرا
لگے کہنے حاتم سے صد آفرین
بتاؤ مجھے ہی یہ کیا ماجرا
نہ دیتا تھا دختر کو اپنی مجھے
نہین گوش کرتا ہی میری فغان
لگا کہنے اُس سانپ سے یون پکار
جو دے خواہر اپنی مجھے تو جوان
تو اس بات سے عذر کرتا ہی کیون
مین دون کس طرح خواہر حسین
کہ راضی ہوا اِس بات پہ بخشیے
تو دیکھا کہ ہی ایک شہر کلان
حضور اُسکے حاضر کرینگے مگر
پکڑ لیگئے نزد شاہ جہان
ہوا تیرا اِس جا پہ کیونکر گذر
کہ ای شاہ شاہان عالی وقار
کر اب مجھ سے حال انکی بیان
کہ یا سیر جینے سے اُسکے ہوا
اگر چاہتا ہی تو اُسکی حیات
نہ خوف اُسکو مطلق نہ ہی بیم جان
کہ فضل خدا سے یہ ای خوش نہاد
کرون اُسکا احوال کیا آشکار
نہ چھوڑے گا زندہ جہان مین کبھی

یہ سُنکر سخن ہر دو جنگ آورن
کہا پھر یہ حاتم نے بہر خدا
یہ سُنکر سخن اُسنے خنجر کو دے
نہ تو کاٹ زنہار اب گوشت کو
تری ہمت و جود کے روبرو
لگا کہنے نیولا کہ ای مہربان
مین اُس دخت کا عاشق زار ہون
مین کہتا ہون یہ بات تیرے حضور
کہ ای نوجوان یہ بتا دے مجھے
تو واللہ اسے خواہر اپنی مین دون
کہا پھر یہ نیولے نے میرا پدر
کہا اُس سے حاتم نے تیرا پدر
دیا پھر یہ نیولے نے اُسکو جواب
کہا پھر یہ نیولے نے ای بادشا
وہ نیولا جو پھر وان سے راہی ہوا
کہ مہپور تھا نام اُس شاہ کا
تو ہی کون اور کیا ترا نام ہی
تری نیک خواہی کو ای نامور
کہا اُسنے ای بادشاہ جہان
کہا اُسنے حاتم سے ای میہمان
تو کر میرے کہنے کو شاہا قبول
لگا یا گلے رحم کہا کر اُسے
سب احوال اُسکا بتا تو مجھے
کہ بیٹے نے تیرے کئی کا پدر
اُسے جنگ مین مین نے دیکھا مگر

رہے باز پھر جنگ سے بیگمان
مین کس جا کا دون گوشت جلدی بتا
یہ چاہا کہ اُس گوشت کو کاٹ دے
تجھے آزماتا تھا ای نامجو
زمانے مین کوئی نہین نامجو
ہین ہم قوم جنات سے دو جوان
بیان مجھ سے اِس حال کو کیا کرون
کہ مارون گا اُسکے تئین بے قصور
کرا انکار ہی تجھکو کس واسطے
نہ تاخیر زنہار ہرگز کرون
شہنشہ جہان مین ہی ای نامجو
کہان ہی بتا دے مجھے زود تر
کہ چل میرے ہمراہ اب تو شتاب
مین چلتا ہون آگے تو پیچھے سے آ
تو حاتم بھی پھر بعد اُسکے گیا
تمیز و خرد سے بہت دور تھا
مرے شہر مین کیا ترا کام ہی
ترے پاس آیا ہون مین دور کر
ترا ایک فرزند ہی نوجوان
یہی طفل ہی اک مرا نوجوان
نہین تو ہو زیر فلک تو ملول
کہا لطف سے وہان بٹھا کر اُسے
کہ یہ مارے جانے سے کیونکر بچے
کسی جا یہ مارا ہی ای نامور
تو کچھ جانتا اُسکو نہین ہی خطر

کہ کچھ اُسکے مرنے مین باقی نہ تھا
کرے میرا کہنا جو شاہِ جہان
لگا کہنے یون حاتمِ نامدار
جو تو اپنی دختر کو بھی دے اُسے
کہ تا اُسکے دل سے خصومت ہو دور
ہوئی اُسکے سُننے سے حیرت حصول
خصومت کو اب دل سے تو دور کر
تو دونگا مین اپنی بھی دختر تجھے
بہت خوش ہوا اور بیٹے سے کہا
تو بہرام نے اپنی خواہر کو لا
کہا پھر یہ حیوز نے ای جوان
کہا پھر یہ حاتم نے مین نے کہین
عصا میرا ہے کام کا ای جوان
اگر اسکو سیدھا کرے تو ذرا
کریگا نہ ہرگز وہ جادو اثر
کہین مار سُرخ و سفید و سیاہ
اگر کوئی دریا کہین ناگہان
عصا لیکے حاتم نے مہرے کو بھی
کھڑا ہو کنارے پہ وہ نامدار
تو اُس جا بہت دل مین دو بات اٹھی
اُسے ڈال پانی مین وہ نامدار
چلا سات و سنگ لیل و نہار
مین اب اپنے الطاف کے واسطے
تو کس بات سے یان پہ ناشاد ہے
مین ہون ای جوان اِس مکان کا مکین

خدا نے دیا آج اُسکو بچا
تو ہوا آشتی اُنکے اب درمیان
کہ ای شاہ عالی نسب با وقار
تو وہ اپنی خواہر کو بھی دے اُسے
رہین دونون اُنمی با وصد وقار
کیا تیرے کہنے کو مین نے قبول
نہ رکھ دل مین اب کچھ تو ان بیر
نہین ہے مین انکار ہرگز مجھے
ترا حکم مین نے پذیرا کیا
کیا ساتھ شہزادے کے کتخدا
جو کچھ تجھکو درکار ہو بیگمان
عوض اپنے احسان کا چاہا نہین
کہ دون خاصیت اُسکی کیا تجھ بیان
تو دشمن سے آتش سے لیگا بچا
نہ پہونچیگا کچھ تجھکو خوف و خطر
پڑین آکے جس جا پہ تیر نگاہ
ہو در پیش آگے ترے ای جوان
وہان سے کسی سمت کی راہ لی
لگا دیکھنے ہر طرف بار بار
تردد کے دریا مین ڈوبا تھا وہ
ہوا جلد پھر اُسکے اوپر سوار
اُسی بحر اعظم مین وہ نامدار
یہان لیکے آیا ہون حاتم تجھے
سنون تو کہ کیا تیری فریاد ہے
لیا چھین مہرِ ان نے از رو کین

اگر یہ بھی صورت ہے ای نامور
کہا اُسنے حاتم سے مجھکو بتا
کہ ہے وہ جو فرزند تیرا شہا
یہی صورتِ آشتی ہے شہا
کہا شاہ حیوز نے ای جوان
دہین اُسنے بہرام کو پھر پیام
جو دے خواہر اپنی تو ای مہرِ جان
سُنا جب کہ بہرام نے یہ پیام
پھر اُس شاہ نے عقد بہرام کا
ہوئے جبکہ دونون کے مطلب حصول
عوض اپنے احسان کے مجھسے نے
لگا کہنے پھر اُس سے حیوز شاہ
اگر سانپ کاٹے تو اس ماہ رو
اگر کوئی جادو کرے ای جوان
سوا اِسکے اک مہرہ مارگو
دہن مین تو اُس مہرے کو ڈال لینا
عصا ڈالنا پانی کے درمیان
جو منزل بمنزل وہ حاتم چلا
کہین سے کوئی شخص آتا نہ تھا
کہ اتنے مین مہرے کا وہ عصا
توکل وہ راہ خدا پر کیے
اُسے لیگیا اک نہنگ کلان
لگا کہنے یون حاتم نامدار
لگا کہنے حاتم سے پھر وہ نہنگ
یہی اب مری تجھسے فریاد ہے

تو کیونکر بچیگا یہ تیرا الم
اگر کس شکل سے آشتی ہو بھلا
ہے خواہر یہ بہرام کی اُسکے فدا
پھر اِس بات سے تو نہ پھر خدا
جو تو نے کیا حال مجھسے بیان
یہ بھیجا کہ ای طفل فرخندہ فام
پسر کو مرے تجکو ہے شادمان
ہوئی اُسکے دل مین مسرت تمام
بعہد عیش دختر بہتر اپنی کیا
خصومت کو دل سے گیا اب بھول
تو قف کو ہرگز نہ اب راہ دے
کہ ای مرد والا گہر نیک خواہ
کرے زہر اُسکا نہ ہرگز اثر
تو گردش مین لانا اُسے بیگمان
مین دیتا ہون اب تجھکو ای نامجو
کسی سے نہ کچھ بولنا چالنا
وہ ہوویگا کشتی کی صورت روان
تو ناگاہ اک اُسکو دریا ملا
کسی سمت کو کوئی جاتا نہ تھا
جو تھا پاس اُسکے بفضل خدا
تن اپنا رضائے قضا پر دیے
لگا کہنے اُس سے یہ شیرین زبان
کہ اِس بات کو جلد تو آشکار
ہوا ہون مین مطلق ان ہاتھون سے تنگ
کہ سلطان نے یون مجھ پہ بیداد ہے

گیا ہے وہ اب قوت کے واسطے
مین کچھ کام کو اپنے آیا نہین
کہ ناگاہ سرطان کسی سمت سے
نظر جبکہ سرطان کی اسپر پڑی
لگا کہنے دل سے وہ مرد خدا
اسے دیکھ سرطان بھی عاجز رہا
یہان مین کسی کو نہ آزار سے
لگا کہنے سرطان کہ ای ناسمجھ
چلا جا یہان سے تو ای نامور
مگر تجھکو ترس خدا کچھ نہین
کہا پھر سرطان نے ای نوجوان

تو لایا ہون اس جا پہ مین اب تجھے
نہ کر مجھکو حیران ہوئی زمین
اسی جا پہ پیدا ہوا آنکے
اک آواز دی اس سے اسی گھڑی
اس آفت سے اسد عشقم نے بچا
کہ پھر اپنی جا نہ آگے بڑھا
نہ در ہو تو اچھا آزار کے
نہ کر مجھسے سنسار تو گفتگو
برای خدا گفتگو کچھ نہ کر
کہ لیتا ہے گھر اسکا اسوقت کہین
اگر دون تیری خاطر تو مین ٹھکان

لگا کہنے یون تب وہ نامدار
کرم کر مرے حال پر یا خدا
نہنگ اسکو جلدی سے پہچان کر
وہ سن اسکی آواز لرزان ہوا
جو نہیور کا ہاتھ مین تھا عصا
کہا اس سے حاتم نے ای ناسزا
مکان کوئی ملتا نہین مجھکو اب
اب اس بحر مین وہ تو دن سے ہم ہین
لگا کہنے حاتم کہ ای نابکار
بھلا اب ہے نزدیک خالق روا
اگر بات یہ تو بتا دے مجھے

کہ مین کیا کرون اب کہ پروردگار
کہ ہون ہاتھ سے اس بلا کے رہا
پس پشت حاتم چھپا زود تر
یہ حاتم بھی حیران ترسان ہوا
وہ یکبار حاتم نے سید جا کیا
تو کیون جور رکھتا ہے اسپر روا
جو رکھتا ہے اسپر روا ظلم و جور
ہماری خصومت کا کیا تجھکو غم
یہ مخلوق ہے صنعت کردگار
کسی پر کرے کوئی جور و جفا
یہ ہر وقت پائیگا کیونکر تجھے

لیجانا نہنگ کا حاتم کو واسطے فیصلے کے اور فہمایش کرنا حاتم کا سرطان کو اور بعد اطمینان رخصت ہوکر جانا حاتم کا وہان سے



کہ آخر ہو دریا مین بہنا سے | یہ کیونکر بچیگا مرے ہاتھ سے | کہا اس سے حاتم نے ای اژدہا | کہ پھر تو بھی دریا مین مفسد بڑا

جو ہی زندگی چاہتا اپنی تو
پکڑ کے وہ حاتم کو دوش سے
لگے ٹوٹ سرطان کی الغرض نیش
تو کہنے لگا اُس سے وہ نامدار
نہ آئیگا سرطان کبھی تیرے گھر
اگر تو کہین اسکو اب بیچ دے
پھر آنکھون کو کر بند وہ نامدار
تو منزل بمنزل وہ پہونچا وہان
لگے کہنے دل سے یہی وہ جوان
ہوئی شام اور دن گیا جب گذر
وہ سب بولنے آپس مین کہنے لگے
یہ غیرون کے ہے کام مین یکطرف
کوئی نیک خدمت بجا لائیے
تو حاتم نے دیکھا انکی شکل عجب
خوشی سے اُسی وقت وہ جانور
تو پھرتا ہے اب غیر کے واسطے
اور اُس نے یہی شرط کی درمیان
لگے کہنے یون حاتم نیک نام
مرا دل بہت تم سے ہوگا شاد
کوئی دیکھو آپس مین ایسا بھی ہے
برائے خدا اُنکو دیتا ہون مین
کہا پھر یہ حاتم سے ای نیک خو
وہ کرتا ہوا دشت و دریا کو طے
ملاقات کی اور یہ اُس سے کہا
نظر آئے جب اسکو وہ جانور

تو دے چھوڑ گھر اسکا ای تند خو
یہ چاہا کہ فوراً دو پارہ کرے
لگی آگے حاتم کے پھر کچھ نہ پیش
تعاقب نہ کر اُسکا اب زینہار
نہ پہونچیگا اُس سے تجھے کچھ ضرر
تو فی الفور واللہ مارون تجھے
ہوا چابکی سے عصا پر سوار
کہ جس جا یہ تھا دشت مازندران
ہین کیا جانے مرغ پریرو کہان
چراگاہ سے آئے وہ جانور
کہ اک آدمی ہے شجر کے تلے
لیے رنج پہونچا ہے آن اس طرف
نہ محروم اسکو کیا چاہیے
کیا شکر خالق ز روی طرب
لگے کہنے حاتم سے ای نامور
دل و جان و تن اپنا قربان کیے
جو پہونچائے مرغ پریرو وہان
کہ سب راست ہے یہ تمھارا کلام
وہ عاشق بھی پائیگا اپنی مراد
کہ اک جفت بچون سے وہ اسکو دے
ثواب عظیم اسکا لیتا ہون مین
جہان چاہے اب انکو لیجا تو
شب و روز جاتا تھا فرخندہ پی
کہ اک مدعا تیرا حاصل ہوا
تو حاتم کے قدمون گرا آنکر

کہا پھر یہ سرطان نے ای نامدار
عصا لیکے حاتم نے جھپور کا
نہ کی بھاگنے مین کچھ اُسنے درنگ
تو لے اپنے گھر کو اور آرام کر
وہ خود کار سے اپنے بیکار ہے
قسم دیکے حاتم نے اُس سے کہا
نکل کر وہ دریا سے حاتم جوان
تردد کے عالم مین زیر شجر
کہین مجھکو آتے نہین ہین نظر
اُسی پیڑ پر بیٹھے وہ آنکر
بہت خوب ہے مرد فرخندہ فام
کیا حق نے اسکو ستودہ صفات
یہ کہکر بہم ہوگئے وہ جانور
کہ منھ انکا مانند آدم کے تھا
تری جود و ہمت پہ صد آفرین
سنو جو ساحر ہے اک بادشاہ
اُسے دے یہ وہ دختر اپنی شکر فم
اگر ایک جوڑا بچے کا تم مجھکو دو
لگے کرنے وہ مشورہ درمیان
اک اُنمین سے کہنے لگا جانور
یہ کہکر سخن اپنے بچون کو لا
غرض دونون بچون کو دیکے وہ جا
خدا کی عنایت سے پہونچا وہان
تو وہ شاد ہرگز نہ ہوتا ملال
تو حاتم نے اُسکو گلے سے لگا

نہ چھوڑونگا اس کو مین زینہار
گھٹا یا اور اک اُسکے ایسا لگا
تعاقب لگا کرنے اُسکا نہنگ
رہا کر خوشی سے یہان بے خطر
نہ دیگا اب آزار ہرگز تجھے
تو آکر نہنگ اپنے گھر مین رہا
روانہ ہوا سوی مازندران
گیا بیٹھ لاچار وہ نامور
مین حیران ہون اب کہ ڈھونڈھون کدھر
تو حاتم کو دیکھا بزیر شجر
جسے خلق کہتی ہے حاتم تمام
غنیمت زمانے مین ہے اسکی ذات
گرے اُسکی قدمون پہ آنکر
تن اُنکا تھا طاوس سا ان خوشنما
نہین کوئی تجھسا بروی زمین
کوئی اسکی دختر پہ شیدا ہوا
تو اس کام کو آیا اس جنگل
تو واللہ احسان مجھ پر کرو
کہ جانے وہ جو سب ہین اُنکو کہان
کہ دو بچے رکھتا ہون مین اپنا
وہین جلد اُسکے حوالے کیا
ہوا دشت مازندران سے روان
کہ جس جا پہ رہتا تھا وہ نوجوان
ترے ہونگے سب مجھسے مطلب حصول
کہا دشت و دریا کا سفر بار بار

لگا کہنے حاتم سے وہ دلفگار	کہ آ میرے ہمراہ ای نامدار	تو یہ جانور لیکے مین اب چلون	ترے روبرو جا مسخر کو دون

جوڑہ پریرو کا لیکر شہر مازندران سے آنا پاس اُس جوان کے حاتم کا اور مسخر کے پاس لیجانا اُس جوان کا اور پوچھنا مسخر کا اور بیان کرنا گذشت شہر مازندران کی مسخر سے



تو حاتم بھی ہمراہ اُسکے ہوا
جو پوچھے وہ سب اُسکا ماجرا
گیا وہ جوان لیکے وہ جانور
یہ نامان نے تو ہی ملایا ہی اِنکو اگر
وہ کہنے لگا اُسکا شاہِ جہان
سُنا تھا جو حاتم سے اُسنے بیان
مجھے مہرۂ مار درکار ہی
تو چلنے کی قوت کچھ آنے مجھے
سیر اوپر دریچہ سے باہر کو لا

حد شہر تک جب کہ پہونچا وہ جا
مفصل سب اُسکو تو دیا بتا
یہ پیش شہنشاہ عالی نظر
مفصل بیان سارا احوال کر
ہر مسکن بیابان مازندران
کہا شاہ کے روبرو سب بیان
اُسے جا کے جلدی سے لا دے مجھے
نہین وہ مہرۂ مار لا دو مجھے
دکھا اپنی صورت سے اور لا

کہا پھر یہ حاتم نے ای نیک خو
یہ کہنا کہ لایا ہون مین جانور
انھین دیکھ بولا شہ نامدار
کہ ہین جس نواحی مین یہ جانور
کہا پھر مسخر نے اُس سے بتا
یہ سُنکر شہنشاہ کہنے لگا
کہا آ سنے شہ سے کہ ای بادشاہ
تو سُنکر شہنشہ نے اپنا پیام
تو فوراً بحکم شہ نامور

ابھی لیکے جا پیش ساحر کے تو
سنا دشت مازندران سے مگر
کہ یہ کام تیرا نہین زینہار
ہوا تیرا اُس جا پہ کیونکر گذر
مفصل سبھی دشت کا ماجرا
یہ ہی راست واللہ سب ماجرا
جو دکھلا دے اُس سخت کو اک نگاہ
یہ دختر کو بھیجا کہ ای نیک خام
نکالا دریچے سے دختر نے سر

دو چار آنکھ آپس مین جب ہو چکی
ہوئی انکے دل کو نہایت خوشی
الغرض روز ہجر و دن گیا جب گذر
لگا کہنے آدم سے کہ ای سیمبر

ترا باپ کہتا ہے ای گلعذار
کہ لا دے مجھے مہرۂ سرخ کار
سو اب اسکے لینے کو جاتا ہون مین
جو ملتا ہے تو اسکو لاتا ہون مین

اگر تجھکو طیار ہو اسکا پتا
تو مجھکو بتا دے تو ای دلربا
لگی کہنے وہ دختر شہریار
کہ ہے دشت سرخ اک اندر شکار

مین کہتی ہون تجھسے پیا صاف صاف
کہ ہے وہ زمین جانب کوہ قاف
یہ سنکر سخن اس سے رخصت ہوا
کہا اسکے حاتم سے یہ ماجرا

کہ ہے مہرہ مار درکار اسسے
ملے جسطرح جا کے لا دے مجھے
کہا اس سے حاتم نے ای نوجوان
سنا تو نے جو کچھ کہ اسکا نشان

تو مجھکو بتا دے پتا صاف صاف
وہ بولا ہی اسکا پتا کوہ قاف
کہا اس سے حاتم نے ای دلفگار
نہ کر آہ و نالہ یہان زینہار

فقط تیرے آرام کے واسطے
بیابان مین گیا رنج ہونے سے
یہ کہکر سخن اس سے رخصت ہوا
سوئی کوہ حاتم نے رستہ لیا

پی رفع حاجت گیا ناگہان
تو بس دیکھا اک دشت تپتے بیابان
عقب اک کے ہے اژدم ہفت رنگ
کہ پھرتا تھا صحرا مین مثل پلنگ

اسے دیکھکر سخت حیران ہوا
تحیر کے عالم مین دل سے کہا
بہت دن پھرے کی ملک کی سیر گشت
کیے طے بیابان و کوہ و دشت

نہ اژدم کوئی ایسا دیکھا کہین
یہ دیکھون ہے کس جا پہ مسکن گزین
چلا اسکے پیچھے وہ عالی مقام
تو کیا دیکھتا ہے بہنگام شام

چھپا جا کے اک گوشۂ تنگ مین
پناہ اسنے لی آن اک سنگ مین
تو حاتم نے یون اپنے دل سے کہا
کہ دیکھین تو چلکر یہ کرتا ہے کیا

قریب اسکے اک دیدبان تھا
کہ جس جا پہ بیٹھا تھا اژدم چھپا
پی آب ملکر جو پیر و جوان
اسی رہ سے آ گئے ناگہان

تو دیکھا کہ مرد اک مسافر جوان
کسی جا سے وارد ہوا ہے یہان
انھون نے وہین لا کے آگے طعام
رکھا آگے حاتم کے ہنگام شام

زبیر شجر اسنے کچھ کھا لیا
تو تب اسکے تھوڑا سا پانی پیا
گیا دن گذر اور ہوا وقت شب
تو پھر لیکے اپنے گھر کو وہ سب

بیکبار گاوان اسپان وہان
نکل دہ سے جمع آئے وہان
گئے انکے ہمراہ جو تھے گلہ بان
حفاظت لگے کرنے انکی بجان

پہر رات کے بعد آیا نکل
وہ اژدم تہ سنگ سے بے محل
گیا سمت گاوان وہ اژدر
اور اک جست ماری ہے اژدر

کہ فی الفور وہ گاو سب مر گئے
کیا سب کو مجروح اک نیش سے
تو گھوڑون کی جا وہ آیا دوان
کیا کشتہ انکو مع گلہ بان

نظر کر کے یہ حاتم نامور
ملا ہاتھ اپنے کیا رات بھر
دم صبح آئے جو مردم وہان
تو کیا دیکھتے ہین کہ وے ہین

وہ گاوان و اسپان مع گلہ بان
پڑے ہین سبھی کے ہو مردہ وہان
جو بہتا تھا پانی بدن سے برون
وہ زہراب گندہ تھا سب نیلگون

ہوا گوشت سب ہڈیون سے جدا
پڑا تھا پراگندہ وہ جا بجا
تحیر کے عالم مین سب آدمی
لگے کہنے حاتم سے سن ای سخی

تو کس طرح سے یان پہ زندہ رہا
بتا ہمکو تو رات کا ماجرا
لگا کہنے یون حاتم نامجو
عجائب تماشا ہوا رات کو

ابھی مین نے اسطرح دیکھا نہین
نہ ایسا سنا تھا کسی سے کہین
کہ ہے اک یہان اژدم ہفت رنگ
وہ ہے مردم آزار مثل نہنگ

کیا ہے یہ کام اسنے آکر یہان
ہوا اب وہ پتھر کے نیچے نہان
تم اب جا کے اسکو وہان دیکھ لو
کہ کیسا ہے وہ اژدم فتنہ جو

یہ سنکر لگے کہنے وہ سب بہم
کہ دیکھیں تو اسکو ذرا چلکے ہم
جو دیکھا تو کہنے لگے سب وہین
کبھی ایسا اژدم نہ دیکھا کہین

کہ ناگاہ وہ اژدم ہفت رنگ
نکل کر تہ سنگ سے بیدرنگ
عجب جست ماری کہ وہ کیا بیان
کہ سر دامنے سر پہ آیا دوان

لگایا عجب نیش اک زود تر
کہ فوراً گرا وہ سر خاک پر
کوئی دم وہاں پر وہ لوٹا کیا
پھر آخر نہ ہرگز وہ جانبر ہوا

پڑا شور اس بیہ کے درمیان
کہ اٹھا جہان سے رئیس مکان
ہوا جبکہ اسطرح شور و فغان
تو کر دم ہوا پھر وہاں سے روان

لگا سوچنے حاتم نوجوان
کہ دیکھوں تو جاتا ہے اب یہ کہاں
گیا اسکے پیچھے جو وہ نیک نام
تو دیکھا کہ گزرا دم وقت شام

ہوا لوٹ کر اک وہ مار سیاہ
تو لی ایک سوراخ کی آکے راہ
پھر رات جب ہو گئی وان گذر
تو نکلا وہ سوراخ سے زود تر

چلا شہر کی سمت کو پھر وہ مار
عقب اسکے تھا حاتم نامدار
لگا کہنے حیرت سے یوں بار بار
یہ اب جائیگا کسکا کرنے شکار

تو دیکھا کہ اک قصر کے درمیان
گیا اور پھر آیا وہ مار زیان
تو بعد اسکے پھر دوسرے گھر گیا
وہاں سے بھی پھر ایک دم میں پھرا

گیا جاکے سوراخ میں پھر قرار
ہوا فکر میں حاتم نامدار
سحرگاہ غوغا ہوا یہ وہاں
کہ پور وزیر اور شاہ جہان

جو کاٹا کسی سانپ نے آنکر
تو دونوں گئے اپنی جان سے گذر
ہوا سانپ سوراخ سے پھر روان
چلا پیچھے پھر حاتم نوجوان

وہ جاتا تھا مخفی بہنگام شب
اٹھاتا ہوا رہ کا رنج و تعب
کنارے پہ دریا کے وقت پگاہ
جو پہونچا وہیں جاکے مار سیاہ

وہاں جاکے وہ بن گیا شیر نر
تو پیدا کیا اک بپا شور و شر
یکایک گئے کشتہ مردم وہاں
کسی جا سے آئے دو جو ناگہان

تھا اک ہمیں شہزادہ نیک فال
برس پندرہ اک تھا سن و سال
تو یکبارگی شیر نے دور کر
کیا اسکا فوراً دو پارہ جگر

وہاں سے ہوا سوی صحرا روان
عقب اسکے پھر حاتم نوجوان
جو پہونچا کہیں ایک صحرا میں جا
تو کیا دیکھتا ہے وہ مرد خدا

شیر سے عورت بنجانا بعمر چہاردہ سالہ اور زیور سے آراستہ ہو کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر گریہ وزاری کرنا اور آجانا کسی سمت سے دو مسافروں کا اور فریفتہ ہو کر ہلاک ہونا اسکے ہاتھ سے



کہ وہ شیر پھر ہو گیا ناگہان
بشکل زن خوب رو نوجوان
کہا دل سے حاتم نے اپنے دلا
کہ دیکھیں یہ اس جا پہ کرتا ہے کیا

ہے

وہ زن چاردہ سالہ و خوب رو
لگا دیکھنے دور سے نیک خو
کہیں تو کہ ہی ہے وہ فرخ نژاد
ہوا اتفاقاً گذر جو اس جا گذر
برادر کلاں اُسکے نزدیک جا
لگی کہنے آہستہ زن حیلہ گر
کہ ناگاہ اک شیر پیدا ہوا
نہیں راہ ملتی ہی اے نامور
بہت اس بیابان میں حیران ہون
کہا اُس جوان نے کہ اے نازنین
اک اول تو یہ شرط ہی درمیان
کہا اُس جوان نے کہ اے نازنین
کہ جب تک کہ دنیا میں جیتا ہے
تجھے کیا مشقت پڑیگی بھلا
یہ سنکر سخن اُسنے فوراً کہا
روانہ ہوا جبکہ وہ نوجوان
کہ ہون تشنہ و گرسنہ بیقرار
یہ سنکر وہ گھوڑے سے جلدی اتر
لیا ہاتھ میں اُسنے اکطرف سب
برادر سے اُسکے لڑی نوجوان
کہا اُس جوان نے یہ کیا گفتگو
مین اب تجھسے کہتا ہون اپنی خو
و لیکن میں یہ چاہتی ہون کہ اب
کہا اُسنے اُسکے سخن اے وفا
یہ ہی تیرا بھائی بہت بد خصال

تھی زیور سے آراستہ مو بمو
کہ کرتی ہی کیا یہ زن خوب رو
چلے گھر کو سوی ختن شاد شاد
زنِ خوب صورت پہ آئی نظر
لگا کہنے تجھ پر مصیبت ہی کیا
میں دہقان کی ہون اک زن خوش شیم
وہ شوہر مرا مار کر کھا گیا
چلی جاؤن جو اپنی مادر کے گھر
میں سرگشتہ ہون اور پریشان ہون
رہیگی کسی پاس تو یا نہیں
نہوا اُسکے زن دوسری اے جوان
مجرد ہون میں سیر چرخ برین
نہ زن تہا میں دوسری زن کرون
میں کرتا ہون یہ عہد اب برملا
ترا قول میں نے پذیرا کیا
تو حاتم ہوا اُسکے پیچھے روان
نہیں تاب رفتار اب رہنما
اور اُسکو بٹھا کر پر پشت جب
گیا وان سے سوی بیابان شتاب
ترے واسطے ہون میں آئی یہان
تو اب مجھسے کرتی ہی اے خوبرو
بر آئیگی تیری نہ یہ آرزو
رہون تیری صحبت میں با ہمدگر
اگر تو نہ مانیگا میرا کہا
رکھے ہی وہ میری طرف بد خیال

وہان وہ گئی بیٹھ زیر شجر
کہیں آ گئے دو سپاہی وہان
جو کچھ چاکری کرکے پایا تھا زر
کہ روتی ہی صحرا میں زار و نزار
کہ جس واسطے اتنا روتی ہی تو
مجھے گھر سے مادر کی لیکر چلا
میں پھرتی ہون صحرا میں اب زار زار
نہ شوہر کا ظاہر ہی مجھکو مکان
نہیں جانتی اپنے انجام کو
کہا جس سے ہون تین باتین حصول
دوم یہ کہ خدمت نہ کچھ تجھسے لے
ہوا ہون ابھی تک میں تنہا
مرے گھر میں ہیں لونڈیان اور غلام
کسی نے کہیں اپنے معشوق کو
کیا پھر نہ اُسنے توقف ذرا
گیا تھوڑی ہی راہ جب وہ جوان
اگر کچھ میسر نہ آئے طعام
کہا اپنے بھائی سے رکھنا خبر
جو اُس نے بھی دیکھا گیا اُس کے دو
مناسب یہی ہی کہ تو مجھکو لے
نہ لا ایسی باتون کو تو درمیان
کہا پھر یہ زن نے کہ اے نیک ذات
وہ بولا نہ کر اب تو مجھکو ملول
تو اب تجھکو تہمت لگاؤنگی
کہا اُسنے جو تیری خاطر میں ہی

چھپا گوشہ میں حاتم نامور
کہ دونون برادر تھے وہ نوجوان
کمر میں تھا اُنکے بندھا سیم و زر
ہی تنہائی سے وہ بہت بیقرار
پھر آنسو کون کے پر روتی ہی تو
بیابان میں پہونچا جو وہ باوفا
نہ ہمدم ہی کوئی نہ ہی غمگسار
کہ پہونچون یہان سے سلامت میان
خدا جانے اب کیا مرا حال ہو
کرون اُسکو میں شوہری میں قبول
سوم یہ کہ خرسند مجھکو کرے
میں سب تیری شرطون کو لایا بجا
رہینگی وہ خدمت میں تیری مدام
کیا رنجہ خاطر ہی اے نیک خو
لیا جلد گھوڑے پہ اپنے بٹھا
تو کہنے لگی وہ زن خوش بیان
تو پانی پلا مجھکو اے نیک نام
میں لاتا ہون پانی یہان سے در
تو کہنے لگی با تسلی و سرور
یہ دولت نہ ہی تمہارے بھائی کے در
کہ ہی جاے مادر مری مہربان
میں ہون تیرے بھائی کی زن اے صنم
نہوگا ترا اب مجھسے مطلب حصول
برادر سے تیرے بتاؤن گی
برادر سے میرے کہا ہی سنہ تو

نگہ پر لکھا نہ ہرگز کر دن
وہ حاتم یہی دیکھتا تھا وہان
بصد آہ و زاری وہ بیخوف و باک
لگا پوچھنے اُس سے وہ نوجوان
سبب کیا جو اس پہ بپتی ہی تو
مجھے پہنچے مین ایسے بدکار کے
ولیکن خدا نے بچایا مجھے
مرا تیرا سین دونون کا ہی جوان
برادر کو مین جان سے مارکر
پہونچا جو وہ میری فریاد کو
مین کرتی ہون اشتکا اس بات کا
خفا ہوکے بھائی سے کہنے لگا
وہ کہتا تھا قسمین بہت بار بار
برادر کا ان نے وہین کھینچ تیغ
زمین پر وہ مجروح دونون ہوے
یہ کہتا تھا کھاکر بہت پیچ و تاب
تو اُس گانون کے مردم آکے وہان
جو اسطرح لوگون کو حیران کیا
بیا باد ہی مین پکڑ لی ہی اور چا
تو پھر دل سے حاتم نے اُسنے کہا
مین کہتا ہون تجھسے ترا ایک کام
کہا اُس سے حاتم نے اے نیک پے
تو مین نام سبکا بتا دون تجھے
کئی گھڑا اور گھڑیان مار کر
تو پھر شکل جاسوس کی بنگیا

نہ کچھ تیرے بہتان مین فن و زن
کہ آتا ہی پانی لیے وہ جوان
اُڑانے لگی پیٹ کر سر کو خاک
کہ کرتی ہو کیون اتنی آہ و فغان
بیان صاف کر مجھسے اے نیک خو
گیا چھڑ کے پانی کے واسطے
خوش خیر سے مین نے پایا تجھے
مرا بھائی کم طاقت و ناتوان
رکھونگا تجھے پاس مین بخط
کہ دیتا یہان پر مری داد کو
کہ محفوظ دامان عصمت رہا
کہ کرتا تھا کیا کام یہ نا سزا
نہ آتا تھا باور کسے رہنما
کیا زخمی بھائی کو بیدریغ
اور اک دم مین ناکام لوگون کے
رہے دیکھئے کسکا گھر ابتر اب
پکڑنے لگے اُسکو آکر وہان
تو پھر اُسنے صحرا کا رستہ لیا
ضعیف ایک انسان وہین گیا
کہ اب اس سے پوچھون مین یہ ماجرا
خدا کے لیے کر ذرا تو قیام
تو کیا جانے حاتم مرا نام ہی
ولیکن نہین اتنی فرصت مجھے
بنا صورت مار تو بیخطر
اور اب تو بنا صورت پا

یہی گفتگو اُنکی تھی درمیان
اُسے دیکھکر وہ زن نازنین
کہ اتنے مین آیا جوان لیکے آب
گیا تھا مین پانی جو لینے ذرا
لگی کہنے کیسا ہے تو بیوفا
یہ چاہے تمھارا سا پہ خوب
یہ کہتا تھا مجھسے مجھے کر قبول
ہوا ہون مین اے جان تجھپر فدا
کیا مین نے ہر چند شور و فغان
کہ اتنے مین اُسکو نظر تو پڑا
یہ سُنکر غضبناک ہو وہ جوان
بتا کسنے ایسا کیا ہے کہین
لگے دینے باہم گالیان
اور اُسنے بھی لی تیغ خونخوار
وہ عورت طرف دیکھ کے پھر گئی
جو نزدیک تر دیکھے وہ گئی
کسی کو کیا شاخ سے اُسنے لپیٹ
چلا پیچھے پیچھے حاتم نامدار
وہ بے پیر ایسا نا مرد پیر
یہ کہکر وہ نزدیک اُسکے گیا
کہا اُسنے حاتم سے اے نیک خو
کہا اُسنے حاتم سے اے خوش کلام
کہ اُس سے حاتم نے اے فتنہ زا
بتا بعد اُسکے تو اک شیر نر
اور ان صورتون مین وہ تو تھا

کہ پانی کو لیکے چلا وہ جوان
لگی نوچنے بال اپنے وہین
جب آپہونچا نزدیک اُسکے شتاب
تو سمجھی کہ شاید وہ مارا گیا
نہین تجھکو اے بیحیا کچھ حیا
کبے میرے دامان عصمت پہ
تو ہوگا ترے دل کا مطلب حصول
یہی ہے بہ جسوقت قابو چلا
نہین کوئی ایسا تھا اے جان جوان
سوا دور تر اب یہ جا کر کھڑا
لگا کرنے اُس جا پہ شور و فغان
جو کچھ تو کیا چاہتا تھا لعین
خصومت بڑھی دونون کے درمیان
گیا اُسکے اوپر عجب یکدم
عقب اُسکے حاتم نے بھی راہ لی
تو کی اپنی شکل اُسنے جاسوس کی
کسی کو لگا اُسنے دی کرکے جست
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی مقام
کہ ہون جیسے درویش روشن ضمیر
لگا کہنے اُس سے کہ مرد خدا
بتا دے کہ کیا ہے مجھے کھتا ہی تو
کہ تو اپنے کنبے کا تجھے جو نام
کہ تو پہلے صورت مین کژدم کے تھا
وہان سے بنا اک زن حیلہ گر
ہوگی جا بجا سب مین تھا

کہا کون ہے تو چلا اب کہان — فرشتہ ہے یا دیو ہے بیگمان
لگا کہنے وہ پیر روشن ضمیر — کہ کیا کام مجھسے تجھے ای امیر

گاو میش سے پیر مرد روشن ضمیر بنجانا اور حاتم سے ملاقات ہونا اور جملہ سرگذشت کا دریافت کرنا اور معلوم ہونا ملک الموت کا اور شکریہ ادا کرنا حاتم کا بیچ درگاہ جناب باری کے اور غایب ہوجانا ملک الموت کا



تو پھرتا ہے بس کام کے واسطے — تو جا اُسکے انجام کے واسطے
زیادہ نہ تو مجھسے تکرار کر — مرا خوف رکھہ دل مین تو سر بسر
کہا اُسنے حاتم سے پھر ای جوان — اجل ہے مرا نام اب بیگمان
کہین سانپ بچھو کہین شیر ہے — مین کرتا ہون قبض آکے اُسکی شتاب
کہا پھر یہ حاتم نے ای نیک پی — بتا تو اجل میری کسطور ہے
تری عمر پنجاہ سالہ جو ہو — گرہے تو بتلادے ای نامجو
تری عمر باقی بہت ہے ابھی — جو کچھ ہو سکے بات کر خیر کی
یہ سُنکر وہ سجدے مین کو جھکا — بہت عاجزی حق سے کرنے لگا
وہان سے چلا حاتم پاک دین — نہ اُسکو ملا کوئی بھی پھر کہین

زمانے مین تیرا بڑا نام ہے — تجھے ایسی باتون سے کیا کام ہے
کہا اُس سے حاتم نے ای نیک ذات — بجز راست گوئی نہ دونگا نجات
لکھی جسکی جس شکل سے ہے موت — مرے ہاتھ ہوتا ہے اسطرح فوت
لکھا جیسا جسکے مقدر مین ہو — مرے ہاتھ سے پہونچے اُسکے تئین
وہ بولا کہ ای حاتم دلفروز — تری عمر آدھی نہ گذری ہنوز
بہت ناک سے تیری جاری ہے خون — مرے تو اسی مین بحال زبون
کہ ایسا خلائق پہ جود و نوال — کہ خوش تجھسے ہو قادر ذوالجلال
اُٹھایا جو سجدے سے پھر اپنا سر — تو وہ پیر اُسکو نہ آیا نظر
گذر یون گئی مدت چند ماہ — نپایا کسی کو بہ اثنای راہ

بیابان میں چلتا رہا بخبط
رہا گرسنہ تشنہ وہ نامدار
تحیر کے عالم میں حاتم رہا
تو حاتم نے وہ نیزہ مہپور کا
اُٹھا کر دہن میں پھن کو پھنکار کر
سحر کو گئے مار سب اپنے گھر
سفیدی کی تھی اُسکی از بس چمک
کہ مارِ سیہ آئے واں دوڑ کر
مگر نیزہ مہپور کا دیکھ کر
ہوئے گرد واں سبز مار آنکر
تو کیا دیکھتا ہے وہ فرخندہ پی
تو اس فکر میں حاتم اُس جا پڑا
یہ کہکر گیا ایک فرسنگ تک
لگا کہنے یوں دل سے پھر وہ جوان
اگر پیچھے پھرنا نہیں خوب ہے
یہ کہکر رکھا اُسنے آگے قدم
نہ چلنے کی طاقت رہی جب ذرا
کہ اتنے میں اک غیب سے مردِ پیر
ترے پاس مہرہ جو ہے پیچ کا
گئی یک بیک گرمی بیشمار
بتا دے مجھے اب یہ تو ماجرا
لگا لیں ہیں ہر دم دم آتشیں
دہن میں وہ مہرہ جو تھا پیچ کا
کہ بو اُسکی پا کر وہاں سرخ مار
لگا کہنے یوں حاتم نامدار

وہ کھاتا رہا میوہ ہائے شجر
ولیکن نہ ہرگز ہوا بیقرار
اُسی سرزمین پر گذر دن گیا
یکایک اُٹھا کر زمین پر رکھا
لیا گھیر حاتم کو بس بخبط
تو یہ بھی روانہ ہوا پیشتر
چلا اُسپہ حاتم گیا یک بیک
کہ ہو جنکی ہیبت سے پانی جگر
نہ آتے تھے حاتم کے نزدیک تر
دکھاتے تھے شکلِ اجل سربسر
زمین مثل شنجرف کے سرخ ہے
کہ کیونکر میں آگے کو جاؤں چلا
پڑے آبلے پاؤں میں یک بیک
کہ شاید مری موت لائی یہان
نہیں اپنے یہ بات مرغوب ہے
گیا ایک فرسنگ تک لاجرم
تو لاچار ہو کر زمین پر گرا
ہوا آ کے وارد بشکل فقیر
دہن میں اُسے کیوں نہیں ڈالتا
ہوئی ہر طرف تشنگی ایکبار
اگر گرمی کے ہونے کا باعث ہے کیا
ہے یہ سرخ اُنکے سبب سے زمین
نہ کرتی تھی گرمی اثر کچھ ذرا
زمین سے نکل آئے سب ایکبار
کہ پھر اب ہوئی گرمی بیشمار

غرض ایک مدت وہ فرخندہ پی
کہیں چلتے چلتے بوقت پگاہ
ہوئی رات جسدم تو مارِ سیاہ
گیا بیٹھ پھر اُسپہ وہ نامدار
غرض شب اُسی طور سے کی بسر
زمینِ سیہ جبکہ آخر ہوئی
گیا دن گذر اور ہوا وقت شام
ہوئے گرد حاتم کے پھنکار کر
اسی طور سے وہ گیا دن گذر
غرض کاٹ کر اُس زمین سبز کو
رکھے جبکہ دو چار بڑھ کر قدم
لگا کہنے پھر یوں وہ فرخندہ خو
بہت تشنگی سے وہ عاجز ہوا
نہیں مجھ میں طاقت کہ پیچھے پھروں
مناسب یہی ہے کہ آگے چلوں
ہوا تشنگی سے بہت بیقرار
بدن میں پڑے آبلے سربسر
اُٹھا کر اُسے خاک سے زود تر
یہ سنکر سخن اُسنے مہرہ نکال
گرا اُسکے قدموں پہ وہ نامدار
وہ بولا کہ اے مردِ عالی تبار
یہ سنکر رکھا اُسنے آگے قدم
وہ جب کر چکا قطع آدھی زمین
تو گرمی ہوئی اُٹھی یکبار واں
وہاں سرخ مار ایک آگ میں

اِسی طرح کرتا رہا راہ طے
نظر ایک آئی زمین سیاہ
پڑے ہر طرف اُسکو جب جا نگاہ
نہ کچھ دل میں اُسنے ڈرا نیما
نہ حاتم کو پہونچا کچھ اُنسے ضرر
زمین سفید اُسکے پیش آگئی
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی مقام
اُٹھانے لگے ہر طرف شور و شر
تو پہونچا وہ جا کر زمین سبز پر
زمین سرخ پر پہونچا وہ نامجو
تو گرمی سے عاجز ہوا اُسکا دم
کہ ہے کار خیر اسمیں جو ہو سو ہو
تو رفتار سے یک بیک رہ گیا
جو آگے چلوں میں تو کیونکر چلوں
ہے پھرنے سے بہتر کہ جان دوں
ہراساں ہوا دل میں وہ نامدار
تڑپ کر لگا لوٹنے خاک پر
لگا کہنے اُس سے کہ اے بے خبر
دہن میں لیا اپنے فی الفور ڈال
لگا کہنے اے پیرِ عالی وقار
کہ گرمی کے باعث ہیں یاں سرخ مار
چلا پھر وہاں سے وہ فرخ شیم
تو کیا دیکھتا ہے وہ فرخندہ دین
کہ چلنے لگے گویا ہفت آسمان
زمین سے نکل آیا میدان میں

تھا بھن اُسکا مانند سنگ گران
دہن مین مگر مہرہ خرس تھا
نکلتا تھا اُسکے جو مُنھ سے شرر
سبب سے اُسی نیزے کے رہا
نہ آتا تھا نزدیک تر اُسکے مار
جو اُس مار مین قوت و زور تھا

قد اُسکا تھا مثل درخت کلان
اثر کچھ نہ کرتی تھی گرمی ذرا
پہونچتا تھا حاتم کے نزدیک تر
اثر اسپہ کرتا نہ تھا زینہار
ڈراتا تھا وہ دور سے بار بار
سب اُس جا پہ اپنا وہ جب کر تھکا

وہ تھے شعلہ افگن بہیان تنور
جو حاتم کو دیکھا تو پھر زود تر
اُسی وقت حاتم نے نیزہ اُٹھا
وہ اُس جا پہ محفوظ بیٹھا رہا
بہت ہیبت اپنی دکھاتا تھا وہ
رکھے تھا وہ مہرہ دہن مین وہ مار

ہوئے ہوش حاتم کے فی الفور دنگ
طرف اُسکے دوڑا وہ پھنکار کر
اُسی جا پہ فوراً نصب کر دیا
سب اُس مار کا حال دیکھا کیا
مگر پاس اُسکے نہ آتا تھا وہ
نہ مُنھ سے اُگلتا تھا وہ زینہار

مہرہ سرخ لیکر حاتم کا جانا پاس اُس جوان کے اور دینا اُس جوان کا مسخر کو اور کیفیت پوچھنا راستے کی اور مفصل حال بتانا اُس جوان کا مسخر سے اور خوش ہونا مسخر کا



وہ نیزہ جو تھا شاہ مہبور کا
بر آمد ہوا جس گھڑی آفتاب
گیا پھر وہان حاتم نامدار
گئی وسیر اس غور مین جب گذر
تو پھر مہرہ مار کو بر ملا

اُسے لیکے حاتم گھمانے لگا
دہن سے وہ مہرہ نکالا شتاب
پڑا تھا جہان مہرہ سرخ مار
تو حاتم نے دستار کو پھاڑ کر
لیا ہاتھ مین اُسنے اپنے اُٹھا

ہوا اُسکی ہیبت سے پیچیدہ مار
اُسی جا پہ مہرے کو وہ ڈالکر
تو پھر اپنے دل سے وہ کہنے لگا
دیا ڈال اُس مہرہ مار پر
پھر اُسکو دستار مین باندھ کر

تڑپنے لگا خاک پر بار بار
گیا اپنے سوراخ مین زود تر
کہ شاید ہو گرم آگ سے یہ ہوا
ہوا کچھ نہ سوزش کا اُسکے اثر
زمین سرد وانگی ہوئی سر بسر

ہو خاصیت مہرہ کیونکر بیان
وہ رہتا تھا جس شخص کے پاس ہاں

برس تیس ۳۰ کے بعد مہرہ دگر
کہ ہوتا تھا پیدا بہت خوب تر

نہیں خاصیت اُس کی کرتن بیاں
ہزاروں صفت اُسکے ہیں درمیان

جو رکھتا ہو اُس مہرۂ مار کو
تو وہ غرق دریا میں ہرگز نہو

کرے آگ ہرگز نہ اُس پر اثر
رہے زہر سے سحر سے بیخطر

ہوا ہو وے آنکھوں سے معذور جو
تو پھر روشنی اُسکی آنکھوں میں ہو

اگر اُسکو آزار ہو باد کا
نہو اُسکو خطرا کچھ اُس سے ذرا

جو ہووے کسی سے کہیں جنگ جو
تو بیشک وہ اُس پر ظفریاب ہو

رہے دوست دشمن کا اپنے عزیز
وہ مرد خردمند اہل تمیز

جہاں میں ہیں جتنے وحوش و طیور
رہیں اُسکی طاعت میں دائم حضور

کسی کے اگر پاس دائم رہے
تو عقل اُسکی ہر دم زیادہ کرے

رہے دہر میں دائم آسودہ حال
فراہم ہو بسیار مال و منال

غرض لیکے مہرے کو وہ نامور
پھرا راہ مقصود کو زود تر

پس از چند ایام پہونچا وہاں
کہ جس جا پہ روتا تھا وہ نوجوان

وہاں اُس سے جا کر ملاقی ہوا
وہیں مہرۂ مار اُسکو دیا

تو جھک کر وہ قدموں پہ اُسکے گرا
لگا پوچھنے راہ کا ماجرا

کہا اُس سے حاتم نے اے دلفگار
یہ حاضر ہے اب مہرۂ سرخ رنگ

اُسے لیکے جا شاہ جادو کے پاس
نہو بیقرار اور نہو تو اداس

بیان سب کیا راہ کا ماجرا
جو گذرا تھا اُس پر مفصل کہا

یہ سُنکر حقیقت وہ مہرے کو لے
روانہ ہوا پھر طرف شاہ کے

وہ پھر پاس اُس شہر کے حاکم ہوا
ملاقات کی اُس سے اور یوں کہا

کہ لایا ہوں میں مہرۂ مار اب
اُٹھا کر ہزاروں ہی رنج و تعب

اُسے آپ اب مجھ سے لے لیجئے
بصد شوق دختر کو دیدیجیئے

دیا شاہ جادو نے ایسا جواب
کرو اُسکی میں آزمایش شتاب

کہا اُسنے بہتر یہی ہے شہا
تو لیکر اُسے جلد تر آزما

غرض آزمایا اُسے خوب سا
کوئی شک نہ جب اُسکو باقی رہا

سُنا تھا جو اُسنے وہ پایا اثر
تو کہنے لگا وہ شہ نامور

کہ ہے ایک اب شرط باقی رہی
اُسے بھی ادا کر تو پاوے خوشی

کہا اُس جوان نے جو سن پاؤں میں
تو فوراً اُسے بھی بجا لاؤں میں

وہیں اپنے لوگوں سے دیگ اک کلان
منگا کر چڑھائی سر دیگدان

پھر اُس دیگ کو جلد روغن سے بھر
لگا دی وہیں آتش تیز تر

یہ روغن ہوا جوش پر جب کہ خوب
کہا اُس جوان سے کہ تو اُسمیں ڈوب

یہ دیکھا تو فی الفور وہ نوجوان
وہیں پاس حاتم کے آیا دوان

لگا کہنے اُس سے کہ اے مہربان
یہ کہتا ہے اب وہ شہ جادوان

گرے ڈال روغن میں آپ کو
سلامت نکل آوے گر اُس سے تو

تو واللہ میں اپنی دختر کو دوں
نہ با خیر زنہار اِسمیں گروں

مگر آدمی کی یہ قدرت نہیں
اگر زندہ نکل آوے اُس سے کہیں

کہا اُس سے حاتم نے یوں برملا
تو زنہار اِس بات سے غم نہ کھا

جو اک مہرہ خرمش مجھ سے لے
پھر اپنے تئیں دیگ میں ڈالدے

خطر کر نہ دل میں ذرا اے جوان
نہ پہونچیگا ہرگز کچھ اُس سے زیان

سُنا جب یہ حاتم سے اُسنے سخن
لگا کانپنے اُس کا سارا بدن

قسم کھا کے حاتم نے پھر یوں کہا
کہ ہرگز نہیں خوف تجھکو ذرا

وہ کہنے سے حاتم کے مہرے کو لے
دہاں سے وہ ہن میں جلا ڈال کے

تو حاتم بھی ہمراہ اُسکے ہوا
غرض وہ طرف دیگدان کے گیا

جو دیکھا وہاں جا کے روغن کا جوش
یکبار گی اور گئے اُسکے ہوش

کہا اُس سے حاتم نے اے بے خبر
یہ ہے آتش عشق اُس سے نہ ڈر

یہ سُنکر سخن اُسکا وہ نوجوان
گرا زود تر دیگ کے درمیان

جو اُس دیگ میں روغن گرم تھا
نہ سمجھا وہ کچھ برف سے کم ذرا

وہ روغن کو شمین سے لے بیخطر
لگا ڈالنے اپنے بالا سے سر

کہا پھر یہ شہ سے کہ اے ناجو
بتا اب کہ کیا مجھ سے کہتا ہے تو

جو فرمایئے تو مین آؤن نکل
یہ ممکن نہین آمین جاؤن مین چل

ڈرا دل مین اور سر کو نیچے کیا
تو ناچار پھر اُس جن آن سے کہا

یہ سُنکر سخن اُسکا وہ نوجوان
نکل دیگ سے باہر آیا وہان

کہا اُس سے حاتم نے ای شہریار
نہ کر اِس سے حجت تو اب زینہار

ترا جادو اُسپر کبھی کارگر
نہوگا زنہار ای نامور

یہ سُنکر وہ لاچار سلطان ہوا
تو پھر بر مین اپنے جوان کو لیا

بہت عذر کرکے وہ کہنے لگا
کہ مالک ہے تو سب گھر مال کا

جو دونون کا حاصل ہوا مدعا
تو حاتم وہان سے روانہ ہوا

یہ کرتا ہوا فکر دل مین چلا
کہ اِس جا پہ اب کس سے پوچھون بھلا

کہ اتنے مین آئے کہین سے نظر
پریزاد جاتے ہوئے بیشتر

پریزاد نظر وان سے غایب ہوئے
نہ ظاہر ہوا کسطرف کو گئے

کہا کون سی راہ یان پاؤن مین
اب اِس غار مین کسطرح جاؤن مین

کہا دل نے اُس سے کہ ای نامور
تو غلطان ہو اِس سنگ پر زور کر

تو پھر پانون اُسکا زمین پر لگا
تو کیا دیکھتا ہے وہ مرد خدا

اُسے دیکھکر خوش ہوا نامدار
چلا پھر وہان سے وہ عالی وقار

پریزاد وہ کسطرف کو گئے
نظر جو پڑے تھے مجھے اُنکے

یہ جا نا مکان ہے انھین کا بلند
نظر جو پڑے تھے پریزاد چند

پریزاد کہنے لگے دیکھکر
کہ آتا ہے اک آدمی اب نظر

جو حاتم کو دیکھا تو فوراً اُٹھے
وہین اُس سے یہ بات کہنے لگے

یہان تک تجھے کسنے پہنچا دیا
یہ احوال تو اپنا ہمسے بتا

اُسی نے مجھے گھر سے باہر کیا
یہان تک مجھے اُسنے پہونچا دیا

بھلا کسطرح راہ پہچان کر
اب اِس جا پہ پہونچا ہے تو نکر

روانہ ہوا مین تعاقب کر ان
ہوئے جو نظر سے وے گم نہان

کہ ناگاہ پہونچا مین اُس غار پر
تردد مین آیا اُسے دیکھکر

اِسی طور سے راہ کو ڈھونڈھتا
یہان تک مین پہونچا بفضل خدا

جو دیکھا یہ شہ نے کہ وہ نوجوان
سلامت ہے اب یا گیا درمیان

نہین تجھکو رو غم سے گر کچھ خلل
تو آ دیگ سے جلد باہر نکل

تو وہ شہ لگا کرنے جادوگری
کہ تا سحر سے اُسکے ہووے تری

جو کچھ تو نے تھا اُس سے وعدہ کیا
کر اُسکے تئین جلد تر تو وفا

ہے پاس اُسکے اک مہرۂ مار او
بچے گا نہ اُسپر کوئی وار او

اور اُسکے تئین بعد از ان گھر مین لا
کیا ساتھ اُس وقت کے کتخدا

مین رکھتا نہین کوئی فرزند یان
بجای پسر تو ہے ای نوجوان

چلا کوہ القا کو با صد شکوہ
وہ پہونچا بس اندر تے زیر کوہ

کہ بتلائے یہ ہے جگہ کونسی
پیر وہ اسطرف سے کدھر کو گئی

عقب اُنکے حاتم روانہ ہوا
جدھر کو وہ جاتے تھے یہ بھی گیا

چلا وان سے بڑھکر جو [illegible]
تو اک غار ناگاہ آیا نظر

یہ چکنا ہے سنگ اسپہ کیونکر چلون
ٹھہرتا نہین پانون اب کیا کرون

گیا لیٹ اُس سنگ پر نیکنام
پھسلتا چلا صبح سے تا بشام

بڑا ایک اُسجا پہ میدان ہے
پریزاد ہے اور نہ انسان ہے

لگا کرنے پھر فکر دل مین وہین
کہ اِس جا پہ آبادی ہے یا نہین

اِسی فکر مین پھر چلا نامور
تو آئی عمارت اک اُسکو نظر

ہوا پھر بسوی عمارت روان
تو جاکر وہ نزدیک پہونچا وہان

بنا ایک اُس جا پہ جو باغ تھا
پریزاد بیٹھے تھے وان جابجا

کہ یہ جاے آنے کی تیری تھی
یہ ممکن نہین آسکے آدمی

لگا کہنے یون حاتم ذیوقار
کہ لایا یہان مجھکو پروردگار

پریزاد کہنے لگے ای جوان
[illegible] سے آیا کیونکہ یہان

لگا کہنے یون حاتم نامور
تمھین دیکھکر دو سے زور بر

گئے جسطرف کو تھے تم پر خوشی
اُسی سمت کی میرے جی نے ادلی

کہ شفاف سنگ اک نظر آگیا
پھسلتا مین آخر پہ اُسکے چلا

نہاد ہے اِس کوہ کا نام کیا
اور اِس کوہ کا کون [illegible]

پریزاد کہنے لگے اے جوان
یہ ہے باغ الکن پری کا یہان
اسی باغ مین سیر گلگشت کو
جو دیکھے تجھے تو یہی حکم دے
ہمین اب تری جان پہ اے نامدار
وہ آتی ہے اس باغ کے درمیان
پریزاد کہنے لگے اے جوان
سوا اسکے پریون کی ہے بادشاہ
کہ ہوتی ہے انسان پہ عاشق پری
لگا کرتا ہے اسسے سخن دمبدم
جو ہاتھون کو دھو لیتا ہے جان سے
تو حاتم سر اپنا فرو لیگیا
نہین بھاگتا یہ کسی سمت کو
کھڑا ہے سر اپنا نیچے کیے
کہ یہ جا ہے رہنے کی تیرے نہین
یہی کہتا ہے دن الله بے ساختہ
تو رکھ جمع خاطر نہ لا دل مین غم
ہوے ذرہ سے کوف بیتا آغنا
طعام اور میوہ کھلایا اُسے
کیا اب راست احوال اپنا بیان
کہ کام ہے ملکہ دہر سے
ترے پاس سے اب تو جاؤن گی مین
گئے اب گئی مدت ہفت سال
وہ دو گھڑی بعد دم کھینچ کر
ہوا جبکہ صحرا مین سیر گذر

یہ ہے کوہ الکن پری کا مکان
نگہبان ہین اسکے جا ہم بیگمان
اب آئیگی اے مرد فرخندہ خو
کہ لیجا کے اب جلد مارو اُسے
بہت رحم آتا ہے بے اختیار
اُسے چھوڑ کر اب مین جاؤن کہان
ترا کام کیا ہے پری سے یہان
نہ ہرگز کرے تیری جانب نگاہ
شب و روز کرتی ہے فرمان پری
نہین مجھکو کچھ اپنے مرنے سے غم
کسی کا نہین خوف سنتا ہے اُسے
نہ بولا کچھ اُسنے نہ پھر کچھ کہا
نہ کچھ جنگ کرتا ہے یہ نیک خو
یہ جان اپنی اُسکی خاطر بر دیے
سلامت یہان سے چلا جائین
کہ راہ خدا مین ہین دل باختہ
کسی جا پہ تجھکو چھپاتے ہین ہم
بھلا کیونکہ ہوتے نہ تو شناسا
بہت سرد پانی پلایا اُسے
یہان تیرا آنے سے مطلب ہے کیا
نہین اور حاجت کسی شہر سے
مگر سات دن بعد آوے گی یہان
کہ ہے منتظر اسکا وہ خوش خصال
یہ کہتا ہے صحرا مین شام و سحر
تو حیران رہا ہے یہ اُدھ دیکھکر

یہی کوہ الکن ہے اے نامدار
ولیکن اب آئی ہے فصل بہار
اگر اس جا پہ اب تجھکو کہتے ہین ہم
تو آیا ہے اس جا بہت دور سے
لگا کہنے اُسنے وہ فرخندہ پی
جو چاہے کرے مجھکو وہ تندخو
تو مرد مسافر ہے اے نامجو
لگا کہنے حاتم پھر اُنسے وہین
وہ بولے پریزاد فرخندہ پی
لگا کہنے یون حاتم نیک دم
یہ سنکر پریزاد سب [illegible]
لگے کہنے مرنے سے آزاد ہے
بھلا کس طرح اُسکو ہم بیچ دین
لگے کہنے حاتم سے مرد خدا
لگا کہنے یون حاتم نامدار
یہ گفتار سنکر ہوئے مہربان
جو ہے شوق ملکہ کے دیدار کا
یہ کہکر وہ حاتم کو گوشے مین لا
رہے اُسکے صحبت مین دو روز تک
لگا کہنے یون حاتم نوجوان
کسی سے یہ اُسنے کیا ہے قرار
یہ کہکر وہان سے وہ رخصت ہوئی
یہ حالت ہے اُسکی کرون کیا بیان
کدھر ہے کہ مرے پاس آ تو شتاب
کہا مین نے اُس سے کہ اے نوجوان

ہے اس کوہ کی وہ پری تاجدار
پری لبد دو دن کے اے نامدار
تو زندہ بچیگا نہ تو ایک دم
ہماری ملاقات کے واسطے
کہ جسکے لیے راہ کی مین نے طے
مرے حال خستہ پہ جو ہو سو ہو
اور الکن پری ہے بہت تند خو
کبھی تمنے شاید سُنا ہے نہین
کہ شاید تو اب جان سے سیر ہے
وہ رکھتا ہے ایسے مکان پر قدم
ہوئے گرد حاتم کے وان آنکر
عجب ڈھب کا یہ آدمی ہے بڑا
نہ کیونکر خدا کے غضب سے ڈرین
مروت سے رکھتے ہین ہم تجھکو جا
مین مرنے سے ڈرتا نہین ہون یہان
لگے کہنے حاتم سے اے نوجوان
دکھا دینگے ہم دور سے تجھکو لا
بٹھا کر کے کھانے کو جلدی منگا
لگے پوچھنے اُس سے پھر بے دھڑک
کسی سے نہین کام مجھکو یہان
نہ جانا کہین یہان سے تو زینہار
مگر اُسکی اب تک خبر کچھ نہ لی
کہ اب جان بر لب ہے اے فرخ جوان
نہین مجھ مین ہرگز جدائی کی تاب
تو کسواسطے کر رہا ہے فغان

کہا اُسنے الکن پری کا یہ حال
اب آیا ہون اس جا پہ اسواسطے
پریزاد کہنے لگے اے جوان
مگر دست بستہ تجھے لے چلین
کہا اُسنے جسطور سے چاہیئے
اور اُس شخص کا بخت بھی یار ہے
غرض بعد اسکے وزیر الکن پری
پریزاد حاتم سے کہنے لگے
جو ہے تخت زرین پہ جلوہ فزا
جو کچھ دیر کے بعد ہوش آ گیا
بیان کیا ہوا اس جا یہ حاتم کا حال
محبت کا دل مین لگا اُسکے تیر
اُسی کے تصور مین حیران رہا
کوئی شخص کہتا ہے اے نا مجو
جو دم مارتا ہے امانت کا تو
تو رو رو کے توبہ وہ کرنے لگا
تو کر عفو میرے گنہ یا کریم
مجھے پاس ملکہ کے اب لے چلو
مگر باندھ کر تجھکو ہم لے چلین
وہ بیچارہ کب تک کرے انتظار
یہ سنکر پریزاد اُسے باندھ کر
اک آدم تھا آیا درِ باغ پر
سنا جب یہ الکن پری نے بیان
دیا حکم اُسنے کہ حاضر کرو
ہوئی اسقدر اسکو شادی حصول
جو کچھ اُسپہ گذرا تھا رنج و ملال
کہ تا یاد اُسکی دلا دون تجھے
بھلا اتنی جرأت ہمین ہے کہان
نہ بولین نہ چاہین کچھ بھی سخن
تجھے پاس ملکہ کے لیجائیے
جو الکن پری کا طلبگار ہے
لیے اپنے ہم جنس گھر سے چلی
کہ چل اب دکھا دین پری کو تجھے
وہی ہے یہ الکن پری مہ لقا
تو سر اپنا سجدے مین فوراً جھکا
وہ عاشق ہوا اُس پری کا کمال
ہوا فی غم مین پری کے اسیر
شب و روز بے خواب و خور ان دنا
تو آیا ہے اس جا یہ جس کام کو
تو یہ کیا خیانت ہے اے نیک خو
خدا سے بہت دل مین ڈرنے لگا
کہ ہے ذات تیری غفور الرحیم
تو قف کو ہرگز نہ کچھ راہ دو
نہ کچھ عرض احوال ہرگز کرین
جو روتا ہے جنگل مین لیلیٰ نہان
لے آئے وہان سے درِ باغ پر
بیان اُسکو لائے ہین ہم باندھ کر
تو یاد آیا اُسکے تئین وہ جوان
نہ زنہار تاخیر کو راہ دو
گئی اُس جوان کے تئین دل سے بھول
مرا اُسکے احوال پر دل جلا
یقین ہے کہ مجھسے بہت شاد ہو
کہ جا کر کرین تیرا ہم عرض حال
تم اپنی زبان سے جو کچھ چاہیو
اگر میرے طالع نے کی یاوری
بر آئینگے اب اُسکے مطلب تمام
وہ داخل ہوئی باغ کے درمیان
کہین لا کے نزدیک اُسکے اُٹھے سے
پڑی جبکہ حاتم کی اُسپر نظر
صفت حق کی صنعت پہ کرنے لگا
سوا اُس جوان سے بھی شیدا ہوا
گیا بھول دل سے کسے وہ جوان
کہین سو گیا ناگہان اتنے کو
تو اُٹھ کر یہان سے اور چل دو یہ کام کر
یہ سنکر جگا جس گھڑی وہ جوان
لگا کہنے یا پاک پروردگار
پریزادون سے پھر یہ اُسنے کہا
کہا پھر پریزادون نے اے جوان
کہا پھر یہ حاتم نے جسطرح ہے
کرون جا کر اُس سے مین اظہار حال
اک اُنہین سے آگے پری کے گیا
ہمین ہے کہا اب حکم جس طرح رکھا
لگی کہنے دل سے کہ شاید یہین
انھون نے بھی حاتم کو جلدی سے لا
کہا اسکو نزدیک تر لاؤ تم
تو خاطر سے اُسکی ادھر کو چلا
اور اُس شخص کی بھی سے آیا دہو
خدا ہمسپہ ہوگی کرے گی ملال
وہ سب عرض احوال کر دیجیو
تو ہوگی ہر اک بات مین بہتری
رہیگا وہ دنیا مین پھر شادکام
کہ جس باغ مین تھا وہ حاتم نہان
کہا اُس سے اس جا تو دیکھ لے
تو فی الفور از خود ہوا بے خبر
نظر اُسکی قدرت پہ کرنے لگا
عجب رنج و غم دل مین پیدا ہوا
لگا کرنے فریاد شور و فغان
تو کیا دیکھتا ہے وہ فرخندہ خو
جو باندھی ہے راہ خدا پر کمر
نہ آیا نظر اسکو کوئی وہان
کہ ہے تو کریم اور آمرزگار
کہ اے نیک خواہان اہل وفا
بھلا ہمکو اتنی ہے قدرت کہان
مجھے پاس ملکہ کے حاضر کرو
کہ کچھ تجھکو عاشق کا بھی ہے خیال
کہا اُس سے جا کر کہ اے مہ لقا
اُسی طور سے لائین اُسکو بجا
جو آیا وہی ہو تعجب نہین
یہ پیش پری جا کے حاضر کیا
مرے پاس کرسی پہ بٹھلاؤ تم

منگا اُسنے اک کرسی زرنگار	بٹھایا اُسے پھر بہ غرور قار	جو بیٹھا وہ کرسی پہ نزدیک تر	لگی پوچھنے ملکہ نامور

کرسی زرنگار پر بٹھلانا حاتم کو اور پوچھنا کیفیت کا اُس سے اور یاد دلانا اُس جوان کا الکن پری سے



توہی کون اور تیرا کیا نام ہی
یہ جانا پری نے کہ تیر نظر
کہا اُس سے حاتم نے ای دلستان
سفر کو چلا چھوڑ کر اپنا گھر
سنا جبکہ ملکہ نے حاتم کا نام
پکڑ دستِ حاتم بصد کرّ و فر
سبب اسکا بتلا مجھے ای جوان
لگا کہنے یون حاتم نوجوان
وطن وہ جوان ہی جو فرخندہ خو
کہ دمصر کے مرے پاس آ تو شتاب
وہ کہنے لگا رو کے زار و نزار
پھر آخر مجھے کر کے امیدوار
اُسی کے جدائی سے روتا ہون مین
عدول اُسکا مین حکم کیونکر کرون

یہان تیرے آنے سے کیا کام ہی
جگر پر ہوا اسکے اب کارگر
کرون کیا مین احوال اپنا بیان
براہ خدا مین کمر باندھ کر
ہوئی اپنے دل مین بہت شاد کام
بٹھایا برابر اُسے تخت پر
کہ آیا ہی کس واسطے تو یہان
کرون کیا ترے حسن کا مین بیان
جسے دیکھے آئی ہی امید تو
نہین تجھ مین ہرگز جدائی کی تاب
کہ الکن پری ایک ہی گلعذار
چلی اپنے گھر کو گئی وہ نگار
اسی فکر مین جان کھوتا ہون مین
مین راہ تجسس مین کیونکر چلون

وہ حاتم وہین آپ سے کھو گیا
پسیجی یہ آہستہ اُس سے کہا
مرا نام حاتم ہی ای حسن انگار
کہ تا کام غیرون کا لیل و نہار
کہا پھر سُنا نام تو بار ہا
کہا پھر کہ ای حاتم نیک نام
وہ بولی نہ کر خوف زنہار تو
ہر اک مو جو ہی میرے تن مین زبان
بہت درد و غم سے وہ یون بار بار
جو پوچھا مین ان نے آہ کر کے
بہت مجھکو مہر و محبت دکھا
کیا مجھسے تھا وعدہ ہفت روز
پری مجھسے وعدہ بھی کر گئی
اگر اُسکی ہوتی ملاقات ہی

جواب اُسنے ہرگز نہ اُسکو دیا
کہ باعث ترے خامشی کا ہی کیا
یمن کی ولایت کا ہون تاجدار
کرون اور ہو خوش تجھسے دو چار
مگر شوق تھا تیرے دیدار کا
بڑا تو نے مجھ پر کیا ہی کرم
سمجھ اپنی مجھکو پرستار تو
تو دشوار ہی مجھسے اُسکا بیان
یہی بیت پڑھتا ہی لیل و نہار
تو پوچھا ترے دل مین کیا درد ہی
مرے دل کو وہ لیگئی دلربا
برس سات گذرے نہ آئی مگر
نہ جانا کہین تو مین جلد آؤن گی
اسی جا پہ ہوگی یہ کیا بات ہی

شاہین میں تجسس ہم اُسکا حال
سبکبارگی رحم آیا کمال

دیا اپنے مطلب سے مُنہ مین نے موڑ
دیا واسطے اُسکے کام اپنا چھوڑ

بفضل خدا جو مین پہونچا یہان
اُٹھاتا ہی جو محنت بیکران

کرے اُسپہ کچھ تو جو لطف و کرم
سمجھنا مجھے بندہ بے درم

لگی کہنے الکن پری یون بیان
مین بھولی تھی دل سے اُسے یکگمان

خبر تیری جسوقت پائی یہان
مجھے آگیا یاد وہ نوجوان

کہ شاید وہی شخص آیا ہی یہ
شکایت مرے پاس لایا ہی یہ

جو دیکھا تجھے مین نے ای نامدار
تو آیا مرے دل کو اُسدم قرار

کہ وہ میری صحبت کے قابل نہین
تعشق کبھی اُسکا کامل نہین

گئی اب گذر مدت ہفت سال
وہ اب تک نہ آیا یہان بدخصال

کہ وہ ہیم جان سے وہین رہگیا
جدائی کے غم دل مین اب سہگیا

بتایا تھا سب اُسکو نام و نشان
کہ ہی کوہ القا پہ میرا مکان

اگر عشق کچھ میرا ہوتا اُسے
پہونچتا وہ فی الفور یان آنکے

کہا اُس سے حاتم نے ای نیک پی
اگر عشق تیرا نہین اُسکو ہی

تو اپنے تئین یاد مین تیرے ان
مگر تا وہ برباد ای دلستان

تو چھوڑا ہے اپنے وعدہ آئی وہان
وہ بیچارہ بے حکم جاسکے کہان

اُسے ہی تری بات کا اعتماد
شب و روز کرتا ہی وہ مجھکو یاد

اسی کے سبب سے وہ اہل وفا
نہیں اُس جگہ سے ہی ہرگز ہلا

وہ کہتا ہی میں یان سے جاؤن وہان
اور آکے مجھے ڈھونڈھتا وہ یہان

نہ پائے مجھے اِس جگہ آنکے
تو بیشک نہ تھا مجھسے کوسر

کہا اُس پری نے کہ ای نوجوان
نہیں کام جانیکا میرے وہان

نہیں اُسکا ہوئیگا مطلب حصول
کرونگی نہ مین اُسکو ہرگز ذلیل

کہا پھر یہ حاتم نے ای سیمبر
تو اب میری محنت کو ضائع نہ کر

بہت کچھ اُٹھا کر کے مین رنج و غم
یہان آکے پہونچا ہون ای شمع رو

کہا اُس پری نے نہو تو ملول
کیا مین نے کہنے کو تیرے قبول

اگر اُسکے دل مین ہی کچھ میری چاہ
رکھونگی مین پاس اپنے اُسکو

نہ مین اپنے صحبت مین بار اُسکو دون
نہ زنہار دمساز اُسکو کرون

کہا اُس سے حاتم نے ای نیک پی
بتا تو کہ یہ کون سی بات ہی

ملے اُسکی جب تک نہ تجھسے مراد
کبھی وہ بزیر فلک ہے نہ شاد

کہا اُس پری نے کہ ای نامدار
نہ امید رکھ مجھسے یہ زینہار

لگا کہنے یون حاتم ذو فنون
مین اتنی ترے در پہ زحمت سہون

کہ قالب سے جاوے نکل میری جان
ملون پر نہ یان سے خدا کی قسم

یہ کہکر وہان سے اُٹھا زود تر
گیا بیٹھ زیر شجر نامور

دیا چھوڑ پھر اُسنے آب و طعام
لگا رہنے بے خواب و خور صبح و شام

اسی طرح گذرے اُسے سات دن
رہا غش کی حالت مین جو دلفگار

کہین ایک شب ناگہان سو گیا
تو کیا دیکھتا ہی وہ مرد خدا

کوئی شخص کہتا ہی یون بار بار
کہ سنتا ہی ای حاتم نامدار

جہان مین وہ یہ سنگدل ہی پری
کہ ہی ایسکے ثانی نہیں دوسری

جدائی سے اپنی کئی آدمی
کیے اِسنے کشتہ بروی زمین

ملا مژدہ خرسند ہوتا ہی تجھے
اُسے عشق کے خوف تھا اُسکو

پلا اُسکو جو عاشق زار ہی
اور الکن پری کا خریدار ہی

کرے غمزہ اُسکا وہ نوجوان
پری کو پلا جام کے درمیان

تو دیکھ اُسکی قدرت کو ای مدعا
ہو کیا پردہ غیب سے آشکار

ہوا جبکہ بیدار وہ نامور
تو کیا دیکھتا ہو بوقت سحر

کہ بیٹھی ہی الکن پری اُسکے پاس
یہ کہتی ہی ای مرد ایزد شناس

بھلا کیون لگے نہ دانہ و آب ہی
سبب کچھ بتا مجھکو ای نیک پی

اگر ہو بروز قیامت حساب
تو دونگی مین بیشک خدا کیا جواب

دیا پھر یہ حاتم نے اُسکو جواب
اگر تجھکو ہی خوف روز حساب

تو جلد اُس جوان کے تئین تو بلا
اُسے اپنا دیدار جلدی دکہا

یہ سُنکر لگی کہنے الکن پری
تو ہو اُسکی دیدار سے بہرہ ور

تو البتہ دیدار دکھلاؤن مین
پری اُس سے یہ بات کہنے لگی
یہ کہکر بلائے پریزاد چند
فلانجا جو ہے کوہ وان جاؤ تم
گئی تھی ترے حال کو بھول تم
غرض جاکے اُس سے ملاقات کی
یہ کہکر وہ ہمراہ اُنکے ہوا
گیا جبکہ الکن کے وہ روبرو
تو ملکہ نے اُسکو اُٹھا کر شتاب
کہ دیکھ اب ذرا میرا دیدار تو
کرو رقص اگر یہان تم ذرا
وہ حاتم بھی تھا اور وہ نوجوان

نہ کچھ عذر اسبات مین کیجیو مین
نہین تیر جانے مین کچھ بہتری
لگی کہنے یون سنکے وہ ہوشمند
اُسے جلد لیکر یہان آؤ تم
خبر اُسکو حاتم نے دی جا وہان
حقیقت پری کی مفصل کہی
لگا کرنے حاتم کے حق مین دعا
جو دیکھا اُسے جاکے پھر دید تو
بیکبار گی اُسپہ چہرہ کا گلاب
تھا مدت سے مشتاق اے نیک خو
لگین ناچنے آکے وہ بربلا
عجب لطف کا بندھ گیا وان سمان

یہ سنتے ہی فی الفور حاتم اُٹھا
یہین یاس سے پریزاد سب بھیج کر
کہ زیر شجر ہے کوئی نوجوان
یہ کہنا بلاتی ہے الکن پری
یہ سُنکر پریزاد رخصت ہوئے
وہ سُنکر لگا کہنے صد آفرین
غرض دوسرے روز پہنچا وہ جا
تو یکبار گی اُسکو غش آگیا
جو کچھ ہوش مین آپ سے وہ آگیا
گذر دن گیا رات جس دم ہوئی
دکھا کر وہ ناز و ادا بار بار
یہ دیکھا کیے رقص کو رات بھر

کہ لاؤن مین اُسکے تئین جلد جا
بلاتی ہون یان اُسکو اب وو تم
بیابان مین کرتا ہے شور و فغان
تجھے پاس اپنے بصد دلبری
جدھر وہ جوان تھا ادھر کو گئے
ہے حاتم کو زیر سپہر برین
کہ جس جا تھی وہ ملکہ مہ لقا
وہ بیہوش ہو کر زمین پر گرا
تو الکن پری نے یہ اُس سے کہا
تو پریون سے بولی وہ الکن پری
ہر اک دل کو کرنے لگے بیقرار
وہ شب کی نہایت خوشی سے بسر

رقص ہونا پریون کا روبرو حاتم اور اُس جوان کے الکن پری کے حکم سے



ولیکن وہان ملکہ نیک ذات
نہ کرتی تھی عاشق پہ کچھ التفات
لگا کہنے حاتم کہ اے نوجوان
تو اپنے جو ہے غم سب مجھ سے بیان

رکر کر اُسے پانی مین جلد تر
مرے پاس تم آ کے یان بیٹھا
لگین کہنے اُس سے کہ اے نیک خو
دیا پھر نہ پریون نے اُسکو جواب
جو حاتم نے دیکھا کہ یہ نوجوان
مناسب ہے شربت بھی منگوئے تو
کہ ہو جسکے پینے سے دل کو سرور
اُسی وقت لا کے وہ آب و شکر
کہا اُسنے حاتم سے اے مہربان
مناسب ہے خود نوش فرمائیے
ہوئی اُسکے پینے سے وہ بیقرار
جو حاتم نے دیکھا کہ اب وہ پری
تو از راہ ترحم کی فرمائیے
جو کہنے کو تیرے پذیرا کرون
خبر پہلے مان باپ کو مین کرون
پریزاد ہمراہ اُسکے گئے
ابھی چھ مہینے میری یاد مین
یہان نصف شب بیچ آئی ہے تو
اگر آپ پروانگی ہمکو دین
کہا اُن سبھون نے کہ اے مہربان
بہت مدتین خاک وہ چھان کر
نہ جب تک تمھاری اجازت ملے
گئی باپ کے پاس مان اسکی جب
ہے منظور جسمین کہ اُسکی رضا
جو دیکھا تو انکو بہت خوش ہوئی

وہین مین اُسے اپنے توڑا لکر
کہا جو کہ حاتم نے اُسنے کہا
کہ پاس آب خاصہ کے کیون آیا
اُسے لا کے پانی پلایا شتاب
پھر آیا ہے کام اپنا کرکے یہان
اور ان اہل محفل کو بلوا تو
نہ دل پر ہو گرمی کا ہرگز وفور
تو حاتم نے شربت بنا کر دیا
کہ اُسکے تئین پہلے تو نوش جان
تو لیو اُسکے اور ان کو بلوا دیجئے
یہ الفت جوان کی ہوئی آشکار
تمیز و خرد سے ہے اپنے بری
اِسے قرب تر اپنے ٹھہرائیے
تو پھر اپنے مان باپ سے کیا کہون
جو ہوئے اجازت تو تجھسے کہون
جو اُس باغ مین اُسکے ہمراہ تھے
ہین باقی رہے تیری میعاد مین
ہے کس چیز کی تجھکو اب جستجو
تو سب حال ہم اسکا ظاہر کرین
کرین کیا ہم احوال اسکا بیان
ہے وارد ہوا باغ مین آن کر
یہ اِس کام کو کسطرح کر سکے
مفصل کہا جا کے احوال سب
مناسب وہی ہے وہی ہے بجا
ثنا خوان ہر کی پدر سے ہوئی

یہان پر رکھا ہے جو الطاف آپ نے
یہ پریون نے دیکھا کہ وہ نوجوان
کہا اُسنے مین تھا پیاسا بڑا
بصد لطف لا کر پہنچایا ہے مین
لگا کہنے ملکہ سے اے مہ لقا
جو آب و شکر تو منگا دے مجھے
پری نے کہا پھر پریزاد کو
اُسے پاس ملکہ کے وہ لیگیا
دیا یہ جواب اُسکو حاتم نے صاف
وہ کہنے سے حاتم کے فورا پری
کہ چاہا اُسے بر مین لے لیجئے
لگا کہنے یون حاتم نامدار
کہا اُسنے حاتم سے یون برملا
مین جب تک اجازت پدر سے نہ لون
یہ کہکر وہان سے اُسی دم اُٹھی
وہان سے گئی قصر کے درمیان
سبب تیرے آنیکا کیا ہے بیان
کہا اُسکے ہمراہیون نے وہین
کہا اُسکی مادر نے ظاہر کرو
اِک آیا یہان آدمی ادہی
یہ چاہے ہمی دمساز اپنا کرون
اسی واسطے آئی ہے زود تر
پدر نے کہا اِسکو کیا کیجئے
پری نے وہین نوجوان کو دیا بلا
اُسی وقت کی رسم اپنی ادا

دہن سے ملا اُسکو اِسمین شتاب
خم آب کے پاس آیا یہان
اسی واسطے ہون یہان پر کھڑا
جہان پر کہ بیٹھی تھی وہ نازنین
کہ جلتی ہے اب گرم اسدم ہوا
تو شربت بنا دون مین لیتا تجھے
کہ آب و شکر لاکے حاضر کرو
کہا پہلے پی اسکو تو مہ لقا
پئین ہم جو پہلے تو ہے یہ خلاف
اُسے لیکے پھر نوش جان کر گئی
تسلی دل زار کی کیجئے
کہ اے ملکہ دہر عالی وقار
تو لایا ہے سر پر مرے یہ بلا
اسے اپنا دمساز کیونکر کرون
گئی کوہ القا کو فورا چلی
گئی آگے مان کے وہ بولی کہ ہان
کہ احوال اسکا مفصل بیان
کہ کچھ عرض کہتی ہے یہ نازنین
کسی بات سے تم نہ ہرگز ڈرو
بہت اُسپہ یہ مائل و شیدائی ہے
محبت سے ہمراز اپنا کرون
اجازت کے لینے کو یہ سیمبر
ہے بہتر اجازت اُسے دیجئے
وہین مان کے پاس آئی حاتم کہا
جوان سے کیا دخت کو کتخدا

جو عاشق سے معشوق اگر ملا
تو دونون کا بر آیا سب مدعا

لگا دینے حاتم کو وہ نوجوان
ہزارون دعائین بہ شیرین بیان

ہوا اُس سے رخصت لیں شفقت رو
چلا وان سے خوش حاتم دلفروز

لگی کہنے حاتم سے الکن پری
بہت کرکے غمخواری و دلبری

سنا مجھکو ای حاتم نامور
ترا قصد جانے کا ہے اب کدھر

لگا کہنے یون پھر وہ مرد دلیر
کسی جا پہ ہے ایک کوہ حمیر

اُسی کوہ پر کچھ بہ مجھے کام ہے
ہے گو راہ دشوار اور سخت ہے

بہت گرچہ ہے راہ خوف و خطر
ولیکن مین جاؤنگا اُس کوہ پر

کہا اُس پری نے کہ ای نامدار
نہو وہ مدد کی راہ سے بیقرار

پریزاد دیگی تجھے زود تر
وہان جاکے پہونچائینگے بے خطر

کیا حکم ملکہ نے ہر ایک کو
بہم ہو کے طیاری اپنی کرو

بٹھا کرکے حاتم کو اب تخت پے
اُڑو لیکے اِس سے جا تم زود تر

جو دے حکم حاتم بجا لائیو
توقف نہ اِسمین ذرا لائیو

یہ سنکر پریزاد فوراً اٹھے
اُٹھا تخت کو دوش پر لیچلے

غرض رات دن مین وہ پہونچے وہان
نمایان تھا کوہ حمیرا جہان

یہ آواز اُسکے پڑی کان مین
کوئی شخص کہتا ہے ہر آن مین

یہان مین کسی کی مدد کرنے تو
کرے گر تو ائے ترے روبرو

لگا کہنے یون حاتم نامجو
عزیزو مجھے تم یہان چھوڑ دو

مین اِسجا پہ رکھتا ہون کار خیر
نہو ئیگا ہرگز تمھارے حضور

پریزاد حاتم کو وان چھوڑ کر
ہوئے رخصت اُس سے پھر وہ [illegible]

اُس آواز کی سمت کو وہ تو
روانہ ہوا حاتم نامور

تو کیا دیکھتا ہے وہان ناگہان
کہ صحرا مین ہے اک درخت کلان

نظر آیا اُسمین قفس اک بڑا
کہ آہن ہے جسمین سراسر جڑا

اور اُس پنجرے مین اک ہے پیر [illegible]
ہر اک دم صدا دیتا ہے وہ اسیر

ملا ایک ساعت تک اُس جا کھڑا
وہ دیکھا کیا پیر کا ماجرا

لگا پوچھنے پیر سے وہ دوبارہ
یہ آواز کیا ہے جو کرتا ہے تو

بتا دے مجھے ہے یہ کیا ماجرا
تو کس واسطے ہے قفس مین جڑا

کہا پیر نے ای خجستہ خصال
اگر پوچھتا ہے تو اب میرا حال

تو دے قول پہ مجھکو ای نوجوان
کسی سے نہ ہرگز کرونگا بیان

تو مین تجھسے حال مفصل کہون
نہ پوشیدہ واللہ ہرگز رکھون

غرض قول و اقرار جب ہوچکا
تو وہ پیر حاتم سے کہنے لگا

کہ ہون مرد سوداگر ای نوجوان
کرون کیا مین احوال اپنا بیان

مین بالغ ہوا جبکہ ای مرد شیر
رکھا باپ نے نام میرا احمد

پدر نے مرے نام کا جب پیشہ
گیا خوب آباد زیر سپہر

مجھے چھوڑ اس شہر کے درمیان
گیا وہ تجارت کو عالی مکان

وہ جاتا تھا دریا مین جا کر مدام
سفر اُسکو دریا مین تھا صبح و شام

بہت کچھ دیا مجھکو مال و منال
کہ ہو یہ معیشت سے فرخندہ حال

ولیکن جو مین مرد تھا اک فضول
گیا اپنے اندازے کو جلد بھول

کہ صرف اُسکو ہر طور مین نے کیا
کہ اک دام اُس سے نہ باقی رہا

ہوا جب گرفتار افلاس مین
لگا ڈھونڈنے عالم یاس مین

خزانہ و دفینہ جو ہو باپ کا
لگا کھودنے گھر مین صبح و [illegible]

ولیکن کہین اُسکو پایا نہین
ہوا سخت حاجز بروی زمین

سفر مین گیا باپ میرا گذر
ہوئی غرق سر کشتی مال و زر

ہوا مین نہایت تباہ و خراب
کہ اکثر گذرتا تھا بے دانہ آب

کہ مین بعد مدت کے اک نوجوان
ملا مجھکو بازار کے درمیان

کہ یہ تھا کسی کا خزانہ یہین
اگر گم ہوا ہو بروی زمین

تو مین علم سے اپنے پیدا کرون
اگر مین چہارم اُسی سے کرلون

یہ سنکر سخن پاس اُسکے گیا
اور احوال اپنا مفصل کہا

کہ ناموس چھوڑے نہ کر اقرار [illegible]
کہ ہوون گا چہارم جو نکلے گا زر [illegible]

کہا مین نے یون گر خزانہ ملے
تو دونگا چہارم مین اُسکی تجھے

تو لوبعد اسکے لایا اسے اپنے گھر
پڑا جو نظر مجھکو زر بیشمار
لگا کہنے پھر مجھسے وہ نوجوان
یہ سنکر سخن مجھکو جوش آگیا
جو بعد ایک مدت کے پھر وہ جوان
یہ کہنے لگا ایک دن مجھ وہ جوان
کہا میں نے اسسے کیا علم ہی ای جوان
کھینچے کوئی انکھ مین جو گمان
نظر مجھکو آئے جو مال و منال
تو مین کھینچ دون تیری آنکھون مین وان

دکھائی ہر اک جا اسے آنکر
پھرا قول سے جو کہ پایا قرار
چہارم کا اقرار تھا درمیان
دیئے اسکے دو چار گھونسے لگا
کسی طرف سے آگیا ناگہان
جو کچھ مال زیر زمین ہی نہان
کرا احوال اسکا مفصل بیان
نظر اسکو سب آئے مال نہان
مین دون نصف تیر شیشین سے مال
نظر تجھکو آئے خزینہ نہان

غرض اسنے اس خاک کو سونگکر
دیا مین نے اسمین سے تھوڑا اسکا
یہ بد عہدی کیا ہی جو کرتا ہی تو
وہ لاچار ہو اپنے گھر کو گیا
لگا کرنے لطف و کرم بار بار
نظر مجھکو آتا ہی وہ سیم و زر
لگا کہنے مجھسے نہین کوئی شی
کہا مین نے اس سے کہ ای مہربان
کہا اسنے چل ہمرا تو
چلا اسکے ہمراہ ای مہربان

نکالا وہان سے بہت گنج زر
وہ خاموش اسکو یہ یاد دیکھکر
عبث قول پر اپنے مرتا ہی تو
نہ پھر مجھسے بولا نہ او کچھ کہا
بنا آکے میرا بڑا یار غار
مین رکھتا ہون زیر زمین کی خبر
مگر ایک ترکیب سرمے کی ہی
اگر میرے آنکھون مین کھینچے یہان
بیابان مین ای جوان نیک خو
تو پہونچا بیابان کے درمیان

کوہ حمیرا پر پہونچنا حاتم کا اور اہنی پنجرے مین ایک جوان کو بیٹھے دیکھنا اور پوچھنا اسکے حال پر ملال کو اور بیان کرنا اس جوان کا اپنی سرگذشت کو حاتم سے اور مہربان ہونا حاتم کا اسکے حال پر



جواب جا پہ آیا مین ای مہربان	تو مین نے قفس ایک دیکھا یہان	کہا مین نے کسنے یہ پنجرا کلان	رکھا ہی بیابان کے درمیان

نہیں مجھکو معلوم اُسنے کہا
اُسی وقت سے کور میں ہو گیا
کہا اُسنے مجھسے کہ اے بوالہوس
پڑھا کر اِسی بیت کو روز و شب
کہا مین نے اُس سے کہ اے بدخصال
یہ سُنکر سخن یون وہ کہنے لگا
کیا تو نے ہرگز نہ اِسکا خیال
سزا مرد بدعہد کی ہے یہی
کہا اُسنے مجھسے کہ اک نوجوان
ہمارے صحرا مین اے نیک خو
ملے آنکھ مین جب وہ تیرے گیاہ
کہان اِس قفس سے جو مین ناگہان
تو اُسوقت لاچار ہو کر تمام
مرے دل مین اک وزیون آگیا
نکل کر جو چھوڑا اسا مین یک [illegible]
یقین تھا کہ یہ مرغ جان بے نکل
وہی بیت پڑھنے لگا بار بار
بہت آدمی آ کے اے نامدار
کہا اُس سے حاتم نے اے دلفگار
یہ کہکر روانہ ہوا نامدار
تھا اُسکے الکن پری ہو گئی
بیابان مین تم چھوڑ آئے اُسے
اگر اسطرف وہ نہ آئے جوان
اُسے جلد گھر اُسکے پہونچائیو
رہو اُسکے ہمراہ تم روز و شب

خدا جانے کس شخص نے یہ کہا
بہت ہو کے عاجز یہ اُس نے کہا
سزا مرد بدعہد کی ہے یہی
بفریاد و زاری بیابان مین اب
کیا تو نے میرا پراگندہ حال
کیا تو نے کیا ساتھ میرے بھلا
کہ روز جزا قادر ذوالجلال
جواب آگے تیرے وہ سب کی
کوئی آنکر ہو گا وارد یہان
کسی جا پہ اُگتی ہے کوئی گیاہ
تو روشن ہو فی الفور تیری نگاہ
نکلتا ہون با کیمیا اے جوان
قفس مین پھر آتا ہون لیکن تمام
کہ نکلون تھین اُس قفس سے ذرا
چلا جبکہ اے حاتم دلفروز
بیکبار ہو جا صید اجل
جو پڑھتا تھا ہر وقت ہر [illegible]
لگے پوچھنے سب مرا احوال زار
تو رکھ جمع خاطر نہ ہو بیقرار
بہ کوہ حمیر اگیا ذی وقار
تو یہ بات غصے مین کہنے لگی
یہان تک بھلا کیون لائے اُسے
تو ہمراہ تم اُسکے رہنا وہان
توقف نہ کچھ درمیان لائیو
نہ زنہار ہووے تنہا [illegible]

اُسی جا پہ بٹھلا کے زیر شجر
کیا تو نے کیا ساتھ میرے عزیز
اگر آنکھین پھر چاہتا ہے میان
جہان مین کسی کی بدی کر نہ تو
بتا تو مجھے اب بروز حساب
خدا کے تئین [illegible] الکتاب
جو پوچھے گا مجھسے کچھ اُسکا حساب
کہا پھر یہ مین نے بتا مجھکو آج
تو کرنا سب احوال اپنا بیان
دو عالم مین نام اُسکا [illegible]
غرض مجھکو گندے مین [illegible]
تو ہوتا ہے سب کو [illegible]
مین کرتا بہت کچھ ہون شور و فغان
پڑا رہتا پنجرے مین [illegible]
ہوا میرے اعضا مین [illegible]
تو لاچار پھر اُس قفس مین گیا
جہان مین کسی کی بدی کر نہ تو
کسی نے نہ کوشش کی ہرگز ذرا
کہ اب پاس سے تیرے جاتا ہون مین
پریزاد حاتم سے رخصت ہوئی
کہ اب چھوڑ حاتم کو آئے کہان
یہی خیریت ہے کہ جاؤ ابھی
فراغت وہ جب پا سے کر چکے
گر اس بات مین انکی تاخیر ہو
چلے وہ پریزاد ہو کر بہم

دیا کھینچ سر پہ رکھ آنکھ پر
نگا مجھکو ہرگز نہین کچھ تمیز
تو بیٹھا اِس قفس کے [illegible]
اگر گر تو آئے ترے روبرو
بھلا حق کو کس منھ سے دیگا جواب
کیا مجھکو بسیار زیر و زبر
تو کیا دو نگاہ اِس بات کا مین [illegible]
کہ اب میری آنکھون کا کیا ہے علاج
یہ کہنا کہ اے مرد فرخ نشان
کہ ہو روشنی آنکھ مین جس سے تیر
کیا جیسے وہ مجھکو پنجرے مین ڈال
کہ دم دم مین کچھ رہتا ہون [illegible]
ہمیشہ اِسی شست کے درمیان
سہے وہ جو وحشی ہوا کوئی جب
کہ ٹوٹا کیا دیر تک خاک پر
پرندون کے مانند بیٹھا رہا
اگر گر تو آئے ترے روبرو
مرے حق مین دیکھو تو کیا ہے کیا
دوا ڈھونڈ کر جلد لاتا ہون مین
گئے وانسے جو سوے اقلیم چلے
جو جلدی سے پھر کر تم آئے یہان
اُسے ڈھونڈ کر جلد لاؤ ابھی
طرف گھر کے اپنا ارادہ کرے
تمہاری بہت خوب تعظیم ہو
لگے ڈھونڈنے اُسکو وان دم بدم

جو دشت حمیرا مین پہونچے وہ جب
کیا حکم الکن پری کا بیان
رہو تم اسی جا پہ اے ہمرہو
جدھر آپ جائینگے جائینگے ہم
مگر دور سے تجھکو دکھلائینگے
ترے شہر مین تجھکو پہونچائینگے
خبر جلد کے ملکہ کو پہونچائینگے
یہ سُنکر پریزاد کہنے لگے
گل اُسکے ہین روشن مثال چراغ
جہان مین نہین آدمی کی مجال
اگر چاہتا ہے تو اپنا بھلا
خدا کی قسم مین وہان جاؤن گا
تو اب تخت پر بیٹھ جا اے جوان
پس ہفت روز ایک میدان مین گرا
بہ ہنگام شب حاتم نامدار
پریزاد کہنے لگے اے جوان
پس از چند ایام پھر وہ گیاہ
غرض ملکے رہنے لگے سب وہان
کھلاتے تھے حاتم کو شام و سحر
گل و برگ روشن ہوئے زرد تر
وہ سب آکے اُس جا فراہم ہوئے
اسی جا پہ ہر وقت حاضر رہے
یہ پہونچا درندون مین جاکر جوان
وہ پہونچا پریزادون مین آنکر
بزیر فلک یہ عجب مرد ہے

تو دیکھا کہ جاتا ہے حاتم چلا
کہا پھر کہ بتلا چلا تو کہان
نہ ہمراہ تم میرے ہرگز چلو
نہ چھوڑینگے واللہ ہرگز قدم
نہین اُسکے نزدیک ہم جائینگے
بجز الکن پری پاس ہم جائینگے
نہ اسمین توقف ذرا لائینگے
زمین سبز کوہ حمیرا ملے
وہ صحرا شگفتہ ہے مانند باغ
جو لانے کا اُسکے کرے کچھ خیال
تو واللہ اُس جا پہ ہرگز نہ جا
جو ہے زندگی تو اُسے لاؤن گا
تجھے جلد پہونچائینگے ہم وہان
نظر مین پریزاد وہ جب آپڑا
لگا پوچھنے اُنسے یون بار بار
وہ اُگتی اسی جا پہ ہے بیگمان
اُگے گی اسی جا پہ اے نیک خو
پریزاد اور حاتم نوجوان
وہ رہتے تھے دائم وہان بگرد
گیا سارا صحرا وہ خوشبو سے بھر
گئے بیٹھ سب حلقہ وان باندھکر
کسی سے نہ کچھ حال اپنا کہو
نہ بولا کوئی اُس سے ہرگز وہان
دکھائی انھین گھاس وہ سرسبز
زمانے مین یکتا ہے اور فرد ہے

غرض وہ بھی جلدی سے پہونچے وہان
وہ بولا جہان گھاس ہے نوریزن
پریزاد کہنے لگے اے جوان
بتائینگے ہم تجھکو چلکر گیاہ
سلامت اگر وانسے آئیگا تو
وگرنہ جو کچھ تجھ پہ گذریگا حال
کہا اُنسے حاتم نے باعث ہے کیا
اسی کے بیابان مین ہے وہ گیاہ
ہزارون ہی دد دام اور اژدہا
قضا جسکی آئی ہو اے نوجوان
کہا پھر یہ حاتم نے اُنسے وہین
یہ سُنکر پریزاد حیران ہوئے
گیا بیٹھ حاتم جو وان تخت پر
اُتارا اُسی جا پہ حاتم کا تخت
بتاؤ تو کس جا پہ ہے وہ گیاہ
ولیکن وہ اب تک اُگی ہی نہین
کہا اُنسے حاتم نے اے دوستو
پریزاد ہر سمت جاتے تھے
پس از چند ایام پھر وہ گھاس
دد و دام وہ سب درندو پرند
لگا کہنے یون حاتم نیک نام
یہان سے توکل خدا پر کیے
لیا گھاس کو اُسنے جا خرد و کل
اُسے دیکھکر سب وہ حیران ہوئے
یہ کہکر اُٹھایا اُسے دوش پر

کہ جس جا پہ تھا حاتم نوجوان
مین جاتا ہون اُسکو نہ پرتیزنگ
نہین کام ہے کچھ ہمارا یہان
وہ جس جا پہ ہوتی ہے پیدا گیاہ
تو تیرے تئین جلد اے نیک خو
وہ ہم اُسکو دریافت کرکے کل
جو دو گے مجھے دوستو تم بتا
جسے ڈھونڈھتا ہے تو اے نیک خو
بہم آکے ہوتے ہین وان ایکجا
ارادہ کرے جانے کا وہ وہان
مین مرنے سے زنہار ڈرتا نہین
اُسی وقت حاتم سے کہنے لگے
اوڑے لیکے وانسے بالا سے گر
دیا کھول اُسی جا پہ سب اپنا رخت
کہ جاؤن مین اُس جا پہ جلدی چلا
نظر ہمکو آتی نہین ہے کہین
اسی جا پہ اب تم اقامت کرو
جو کچھ میوہ و آب لاتے تھے روز
برآمد زمین سے ہوئی یکبیک
وہ حیوان صحرا مین تھے جو چرند
کہ تم سب پریزاد ہو کر بہم
مین لینے کو جاتا ہون اُس گھاس کو
کھلا سب پہ اُسکے مقصد کا گل
بہم ہو کے آپسمین کہنے لگے
اوڑے اُس مکان سے وہ پھر دو تن

حمیرا کے نزدیک پہونچے وہ جا
کہا اُسنے اُس مرد فرخندہ سے
یہ سنکر سخن وہ ہوا بیقرار
عرق اُسکا اُسکے بدن مین تمام
کیا اُسکی آنکھون نے فی الفور جوش
جہان اُسکے نظرون سے جو تھا سیاہ
توقف کیا پھر نہ اُسنے ذرا
براہ خدا سینے باندھی کمر
جو مطلب برآئے ترے ہاتھ سے
مرے ساتھ چل اور اُس زر کو لے
چلا پھر طرف شاہ آباد کی
پریزاد کہنے لگے اُس سے وان
خط اک لکھ کے حاتم نے انکو دیا
گیا شہر مین حاتم نامور
دیا ڈال پردے کو فوراً وہان
جو دیکھا تھا حاتم نے سو سب کہا
کہا اُس سے حاتم نے ای دلربا
جو آئے مرے پاس وہ نیک نام
تو پہونچا دو ہان آکے ویسا سلام
پھر اب حکم جو آپکا ہو اُن مین
ہوئی راحت گو اُسکے رنج بھی بیش
نصیب اُسکو کیا ہی راحت ہوئی
سنا مین نے بھی اپنی دایہ سے ہان
کہا پھر یہ حاتم نے ای دلربا
لگا کہنے سب شہزادے سے حال

حمیرا سے حاتم نے پھر یون کہا
سلامت خدا تجھکو ایام سے رکھے
قفس کو لیا اُس شجر سے اتار
لگانے لگا حاتم نیک نام
تو کرنے لگا وہ نہایت خروش
منور ہوا مثل خورشید ماہ
اُسی وقت حاتم کے قدمون پڑا
کرون کام بندونکا شام و سحر
سمجھتا ہون اپنی سعادت اسے
براہ خدا ہمکو پیاسونکو دے
پریزادون کے دوش پر ڈالی
رسید اپنی لکھدے سے ہین اجی جوان
اور انعام دیکر جو رخصت کیا
تو حجاب در اُسکو پہچان کر
اُسے لیگئے قصر کے درمیان
بیان سب کیا راہ کا ماجرا
سنی حالت اسنے اپنے برادر مرا
اگر کھاؤن مین یکجا پہو کر طعام
تو دونون نے یکجا پہ کھایا طعام
اُسے بھی شتابی بجا لاون مین
ہمیشہ سے ای مرد فرخندہ کیش
جو رہتا ہے گیتی مین با صد خوشی
کہ ہے شہر قرم مین اُسکا مکان
کریگا سب آسان مشکل خدا
کہ جو راہ مین اُسپہ گذرا الم

طلب تو نے جس چیز کو تھا کیا
عرق جلد اس گھاس سے اب نکال
نکال اُس سے باہر پھر اُس پر کیا
تو بعد اُسکے اک برگ اس گیاہ کا
ہوا گرم آنکھون سے پانی روان
لگا دیکھنے سبکو خوشحال ہو
لگا معذرت کرنے وہ بار بار
کہ خوش مجھسے ہو سیر اب ہوگا
لگا کہنے وہ پیر فرخندہ فال
تو انکار حاتم نے زر سے کیا
تو پھر بعد دس دن کے وہ نامدار
تو لیکر اُسے جائین ملکہ کے پاس
تو چلکر پریزادون نے شتاب
اُسے لیگئے حسن بانو کے گھر
لگی پوچھنے اُس سے وہ ماہ رو
تو پھر حسن بانو نے بھیجا طعام
اُسے جلد تر آپ بلوائیے
گئے حسن بانو کے پھر آدمی
وہ جس وقت کھانے سے فارغ ہوا
کہا حسن بانو نے ای مہربان
تو اب یان سے جا اور خبر اُسکی لا
تو حاتم بھی بولا مکان ہے کہان
و لیکن نہین جانتی ای جوان
یہ کہکر وہ پھر اُس سے رخصت ہوا
بصد حسرت اُس سے وہ رخصت ہوا

اُسی شے کو لا مین نے حاضر کیا
دوا اک قطرہ دے پھر آنکھون مین اُسکی
ملا آنکھون مین گھاس کے نیر کو
دیا سب ملکے آنکھون مین اُسکے لگا
اثر اُس سے اکسیر کا تھا عیان
چھٹا قید غم سے وہ فرخندہ خو
تو کہنے لگا حاتم نامدار
عبث معذرت تیری ہے بار بار
بہت ہے مرے گھر مین مال و منال
بصد چاپلی اُس سے رخصت ہوا
ہوا داخل شہر با صد وقار
کہ تا دلکو اُسکے نہ ہووے ہراس
حضور پری جا پہونچی کامیاب
کہی اُس سے فی الفور جاکر خبر
کہ لایا ہے تو کیا خبر نامجو
کہ کھانے اُسے حاتم نیک نام
مرے پاس جلدی سے اُسے لائیے
بلا شتابی شہزادے کو لانے بھیجی
تو پھر حسن بانو سے اُسنے کہا
کوئی شخص کہتا ہے یون زبان
کہ کیا راست اُس شخص نے ہے کہا
وہ بولی نہین واقف ای مہربان
کہ وہ شہر قرم ہے بستا کہان
گیا وان سے مہمان خدا کو چلا
سوی شہر قرم وہان سے چلا

کہا شاہ نے اوسے لے نیک ذات
اگر کچھ ہے اب میری باقی حیات

بہم ہونگے ہم اور تم ایک جا
تو رکھ جمع خاطر بہ فضل خدا

چوتھا سوال سننے حاتم کا جانا اور محنت سے اسبات کی خبر لانا کہ کس شخص کا یہ قول عجیب و غریب ہے کہ سچے کو ہمیشہ راحت نصیب ہے

سنا کر ساقیا اپنی ہمت کو پست
وہ دے جام جو تھا کہ ہو جاوں مست

اسی سے ہے راحت مری روح کو
اسی سے ہے طاقت مری جان کو

پلا تا کہ ہو منزل عشق طے
روان جلد ہوتی ہے کشتی مے

ہے اک بحر مواج طبع روان
میں لکھتا ہوں پھر یاد اک داستان

سنو واں سے جو حاتم ابن طے
گیا چند منزل وہ فرخندہ پے

جو پہونچا وہ اک چشمۂ آب پر
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی گہر

ہوا پانی روان اسکا جو تیز تر
سب آلودۂ خون ہے وہ سر بسر

یہ دیکھا تو حیران حاتم ہوا
کبھی آب سرخ اُسنے دیکھا نہ تھا

لگا سننے دل سے کہ چلئے وہاں
یہ جس جا سے جاری ہے آب روان

گیا اسطرف وہ فرخ جوان
تو کیا دیکھتا ہے وہاں ناگمان

کہ ہے ایک اس جا درخت کلان
لٹکتے ہیں جسمیں سر مردمان

بزیر شجر ایک تالاب ہے
روان اس سے صحرا میں وہ آب ہے

جو بیٹھا یہ زیر شجر نامور
لگے قہقہہ مارنے جملہ سر

تو حیران رہا حاتم نامور
کہ بے دھڑ کے ہنسنے ہیں کیونکر یہ سر

یہ چاہا کہ پوچھے اب اس راز کو
کسی سے اس جا وہ فرخندہ خو

وہاں ایک سر تھا جو سب سے بلند
لگا دیکھنے اسکو وہ ہوشمند

اسے دیکھکر اسکو غش آگیا
تو بیہوش ہوکر زمین پر گرا

جو بعد ایک ساعت کے ہوش آگیا
تفکر کے عالم میں حاتم رہا

تو کہنے لگا ہے یہ کیا ماجرا
بریدہ جو یہ سر شجر پر لگا

کیا کوئی ایسا گناہ متین
کہ جس واسطے یہ سر نازنین

بریدہ کیا ہے مع جملہ سر
کہ لٹکا دیا ہے بشاخ شجر

لگا کہنے یون دل میں وہ ذو فنون
کہ احوال یہ انکا کسی سے کہون

جو پوچھے وہ کیفیت اسکی یہاں
تو کیا میں کروں اسکے آگے بیان

مناسب ہے خاموش بیٹھا رہوں
گذر اس بیابان میں چندے کرون

نہیں عقل کا اس جگہ کار ہے
خدا جانے کیا اس میں اسرار ہے

یہ کیفیت اسکی جو معلوم ہو
تو یہ کار واللہ سب ہے نکو

گیا روز اُسجا پہ سارا بسر
اٹھا پھر وہاں سے وہ عالی گہر

کسی گوشے میں چھپ کے بیٹھا نہان
کہ تا راز اسکا ہو اُسپر عیان

شجر کی طرف حاتم نامدار
لگا دیکھنے ہر گھڑی بار بار

نظر جا پڑی سمت تالاب کے
تو کیا دیکھتا ہے درون آب کے

نشیمن ہے تالاب کے درمیان
کروں کیا میں احوال اسکا بیان

ہے اک فرش شاہانہ اُسمیں بچھا
اور اک تخت زرین وہاں ہے رکھا

پس از ساعتے نازنینان چند
نکل آئیں تالاب سے دل پسند

تھی ہر ایک کے ہاتھ میں کوئی چیز
وہ رکھتی تھیں [illegible]

کہ اتنے میں اک نازنین خوب رو
نکل آئی تالاب سے نیک خو

ہوئی آکے اس تخت پر جلوہ گر
یہ دیکھا کیا حاتم نامور

لگا کہنے دل میں یہ وہ ہی ہے سر
جو لٹکا ہوا تھا بشاخ شجر

غرض وہ گئی بیٹھ اس تخت پر
تو آکر سبھی نازنین زود تر

جو تھیں کرسیاں گرد اُسکے زرین
وہ بیٹھیں انھیں کرسیوں پر وہین

وہاں سب تزک بادشاہانہ تھا
اُسے دیکھ حیران حاتم رہا

کہ اتنے میں سازندے سب ساز لا
وہاں پر بجانے لگے بر ملا

وہ دو نازنین رقص کرنے لگین
نئی طرز کی تان بجنے لگین

انھیں دیکھکر حاتم نامدار
لگا کہنے یا پاک پروردگار

نہیں مجھکو معلوم کیا راز ہے
یہاں پر یہ کس طور کا ساز ہے

غرض جب ان گئی نصف شب جب گذر
تو دستار خوان بچھایا وو تر
ہر اک قسم کا واں پہ عمدہ طعام
چنا لا کے دستار خوان پر تمام

وہ بیٹھی جو تھی نازنین تخت پر
لگی کہنے ہر ایک سے یون مد تر
کہ اک خوان کھانیکا جلد بے تکام
کہ ہر قسم کا جسمین ہو تحفے طعام

ست اُٹھ کے جو بیٹھا ہی تم اسکو جا
نہ کچھ اُس سے ہرگز کہو اور تو
اُسی وقت اک مہ نے فوراً اٹھی
اور اک سر پہ خوان اپنے اُٹھا کر چلی

ایک نازنین کا کھانا لیکر آنا پاس حاتم کے ملکہ زرین پوش کے حکم سے اور انکار کرنا حاتم کا



لے کھانا لے کے گئی پیش نظر
اشارے سے کہنے لگی وہ دو تر
کہ جو تخت پر بیٹھی ہے نازنین
وہ افسر ہماری ہے اے پاکدین

اُسی نے یہ بھیجا ہے سب طعام
تناول کر اسکو تو اے نیک نام
کہا اُس سے حاتم نے اے مہ جبین
کہ کیا نام رکھتی ہے یہ نازنین

کہا اُس نے حاتم سے اے پاکدین
نہیں یہ حال کہنے کی ہرگز نہیں
مجھے حکم ہرگز نہیں اے جوان
کہون کسطرح تجھسے راز نہان

تجھے ایسی باتون سے کیا کام ہے
یہ کہا ہے حاتم نے آبلہ سے
لگا کہنے یون حاتم نامجو
نہ جب تک کہے گی تو اپنا بھید کو

نہیں ہرگز نہیں کھانے کا یہ طعام
اُٹھا کر یہاں سے تو لیجا تمام
پری رو نے آ کر یہ اُس سے کہا
کہ یہ شخص کھانا نہیں چاہتا

یہ کہتا ہے تو اپنے سردار کا
مجھے نام جلدی سے بتلا اب بتا
یہ تالاب کی سب حقیقت بتا
کہے انہیں کسطور کا ماجرا

نہ جب تک کرے تو یہ اظہار سب
نہ لونگا میں کھاؤنگا ہرگز یہاں
کہا اُس نے جا کر یہ کہ اے گلفام
کہ ہو سیر تو جلد کھاسکے طعام

کہونگی میں بعد اُسکے سب تجھسے حال
نہ لا دل مین کچھ اپنے ہرگز ملال
جو کھانے کو وہ کھا سکے نوجوان
تو کہنا کہ کل میں کرونگی بیان

یہ سنکر پریرو دیکھ آئی وہان
پری نے اٹھا خوان سر پر رکھا
یہ حاتم نے چاہا کہ پکڑے اُسے
ہوا الٹ گیا اُسنے جا کر وہ خوان
سحرگاہ سب نازنین زرد تر
نکل گوشہ سے حاتم نیک بخت
تو حاتم نے پھر با دل سوختہ
جو یہ نازنین زندہ و تندرست
پھلی ہے سرو سے جو شاخ شجر
نہیں ہیں سوا دوسری بات ہے
ہوئی شب تو یکبارگی شب و مین
پھر آئیں اُسی جا پہ وہ نازنین
لگا کہنے یون حاتم نامدار
ہوئی نصف شب تو پھر آیا طعام
کہا اُس سے حاتم نے اے ماہرو
کھا پہلے کھانا تو کر نوش جان
نہ جب تک کرے مجھکو آگاہ تو
یہ سنکر لگی کہنے وہ ماہرو
کہ تو چلکے ملکہ کے ہو روبرو
تو پھر ہوگا تو مطلع اے جوان
تو کھانیکو کھانے کا اے جہان
مین کھاتی ہوں تجھسے خدا کی قسم
پری ہوگئی جلد تالاب مین
اسی وقت حاتم گرا آب مین
جو آنکھوں کو اُس جا پہ وہ کھول کر

کہ جس جا پہ بیٹھا تھا وہ نوجوان
یہ حاتم سے اُسوقت کہنے لگا
پھر اُسکو نہ چھوڑے رہے جب تلک
ہوئی دست بستہ کھڑی پھر وہان
پڑیں جلکے تالاب مین سر بسر
اُسی جا پہ بیٹھا بزیر درخت
کی اُس سمت پہ اپنی نظر دوخت
مرے ہاتھ آئے یہ تدبیر پست
مین سر کو ٹپکتا ہوں اب تک کہ
یہ جادو ہے یا یہ طلسمات ہے
گرے آ کے تالاب مین سر بسر
بچھا فرش بیٹھیں بجائے ہتین
کہ یہ راز ہوئیگا آج آشکار
کہ کھائیں اُسے ماہ رویان تمام
وفا جلد کر اپنے وعدے کو تو
تو مین حال تجھسے کرونگی بیان
سب احوال سے ابتدا اے ماہرو
کہ پھر جلد جا اُسکے نزدیک تو
کہے سب وہ احوال کو وہ بدعو
ہوا احوال سب انکا تجھپر عیان
تو ہمراہ چل میرے تو اے جوان
نہیں اسمین کچھ جھوٹ اے نیک دم
تو غوطے لگا کر وہ اُس آب مین
ہوا آشنا موج گرداب مین
لگا دیکھنے پھر اِدھر اور اُدھر

کہا اپنے سردار کا سب پیام
کہ کل پھر مین آؤنگی اے مہربان
وہ چلدی تھی یان سے روانہ ہوئی
وہ بیٹھی تھی جو تخت پر سیم بر
وہ تھے سر بریدہ جو اے ہوشمند
پڑی جبکہ حاتم کی اُنپر نظر
لگا کہنے یون اپنے دل مین وہان
تو مین عقدہ یہ اپنے کہ لاؤن سے
بتا مجھکو یارب یہ کیا راز ہے
اسی فکر مین دن سب آخر ہوا
اُٹھا وان سے پھر حاتم نامدار
اور اُس تخت زرین پہ بیٹھی قرین
پری بر دے نے مجھسے ہے وعدہ کیا
اُٹھا کر سر پر تو پھر ایک خوان
تو مین دیدوں تیرے کھاؤں طعام
کہا پھر یہ حاتم نے اے نازنین
گئی آگے ملکہ کے پھر وہ چلی
یہ کہا اُس سے جا کر کہ راز نہان
تا پہلے اِس جا پہ کھائے طعام
وہ آئی پریرو جو حاتم کے پاس
تو ملکہ سے تیری ملاقات ہو
سُنا یہ تو حاتم نے کھایا طعام
وہاں سے نشیمن کے نزدیک جا
وہ فی الفور غرق آب مین ہو گیا
نہ تالاب ہے اور نہ ہے وہ درخت

تو حاتم نے کھایا اُسی دم طعام
کرونگی سب احوال تجھسے بیان
گئی اُس نشیمن کے اندر چلی
تماشے کو دیکھا کی وہ رات بھر
اور اک اُنمین سے تھا سب سے بلند
ہنسے پھر وہ سر قہقہہ مار کر
عیان ہو جو مجھ پر یہ راز نہان
یہاں پر نہ مین چھوڑ جاؤن اسے
اسی سوز مین تھا یہ کیا سانحہ
یہ سوچا کیا دل مین مرد خدا
لیا اپنی جا پر پھر اُسنے قرار
جو سردار تھی سب کی وہ مہ جبین
کرینگی سب اپنا بیان ماجرا
رکھا سر بسر اُس جوان کے وہان
نہ کر اب زیادہ تو مجھسے کلام
مین کھانا یہ کھاؤنگا ہرگز نہین
حقیقت یہ سب جا اُس سے کہی
عیان تجھپہ ہوئیگا جب اے جوان
تو ہمراہ چل میرے اے نیک نام
لگی کہنے ہرگز نہ کر دل مین یاس
جو تو چاہتا ہے وہی بات ہو
چلا اُسکے ہمراہ وہ خوش خرام
کسی جا پہ اُس جوان کو چھوڑ دیا
کہین پانون اُسکا زمین پر لگا
نہ وہ ماہ رو ہے نہ وہ نیک بخت

مگر ایک بیابان ہے بے قیاس
کبھی کھینچ آہ جگر سوز کو
کہ جہاں سے وہ جاتی رہی دلربا

کہ ہون جسکے دہشت سے پریان ہراس
وہ کہتا تھا صحرا مین یون نا مجو
لیا جسنے تھا میرے دل کو لبھا

جو حاتم اسی دشت مین جا پڑا
بتا تو کہان ہے وہ رشک پری
کبھی خاک کو سر پہ وہ ڈالکر

تو حیرت سے تصویر سا تھا کھڑا
مرے ساتھ کی جسنے یون دلبری
بیابان مین روتا تھا شام و سحر

تالاب مین گرنا حاتم کا اور سراسیمہ وار ہو کر پھرنا جنگل مین اور پہونچنا حضرت خضر کا پروردگار کے حکم سے جانب راست سے اور پہونچا دینا اسی تالاب پر حاتم کو



کبھی اس بیابان کے درمیان
وہ دیوانون کی طرح پھرنے لگا
دل و جان سے تھا اسپہ مفتون ہوا
تعشق کی عالم مین بیتاب تھا
کبھی ڈالکر خاک سر پر وہان
کیا اسپہ خالق نے اپنا کرم
نہایت وہ صحرا مین حیران ہے
تو صحرا مین جا اسکا ہو دستگیر
وہ صحرا مین جاتا تھا حاتم چلا

وہ کرتا تھا فریاد و شور و فغان
بہت گریہ و زاری کرنے لگا
نہ مفتون ہوا بلکہ مجنون ہوا
یہان تک کہ وہ بیخود و ہوش تھا
کبھی آہ کرتا تھا با صد فغان
کہ ہوتا ہے دور اسکا رنج و الم
مصیبت مین ہے اور پریشان ہے
نہ ضائع کرے آپکو وہ اسیر
کہ اک سبز پوش اسکو آکر ملا

لگا کرنے از بس وہ شور و شغب
جگر مین لگا اسکے غمزے کا تیر
عجب عشق کا تیر کاری لگا
اسی جا پہ گذرے اسے سات دن
کبھی لوٹتا تھا وہان خاک پر
ہوا حکم یون خضر کو برملا
جنون اسکے سر مین ہے کیسا بھرا
کہ نام اسکا ہوتا ہے شیر کام
عصا ہاتھ مین جانب راست سے

مصیبت لگا کھینچنے روز و شب
ہوا قید غم مین پری کے اسیر
کہ جینا اسے اپنا بھاری ہوا
وہ روتا رہا ہشت تین کے سوا
کبھی خاک اوڑاتا تھا وہ سر بسر
کہ تو جا کے حاتم کا ہو رہنما
وہ صحرا مین ہے تا بہ پیرم پڑا
نکوئی سے اے خضر فرخندہ نام
وہ پیدا ہوا اس جگہ آنکے

جو حاتم نے دیکھا اُسے ایکبار
اُسی وقت اُس پیر نے آکر
اُسی وقت حاتم کو ہوش آگیا
کہا اُسنے حاتم سے اے نیک پَی
یہ فرمایا اُس پیر نے اے جوان
یہی ہے اثر اُسکا اے مہربان
کہا اُس سے حاتم نے اے نیک پَی
تو سنتے ہی اِس بات کے وہ جوان
مین پہونچونگا اُس جاپہ کیونکر بھلا
لگے کہنے یون خضر عالیمقام
اُسی جاپہ پہونچو مین جس جاپہ تھا
عصا ہاتھ مین اُسنے اپنے لیا
کہ ناگہ قدم پھر زمین پر لگا
سرآویختہ ہین بشاخ شجر
سرون کی طرف دیکھا بار بار
جو ڈالا تھا پہلے یہان آب مین
خدا نے پھر اِس جاپہ پہونچا دیا
جبھی قصد چڑھنے کا اُسنے کیا
لپٹ اُسکی پھر جڑ سے حاتم گیا
یہ چاہا کہ پہونچے بشاخ شجر
گیا اُسمین حاتم کمر تک سما
ڈرا دل مین اپنے بہت نامدار
پڑا جا کر ایسے بیابان مین تھا
وہان سے تو آیا مین فرخندہ حال
گیا تا بہ سینہ شجر مین چلا

لگا رونے اسوقت وہ زار زار
گیا ہاتھ حاتم کا پیچان کر
بیکبار دیوانہ پن سب گیا
کہ صحرا خبر پرس نام اسکا ہے
گرا تھا تو تالاب کے درمیان
جو غوطے لگاتا ہے کوئی وہان
وہ تالاب بتلا کہ کس جاپہ ہے
لگا لوٹنے خاک پر پھر وہان
کہ جس جاپہ ہے نازنین دلربا
ہے کیا آرزو تیری اے نیک نام
کوئی مجھکو تدبیر ایسی بتا
اور آنکھون کو پھر بند فورًا کیا
تو کیا دیکھتا ہے وہ مرد خدا
گیا بیٹھ اسجاپہ پھر نامور
وہ روتے کہتا تھا عالی وقار
تو مین ہو گیا غرق تالاب مین
وہی حال پھر مجھکو دکھلا دیا
تو جنبش مین فورًا شجر آگیا
تو لرزے مین سارا شجر آگیا
اُتارے سر نازنین زرد تر
پکڑ اُس شجر نے پھر اُسکو لیا
کہ پیش آیا کیا سخت دشوار کام
کُھلا وہ کہ جو تھا مشکل بڑا
نکلنا ہے اب یان سے مشکل کہان
نہ نکلا گیا اور زیادہ دھنسا

وہ دیوانون کی طرح تھا بیقرار
اُٹھا داہنا ہاتھ پھر زود تر
لگا کہنے اے پیر فرخندہ گام
کہا پھر یہ حاتم نے اے مہربان
وہ تالاب علم طلسمات ہے
نکلتا ہے وہ اِس جگہ آنکر
کہا خضر نے یون کہ اے تیز رو
وہ رو رو کے اُس جاپہ کہنے لگا
صد افسوس اب جان میری گئی
کہا اُسنے اے پیر فرخندہ فال
کہا خضر نے اُس سے اے دردمند
نہ گذری تھی اک ساعت اُسکو وہان
وہ ہی شجر ہے وہی ہے مکان
لگا کہنے دل سے یہ کیا راز ہے
یہ کسطور سے حال معلوم ہو
مین پہونچا تھا ایسے بیابان مین جا
یہی دل مین آیا شجر پر چڑھون
ہٹا پیچھے کو اُس سے جھٹک کر جوان
کیا قصد چڑھنے کا بار دگر
صدای تراق اُسسے آئی وہان
ہوا اُسمین عاجز بہت ناتوان
لگا کہنے اسوقت مرد خدا
مگر اب جو آکر شجر پر چڑھا
لگا کرنے وہ قوت و زور بل
تھکے دو ہاتھ اور سینہ اُسکا تمام

لگا کھینچنے آہ کو بار بار
لگا جلد حاتم کے وان ہوش پھر
بتا مجھکو یہ کونسا ہے مقام
مین کسطرح پہونچا ہون اِس بیابان
بنا ہے بیابان مین اے نیک پَی
شب و روز کرتا ہے شور و شغب
وہ تالاب ہے یان سے فرسنگ سو
کہ ہے ہے مرے دل کو کیا ہو گیا
مراد اپنی لیکن نہ حاصل ہوئی
مرے دل مین یہ آرزو ہے کمال
عصا پیر سے لے اور کر آنکھ بند
کہ پہونچا اُسی جاپہ وہ نوجوان
عیان وہ ہی تالاب جو تھا وہان
نہین مجھکو معلوم کیا ساز ہے
کہ تا ریخ سب حال سے معدوم ہے
کہ آنا یہان پر تھا مشکل بڑا
سر اُس نازنین کا وہان سے مین لون
گرا جلد تر خاک کے درمیان
پکڑ کر وہ جڑ اُسکی پھر زود تر
گیا بیچ سے پھٹ شجر ناگہان
پھنسا اسطرح درمیان شجر
مرے پیش آئی ہے کیسی بلا
تو تن میرا آدھا شجر مین پھنسا
کہ آئے شجر سے وہ باہر نکل
مگر قید تھا اُسکا شجر کے درون

ہوا جبکہ دم بستہ وہ نوجوان
نگر اپنی تو سیر ہی زیست سے
اُٹھا خضر نے اپنا جلدی عصا
تو بعد اُسکے حاتم کو پھر کھینچ کر
بس از غش کچھ جو ہوش آگیا
تو لپٹے تیلین اُس بلا مین ڈال
کہ یہ راز سب مجھکو معلوم ہے
یہ ہی سحر کا کام ای اجن طی
ہی اُنکی یہی دختر دلستان
مرا عقد اب جا بتر کیجیے
یکبارگی بات کی بات مین
لٹکتا ہی جو یہ بشاخ شجر
بتاتا ہون مین تجھکو ای تیز دو
وہ رکھتا ہی اُس کوہ پر اب مقام
کہا پھر یہ حاتم نے مرد خدا
یہ معلوم ہوتا ہی ای نیک پی
کہا خضر نے یہ کہ ای نامدار
اُٹھا سر یہ اپنے نہ ہرگز بلا
مین بیٹھا ہون جلدی ہی یا تھہر
کہا خضر نے پھر کہ ای نامجو
کیا عرض حاتم نے ای پاک دین
کہا خضر نے پھر کہ ای نیک خو
کہا پھر یہ حاتم نے یون ای بزرگ
کہا یون پریشان ہوئیگا تو
تو کیونکر ہو راحت مجھے ای نصیب

تو فی الفور خضر آکے پہونچے وہان
وہ لے ناحق اِس جا یہ کیون جان دی
وہین اُس شجر کے اک ایسا جڑ
اُسی جا پہ ڈالا بزیر شجر
تو اُسوقت پھر خضر نے یون کہا
تن ہس آفت جان ستا ہی نکال
تو حاصل کرون اپنے مقصود کو
یہ اسرار سب کوہ احمر سے ہی
لٹکتا ہی جیسکا کہ یہ سر یہان
نہ کچھ راہ تاخیر کو دیجیے
اُسے لے کے ڈالا طلسمات مین
وہ ہی دختر شام احمر کا سر
وہ ہی کوہ اِس جا سے فرسنگ دو
وہ جب تک کہ جیتا ہی ای نیکنام
یہ سب حال اب مجھکو ظاہر ہوا
کہ اب مرگ میری اِسی جا پہ ہی
نہ کر رغبت نازنین زینہار
اِسی بات مین اب ہی تیرا بھلا
مری جان پر اب جو کچھ ہو سو ہو
مفصل بتا اپنا احوال تو
مجھے اِس سوا اور خواہش نہین
پڑا اب اِس بلا مین نہ زنہار تو
مجھے فائدہ ہی اِسی مین تنگ
بہت کچھ پشیمان ہوئیگا تو
بتا تو بھلا ای خدا کے حبیب

لگے کہنے اُس سے کہ ای نوجوان
دگرگون تھا احوال اُسکا وہان
اُسی دم تمام ہوا وہ شجر
کچھ اک دم تھا اُس مین جو باقی رہا
تجھے اِس حقیقت سے کیا کام ہی
کہا اُسنے ای پیر روشن ضمیر
لگے کہنے یون خضر والا مقام
وہان ایک ساحر کا بھی ہی مقام
لگی کہنے یون باپ سے اب شتاب
سُنا جبکہ احمر نے یہ ماجرا
یہ سب آب تالاب و ریہ شجر
ہی اِس دخت کا نام زرینہ
اگر چاہے وہ قوت سحر سے
تو ہر چند ہاتھون کو اپنے ملے
لبس اب نہین جانا یہ ای مہربان
مرا دل گرفتار اِس دخت سے
نہ ڈال اپنی تو رنج مین جان کو
لگا کہنے یون حاتم نامدار
ملے مجھکو جب تک نہ یہ نازنین
کہ اِس جا پہ اب تیری کیا ہی مراد
کہین اُنکی صحبت مین ای مہربان
نہ چل اب تو بہر خدا نے طریق
کہ اک دم کو اُس سے جدا مین نہون
اُسی وقت حاتم نے پھر یون کہا
وہین خضر نے پھر اُٹھا کر عصا

بھلا کیون پھنسا ہی بلا مین یہان
کھلی کچھ نہ ہرگز پھر اُسکی زبان
ہوا موم سے نرم وہ زود تیر
تو وہ سست ہوکر زمین پر گرا
کہ جسکے لیے تو گرانبار ہی
یہی امر ہی اب مجھے دلپذیر
کہ ای نوجوان حاتم نیک نام
کہ ساحر کا ہی شام احمر ہی نام
مین جا دبلا عزت کو پہونچی بھلا
ہوا اپنی دختر سے فوراً خفا
بنایا ہی جادو سے ای نامور
سُن ای نوجوان نصیحت بہوش
تو اک دن مین پہونچا اِس جا تجھے
وہ ہرگز نہین ہاتھ تیرے لگے
مجھے موت لائی ہی میری یہان
ہوا اب ای خضر بتلا مجھے
مین کہتا ہون ای حاتم نامجو
کہ ای مرشد پاک عالی وقار
نہین اِس جا سے جانیکا کچھ یقین
کہ ہی اُسکی تابعیر خوش نہاد
شجر پر چڑھون ہم کلام اُس سے ہون
کہ ہوئیگا دریای غم مین غریق
ہمیشہ مین صحبت مین اُنکی رہون
جو ہی میری قسمت مین یون ہی سہی
لگایا شجر کے وہین پر ملا

پڑھا اسم اعظم یہ اُس سے کہا
گیا جلد حاتم شجر پر چلا
سر اُسکا شجر پر لٹکنے لگا
نہایت اُٹھا شور غوغا وہان
سر نامور بھی گرا آب مین
گئی بیٹھ وہ ملکہ نیک بخت
وہ دیکھے تھا اُس جا کا سب ماجرا
لگی کہنے یون ملکۂ ذی وقار
تو ہی کون اور تیرا کیا نام ہی
ترے ساتھ آیا ہون تالاب تک
نہ بولی پھر اُس سے نہ پھر کچھ کہا
پکڑ ہاتھ ملکہ نے حاتم کو لا
وہ کھانا بھی کھانے لگا ذی وقار
وہ کھانے سے جسوقت فارغ ہوئی
تن انکے گئے ڈوب تالاب مین
عصا سے فرو لائے حاتم کا سر
تن حاتم اُس آب سے بر محل
ہوا سحر بالکل جب اس تن سے دور
کھڑا ہی بزرگ ایک بالائے سر
مدد میری کیون آکے پہنچے نہین
کہا مین تھا بالائے شاخ شجر
قرا یہ تھا تن غرق تالاب مین
کہا پھر یہ حاتم نے ای نیک خو
کہا خضر نے پھر کہ ای نیک خو
پدر اسکا ساحر ہی ای نامدار

کہ جا ای جوان اس شجر پر چلا
نہ تاخیر کی اُسنے ہرگز ذرا
تن اُسکا اُسی آب مین گر پڑا
تلا زلزل مین آیا زمین و زمان
رہے رات بھر سر وہ تالاب مین
اُسی جا پہ اکر بہ بالائے تخت
اُسے ہوش لیکن نہ تھا کچھ ذرا
کہا ای نوجوان خجستہ شعار
بتا یان تجھے آنے سے کیا کام ہی
نکل کر یہان عالم آب سے
لگی دیکھنے رقص وہ مہ لقا
بٹھا تخت پر پاس اپنے لیا
مگر ہوش اُسکو نہ تھا زینہار
تو پھر رقص اُسجا پہ دیکھا وہ کی
عزیزو اُسی وقت اُس آب مین
لگے پھرنے گرد اُسکے پھر زود تر
اُسی وقت آیا پھر اُسجا نکل
تو حاتم کے دل پر ہوا کچھ سرور
گرا اُسکے قدمون پہ وہ زود تر
مرے پاس ہرگز ٹھہرتے نہین
کہان اُس پری ماہرو کا تھا سر
پڑا سب کے مانند تھا آب مین
مرا ای خدا اب مددگار ہو
کہ جب تک پدر اُسکا کشتہ نہو
نہ دیگا وہ دختر تجھے زینہار

خدا جانے پھر خود کہان چھپ گیا
سرون کے جو نزدیک پہنچا وہ جا
ہوا غرق وہ جا کے تالاب بیچ
ہوئی رات پھر جب گیا دن گذر
بدستور سابق بہم سب ہوئے
ہوا ایک گوشے مین حاتم کھڑا
خبر آپسے کچھ وہ رکھتا نہ تھا
کہ جی سے تو آیا کہ مر جائیگا
لگا کہنے یون حاتم نوجوان
یہ جانا کہ ہی سحر مین مبتلا
گئی نصف شب جب گذر پھر وہان
کیا اُسنے اُسپر بہت التفات
کہ مین کون ہون اور کہان ہون پڑا
غرض جب گئی رات ساری گذر
اِسی طور سے ایک مدت گذر
پڑھا اسم اعظم کو پھر تین بار
سر حاتم اُس تن پہ چپکا دیا
لگا دیکھنے پھر اِدھر اور اُدھر
لگا کہنے ای پیر فرخندہ فال
وہین اُس سے پھر خضر کہنے لگے
لگے کہنے پھر خضر فوراً وہان
مگر تیرے دل مین وہی آرزو
جو فرمایئے وہ بجا لاؤن مین
نہ آئیگی تیرے ہاتھ یہ نازنین
کہا اُسنے ای خضر فرخندہ پے

کہ حاتم کے نظروں سے غائب ہوئے
وہی حال اُسکا وہان ہو گیا
تلاطم نمایان ہوا آب مین
گرے جا کے تالاب مین جملہ سر
سحر کا رو بار ایسا کرنے لگے
مگر ہاتھ پانو سے ہو اپنے تھا
کہ آیا کہان سے کہان ہون پڑا
کچھ احوال ہمسے بھی فرمائیگا
کہ ہون مین ترا خادم خاندان
رہی بیٹھ خاموش وہ دلربا
تو سب طرح کا کھانا آیا وہان
کہ کھانا کھلانے لگی نیک ذات
ہمین کس جا سے اِس جا پہ ہون آگیا
وہ سر لٹکے بالائے شاخ شجر
گئی جب تو خضر اُس جگہ آ نکل
کرامات اُس سے ہوئی آشکار
وہین اسم اعظم کو اُسنے پڑھا
تو کیا دیکھتا ہی وہان نامور
کہ سب آپ نے ماجرا دیکھا ہی جو
کہ تھا تو کہان یہ تو بتلا مجھے
لٹکتا شجر پر تھا سر تیرا یان
ہی اب تک بدستور ای نامجو
تفاوت نہ ہرگز ذرا لاؤن مین
کسی طور سے بھی بر آوے نہین
تجھے تو اسی بات کا قصد ہی

اگر ہیر اطلاع مدد گار ہے
مگر اک امر مین بتاؤن تجھے
جو فرمائیگا بجا لاؤن گا
مگر پاک رکھنا تو اپنے تئین
بہنگام ناپاکی و بیخودی
تو جادو پہ بیشک ظفر پائیگا
کہا اِس عصا کو پکڑ لے پکڑ
تو بعد ایک ساعت کے پانو اُسکا چلا
اک کوہ ہے وہ پُر از لالہ زار
پکڑ سنگ نے پانون السا لیا
عجب کچھ وہ یہ مردم آزار ہے
یہی دل مین پھر اُسکے آیا وہان
یہ جانا کہ ہے کوہ احمر یہی
پڑا ایک میدان آیا نظر
مگر وہ شجر تھے سبھی میوہ دار
وہ کر اپنے جامے کو تن سے برون
کرامت سے اُس اسم کے جا لگا
جو یہ شاہ احمر نے پائی خبر
لکھا اُسمین نکلا یہ وہ وقت ہے
نہ کچھ زور جادو کا اُس پر چلے
وہ بیٹھا ہوا چشمہ آب پر
جو دیکھا نظر اُسکو اب پڑا
وہ جو اسم اُسکے تئین یاد ہے
اُسے اسم اعظم فراموش ہو
پر یہ وہ بیت اُس سے پیدا ہوئی

تو فضل خدا سے یہ کیا کار ہے
جو تو میری تدبیر اب کر سکے
نہ ہرگز تفاوت ذرا لاؤگے
نہ کچھ کذب کہنا کسی سے کہین
نہ یہ اسم لانا زبان پر کبھی
ترا کام بالکل یہ بن آئیگا
اور آنکھون کو اپنے تو اب بند کر
کسی جا پہ جا کر زمین سے لگا
نظر آتی ہے چارسو نوبہار
اُٹھانا قدم اُسکو مشکل پڑا
خدا جانے کیا اسمین ہے ہر اثر
پڑھون اسم اعظم کو اب مین اگر
شہنشاہ جادو کا ہو گمرہی
تو اُس جا سے آگے چلا نامور
نہ دیکھے تھے ویسے کبھی نہ سنے یار
نہانے لگا آب کے اندرون
جو تھے سحر کے وان سبھی بھاگ گئے
کہ آتے ہین بھاگے ہوئے جانور
کہ اک روز وہ حاتم ابن طے
کہ بالکل وہ جادو کو باطل کرے
کوئی اسم پڑھتا ہے شام و سحر
کہ ہے وحشت پر سیر عاشق ہوا
اُسی کے سبب سے بہت شاد ہے
پڑھا چاہیے ایسے اب سحر کو
اُسی جا پہ آ کر ہویدا ہوئین

لگے کہنے یون خضر اُس سے تبھی
گرا اُسکے قدمون پہ وہ نامدار
کہا خضر نے اب بتاتا ہون مین
نہا کر تو روزہ بھی رکھنا مدام
جو اِس طور سے تو پڑھیگا کبھی
کہا پھر یہ حاتم نے بتلائیے
بجا لایا کہنے کو وہ خضر کے
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی مکان
قدم کو وہ آہستہ رکھتا ہوا
تو عاجز ہوا حاتم نامدار
کیا زور اُس جا پہ اُسنے بڑا
جو وہ اسم اعظم کو پڑھنے لگا
ہوا اسم اعظم کو پڑھ کر روان
عجب چشمہ آب دیکھا وہان
اُٹھین دیکھکر حاتم نامدار
پھر آیا نکل جامہ بھی پاک کر
گئے نزد شاہ احمر کے پاس
اُٹھا ہاتھ مین سُنتے اپنی کتاب
یہین سے جو آئیگا اِس کوہ پر
جو پھر اُسنے دیکھا تو ظاہر ہوا
لگا فکر یون کرنے ساحر وہان
یہی چاہتا ہے مجھے مار کر
نہیں سحر اُس پر مگر کارگر
وہ افسون جب پڑھنے لگا بار بار
پھر اُسمین سے اک ملکہ زہرہ جبین

ترے ہاتھ آئے نہ جادو کبھی
لگا کہنے اے پیر عالی وقار
تجھے اسم اعظم سکھاتا ہون مین
بہنگام شب روز کھانا طعام
ترا کام آسان ہوگا سبھی
کہ اُس کوہ پر کسطرح جائیے
اُسی جا پہ حاتم سر و چشم سے
کہ ہے ایک اُس جا پہ کوہ گران
اُسی کوہ پر پھر جو حاتم چلا
لگا کہنے یون دل مین وہ بار بار
نہ ہرگز ہلا پانون اُسکا ذرا
ہوا سنگ سے پانون اُسکا جدا
جو پہونچا اُسی کوہ پر وہ جوان
کہ تھے گرد اُسکے درخت کلان
اُسی جا ٹھہر وہ گیا ایکبار
لگا اسم پڑھنے وہ پھر زود تر
بہت مضطرب اور بہت بیحواس
لگا دیکھنے حال کو وہ شتاب
کریگا وہ جادو کو زیر و زبر
کہ پہونچا ہے حاتم اب اِس جا پہ آ
سبب اُسکے آنیکا کیا ہے یہان
وہ لیجانے اُسکے تئین اپنے گھر
کیا چاہیے کوئی فکر دگر
طلسم اک ہوا اُس سے یون آشکار
ہوئی آ کے وارد بجوش و خروش

صراحی پیالہ لیے ہاتھ مین
قریب اُسکو دیکر تو فوراً وہین لا
وہان جلد تم جاؤ حاتم کے پاس
نظر جبکہ حاتم کی اُنپر پڑی
پھر آیا یہی اُسکے دل مین خیال
وہین آکے پہونچی بعز و وقار
مرے واسطے یان یہ آیا ہی تو
ہوئی شاد مین اب تجھے دیکھکر
کیا جام پُر از مئی ارغوان
پیالے کو حاتم نے فوراً لیا
اُسی وقت پیالے کو لب سے لگا
گئی لیکے وہ شام احمر کے پاس
وہ پہلے تو حاتم کو دیکھا کیا
بہت عقل و دانش سے یہ ورد کی
دیا حکم ساحر نے یون بر ملا
اُٹھا لیگئے اُس جگہ سے جوان
تو حاتم نے مہرے کو جلدی نکال
ہزارون من آہن اگرچہ تھی ڈال
اُسی مہرے کی سب یہ تاثیر تھی
منگا کر وہ جلدی سے اپنی کتاب
لگا کہنے پھر یون کہ باعث ہی کیا
کہ رکھتا ہی وہ مہرۂ خرس وان
اُسے فکر مین رنج افزون ہوا
وہ جب تنگ شد آپ سے با خیال
وہ سب اُسکے کہنے کو لائے دیگا

وہ حاضر ہوئی بات کی بات مین
کہ جام مئی ارغوانی پلا
اور ادوا کبھی اُسکے ہوش و حواس
تو حیرت مین وہ آگیا اُس گھڑی
پدر ہی پریرو کا ساحر کمال
کہ جس جا پہ تھا حاتم نامدار
اُٹھا کر بہت رنج اے نامجو
ہوئی پھر ملاقات بار دگر
کہا پھر یہ حاتم سے اے نوجوان
اُسی وقت یون اپنے دل سے کہا
تو وہ شاد و خرم ہوئی مہ لقا
کیا اُس سے پھر اُسنے یون التماس
پھر آخر سر اپنا فرو لیگیا
نہین مجھکو یہ بات منظور ہی
کہ لے جاؤ حاتم کو جلدی اُٹھا
دیا ڈال اُسے چاہ کے درمیان
لیا منہ مین اپنے اُسی وقت ڈال
تو وہ آب ہوجا گلے کر کمال
اثر کچھ نہ کرتی تھی وہ آگ بھی
لگا دیکھنے پھر وہ ساحر شتاب
جو وہ ایسی آتش مین زندہ رہا
دہن مین شب و روز اپنے نہان
کہ اب کسطرح مارا یہ جائیگا
نہین میرے ہرگز وہ کچھ کام کا
تامل کیا پھر نہ ہرگز ذرا

کہا اُس سے ساحر نے تو جلد جا
یہ پری دیون کی صورتین نکلے سب
اُسی وقت سب لگے آتین دن تمام
شجر پر لگے تھے سب اُنکے سر
اسی جا پریرو وہ فرخندہ خو
لگی کہنے حاتم سے اے نامور
مرے باپ نے تھا بلایا یہان
یہ کہتی ہوئی پاس حاتم کے جا
نہ اسکے تئین اُسکے ہاتھ سے
کہ صحبت غنیمت ہی دلدار کی
وہ تھی الغرض دیو سیہ رنگ بھی
عدو کو ترے باندھ لائی ہون مین
بہت فکر سے پھر وہ کہنے لگا
مگر کیا کرون دشمن جان ہی
جو وہ چاہ ہی آتشین راہ مین
وہ جاتا تھا غلطان و پیچان وہان
کرون چاہ کا حال کیا مین بیان
رہا اُسمین حاتم کئی دن پڑا
کہا جاکے لوگون نے اُس سے وہین
جو دیکھا تو یہ اُسکو ظاہر ہوا
لگا دیکھنے پھر وہ اپنی کتاب
اُسی کے سبب سے وہ جلتا نہین
کہ مہرے کا لینا بھی اب غور سے
لگا کہنے لوگون سے وہ بدخصال
نکل چاہ سے حاتم نامور

ہی جس جا پہ وہ حاتم مہ لقا
اُسی چشمۂ آب پر جاؤ اب
کہ جس جا پہ تھا حاتم نوجوان
یہان پہونچی ہین کسطرح آنکر
تعجب نہین ہی جو آئی چلی
تو اُس جا مشقت سے می کھینچ کر
پی سیر پستان مجھ اے جوان
گئی بیٹھ پہلو مین وہ مہ لقا
شتابی سے پی اور پھر مجھکو دو
جو ہی آج مجھکو میسر ہوئی
تو حاتم کو وہ باندھ لیگئی
اُسے لے ترے پاس آئی ہون مین
کہ ایسے جوان کے تئین مارنا
مری خاطر اس سے پریشان ہی
اُسے ڈال دو جلکے اُس چاہ مین
پڑی اک مصیبت مین اس وقت جان
کہ تھی کہان آتش کی وہ بیکران
نہین اُسکا اک بال ہرگز جلا
کہ حاتم تو آتش مین جلتا نہین
کہ حاتم تو اتنا بھی نہین ہی جلا
تو ظاہر ہوا اُسکو ایسا حساب
مرا سحر کچھ اُسپہ چلتا نہین
مناسب نہین ہی کسی طور سے
کہ مونہہ سے اُسے لاؤ باہر نکال
گیا چشمۂ آب پر زود تر

نہا کر اسی چشمۂ آب پر
اسی وقت پھر ساحر نابکار
ولیکن جو ہی ملکہ زرینہ پوش
تجھے اب تو دیکھوں گی میں جوش سے
مرے باپ نے ایک دیو سیاہ
بفضل خدا تو اسی چاہ سے
نہ پہنچے کہیں اسکو جا کر خبر
پکڑ ہاتھ نزدیک لایا اسے
کہا اسنے ای ملکہ با تمیز
ہوں مفلس مگر پاس کچھ زر نہیں
نہیں میرے لائق کوئی چیز ہی
جو اسکو عنایت کرے تو مجھے
کہ وہ مہرۂ خرس ہے میرے پاس
مرے باپ کے پاس ہے اک کتاب
نہ اسکے سوا وہ کہیں سے ملے
زیادہ نہیں تجھسے مہرہ عزیز
کہ اتنے میں اک پیر فرخ جمال
نہ دے مہرے کو ہاتھ سے زینہار
تو دیگا سلامت رہیگا نہیں
بتا مجھکو ای پیر کسواسطے
یہ کیا کام آئیگا میرے بھلا
تجھے اسم اعظم کو سکھلا دیا
کہا اسنے ای پیر فرخندہ دین
لگا کہنے وہ پیر عالی وقار
نہیں ہے یہ وہ ملکہ زرینہ پوش

گیا بیٹھ فی الفور وہ نامور
لگا کرنے جادو وہاں بیٹھ کر
رہی ایستادہ اسی جا خموش
خلل کوئی پیدا انہوں نے کیے
ترے پاس بھیجا تھا اس نیک خو
نکل آیا اب غوطہ دے چاہ سے
کہ ڈالے خلل پھر یہاں آن کے
برابر پھر اپنے بٹھایا اسے
تجھے دل سے رکھتا ہوں میں ای عزیز
کہ یاقوت و الماس گوہر نہیں
کہ دوں میں تجھے تجھکو ای نیک پی
مرا باپ تیرے تئیں چھوڑ کے
اگر تو جسکی رکھتی ہے اب مجھسے آس
کہ اسمیں لکھا ہے جہاں کا حساب
بر وہی زریں جو تجھسے تجھے
سمجھ اسکو اپنا تو ای با تمیز
ہوا آ کے ظاہر بصد کمال
نہیں تو بہت ہو پشیمان جو گا
مری بات کا کر تو دل میں یقین
مجھے منع کرتا ہے اس بات سے
اس احوال کو مجھسے جلدی بتا
ہر اک حال تجھسے مفصل کہا
مجھے تھی بہت خواہش نازنین
سنہ ای تو نادان ای نابکار
کہ جسکے لیے تو کرے تھا ہوس

پھر اس جا پہ وہ بیٹھ کر نامدار
کہ ناگاہ سب نازنین و دلربا
لگی کہنے یہ اسکے وہ ماہرو
جو اک روز میں پھر نزدیک تیرے
وہ جلدی سے تجھکو پکڑ لیگیا
جو بیٹھوں مگر پاس میں کہیں
بیکبار گی اسنے کھایا فریب
لگی کہنے حاتم سے وہ نازنین
لگی کہنے اک پیر دای جوان
فقط ایک کہتا ہوں میں تجھ بیقین
کہا اسنے ای حاتم ابن طی
کہا پھر یہ حاتم نے ای مہ لقا
لگی کہنے پھر اس سے وہ ماہرو
اسے دیکھ کر سمجھا وہ نامدار
لگا کہنے حاتم تو ہو نوا دو اس
یہ چاہا کہ اس مہرۂ خرس کو
اک آواز دی اسنے ای نامجو
اگر چاہتا جان کی خیر ہے
جو پھر دیکھا حاتم نے اس پیر کو
مرا یار اسکا طلبگار ہے
لگا کہنے وہ پیر عالی وقار
وہ سنتے ہی اس بات کے نامور
تو جلد سے آپ کی وہ مجھے
نہ کر اسکے سننے کا ہرگز خیال
جو پہلے تو اس چشمۂ آب پر

لگا کرنے شکر خدا بار بار
ہوئیں گرد حاتم کے پھر آن کر
کہ شہزادی ہے میں حاتم نیک خو
یہاں آ کے بیٹھی تھی ای نامجو
تجھے ڈال آئے کنوئیں میں دیا
تو پھر خوف ساحر کا میرے تئیں
رہا کچھ نہ پھر دل کو اسکے شکیب
مجھے چاہتا دل سے ہے یا نہیں
کہا اس سے حاتم نے کر تو بیان
سو وہ دیکھا تجھکو ای دلستان
ترے پاس اک مہرۂ خرس ہے
تجھے کسطرح سے یہ ظاہر ہوا
کہ ای نوجوان حاتم نیک خو
کہ وہ پاس حاتم کے ہے زینہار
وہ ہی مہرۂ خرس ہاں ای میرے یار
حوالہ کرے اسکے وہ نامجو
بتا اب یہ کیا کام کرتا ہے تو
تو ہرگز نہ دے مہرہ ای ابن طی
تو کہنے لگا اس سے وہ نامجو
برا اس سے اب کیا کیا ہے
میں وہ ہی تو ہوں پیر ای نامدار
گرا اسکے قدموں پہ پس وہ دلربا
ملی مجھکو یاں خود بخود آن کے
یہ ہے صورت سحر ای خوش خصال
تھا بیٹھا ہوا تھا نہ خوف و خطر

یہی صورت سحر یا شور و شر | ترے پاس آئی تھی اے نامور
وہ پھر بن گئی صورت دیوزاد | پکڑ کر تجھے لے گئی شاد شاد

چاہ سے نکل کر آنا حاتم کا چشمۂ آب پر اور شاہم احمر کے حکم سے ملکہ زرین پوش صورت سحر کا آنا پاس حاتم کے مع چند صورتون سحر کے اور طالب ہونا مہرۂ خرمس کا اور پہونچنا حضرت خضر کا اور منع کرنا واسطے دینے مہرے کے اور پڑھنا حاتم کا اسم اعظم کو اُس پیر کے حکم سے اور جل کر خاک ہو جانا سب صورتون کا



کنوان وہ جو تھا آتشین راہ مین | تجھے جا کے ڈالا اُسی چاہ مین
تو مہرے کے باعث سے زندہ رہا | سلامت پھر اس جا پہ یا چلا
اگر چاہتا ہے تو اپنی حیات | نہ مہرے کو دے اُسکو اے نیک ذات
جو بیٹھی ہے یہ نازنین و برو | وہ ہے صورت ملکہ خوبرو
بنی ہے یہ صورت مگر سحر سے | کہ احمر نے بھیجا ہے اس جا اسے
تو پڑھ اسم اعظم کو اب زود تر | توقف ذرا اسمین ہرگز نکر
اگر ہے یہی ملکہ زرینہ پوش | تو ہرگز نہین کچھ کریگی خروش
ترے پاس بیٹھی رہیگی وہ آب | کریگی نہ فریاد و شور و شغب
اگر صورت سحر ہے نازنین | تو ہوگی وہ پھر سوختہ اب یہین
یہ سنتے ہی فی الفور حاتم اٹھا | سر اُس پیر کے پانون پر رکھ دیا
اور اُس آب سے دست پا پاک کر | غرارہ لگا کر نے وہ نامور
لگا پڑھنے پھر اسم اعظم وہان | تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی مکان
کہ حال ان سبھون کا دگرگون ہوا | تھا اک لرزہ اُنکے بدن پہ پڑا
وہ بیٹھی جو تھی ملکہ نازنین | لگی کانپنے اس طرح سے وہین

کہ بارے تھی وہ دانت کو انت پر
وہ سب شمع ساں صاف جلنے لگین
جو تھی صورت ملکہ مہ لقا
ہوا اُسکی فرقت سے وہ بیقرار
تسلی تھی میرے دل زار کی
بھلا صبر اب کسطرح سے کرون
اُسے یاد کر کے وہ رو رو وہان
نہ اُنے دیا پھر کے ہرگز یہان
تو اب مکر سے اپنے حاتم کو مار
بہت عمر حاتم کی باقی ابھی
لگا کہنے ابلیس سے وہ لعین
کہا اُس سے ساحر نے ای مہربان
نہ خوف و خطر اُسنے ہرگز کیا
یہ امید ہے تجھسے ای نامور
مجھے دخل کار خدا مین نہین
ہوا حکم حق خضر کو یون وہین
مگر امر یہ تجھسے ہوئیگا ہان
قدم پر وہ ابلیس کے گر پڑا
وہان خواب غفلت مین پایا اُسے
ہوا جبکہ بیدار وہ نوجوان
جو اُس جا کمین مین تھے سب لوگ گھر
جو نزدیک حاتم کے پہونچا وہ دیو
مین جب تک نہ نکلے سے خارج ہو جان
پکڑ دیو نے ہاتھ اُسکا لیا
جو مین جان سے اسکو مارون ابھی

نکلتی تھی آواز با شور و شر
گھلے موم جیسے پگھلنے لگین
اُسی جا وہ جلکر ہوئی سرمہ سا
لگا رونے اُس جا پہ پھر زار زار
سو وہ بھی مگر ہاتھ سے اب گئی
دلاسا دل زار کو کیا مین دون
بیکبارگی سو گیا ناگہان
کیا خاک حاتم نے سبکو میان
نہ تاخیر کر اسمین تو زینہار
نہ وہ کشتہ ہوگا کسی سے کبھی
مین جب تک نہ زندہ ہون
کرون حال کیا اپنا تجھسے بیان
جلا اُنکو آتش مین یکسر دیا
کہ وہ دل سے اُسکے فراموش ہو
نہ رکھ مجھسے امید تو ای لعین
مددگار تو اُسکا ہو و رہین
کہ اُسکے تئین خواب کے درمیان
تو اُسنے اُسے کچھ دلاسا دیا
تو فی الفور قابو مین لایا اُسے
تو دیکھا تن آلودہ اپنا وہان
بیکبارگی سحر کرنے لگے
تو کرنے لگا اسقدر شور و غل
تو اِن دیو سے کسطرح سے اُڑون
اور احمر کے پاس اُسکو وہ لیگیا
تو ضائع ہو وہ مہرہ خرس تھی

دگر بار پھر اسم اُسنے پڑھا
تو اکدم مین سب جلگئے وہ نازنین
جو حاتم نے ملکہ کا دیکھا یہ حال
تاسف بہت کر کے کہنے لگا
کہ مین اپنا معشوقہ بیٹھا کھو
اسی فکر مین یاد اُسکو کیا
خبر یہ ہوئی احمر شام کو
بلا سحر سے اُسنے ابلیس کو
دیا اُسکو ابلیس نے یون جواب
نہ رکھ دل مین کچھ اُس سے تو بغض و کین
لگا کہنے ابلیس سے پھر وہ یون
بنی تھین بہت سا صورتین سحر کی
کہ اک اسم اعظم اُسے یاد ہے
دیا اسکو ابلیس نے یون جواب
یہ ہے خواہش پاک پروردگار
مجھے دخل کار خدا مین ہے کیا
کرون ایسا غافل کہ وہ نیکنام
اُسی وقت ابلیس غائب ہوا
کیا اسقدر اُسنے پھر اہتمام
یہ چاہا کہ اُس چشمہ آب پر
کہ ناگاہ اک دیو پیدا ہوا
کہ حاتم اُسے دیکھ حیران ہوا
یقین ہے کہ اب جان میری گئی
لگا کہنے یون شاہ احمر وہین
یہ جب تک نہ اسکے دو ہاتھ سے وہ مجھے

تو شعلہ سا اک اُنمین پیدا ہوا
پڑین خاک ہو کر پری وہ یہین
ہوا اُسکے دل کو تردد کمال
مین اِس جا پہ اب کیا کرون باخیال
سمجھا تھا اُس صورت سحر کو
جو تھی اُسکی معشوقہ دلربا
کہ اُن نازنینان گلفام کو
لگا کہنے سب حال وہ تند خو
کہ ای احمر شام والا خطاب
تو دے اسکو وہ دختر نازنین
کیا ہے مجھے یاد اب تو نے کیون
کیا اُنکو حاتم نے کشتہ ابھی
اُسی کے سبب سے بہت شاد ہے
کہ یہ بات کہتا ہے تو بیحساب
کہ ہو ہفت اقلیم مین نامدار
کہ وہ دن اُسے اسکے دل سے بھلا
کرے بیخبر ہے کہ وہ احتلام
تھا جس جا پہ حاتم وہان سو گیا
کہ اُسکے تئین ہو گیا احتلام
کرے غسل جا کر وہان وہ تب
وہ حاتم کی جانب کو جلدی چلا
وہان پر نہایت پریشان ہوا
اسی جا ہے میری قضا آگئی
اُسے مارنا جان سے بہتر نہین
مرے ہاتھ آئے وہ کس طور سے

تو حاتم کو زنجیر سے باندھ کر
بان اُسکا سارا تہِ سنگ تھا
مگر اپنے دل مین یہ لیل و نہار
خبردار ہشیار اُس سے رہو
تو جادوگر اُس سے لگے کہنے سب
دیا حکم یون اُسنے جادوگرو
تو اِس کو غم سے نکالین ابھی
لگے کہنے جادوگر اُس سے وہان
تو یہ سنکے جادوگرون نے وہان
کہا اُسنے گر تمکو باور نہو
اُٹھایا اُنھون نے وہ سنگ گران
کہ سنگ اسکے سر سے پڑا دور تر
یہ کہکر لگے مارنے پھر وہ سنگ
پڑے اسقدر سنگ وان ایک جا
تو حاتم کے سر کو سرِ مو زیان
لگا کرنے جادو وہان بار بار
غرض سات دن تک اِسی طور سے
وے بھوکا اور پیاسا سے وہ جوان
بتاؤ تو کیا تمکو معلوم ہے
اگر کوئی اُس چشمۂ آب پر
بتاؤ تو وہ کونسا سحر تھا
نہ جادو نے اُسکے کیا کچھ اثر
کرے اور کو پادشاہ جہان
نہیں ہے مناسب کہ تم اسکو یہین
بہنگام شب تجھکو لے جاونگا

زمین پر گرا یا وہین زود تر
فقط سر رہا اُس جگہ تھا کھلا
نہ سنگ رونا تھا وان زار زار
شب و روز تم پاسبانی کرو
کہ حاتم ترا کیا ہے احوال اب
یہ تم بات حاتم سے جاکر کہو
کبھی جان سے ہرگز نہ مارین تجھے
کہ اب مرگیا حاتم نوجوان
کہا یون کہ اے شاہ جادوگران
تو پتھر اُٹھا کر ابھی دیکھ لو
تو فوراً سر حاتم نوجوان
تو پہونچا کچھ اُسکو نہ اُس سے ضرر
نہ کرتا تھا زنہار کوئی درنگ
کہ اک بیستون کوہ برپا ہوا
نہ پہونچا بفضل خدائے جہان
لعبا چشم ہر وقت لیل و نہار
بہم ہوگئے پتھر وہ پھینکا کیے
نہایت ہوا خستہ و ناتوان
کہ یہ مہرۂ خرس ہے کون شے
کہ جس جا پہ رہتا تھا شام و سحر
کہ احمر نے اُسکو نہ مجھ پر کیا
نہ پہونچا کسی شے سے مجھکو ضرر
رکھے اُسکا ہرگز نہ نام و نشان
کہ شاہ جہان کے تئین رنج دین
اُسی چشمہ پر جا کے پہونچاونگا

وہین لاکے پھر ایک سنگ گران
وہ کرتا تھا یاد خدا بار بار
پھر احمر نے جادوگرون سے کہا
گئے سات دن اسطرح سے گزر
دیا کچھ نہ حاتم نے انکو جواب
ترے پاس جو مہرۂ خرس ہے
ہمین مہرۂ خرس درکار ہے
کہا شاہ احمر نے ہرگز نہین
اگر آہنی تن بھی ہوتا کہین
یہ سُنکر سخن سخت حیران ہوئے
سلامت بر آیا تو حیران ہوئے
دو دم بار پھر سنگ باران کرو
ولیکن وہ ٹوٹے تھے سب دور تر
وہ سنگ گران پھر اُٹھا زود تر
تو لاچار وہ شاہ احمر ہوا
اسی طور سب نوکر اُسکے وہان
مگر اُسنے محفوظ حاتم رہا
لگا کہنے جادوگرون سے جوان
نہ اسکے سبب سے کنوئین مین چلا
جو پہونچا دے اس جا اُٹھا کے مجھے
اثر سے ہین اس مہرہ کے جا بجا
سوا اُسکے خاصیت اس مین یہی ہو
دیا اُسکو جادوگرون نے جواب
کوئی ایک بیٹھا تھا نزدیک تر
مجھے اُسکو دینا تو ہے ناموس

رکھا اُسکے سینے پہ فوراً وہان
زبان اُسکی کھلتی نہ تھی نیم جان
رہے یہ سبھی گرد حاتم کے جا
جو بھوکا پیاسا تھا وہ نامور
تو احمر نے کھایا بہت پیچ و تاب
وہ تو ہمکو دے ڈال ہے اس طرح
نہ اسکے سوا چاہیے کوئی شے
بخوبی وہ زندہ ہے اب تک یہین
تو وہ خاک ہوتا بروئے زمین
سبھی بالکے پتھر اُٹھانے لگے
تحیر کے عالم مین کہنے لگے
توقف کو ہرگز نہ تم راہ دو
نہ ہوتا تھا حاتم کو ہرگز ضرر
لگے دیکھنے آکے حاتم کا سر
وہان سے چلا اپنے گھر کو گیا
لگے پھینکنے اُسپہ سنگ گران
ضرر اُسکو پہونچا نہ ہرگز ذرا
کہا احوالِ مہرہ کرو تم بیان
نہ اُس سنگ بھاری سے [illegible]
تو یہ مہرۂ خرس ہوا اب سے
ہر آفت سے بچکر سلامت رہا
کہ احمر کے مرنے وہ ہوجائے [illegible]
اگر یہ بات واللہ ملا جواب
اشارے سے کہنے لگا بے خطر
نہ کچھ فکر زنہار تو دل مین لا

کہ مارے تھی وہ دانت کو دانت پر
وہ سب شمع ساں صاف جلنے لگین
جو تھی صورتِ ملکۂ مہ لقا
ہوا اُسکی فرقت سے وہ بیقرار
تسلی تھی میرے دلِ زار کی
بھلا صبر اب کسطرح سے کرون
اُسے یاد کرکے وہ رو رو وہان
نہ آنے دیا پھر کے ہرگز یہان
تو اب مکر سے اپنے حاتم کو مار
بہت عمر حاتم ہے باقی ابھی
لگا کہنے ابلیس سے وہ لعین
کہا اُس سے ساحر نے اے مہربان
نہ خوف و خطر اُسنے ہرگز کیا
یہ امید ہے تجھسے اے نامور
مجھے دخل کار رضا مین نہین
ہوا حکم حق خضر کو یون وہین
مگر امر یہ تجھسے ہوسکتا ہان
قدم پر وہ ابلیس کے گر پڑا
وہان خواب غفلت مین پایا اُسے
ہوا جبکہ بیدار وہ نوجوان
جو اُس جا کمین مین تھے ساحر کئی
جو نزدیک حاتم کے پہونچا وہ دیو
مین جب تک نہ مارون نہ خارج ہون
پکڑ دیو نے ہاتھ اُسکا لیا
جو مین جان سے اسکو مارون ابھی

نکلتی تھی آواز با شور و شر
گھلے موم جیسے پگھلنے لگین
اُسی جا وہ جلکر ہوئی سر بسر
لگا رونے اُس جا پہ پھر زار زار
سو وہ بھی سحر ہاتھ سے اب گئی
دلاسا دلِ زار کو کیا مین دون
بیکبارگی سو گیا ناگہان
کیا خاک حاتم نے سبکو وہان
نہ تاخیر کر اسمین تو زینہار
نہ وہ کشتہ ہوگا کسی سے کبھی
مین جب تک کہ زندہ ہون چین نہین
کرون حال کیا اپنا تجھسے بیان
جلا اُنکو آتش مین یکسر دیا
کہ وہ دل سے اُسکے فراموش کر
نہ رکھ مجھسے امید تو اے لعین
مددگار تو اُسکا ہو وہ معین
کہ اُسکے تئین خواب کے درمیان
تو اُسنے اُسے کچھ دلاسا دیا
تو فی الفور قابو مین لایا اُسے
تو دیکھا تن آلودہ اپنا وہان
بیکبارگی سحر کرنے لگے
تو کرنے لگا اسقدر پس غریو
تو اس دیو سے کسطرح سے لڑون
اور احمر کے پاس اُسکو وہ لیگیا
تو ضائع ہو وہ مہرہ خرس تھی

دگر بار پھر اسم اُسنے پڑھا
تو اکدم مین سب جلگئے وہ نازنین
جو حاتم نے ملکہ کا دیکھا یہ حال
تاسف بہت کرکے کہنے لگا
کہ مین اپنا معشوقہ نیک خو
اِسی فکر مین یاد اُسکو کیا
خبر یہ ہوئی احمرِ شام کو
بلایا سحر سے اُسنے ابلیس کو
دیا اُسکو ابلیس نے یون جواب
نہ رکھ دل مین کچھ اُس سے تو بغض کین
لگا کہنے ابلیس بھی اُس سے یون
بنی تھین بہت سی صورتین سحر کی
کہ اک اسم اعظم اُسے یاد ہے
دیا اسکو ابلیس نے یون جواب
یہ ہے خواہشِ پاک پروردگار
مجھے دخل کار رضا مین ہے کیا
کرون ایسا غافل کہ وہ نیک نام
اُسی وقت ابلیس غائب ہوا
کیا اسقدر اُسنے پھر اہتمام
یہ چاہا کہ اُس چشمۂ آب پر
کہ ناگاہ اک دیو پیدا ہوا
کہ حاتم اُسے دیکھ حیران ہوا
یقین ہے کہ اب جان میری گئی
لگا کہنے یون شاہ احمر وہین
یہ جب تک سلامت رہیگا یہ مجھے

تو شعلہ سا اک اُنمین پیدا ہوا
پڑین خاک ہوکر پری پیکرین
ہوا اُسکے دل کو تردد کمال
ہین اِس جا پہ سب کیا کرون خیال
سمجھتا تھا اُس صورتِ سحر کو
جو تھی اُسکی معشوقہ دلربا
کہ اُن نازنینان گلفام کو
لگا کہنے سب حال وہ تندخو
کہ اے احمرِ شام والا خطاب
تو دے اسکو وہ دختر نازنین
کیا ہے مجھے یاد اب تو نے کیون
کیا اُنکو حاتم نے کشتہ ابھی
اُسی کے سبب سے بہت شاد ہے
کہ یہ بات کہتا ہے تو جیسا اب
کہ ہو ہفت اقلیم مین نامدار
کہ وہ دن اہم وہ اسکے دل سے بھلا
کرے بیخبر ہوکے وہ احتلام
تھا جس جا پہ حاتم وہان سو گیا
کہ اُسکے تئین ہوگیا احتلام
کرے غسل جا کر وہان وہ تمام
وہ حاتم کی جانب کو جلدی چلا
وہان پر نہایت پریشان ہو
اسی جا ہے میری قضا آگئی
اسے مارنا جان سے ہے نہین
مرے ہاتھ آوے وہ کس طور سے

تو حاتم کو زنجیر سے باندھ کر
زمین پر گرا یا وہین زود تر

وہین لا کے پھر ایک سنگ گران
رکھا اُسکے سینے پہ فوراً وہان

بان اُسکا سارا تہ سنگ تھا
فقط سر رہا اُس جگہ تھا کھلا

وہ کرتا تھا یاد خدا بار بار
زبان اُسکی کھاتی نہ تھی زینہار

مگر اپنے دل مین نہ لیل و نہار
نہ سنگ رونا تھا وان زار زار

پھر احمر نے جادوگرون سے کہا
رہے تب سبھی گرد حاتم کے جا

خبردار ہشیار اُس سے رہو
شب و روز تم پاسبانی کرو

گئے سات دن اس طرح سے گذر
جو بھوکا پیاسا تھا وہ نامور

تو جادوگر اُس سے لگے کہنے سب
کہ حاتم ترا کیا ہے احوال اب

دیا کچھ نہ حاتم نے اُنکو جواب
تو احمر نے کھایا بہت پیچ و تاب

دیا حکم یون اُسنے جادوگرو
یہ تم بات حاتم سے جا کر کہو

ترے پاس جو مہرۂ خرس ہے
وہ تو ہمکو دے ڈال ہے اس گھڑی

تو اس کو وہ غم سے نکالین تجھے
کبھی جان سے ہرگز نہ مارین تجھے

ہمین مہرۂ خرس درکار ہے
نہ اُسکے سوا چاہیے کوئی شی

لگے کہنے جادوگر اُس سے وہان
کہ اب مر گیا حاتم نوجوان

کہا شاہ احمر نے ہرگز نہین
بخوبی وہ زندہ ہے اب تک یہین

تو یہ سنکے جادوگرونے وہان
کہا یون کہ اے شاہ جادوگران

اگر آہنی تن بھی ہوتا کہین
تو وہ خاک ہوتا بروی زمین

کہا اُسنے گر تمکو باور نہو
تو پتھر اُٹھا کر ابھی دیکھ لو

یہ سنکر سخن سخت حیران ہوے
سبھی جا کے پتھر اُٹھانے لگے

اُٹھایا اُنھون نے وہ سنگ گران
تو فوراً اسیر حاتم نوجوان

سلامت بر آیا تو حیران ہوے
تحیر کے عالم مین کہنے لگے

کہ سنگ اُسکے سر سے پڑا دور تر
تو پہونچا کچھ اُسکو نہ اُس سے ضرر

دم بدم پھر سنگ باران کرو
توقف کو ہرگز نہ تم راہ دو

یہ کہکر لگے مارنے پھر وہ سنگ
نہ کرتا تھا زنہار کوئی درنگ

ولیکن وہ ٹوٹتے تھے سب ریزہ تر
نہ ہوتا تھا حاتم کو ہرگز ضرر

پڑے سقف پر سنگ وان ایک جا
کہ اک بیستون کوہ برپا ہوا

وہ سنگ گران پھر اُٹھا دور تر
لگے دیکھنے آکے حاتم با سر

تو حاتم کے سر کو سر موزیان
نہ پہونچا بفضل خدائے جہان

تو لاچار وہ شاہ احمر ہوا
وہان سے چلا اپنے گھر کو گیا

لگا کرنے جادو وہان بار بار
تعجب نے شہ پر وقت لیل و نہار

اسی طور سب نوکر اُسکے وہان
لگے پھینکنے اُسپہ سنگ گران

غرض سات دن تک اسی طور سے
سبھ ہے کے پتھر وہ پھینکا کیے

مگر اُسنے محفوظ حاتم رہا
ضرر اُسکو پہونچا نہ ہرگز ذرا

وے بھوک اور پیاس سے وہ جوان
نہایت ہوا خستہ و ناتوان

لگا کہنے جادوگرون سے جوان
کہ احوال مہرہ کرو تم بیان

بتاؤ تو کیا تمکو معلوم ہے
کہ یہ مہرۂ خرس ہے کون شی

نہ اُسکے سبب سے کوئین مین جلا
نہ اُس سنگ بھاری سے گر زخم لا

اگر کوئی اُس چشمۂ آب پر
کہ جس جا پہ رہتا تھا شام و سحر

جو پہونچا دے اس جا سے تجھے
تو یہ مہرۂ خرس ہے ان اب

بتاؤ تو وہ کونسا سحر تھا
کہ احمر نے اُسکو نہ مجھ پر کیا

اثر سے مین اس مہرے کے جا بجا
ہر آفت سے بچکر سلامت رہا

نہ جادو نے اُسکے کیا کچھ اثر
نہ پہونچا کسی شی سے مجھکو ضرر

سوا اُسکے خاصیت اُسمین ہی ہو
کہ احمر کے مرنے سے ہو جاے طور

رے اور کو پادشاہ جہان
رکھے اُسکا ہرگز نہ نام و نشان

دیا اُسکو جادوگرون نے جواب
کہ یہ بات سنکر الٰہی جواب

نہین ہے مناسب کہ تم سلکو ین
کہ شاہ جہان کے تئین بھیج دین

کوئی ایک بیٹھا تھا نزدیک تر
وہ شاہ سے کہنے لگا بے خطر

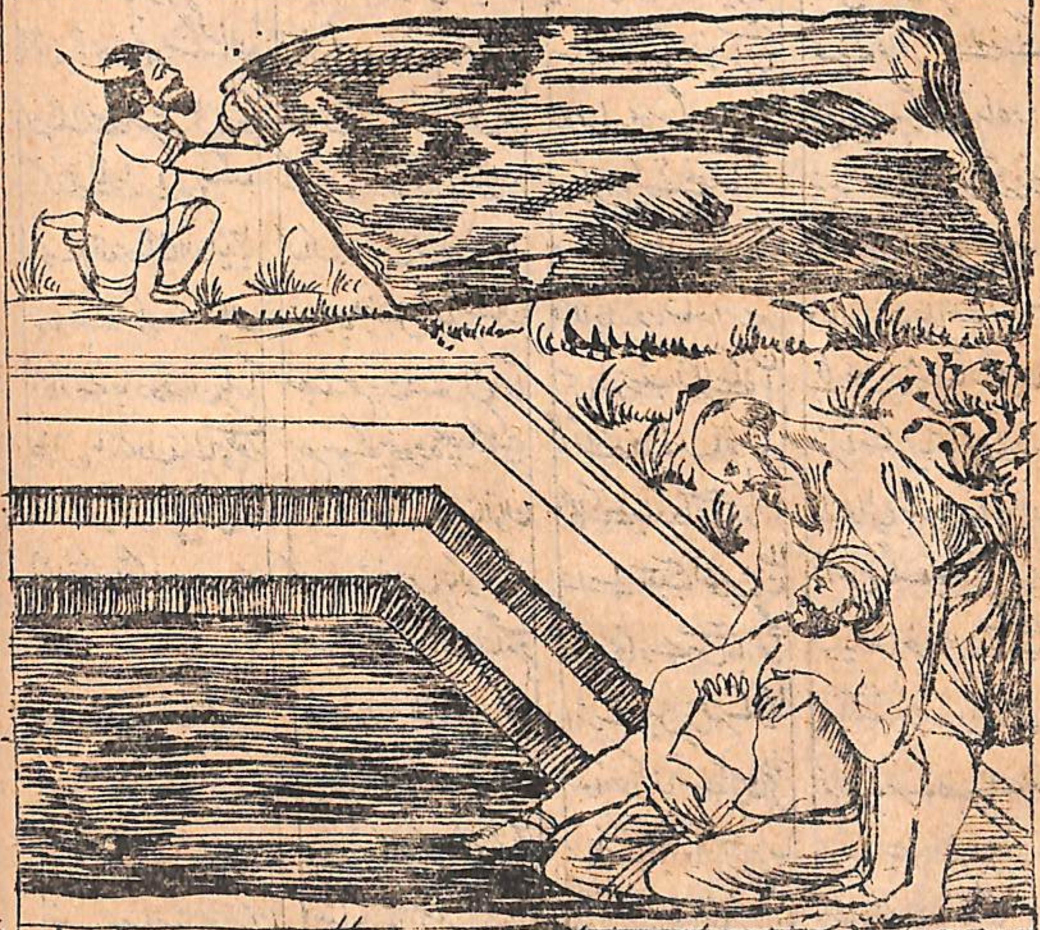
بہنگام شب تجھکو لے جاؤنگا
اسی چشمہ پر جا کے پہونچاؤنگا

مجھے اُسکو دینا تو اے نامور
نہ کچھ فکر زنہار تو دل مین لا

اشارے سے حاتم نے کس کو کہا | کسی کو نہ دونگا مین پھر سوا
ہوئے گرد حاتم کے جاکر کھڑے | نہ ہرگز وہان سے وہ ہٹکے بڑھے
فقط ایک وہ شخص پیدا ہوا تھا | جسے مہرۂ خرمن رکار تھا
اگر تو کہے مجھسے اے نامور | تو مین سے لے چلون چشمۂ آب پر
لگا اِک سنگ بھاری ہی مین ہل سکون | تو ہمراہ تیرے وہان کو چلون
نکالون مین پھر تیرے سنگ سے | اٹھا لیوین یا سبھی ایدم تجھے
وہ کہنے لگا ساحر اب مین اسے | اُٹھاؤنگا پھر قوت سحر سے
اُٹھا اُسکے سینے سے سنگ گران | کہین لیگیا اسکو دیو کلان

ہوئی رات جب قوت ساحری | ہوئے جمع ہرسو سے آکر سبھی
گئی نصف شب پھر وہ بیٹھے سبھی | بیکبار گی اُنکو نیند آگئی
لیا سنگ کو اُسنے جلدی اُٹھا | یہ حاتم سے فی الفور اُسنے کہا
لگا کہنے یون حاتم نامدار | کہ کچھ مجھ مین طاقت نہین یارا
وہ ساحر یہ حاتم سے کہنے لگا | نہ کر خوف تو اپنے دل مین ذرا
لگا کہنے یون حاتم نیک خو | اُٹھائیگا کسطرح تو سنگ کو
یہ کہکر وہ افسون کچھ پڑھنے لگا | کہ اک دیو ناگاہ پیدا ہوا
پھر اُس جا سے فی الفور حاتم اُٹھا | تو ہمراہ اُسکے روانہ ہوا

سرناگ جادوگر کے سحر سے پتھر اُٹھاکر علٰحدہ کردینا ایک دیو کا حاتم کے سینے سے اور پہونچا دینا سرناگ جادوگر کا چشمۂ آب پر حاتم کو بہ طمع مہرے کے اور سوال جواب ہوکر واپس ہونا سرناگ کا حاتم سے



جو پہونچا وہ نزدیک چشمہ کے | تو جامے کو تن سے وہ کرکے جدا | وہین غسل چشمے پہ جاکر کیا | تو تھوڑا سا پھر اُسنے پانی پیا

پھر آیا وہ چشمہ سے باہر نکل
نہین جانے کو چاق ہو بر محل

کہ مین بھی اسی مہرے کے واسطے
نکالا ہی بندِ گران سے تجھے

جو تو نے نکوئی مرے ساتھ کی
مین نیکی کرونگا ترے ساتھ بھی

کہا پھر یہ حاتم نے ای نیک خو
جو کشتہ کرون احمرِ شام کو

وہ بولا کہ یہ مہرہ ہم ابن طی
نہین سہل طاقت مجھکو درکار ہی

تو کسواسطے چاہتا ہی بھلا
یہ احوال مجھسے مفصل بتا

کہا اُس سے حاتم نے ای ناخدا
اگر مانگتا تو بنام خدا

لگا کہنے جادوگرِ نابکار
کہ سُنتا ہی ای حاتمِ نامدار

سوا اُسکے اب دوسرا کون ہی
جسے مین بتاؤن اب ای ابن طی

نہ کہہ بار دیگر مرے سامنے
یہی بہتر چلا جا مرے پاس سے

جو تو نے مرے ساتھ نیکی ہی کی
نہین اُسکا بدلا ہی سر گندگی

کہا اُسنے حاتم سے ای نامدار
سمجھ اپنے دل مین زرا ایک بار

اگر خود بخود مجھکو دیتا ہی تو
امان جانکی اپنے لیتا ہی تو

پھر اُس مہرے کو ہاتھ سے تیرے لون
تامل توقف نہ ہرگز کرون

تو جا میرے آگے سے ٹل کہین
یہ مہرہ متاعِ گران ہی نہین

اگر تو نے احسان ہی مجھپر کیا
عوض اُسکا مین تجھکو ای نابنا

لیکے تئین ایک جانونگا مین
کسی دوسرے کو نہ مانونگا مین

تو وہ اسم حاتم بھی پڑھنے لگا
نہ بولا کچھ اُس سے نہ ہرگز کہا

لگا کانپنے سارا اُسکا بدن
تو بس بھاگ کر جلد وہ اہرمن

کہ تا کوئی اُس سے نہ آگاہ ہو
کہ یہ کام اُسنے کیا رات کو

سحرگاہ جاگا ہر اک پاسبان
تو کیا دیکھتے ہین وہ سنگ گران

ہوا دل مین اُنکے بہت خوف و باک
ہوئے احمرِ شام سے بیمناک

پڑینگے سبھی اُسکے ہم قہر مین
نہ چھوڑیگا زندہ ہمین دہر مین

کہا وہ جوان رات غائب ہوا
نہ معلوم پھر کسطرف کو گیا

طلب مہرۂ خرس کی تھی کمال
دیا ایک ساحر نے اُسکو نکال

لگا کہنے جادوگر اُس سے وہان
کہ دے مہرۂ خرس ای نوجوان

کہا اُس سے حاتم نے ای نیک ذات
کہی تو نے اب یہ بہت خوب بات

لگا کہنے جادوگر اب تو بتا
کہ کیا مجھسے نیکی کریگا بھلا

تو اُس پادشاہی کو مین دون تجھے
یہ سب مال و زر اُسکا بخشون تجھے

کہا اُس سے حاتم نے ای مہربان
یہ مہرہ مرے دوست کا ہی نشان

کہا چاہتا ہون مین اپنے لیے
نہین چاہتا اور کے واسطے

تو دیتا مین مع اللہ فوراً تجھے
نہین اسمین تھا کچھ تامل مجھے

مرا آفرینندہ ذی وقار
وہی شام احمر ہی عالی تبار

لگا کہنے پھر حاتمِ نامجو
تو کہتا ہی خالق جو مخلوق کو

مین سمجھا تھا تیرے تئین حق شناس
تو واللہ ہی کافرِ ناسپاس

نہین تب تجھے جان سے مارتا
نہین چھوڑتا زندہ ای ناسزا

ترے ہاتھ سے مہرہ لی ابن طی
ابھی لون یہ کچھ کی شبا کام ہی

نہین اُتنے غوطے مین دیتا تجھے
کہ جان تیری جائے گی ہاتھ سے

لگا کہنے یون حاتمِ نامدار
کہ سنتا ہی ای ساحرِ نابکار

کہ اب دوسرے اُسکو لیجائیگا
کبھی مجھپہ غالب نہین آئیگا

بیاں کی مین وہ پادشاہی تجھے
جو تو قول و اقرار مجھسے کرے

کیا اُسنے ہرگز نہ اسپر خیال
لگا پڑھنے افسون جو تھے بد خصال

بہت اُسنے کی اپنی جادوگری
نہ ہرگز گئی اُسکی کچھ پیش بھی

وہ مایوس ہو کر رفیقون مین جا
وہان جلد اپنی جگہ سو رہا

تو حاتم اُسی چشمۂ آب پر
وہی اسم پڑھتا رہا رات بھر

الگ جا پہنچا ہی بہت دور تر
اور اُس جا نہین حاتمِ نامور

کہ اب شام احمر کو کیا دین جواب
وہ کہائیگا ہمپر بڑا پیچ و تاب

ہم خاک سر پر اُڑاتے ہوے
گئے پاس احمر کے جلدی چلے

کتاب اُسنے دیکھی ہو یہ عیان
کہ بیٹھا ہی چشمے پہ وہ نوجوان

تھے نوکرون مین وہی نامدار
تو رکھتا تھا جسکا بڑا اعتبار

سہر نگ اسکا ہی نام ای نامور
کہا نہ مانا تو نے چھوڑا اُسے
ہوا اسفند رغوف جانکا اُسے
وہ بھاگا وہاں سے بہت بیچ و تاب
مری جان جاتی ہی ای نامور
نہ مہرہ ملا تجھکو ای مہربان
تو رکھ جمع خاطر ہراسان نہو
کہ اتنے میں اک سحر پیدا ہوا
وہ فی الفور فریاد کرنے لگا
تو حاتم نے یاد اسم اعظم کیا
تو حاتم نے نزدیک اپنے بلا
سمجھ بھاگو اپنا تو ای نامور
ہر گیا تاب اُسکی کہ وہ بدگہر
فقط وہ سہر نگ اسکے ہمراہ تھا
بہت جادوگر اُسکے ہمراہ تھے
ہوئی پھر وہاں غرش عادتی
یہ سب صاعقہ رعدتھی سحر کی
وہی برق اور صاعقہ پھر تمام
وہ جادو کی تردید کرنے لگا
یہ چاہا کہ حاتم کے سر پر گرے
تو حاتم نے پڑھ کر وہیں اسم
تو جادوگر اُس سے مرے صد ہزار
جو حاتم نے آگے بڑھایا قدم
جو احمر نے دیکھا کہ وہ نوجوان
اسم ہوکے دوسرے وہ ایک بار

اُسے لیگیا چشمۂ آب پر
یہ کیا ماجرا ہی بتا تو مجھے
کہ یہ زنار چھوڑے نہ ہرگز مجھے
گیا جا کر دو مرد حاتم کے پاس
مرے واسطے کوئی تدبیر کر
پڑی مجھ پہ یہ آفت ناگہان
کرون اسکا بدلہ میں ای نیک خو
اُسی جا پہ آکر پیدا ہوا
لگا کہنے حاتم سے ابمین جلا
دیا پھونک اُسے وہیں وہ دو تر
عقب اپنے اُسکو لیا پھر پھرا
بچا تجھکو احمر سے تو زود تر
طرف تیرے دیکھے کبھی بدنظر
بجز اُسکے کوئی نہ تھا دوسرا
وہ افسون کرتی سب آگاہ تھے
ہر اک سو سے بجلی چمکنے لگی
بجز اُسکے ہرگز نہیں اور شی
پلٹ کر گئی پیش جادو تمام
کہ وہ صاعقہ بطرف ہو گیا
سر اُسکا اُسی وقت ٹکڑے کر
دیا پھر وہ کوہ آتا تھا جو
نکل بچ گیا احمر نابکار
تو کہنے لگے ملکے وہ دمبدم
قریب آکے پہونچا غرش ان
عقب سے سو حاتم نے مار

جو احمر نے پایا یہ کاہن لکھا
نہ چھوڑونگا زنار تجھے نکال
ہی بہتر یہی بخشش حاتم کے جا
کہا اُسنے حاتم سے ای نوجوان
بُرا میں نہ ہرگز کیا کچھ یہاں
کہا اُس سے حاتم نے ای مہربان
جو احمر نے دیکھا کہ بھاگا نگر
کہ جس جا پہ بیٹھا ہوا تھا نگر
کسی طور سے اب چھپا تو مجھے
تو فی الفور آتش ہوئی اُس جگہ
لگا کہنے حاتم سے پھر یون نکل
لگا کہنے اُس سے وہ عالی مقام
تو حاتم اُٹھا چشمۂ آب سے
یہ سُنکر خبر احمر شام بھی
کیا سحر آغاز اُسنے وہان
سہر نگ آکے حاتم سے کہنے لگا
تو حاتم نے پھر اسم اعظم پڑھا
یہ ساحر نے جانا وہ مرد دلیر
پڑھا شام احمر نے افسون کر
سہرنگ اُس سے کہنے لگا ای جوان
وہ کوہ گران ہوکے از ہم جدا
وہان اُسنے پھر سحر ایسا کیا
کہ یہ شخص کس قدر صاحب مردانہ وار
لگا پڑھنے پھر سحر بار دگر
کیا اسم اعظم کو حاتم نے دم

تو ہوکر غضبناک اُس سے کہا
بڑی زہرہ ہی سزاوار کا
بیان اب کرون اسکا ماجرا
تری جان کے واسطے بیگمان
بچایا ہی ظالم سے تیرے تئین
کیا تو نے احسان پھیر کا
لگا پڑھنے افسون کو وہ بیدرنگ
یہ چاہا جلادے اُسے بیدرنگ
اس آفت سے جلدی بچایا
وہ بیٹھا رہا با انشراح
ہوا ہوں میں صحبت سے
تو رکھ جمع خاطر نہ بیقرار
چلا شہر کی سمت وہ اُسکو لیے
نکل شہر سے آیا وہ آپ بھی
کہ پیدا ہوا صاعقہ ناگہان
کہ ہو تو خبردار مرد خدا
ہوا سوی فلک اُسکو بھیجہ وہم کیا
بہت جلد کر یاد جادو کو زیر
تو اک کوہ پیدا ہوا زود تر
کہ آتا ہی اب ایک کوہ گران
سر ساحران پر یکایک گرا
کہ صحرا میں سنگ کلان گر پڑا
چلا آگے آتا ہی با صد وقار
تو پیدا ہوئے اژدہا بیشتر
ہوا سانپ کے مارنے کو وہ ہم

تو فی الفور وہ اژدہے رو تھے
غرض صورتین سحر کی چھ ہزار
سب ہے لشکر شام مین وہ سرشار
گئے پھر وہ یکبارگی بھاگ کر
غنیمت ہے گر جان ہماری بچے
یہ آواز دی پھر وہان ایکبار
اسی نے کہ کہنے کو اسکے سنا
دیا شاہ احمر نے افسون جو تھا
رہا جبکہ تنہا وہان نابکار
جو احمر نے دیکھا کہ میرا فسون
تو فی الفور احمر وہان سے اوڑا
کہ اب شاہ احمر کدھر کو گیا
کہا پھر یہ حاتم نے کر تو بیان
یہ جب تک مرتا ہو آتا نہین
بتا دون مین نام اسکا کملاق ہے
کہ سے سحر کی گر فلک پہ نگاہ
مین جادوگر اسکا یہ نتیجہ ہر آن
وہ کرتا ہے دعوی خدائی کا وان
سرنگ اس سے کہنے لگا نامدار
وہ ہے دور تر کوہ والا شکوہ
ہو کافر جہان مین بروئی زمین
نہین اسکا کوئی بھی ملا شریک
مجھے عظمت اسم اعظم سے یان
کہا اس سے حاتم نے ای نیک خو
جو دیکھتا ہے یہان پر شجب

گئے لشکر شام مین بھاگ کر
نگل کر گیا سانپ وے زہر مار
وہان زندہ جادوگر ہوشیار
لگے کہنے یہ بات باہم گر
اب ایسے ستمگار کے ہاتھ سے
کہ ای کور باطن شقاوت شعار
نہ دیکھا وہان پیچھے پھر کے ذرا
طرف اپنی لشکر کے پھر دم گیا
لگا پڑھنے افسون وہ مار بار
نہین کوئی حاتم کو کرتا زبون
ہوا پر گیا تو پھر افسون پڑھا
نہ معلوم اس جا سے وہ کیا ہوا
کہ پھر کب تک آئیگا احمر یہان
سر انجام وہ کام پاتا نہین
وہ جادوگری مین ہے طاق ہے
ستارے نمایان ہین اور مہر و ماہ
سمجھ اسکو تو راست ای نامدار
ہے جادوگرون مین وہ ساحر کلان
کہ ہر سال جاتے ہین ہم ایکبار
مسافت سے جسکی ہو ادم ستوہ
نہ لا اسکے کہنے کو ہرگز یقین
ہے ذات اسکی بس احد لا شریک
یقین خوب آیا ای مہربان
مین جاؤنگا اس کوہ کملاق کو
نہین تجھے یہ اس جا پہ ای نامور

لگے کھانے جادوگرون کو تمام
پڑھا شام نے رد جادو وہان
ڈرے دل مین سنکے سب نابکار
کہ یہ نوجوان تو ہے ساحر بڑا
جو احمر نے دیکھا کہ سب خاص عام
بھلا بھاگ جاتے ہو تم سب کہان
گئے بھاگ سب ملکے یکبارگی
کہ یکبارگی سب شجر ہو گئے
یہ حاتم بھی پڑھنے سے اس سحر کے
پھر آخر کو اسنے اک افسون پڑھا
لگا کہنے حاتم کہ تو ای سرنگ
کہا اسنے ای حاتم نامدار
مجھے اک بڑا کام درپیش ہے
کہا اسنے حاتم سے مرد خدا
وہ رہتا ہے بالائی کوہ کلان
ہے اس کوہ پر ایک شہر کلان
وہ کملاق کہتا ہے اسنے مدام
کہا اس سے حاتم نے بتلا مجھے
اسی کے زیارت کو ای نامور
لگا کہنے یون حاتم نامدار
وہی ایک ہے قادر ذوالجلال
کہا اسنے ای مرد فرخندہ پی
کہون راست ای سرو والا نہاد
سرنگ اس سے کہنے لگا بار بار
یہ لشکر تو سب شام احمر کا ہے

تو احمر کا گھر ادہان انتظام
تو غایب ہوئے اسنے نا گہان
ہوئے خوف جان سے بہت بیقرار
نہین اسکا ثانی کہین دوسرا
گریزان ہوئے خوف جان سے تمام
مین کرتا ہون اب قید سبکو یہان
ہر اک نے ہر اک سمت کی راہ لی
وہ سب سخت تر سبز ہو گئے
نہ غافل تھا گویا کہ تھا وردا سے
اسے پھونک پھر اپنے اوپر لیا
بتا مجھکو یہ بات اب بیدرنگ
گیا بھاگ اس جا سے وہ نابکار
کہ جل میرا جسکے سبب الش ہے
وہ پاس اپنے استاد کے ہے گیا
بنایا ہے اک سحر سے آسمان
وہ ہے سکن جاحر جادوگران
کہ پیدا کیا مین نے تمکو تمام
کہ وہ کوہ کملاق کس جا پہ ہے
ہمیشہ اسی کوہ کملاق پہ
کہ استغفر اللہ وہ نابکار
بنے اسکا ثانی کوئی کیا مجال
ہے برحق جو تو نے کہا راست ہے
اٹھا ساحر و من سے مرا اعتقاد
کہ ای نوجوان حاتم نامدار
سب ہے دیکھتا ہے تو ای نیک پی

دیا سحر سے انکو اسنے تعجب | جو تھے صورت آدمی پیشتر
رہینگے یہ اب تا قیامت بپا | بشکل درخت ای دلاور جوان

فرار ہونا لشکر شاہ احمر کا حاتم کے اسم اعظم سے اور مجبور ہو کر سحر سے اپنے لشکر کو درخت بنا کر جانا احمر شاہ کا پاس اپنے استاد کے واسطے امداد کے اور پیچھا کرنا حاتم کا اور راستے مین اُن لشکر جادوگران اسم اعظم سے حالت اصلی مین لانا اور ہمراہ لیکر روانہ ہونا کوہ کملاق پر حاتم کا



اگر ہو سکے تجھسے مرد خدا | تو لے تو انکو شکل اصلی پہ لا
جو لے انکو ہمراہ ای نامور | تو جانے کا کملاق پر قصد کر

کہا اس سے حاتم نے جا زود تر | مرے پاس پانی کو لا زود تر
اسی وقت لا آ سنے پانی دیا | تو حاتم نے پھر اسم اعظم پڑھا

اسی آپ کو پھر پڑھا پھونک کر | کہا انکو بھیجا ابھی زود تر
چھڑک اُن درختون پہ جاکر جبھی | تو پھر دیکھ شان خدا کے تئین

وہ پانی کو لیکر درختون کن پاس | گیا اور چھڑکنے لگا بیقیاس
تو عظمت سے اس اسم کے ایکبار | ہو پیدا ہوے آدمی دس ہزار

لگے پوچھنے اس سے ملکر وہ سب | کہ یہ بات بتلا دو ہمکو تو اب
کہ وہ شاہ احمر کہان کو گیا | فقط تو یہان پر کیونکر رہا

لگا کہنے انسے اسی دم سرنگ | بنا کر وہ تمکو شجر بیدرنگ
وہ ہو اب گیا کوہ کملاق پر | بہت خوف جان ابھی بھاگ کر

تو پھر واسطے سے وہ کہنے لگے | کہ ہم شکل اصلی مین کسطور سے
پھر آئے ہین یہ جلد ہمکو بتا | کہ تا ہمکو ظاہر ہو یہ ماجرا

لگا کہنے پھر وہ سبھون کو زبان | آگیا تھا جو اس جا پہ وہ نوجوان
کہ جو اسم اعظم اسے یاد ہے | یہ عالم اسکو بخشا خدا داد ہے

اُسے پڑھ کے پانی پہ دم کر دیا
وہ حکم اُسکا فی الفور لایا بجا
بتادو تم احوال اپنا تمام
نہ کچھ ہمکو طاقت تھی رفتار کی
تو جب سے حاتم سے رخصت ملی
کوئی اُسکا ثانی جہان میں نہ تھا
رہیں اُسکی خدمت میں لیل و نہار
کہ سب شاد احمر کے تھے ہم غلام
ہوئی تیری باعث سے یہ کچھ فلاح
فراموش سب ہو گیا دل سے حال
نہ یہ سب فلک بانشاط و خوشی
لگا کہنے یوں حاتم نیک پی
اگر اپنی دختر خوشی سے وہ دے
لگے کہنے جادوگر اے مہربان
لگا کہنے فی الفور وہ مرد نیک
لٹکتے وہاں نازنینوں کے سر
ہوا میرا ناگاہ اُس جا گذر
بہنگام شب جا کے تالاب میں
بوقت سحر آب سے سب وہ سر
دیا میں نے اُسکے تئیں اپنا دل
جو کچھ زور وہ مہر نے مجھ پر کیا
گیا میں وہاں پاس اُستاد کے
تو میں اُسکو کرون کام میں زار و زبون
میں مع اللہ پھر اُسکی دختر کو لون
لگا کہنے اُن سے وہ فرخندہ پی

پھر اس بات کو اُسنے مجھسے کہا
تو تم سب کا تن پھر دوبارہ ہوا
کہ کیا تم پہ گذرا یہاں صبح و شام
نہ یاں ہمکو قدرت تھی گفتار کی
ہوئی دور اندام کی بیکلی
زمین میں نہ تھا آسمان میں نہ تھا
نہ جلتے ہم نگہ ہر گز کہیں زینہار
ہیں اب تیرے اے حاتم نیک نام
نہ چھوٹیں گے تیری پرستندگی
تو حاتم سے جادوگروں نے کہا
ہمیشہ کرینگے تری بندگی
فقط احمر شام سے کار ہے
تو بیشک سلامت ہے وہ زندہ ہے
بتا تو اُسے تو نے دیکھا کہان
کہیں پر خبر ہے کس صحرا میں ایک
شجر سرسبز سرسے ہی پر ثمر
تو آئی نظر مجھکو وہ سیمبر
وہ غوطے لگا کر ہر اک آب میں
لٹکتے ہیں دائم بشاخ شجر
ہوا میں بہت نادم و منفعل
وہ سب تمکو معلوم ہے ماجرا
کہ اپنی مدد پر وہ لائے اُسے
سر دیا و تن یکہ گیر غرق خون
توقف نہ زنہار میں کرون
اگر تمکو شوق اُس تماشے کا ہے

کہ اس آب کو لیکے اُن پر چھڑک
گیا احمر اب پاس اُستاد کے
ہم ہوش کہنے لگے اُس سے سب
بدر دیر بدن تھے گرفتار ہم
یہ مرد مسافر ہے سلطر قوی
ظفریاب اب اُسپہ حاتم ہوا
ہم ہو گئے سب آکے حاضر یہان
کیا تو نے احسان ہم پر بڑا
تو حاتم نے پڑھ کے وہیں اسم کو
یہ ہے آرزو اب بجا لائیے
یہ کہہ کر کیا قصد کہ ہمکو بتا
کرون تا نہ اُسکو گرفتار میں
نہیں تو میں مع اللہ کشتہ کرون
کہ تو مبتلا اُسکا دل سے ہوا
وہاں ایک تالاب بھی ہے دلا
اور اُس میں وہ بالائے شاخ بلند
وہاں میں نے کھینچی مشقت بڑی
وہاں جا کے سوتے تھے سب بیشمار
جو گذرا تھا مجھ پر یہ راز نہان
عزیزو اُٹھا کر بہت رنج و تاب
پھر اُسپہ مظفر خدا نے کیا
اگر میرا طالع مددگار ہے
اور اوستاد اُسکا جو ہے نابکار
لگے کہنے فی الفور ہم نیک بخت
تو سب ملکے ہمراہ میرے چلو

یہ ہو ٹینگے سب آپ دی کر جیب
کہ تا ہو کوئی استعانت گر سے
گھڑے تھے ہی جا بجا ہم جیسے سب
کہیں کیا کہ از بس تھے لاچار ہم
کہ احمر کی قدرت نہ تھی سیر کی
تو اب اُسکا ثانی نہیں دوسرا
لگے کہنے حاتم سے یوں التماس
ہمارے لیے اسم اعظم پڑھا
دیا پھونک اُن پر وہیں دو بدو
یہ دل آپ جو ہمسے فرمایئے
کہ حاتم ترا اب ارادہ ہے کیا
نہ ہر گز کرون دوسرا کار میں
اُسے ایک دم کی بھی فرصت نہ دون
مفصل بیان کر یہ سب ماجرا
کہ ہے ایک اُسپر درخت کلان
نصب تھا سر ملکہ ہوشمند
کہ جو یا تھا اس حال کا ہر گھڑی
میں اپنی پوشاک چالاک و چست
کیا سارا احوال تمسے بیان
یہاں تک میں پہنچا ہوں با عجز
کہ تمسے ہوں آ کر میں اب ملتجی
اور اللہ بھی ہمدم و یار ہے
اُسے بھیج کر سوئے دار البوار
ہے جادو کی کملاق لب بار تخت
تم یاں ہر باعیش و عشرت

وہ کملاق ہے اور وہ جادو شام
گیا تو فنا احسان ہم پر بڑا
یہ معلوم ہے ہمکو اے نامور
تو جس جا پہ جائیگا جائینگے ہم
یہ ہم راست کہتے ہیں اے نامور
جہاں تک ہیں ہمام احمر کا حال
نہیں لیکے ہمراہ جاتا تھا وہ
وہ جادو کی قوت سے پھر زور تر
تو احمر کو مغلوب کیونکر کیا
جو چاہے تو ساحر وہ بدبخت شوم
بھلا تجھسے وہ بھاگ کیونکر گیا
ظفر تجھکو ہوگی میسر بھلا
کہ اک روز ہو شام و کملاق گم
مجھے اسم اعظم جو وہ یاد ہے
وہ سحر اسکی عظمت سے سب خاک ہو
کسی جا پہ پہونچے وہ تالاب پہ
ہے تالاب پر سے جادو کیا
ہوئی نون باری بہت اسکے بیچ
وہ گرچہ بہت تشنہ تھا نامدار
وہ تھی اُسکا سب بہتے تھے گھر
جو آئے تھے ہمراہ بیرے سبھی
نہ جانے کیا اسمین تھی بلا
جو نگاہ کیا دیکھتا ہے وہان
بہوش آنکھین آیا ہے اُنکی بند
ہوا اسقدر پھر وہ اندیشہ مند

اگر دون کام دونوں کا جاکر تمام
نہیں چاہتی یہ مروت ذرا
کرے سحر تو انکا سب زور تر
نہ چھوٹینگے زنہار تیرے قدم
نہ چھوڑیگا زندہ ہمیں زینہار
کہ اک روز مین ہم جو کیسیدہ فال
وہاں سے ہمیں ساتھ لاتا تھا وہ
پہونچتا تھا جا کوہ کملاق پر
یہ حال اپنا ہم سے مفصل بتا
کرے سنگ خارا کو مانند موم
جو تو اسسے کچھ فن میں غالب تھا
یہ احوال ہمکو مفصل بتا
جہنم میں بھیجے گا یہ نامجو
کہ سب ساحری جس سے برباد ہے
کہ جادوگروں سے جہان پاک ہو
ہوئی پہلی منزل لب آب پر
گیا پھر یہاں سے وہ آگے چلا
ہے بازاری وہ سبلاق سے
ولیکن نہ پانی پیا زینہار
ولیکن جواب اسکو دیتے نہ تھے
پڑے ہیں مصیبت میں یکبارگی
یہ بیمار سب سے ہوئے ہر بلا
کہ تھے جتنے ہمراہ جادوگران
تو حاتم نہایت ہوا دردمند
کہ ہیبت سے ہوتا تمام انکا تن

کہا پھر یہ جادوگروں نے وہاں
کہ ہم تجھکو تنہا یہاں چھوڑ دیں
اگر تجھ پہ غالب ہوئی وہ کمین
رہیں ہم اگر شہر میں شام کے
ترے ساتھ رہنا ہمیں خوب ہے
پہونچتا تھا اُس کوہ کملاق پر
لگا کہنے یوں حاتم ذی وفا
لگے کہنے سب ملکے ساحر وہاں
وہ احمر ہے جادوگر ایسا بڑا
بیان کیا کرون اُسکی میں شان میں
جو ساحر نہیں ہے تو اے نامور
سنکر اُسنے کہنے لگا دوستو
کہا پھر یہ حاتم نے اے ساحرو
یہ جادو میں زنہار قدرت نہیں
یہ سب سُنکے ہمراہ اُسکے ہوئے
نہ جانا کہ احمر اسی راہ سے
سبھوں نے وہاں پر جو پانی پیا
جو حاتم نے دیکھا تو حیران ہوا
جو کچھ پوچھتا تھا وہ اُنسے وہان
یہی سوچتا تھا یہ حاتم وہان
بھلا انکو کس طور سے چھوڑیے
وہ سب بات کرتی اسی غور سے
بدن اُنکا آماس سب کر گیا
لگا ہاتھ پر ہاتھ ملنے جوان
مگر اُنکو یہ اُسکے آتا نہ تھا

کہ سنتا ہے اے حاتم نوجوان
رفاقت سے اب تیری مجبور ہیں
تو تیرے مددگار ہوں اور جہین
تو ہرگز نہیں ہم کسی کام کے
یہی بات اب دل کو مرغوب ہے
پھر آتا تھا گھر اپنے روز دگر
کہ ساحر تھا وہ کافر نابکار
اگر ہے تو ساحر نہیں اے جوان
کہیں اُسکا کیا تجھسے ہم ماجرا
کہ ہو موم سنگ آن کی آن میں
تو جاتا ہے کیوں کوہ کملاق پر
یہ ہے وہ جوانمرد فرخندہ خو
تردد نہ کچھ اپنے دل میں کرو
کہ ہوسکے ظفریاب اُسپہ کہیں
اُسی راہ حاتم کو وہ لے چلے
گیا ہے ابھی عزت و جاہ سے
تو احوال اُنکا دگرگون ہوا
بہت دل میں اپنے پریشان ہوا
کہ کیا حال ہے اب تمھارا بیان
کہ میں چھوڑ کر انکو جاؤں کہاں
محبت سے اب آنکے ہمنشین ہوئے
رہا ہو کا پیاسا اُسی طور سے
لہو جسم میں سبکے پانی ہوا
کہ آئی یہ کیا آفت ناگہان
کہ یہ سحر ہے احمر شام کا

یکبار کچھ دل مین یون آگیا
کہ مین اسم اعظم پڑھون تو ذرا

کہ شاید ہو عظمت سے اس اسم کی
بھلا اُسکو اب مین پھونکون تو سہی

پکڑکر جو حاتم نے وقت سحر
پڑھا اور پھونکا وہ اک بار پر

ہوا پہلے سب اُنکا آتش وُر
تو حاتم کے دل پر ہوا کچھ سرور

دوم بار پڑھکر جو پھونکا ذرا
تو وہ خون بھی بند سب ہوگیا

سوم بار آئے وہ سب جال مین
پھنسے تھے جو ناگاہ جنجال مین

لگے کرنے حاتم کے حق مین دعا
تو اسوقت حاتم بہت خوش ہوا

لگا پوچھنے حاتم خوش خصال
عزیزو بتاؤ یہان کا بھی حال

جو کچھ پیش آیا تمھارے یہان
کرو اُسکو مجھسے مفصل بیان

لگے کہنے ملکر بیکبارگی
کہ معلوم ہوتا ہے ہمکو یہی

کہ احمر اسی راہ سے ہے گیا
وہ پانی پہ سحر اپنا کرتا ہوا

تو حاتم نے پھر اسم کو زود تر
دیا پھونک اُس آب پر سر بسر

وہ پانی بہت جوش مین آگیا
مصفا وہ جون آب حیوان ہوا

ہوا صاف وہ نیلگون آب جب
تو حاتم نے پھر بانشاط و طرب

وضو کرکے تھوڑا سا پانی پیا
پھر اُسوقت جادوگرون سے کہا

کہ تم غسل اب اس مین جلدی کرو
تردد کو دل مین نہ اب راہ دو

وہ سب حکم حاتم کا لائے بجا
کیا غسل اور سب نے پانی پیا

حرارت جو تھی سحر کی سر بسر
ہوئی دور بالکل وہ سب زود تر

جو دیکھا سبھون نے یہ دلبر شاد
تو حاتم پہ لائے بہت اعتقاد

لگے کہنے جادوگر اُس سے وہان
کہ اے حاتم ابن طے نوجوان

ترے ساتھ کملاق سے ہم لڑین
توقف نہ زنہار اب ہم کرین

یہ کہکر روانہ ہوئے شاد شاد
یہ ہمراہی حاتم خوش نہاد

گیا شام احمر جو کملاق پر
تو لوگون نے اُسکی خبر زود تر

کہی جا کے اُسطور کملاق سے
کہ وہ احمر شام اب بھاگ کے

تباہ و پریشان ہوکر یہان
ترے در پہ آیا ہے بہر امان

دیا حکم یون اُسنے اے ہمدمو
مرے پاس جلد اُسکو حاضر کرو

انھون نے اُسے جا کے حاضر کیا
تو کملاق مسند سے اپنے اُٹھا

ہوا اُس سے فوراً وہ ہمکنار
لگا پوچھنے اُس سے ہو اشکبار

کہ کیا ایسی مشکل ہے تجھ پر پڑی
کہ آیا ہے تو بھاگ کر اس گھڑی

ہوا کسطرح تیرا حال اب تباہ
بیان مجھسے کچھ تو کر اے نیک خواہ

کہا شام احمر نے کملاق سے
کہ اے شاہ کیا مین بتاؤن تجھے

اب آیا ہے اک کوہ پر نوجوان
کہ حاتم ہے نام اُسکا اے مہربان

یہی بات مشہور آفاق ہے
وہ جادوگری مین بڑا طاق ہے

کوئی اُسکے مانند ساحر نہین
ہوا ہے نہ ایسا نہوگا کہین

رد سحر وہ خوب ہے جانتا
نہین ساحرون کو ذرا مانتا

نہین اب مجھے زور سے اُسکے یان بھاگ کر
ترے پاس آیا ہون اے نامور

غضبناک ہوکر یہ اُسنے کہا
کہ تو بیچ کچھ دل مین ہرگز نہ لا

مین حاتم کو اب جلد تیر باندھ کر
حوالہ کرون تیرے اے نامور

پھر آغاز اُسنے کیا سحر کو
دیا پھونک اُس کوہ پر سو بسو

کہ ناگاہ ہر جا سے آتش اُٹھی
اُسی کوہ کے گرد جلنے لگی

غرض کہ پس مدت چار روز
نہ دامن کہ وہ دلفروز

جو پہونچا تو جادوگرون نے کہا
یہ ہے کوہ کملاق اے باخدا

و لیکن لگی آگ ہی آسمین آب
نہین ہمکو معلوم کیا ہے سبب

یہ آگ جو گرد اسکے لگی
یہ معلوم ہوتا ہے ہے سحر کی

یہ سنکر اُٹھا حاتم نوجوان
لگا پڑھنے پھر اسم اعظم وہان

تو اُس کوہ سے سب ہوئی آگ دور
نہ ہرگز رہا آگ کا کچھ ظہور

یہ کملاق کو جا کے پہونچی خبر
کہ آیا ہے حاتم بہت قرب تر

پڑھا اُسنے افسون جو فوراً وہان
ہوئی سرد سب آتش ساحران

اُسی دم پھر اک اُسنے جادو پڑھا
کہ پیدا ہوا ایک دریا بڑا

ہوا گرد حاتم کے وہ موجزن
لیا گھیر سب کے تئین بے سخن

وہ کملاف ہے اور وہ جادوئے شام — کرون کام دونون کا جا کر تمام
کیا تو نے احسان ہم پر بڑا — نہین چاہتی یہ مروت ذرا
یہ معلوم ہے ہمکو ای نامور — کرے سحر تو انکا سب ورتر
تو جس جا پہ جائیگا جائینگے ہم — نہ چھوڑینگے زنہار تیرے قدم
یہ ہم راست کہتے ہین ای نامدار — نہ چھوڑیگا زندہ ہمین زینہار
جہان تک کہ ہین سام احمر کا حال — کہ اک روز ہین وہ کشیدہ خیال
ہمین لیکے ہمراہ جاتا تھا وہ — وہان آج ہمین ساتھ لاتا تھا وہ
وہ جادو کی قوت سے پھر زور تر — پہونچتا تھا جا کوہ کملاق پر
تو احمر کو مغلوب کیونکر کیا — یہ حال اپنا ہمسے مفصل بتا
جو چاہے تو ساحر وہ بدبخت شوم — کرے سنگ خارا کو مانند موم
بھلا تجھسے وہ بھاگ کیونکر گیا — جو تو اس سے کچھ فن مین غالب تھا
ظفر تجھکو ہوگی میسر بھلا — یہ احوال ہمکو مفصل بتا
کہ اک روز مین شام و کملاق کو — جہنم مین بھیجیگا یہ تا جو
مجھے اسم اعظم جو وہ یاد ہے — کہ سب ساحری جس سے برباد ہے
وہ سحر انکی عظمت سے سب خاک ہو — کہ جادوگرون سے جہان پاک ہو
کسی جا پہ پہونچے وہ تالاب پر — ہوئی پہلی منزل لب آب پر
پھر تالاب پر سے جادو کیا — گیا پھر یہان سے وہ آگے چلا
ہوا خوف بھاری بہت لاف سے — ہوئے باز اپنی وہ سب لاف سے
وہ گرچہ بہت تشنہ تھا نامدار — ولیکن نہ پانی پیا زینہار
وہ تشنے تھے اسکا سب لیتے تھے گھونٹ — ولیکن جواب اسکو دینے نہ تھے
جو آئے تھے ہمراہ میرے سبھی — پڑے ہین مصیبت مین یکبارگی
یہ جادو نے کیا اسمین تھی بلا — یہ بیمار سب ہوگئے ہر بلا
پھر اک گاہ کیا دیکھتا ہے وہان — کہ تھے جتنے ہمراہ جادوگران
ہوئی ہین آنکھین آبلے سے انکی بند — تو حاتم نہایت ہوا دردمند
ہوا اسقدر پھر وہ اندیشہ مند — کہ ہیبت سے ہوتا تمام اسکا بند

کہا پھر یہ جادوگرون نے وہان — کہ سنتا ہے ای حاتم نوجوان
کہ ہم تجھکو تنہا یہان چھوڑدین — رفاقت سے اب تیری منہ موڑدین
اگر تجھ پہ غالب ہوئے وہ کہین — تو تیرے مددگار ہوون اور معین
رہین ہم اگر شہر مین شام کے — تو ہرگز نہین ہم کسی کام کے
ترے ساتھ رہنا ہمین خوب ہے — یہی بات اب دل کو مرغوب ہے
پہونچتا تھا اس کوہ کملاق پر — پھر آتا تھا گھر اپنے روز دگر
لگا کہنے یون حاتم ذی وقار — کہ ساحر تھا وہ کافر نابکار
لگے کہنے سب ملکے ساحر وہان — اگر ہے تو ساحر نہین ای جوان
وہ احمر ہے جادوگر ایسا بڑا — کہین اسکا کیا اب تجھسے ہم ماجرا
بیان کیا کرون اسکی ہین شان مین — کہ ہو موم سنگ آن کی آن مین
جو ساحر نہین ہے تو ای نامور — تو جاتا ہے کیون کوہ کملاق پر
سن اسنے یہ کہنے لگا دوستو — یہ ہے وہ جوانمرد فرخندہ خو
کہا پھر یہ حاتم نے ای ساحرو — تردد نہ کچھ اپنے دل مین کرو
یہ جادو مین زنہار قدرت نہین — کہ ہو سکے ظفریاب اسپہ کہین
یہ سب جسکے ہمراہ اسکے ہوئے — اسی راہ حاتم کو وہ لے چلے
نہ جانا کہ احمر اسی راہ سے — گیا ہے اپنی عزت و جاہ سے
پہونچے وہان پر جو پانی پیا — تو احوال انکا دگرگون ہوا
جو حاتم نے دیکھا تو حیران ہوا — بہت دل مین اپنے پریشان ہوا
جو کچھ پوچھتا تھا وہ انسے وہان — کہ کیا حال ہے اب تمہارا بیان
یہی سوچتا تھا یہ حاتم وہان — کہ مین چھوڑ کر انکو جاؤن کہان
بھلا انکو کس طور سے چھوڑیے — محبت سے اب آگے نہ منہ موڑیے
وہ سب بات گذری اسی غور سے — رہا بھوکا پیاسا اسی طور سے
بدن انکا آماس سب کر گیا — لہو جسم مین سبکے پانی ہوا
لگا ہاتھ پر ہاتھ ملنے جوان — کہ آئی یہ کیا آفت ناگہان
مگر انکے بس یہ اسکے آتا نہ تھا — کہ یہ سحر ہے احمر شام کا

یکبار کچھ دل مین یون آگیا — کہ مین اسم اعظم پڑھون تو ذرا
کہ شاید ہو عظمت سے اس اسم کی — بھلا اُسکو اب مین سمجھون تو سہی
یہ کہکر جو حاتم نے وقت سحر — پڑھا اور پھونکا وہ اسپر ایک بار
ہوا پہلے سب اُنکا آماس دور — تو حاتم کے دل پر ہوا کچھ سرور
دوم بار پڑھکر جو پھونکا ذرا — تو وہ خون بھی بند سب ہوگیا
سوم بار آئے وہ سب حال مین — بچھے تھے جو ناگاہ جنجال مین
لگے کرنے حاتم کے حق مین دعا — تو اسوقت حاتم بہت خوش ہوا
لگا پوچھنے حاتم خوش خصال — عزیزو بتادو یہان کا بھی حال
جو کچھ پیش آیا تمھارے یہان — کرو اُسکو مجھسے مفصل بیان
لگے کہنے ملکر بیکبارگی — کہ معلوم ہوتا ہے ہمکو یہی
کہ احمر اسی راہ سے ہی گیا — وہ پانی پہ سحر اپنا کرتا ہوا
تو حاتم نے پھر اسم کو زود تر — دیا پھونک اُس آب پر سربسر
وہ پانی بہت جوش پر آگیا — مصفا وہ جون آب حیوان ہوا
ہوا صاف وہ نیلگون آب جب — تو حاتم نے پھر با نشاط و طرب
وضو کرکے تھوڑا سا پانی پیا — پھر اُسوقت جادوگرون سے کہا
کہ تم غسل اب اسمین جلدی کرو — تردد کو دل مین نہ اب راہ دو
وہ سب حکم حاتم کا لائے بجا — کیا غسل اور سب نے پانی پیا
حرارت جو تھی سحر کی سربسر — ہوئی دور بالکل وہ سب زود تر
جو دیکھا سبھو نے ہوے دل بشاد — تو حاتم پہ لائے بہت اعتقاد
لگے کہنے جادوگر اُس سے وہان — کہا اے حاتم ابن طے نوجوان
ترے ساتھ کملاق سے ہم لڑین — توقف نہ زنہار اب ہم کرین
یہ کہکر روانہ ہوئے شاد شاد — بہمراہی حاتم خوش نہاد
گیا شام احمر جو کملاق پر — تو لوگون نے اُسکی خبر زود تر
گئی جاکے اسطور کملاق سے — کہ وہ احمر شام اب بھاگ کے
تباہ و پریشان ہوکر یہان — ترے در پہ آیا ہے بہر امان
دیا حکم یون اُسنے اے ہمرہو — مرے پاس جلد اُسکو حاضر کرو
انھون نے اُسے جاکے حاضر کیا — تو کملاق مسند سے اپنے اُٹھا
ہوا اُس سے فوراً وہین ہمکنار — لگا پوچھنے اُس سے ہوشیار
کہا کیا ایسی مشکل ہے تجھ پر پڑی — کہ آیا ہے تو بھاگ کر اس گھڑی
ہوا کسطرح تیرا حال اے تباہ — بیان مجھسے کچھ تو کر اے نیکخو
کہا شام احمر نے کملاق سے — کہ اے شاہ کیا مین بتادون تجھے
اب آیا ہے اک کوہ پہ نوجوان — کہ حاتم ہے نام اُسکا اے مہربان
یہی بات مشہور آفاق ہے — وہ جادوگری مین بڑا طاق ہے
کوئی اُسکے مانند ساحر نہین — ہوا ہے نہ ایسا نہ ہوگا کہین
رد سحر وہ خوب ہی جانتا — نہین ساحرون کو ذرا مانتا
مین اب جور سے اُسکے پاؤن گر — ترے پاس آیا ہون اے نامور
غضبناک ہوکر یہ اُسنے کہا — کہ تو رنج کچھ دل مین ہرگز نہ لا
مین حاتم کو اب جلد تر باندھ کر — حوالہ کرون تیرے اے نامور
پھر آغاز اُسنے کیا سحر کو — دیا پھونک اُس کوہ پر سو بسو
کہ ناگاہ ہر جا سے آتش اُٹھی — اُسی کوہ کے گرد جلنے لگی
غرض پھر بس مدت چار روز — تہ دامن کہ وہ [illegible]
جو پہونچا تو جادوگرون نے کہا — یہ ہے کوہ کملاق اے باخدا
و لیکن لگی آگ ہے اسمین آب — نہین ہمکو معلوم کیا ہے سبب
یہ آگ جو گرد اُسکے لگی — یہ معلوم ہوتا ہے ہے سحر کی
یہ سنکر اُٹھا حاتم نوجوان — لگا پڑھنے پھر اسم اعظم وہان
تو اُس کوہ سے سب ہوئی آگ دور — نہ ہرگز رہا آگ کا کچھ ظہور
یہ کملاق کو جاکے پہونچی خبر — کہ آیا ہے حاتم بہت تر بتر
پڑھا اُسنے افسون جو فوراً وہان — ہوئی سرد سب آتش ساحران
اُسی دم پھر اک اُسنے جادو پڑھا — کہ پیدا ہوا ایک دریا بڑا
ہوا گرد حاتم کے وہ موج زن — لیا گھیر سب کے تئین بے سخن

ہوا جب وہ انکی طرف کو رواں
جو آتا ہے اب اسطرف کو دواں
کہا اُسنے حاتم نے جادوگرو
لیس از رچند عت وہ آب رواں
پڑھتا پھر وہاں سے سحر دگر
غرض تین دن تا وہ سنگ گراں
کہ وہ کوہ کملاق اُس سے چھپا
تو حاتم ہوا پیشتر کو رواں
یہ حاتم سے جادوگروں نے کہا
تو حاتم اُسی جا پہ پھر بیٹھ کر
تو حاتم اُسی کوہ پر چڑھ گیا
وہاں ایک کملاق نے آسمان
اُسی آسمان پر گیا نابکار
تو حکم اُسکا سب ملکے لائے بجا
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی مکان
بنے ہیں تکلف سے واں سب مکان
دیا پھر یہ جادوگروں نے جواب
یہ سنکر لگا ہنسنے وہ نامدار
گیا سوچ پھر آنکا سارا بدن
لگا کہنے یوں حاتم نامدار
کہا سب سے اب اسکو پی جاؤ تم
تو سب خوب کھانا وہ کھانے لگے
کہ اس آسمان کا کدھر ہے نشان
تو حاتم نے پھر اسم اعظم پڑھا
تو حاتم نے ان ساحروں کو پکڑ

لگے کرنے فریاد ہمراہیان
یہ سب سحر کا ہے وہ آب رواں
تم اب جلد یاد خدا سب کرو
اُسی جا پہ غایب ہوا ناگہان
کہ تا ہووے حاتم یہ وہ کارگر
اُسی جا پہ پر سلکیے بیکران
نظر میں نہ آتا تھا ہرگز ذرا
کروں حال اس جا کا کیا میں بیان
کہ کملاق نے کوہ پنہاں کیا
لگا پڑھنے وہ اسم با شور و شر
تو حرکت کیا کچھ نہ ہرگز ذرا
لگایا تھا جادو سے با فر و شان
لیا امن میں جا کے اُسنے قرار
جو اُسنے کہا تھا سبھوں نے کیا
کہ کھانے ہر اک قسم کے تھے وہاں
ولیکن نہیں آدمی کا نشان
کہا ای نامدار ثریا جناب
کیا پھر اُسی جا پہ اپنا قرار
نہ معلوم ہوتا تھا کچھ انکا تن
خدایر گئے سحر کر نابکار
تو کھانے کو جو چاہو جی بھر کے کھاؤ تم
پھر اکدم میں کھانے سے سیر ہو رہے
تباہ وہ بنایا ہے اُسنے کہاں
طرف اُسکے فی الفور وہ اٹھ گیا
وہ زنجیر آہن میں سب کو جکڑ

لگے کہنے حاتم سے ای نامدار
ہم اب ڈوب جائینگے اس آب میں
تو حاتم نے وہ اسم اعظم پڑھا
ہوئی جبکہ کملاق کو یہ خبر
لگے کرنے آکے وہ دشمن کے سنگ
کہ اک قلعہ گرد انکے مانند کوہ
تو حاتم نے پھر اسم اعظم پڑھا
کہ کملاق نے ایک افسوں پڑھا
ہمیں بھی اب آتا نہیں وہ نظر
تو وہ تہ میں پنہاں تھی کوہ کلاں
ہوا شور اُس کوہ پر جابجا
بنایا تھا جادو سے حصن حصین
کہا جا کے جادوگروں سے وہاں
پھر اُس کوہ سے حاتم نامدار
وہ میوہ وہ سبزی خوشگوار
یہ حاتم نے پوچھا سبھوں سے وہاں
وہ ہمراہ کملاق کے بیگمان
وہ تھے گرسنہ لیکن ہم پیاسیان
فقط انکی بینی سے جاری تھا خون
لیا اُسنے تھوڑا سا پانی منگا
کیا تھا جو جادوگروں نے عمل
تو کہنے لگا حاتم نامدار
لگے کہنے ساحر نظر میں وہ ہے
بحکم خدا گنبد ساحران
رکھا اور بہت انکو تعزیر دی

پڑا ایک دریا ہی عالی وقار
بنا حاتم اب کس طرح سے بچیں
دم اُس آب دریا پہ فوراً کیا
کہ سحر اُسپہ ہوتا نہیں کارگر
جماعت پہ حاتم کی واں تنگ پر
بنا آسمان کی طرح با شکوہ
کہ وہ قلعہ سنگ غائب ہوا
تو وہ کوہ کملاق غائب ہوا
کہ وہ کوہ جاتا رہا اب کدھر
نمودار ہونے لگا بیگمان
کہ پہونچا یہاں حاتم نامور
بلندی میں تھا آسمان پر
کرو بند دروازہ آسمان
گیا شہر کے درمیان با وقار
ہر اک جا پہ موجود ہے بیشمار
کہ اس شہر کے آدمی ہیں کہاں
گئے واں بنایا ہے جو آسمان
تو کھانا وہ کھانے لگے سب وہاں
غرض حال انکا ہوا تھا زبون
اور اُس آب پر اسم اعظم پڑھا
کیا دور میں فتح اُسنے بر محل
بتاؤ تو میرے تئیں ایکبار
جو گنبد کی مانند ہے ایک شہر
اُسی کوہ پر گر پڑا ناگہاں
سوا اسکے اک اور تنبیہ کی

دیئے توڑ پھر آنکے سب سحر پا
تو سب نے جہنم کا رستہ لیا
وہ کملاق و احمر گریزاں ہوئے
کہ حاتم سے ایسے وہ ترساں ہوئے

عقب آنکے وہ حاتم نامدار
چلا اسم پڑھتا ہوا بار بار
سراسیمہ از بس ہوئے نابکار
تو لاچار ہو کر بانجام کار

انجام کار شکست پا کر فرار ہونا احمر شام اور کملاق کا اور خندق مین گر کر جان بحق تسلیم کرنا دونون کا اور سرنگ جادوگر کو جانشین کرنا کوہ کملاق و کوہ احمر کا اور پہونچنا پاس ملکہ زرینہ پوش کے حاتم کا اور شادی کر کے رخصت کرنا ملکہ کا اپنے وطن کو



گرے کوہ سے غار کے درمیان
ہوئے پھر جہنم کو دونون روان
سر اپنا جھکا کر کے وہ نامدار
لگا کرنے شکر خدا بار بار
کہا تھا یہ منظور ہے شاہ مجھے
کہ احمر کی دون بادشاہی تجھے
بشرطیکہ جانے خدا کو تو ایک
تہ دل سے مانے خدا کو تو نیک
بلا کر یہ جادوگرون سے کہا
تمھین حکم دیتا ہون اب برملا
پذیرا کرو اسکی تم سروری
تو ہوگی تمھاری بہت بہتری
سدا یاد مین اسکی رہنا ضرور
اسی مین فوائد کا ہوگا وفور

ہوا شاد وہ حاتم نیک نام
تو لڑ بھڑ کے آیا بجانے قیام
اٹھایا جو سجدے سے پھر اپنا سر
تو آیا سرنگ اسکے پیش نظر
سوا کوہ احمر کے کملاق کی
تجھے بخش دی ہین نے شاہنشہی
جفا جور اپنے نہ دل مین دھرے
کرم بندگان خدا پر کرے
معزز ہے نزدیک میرے سرنگ
کرو اسکی طاعت سبھی بیدرنگ
ہے برحق خدا اسکو حق جاننا
نہ اسکے سوا غیر کو ماننا
تفاوت کروگے گر اسمین ذرا
تو پاؤ گے بیشک تم اپنی سزا

ہے جس جا پہ وہ ملکۂ زرینہ پوش
کہا اُنسے حاتم نے ای صاحبو
رہو شہر مین اپنے با صد خوشی
کیا عرض یون ساحرون نے وہین
یہان آپ نے جسکو دی سروری
وہ جس جا پہ تھی ملکۂ سیمبر
ولیکن وہ تالاب اُس جا نہ تھا
جو آیا وہ دروازہ پر نوجوان
لگین کہنے حاتم سے تو کون ہے
کئی روز تک درمیان آ کے سب
وہین ایک اُنمین سے دوڑی گئی
یہان ایک آیا تھا فرخ جوان
یہ کہتا ہے پہونچاؤ میرا سلام
کہ شاید گیا کوہ احمد پہ تھا
وہ سب نازنین بولین ای ابن طی
تھا نیر فلک وہ نکوسیدہ فال
گئین پھر وہ سب ملکے ملکہ کے پاس
یہ سنکر سخن آبدیدہ ہوئی
کہ ای نوجوان ملکۂ تیز ہوش
جو اب مر گیا ہے وہ تیرا پدر
بچے ہم ترے باپ کے سحر سے
گذر اُس سے جو کچھ ہوا سو ہوا
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی تبار
تو بیہوش ہو کر زمین پر گرا
اٹھی تخت سے اور منگا کر گلاب

جو پہنچی تو میرے بجا آئین ہوش
مرے ساتھ کی تم نہ خواہش کرو
کرو گھر مین تم شادی و خرمی
بحکم خداوند روی زمین
کرینگے ہم اُسکی فرمان بری
اُسی سمت کی شہ راہ لی تو وہ
مگر وہ شجر تھا اُسی جا کھڑا
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی مکان
اور آیا ہے اس جا پہ کیا کام ہے
رہا تھا نشیمن مین تالاب کے
یہی بات ملکہ سے جا کر کہی
کہ حاتم تھا نام اُسکا ای مہربان
اُسے جو کہی ماملکۂ نیک نام
وہان سے پھر آیا ہے اس جا چلا
کہ بتلا تو کیا حال احمد کا ہے
گیا اب جہنم کو وہ بد خصال
کیا جاکر اُسطور سے التماس
سبھی اُسکے دل کی مسرت گئی
نہ ایسے پدر کے لیے کر خروش
سمجھ دل مین تو ملکۂ نامور
خدا اپنی حفظ و امان مین رکھے
نہ لا رنج خاطر مین بہر خدا
کہ تخت مرصع پہ مثل بہار
نہ کچھ اُس سے بولا نہ ہرگز گیا
چھڑکنے لگی اُسکے رخ پر شتاب

دیا اُسکو جادوگرون نے جواب
کسی کو نہ مین ساتھ لیکر چلون
تجھے رنج ہرگز گوارا نہین
بہ اب جان و دل سے بجا لائیے
یہ سنکر سخن سب سے رخصت ہوا
مسافت کو طی کر کے پہونچا وہین
عمارت اک اُس جا بہت خوب ہے
کھڑین تھین اُسی جا پہ سب نازنین
کہا اُنسے حاتم نے وہ مرد دان
کہو دختر احمد سے میرا سلام
کہ ای نوجوان ملکۂ سیمبر
پھر آیا ہے بعد ایک مدت کے شاد
یہ سنکر وہ سر کو فرو لیگئی
خبر اُس جہت سے لاؤ سپاہی کی
لگا کہنے وہ حاتم نامدار
جو ساری حقیقت ہے وہ دیدہ
کہ کہتا ہے یون حاتم نامور
ستم صاحب تجھی اُسکی ہیبت اور اوس
کہ ڈالا تھا تجھکو طلسمات مین
چھٹی اب تو قید طلسمات سے
عبث اُسکی خاطر نہ ہو تو ملول
وہ حاتم کو لیکر سب آئین وہان
وہ جلوہ کنان ملکۂ زرینہ پوش
جو ملکہ نے حاتم کا دیکھا جمال
جو غفلت سے حاتم کو ہوش آگیا

کہ ہم بھی تو ہین آپ کے ہمرکاب
اکیلا ہی اُس سمت کی راہ لون
کسی آدمی کا بروی زمین
نہ آسکین تفاوت ذرا آئیے
چلا پھر اُسی سمت وہ باخدا
کہ جس جا پہ تھی ملکۂ نازنین
بنی ہے وہ آئینہ سان سر بسر
مثال مہ و مہر روشن جبین
جو لٹکا تھا شاخ شجر بیکران
تم ای نازنینان فرخندہ فام
لٹکنے شجر مین تھے جب سے کہ سر
ترے پاس ای ملکۂ خوش نہاد
پس از دیر یہ بات کہنے لگی
کہ کس جا پہ رہتا ہے با صد خوشی
ہوا قتل احمد شقاوت شعار
کہون کیا تفصیل مین سب روبرو
کہ احمد گیا اس جہان سے گذر
لگین کرنے ملکہ سے سب التماس
کیا ظلم تھا بات ہی بات مین
تو تجھ سب چھٹے جملہ آفات سے
نہ ہو اُسکے غم سے تجھے کچھ ملول
کہ جس جا پہ تھی ملکۂ نوجوان
لیے شان و شوکت سے بیٹھی ہوئی
تو حیرت مین آ کر وہ صاحب جمال
تو بالین پہ تھی ملکۂ جانفزا

ہوا اپنے دل میں بہت شادمان
کہا ہمنشینوں سے آ کے پکار
وہ سب حکم کو اسکے لائیں بجا
کہ تو حال میرے پدر کا بتا
ہوا جو شاہ جادو ہلاک
پھر آیا ہوں ای ملکہ سیمبر
بدل رنج حاتم کو راحت سے تو
یہ آیا جو ہے چھوڑ کر اب وطن
ترا باپ ظالم تھا ساحر بڑا
سرانجام شادی کا اب کیجیے
وہاں جا کے سامان شادی کیا
مچی اسقدر عیش و عشرت کی دھوم
تو حاتم کو مشغول عیش و نشاط
یہ عیش و طرب گذرے پھر ہفتہ تین
اسے پھر بغل میں لیا شوق سے
جو آیا اسے یاد شاہی منیر
مرا منتظر ہوگا وہ دلفگار
اسی وقت ملکہ سے ہو کر جدا
لگی کہنے حاتم سے دیکھا ہے کیا
وہ لاچار خاموش بیٹھی رہی
لگا کہنے یوں حاتم نامدار
نہ ڈال اپنا دل فکر جانکاہ میں
کہ ہے ایک شہزادہ بے نظیر
کیے حسن بانو نے اس سے طلب
دیا شہر سے اپنے باہر نکال

کہ معشوق عاشق ہوا ایکبار
کہ لا کر ابھی کرسی زرنگار
بہت جلد کرسی کو لا کر رکھا
مفصل کہا اسکی حقیقت ہے کیا
زمانہ ہوا ظلم سے اسکے پاک
ترے پاس اس جا یہ بار دگر
اگرچہ تو ہے بے بدل خوب رو
سعادت سمجھ اپنی ای سیمتن
وہ کرتا تھا عالم میں جور و جفا
نہ تاخیر کو راہ کچھ دیجیے
مزہ زندگانی کا اس نے لیا
ہوا ایک عالم کا اس جا ہجوم
کیا اس مکان پہ بصد انبساط
برسم جہان ملکہ دلفروز
یہ چاہا کہ ہمخواب ہو ذوق سے
کہ تھا حسن بانو کے غم میں اسیر
مصیبت کے عالم میں لیل و نہار
تحیر کے عالم میں حیران رہا
مرا عیب نظروں سے اپنی بتا
سنا اپنی کہی اور نہ اسکی سنی
کہا ای ملکہ مہ لقا ذی وقار
کہوں عیب کیا مہر اور ماہ میں
جہاں میں ہے نام اسکا شاہ منیر
سوال اپنے جو سات مشکل ہیں سب
وہ پھرتا ہے بیچارہ اب خستہ حال

پھر آ کر اسی تخت زرینہ پر
بچھا دو مرے تخت کے روبرو
گیا بیٹھ جب اسپہ وہ نامور
کیا اسنے احوال سارا بیان
جو ہے شاہ خوبان تو ای ذی وقار
تو اب حال میرے پہ کر خدا
لگیں کہنے سب اس سے ای شہریار
کہ اس جا سے پہونچا ہے آ کر یہاں
سوا دور دینے سے سارا فسان
یہ سنکر سخن ملکہ ذو فنون
رہا سات دن تک وہاں خوش وہ تن
فرو کش ہوا جو جہان میہمان
طعام اور میوہ کھلانے لگی
ہوئی ساتھ اسکے جو وہ کتخدا
خوشی سے وہ شربت پئے وصل کا
لگا کانپنے دل پری وہ با حیا
جو میں عیش و عشرت ای یار گزین
ہوئی شرمگیں ملکہ نازنین
کہا کس طرح سے کھلا اب یہ حال
بہت رنج پنہاں سے اوپر ملی
نہ کچھ فکر لا اپنے دل میں ذرا
کہ آیا ہوں میں گھر سے باہر نکل
وہ فرخندہ شہزادہ مہ لقا
وہ عہدے سے اسکے بر آیا نہیں
شب و روز سعتا ہوا نازک

گئی بیٹھ وہ ملکہ سیمبر
کہ بیٹھے یہ اب جا کے حاتم نیک خو
تو کہنے لگی ملکہ سیمبر
طلسم و فسون قتل جادوگران
کیا ہے ترا حاتم نامدار
اگر اب رہو تم ای نازنین پری لقا
تو ہے دشت شاہ کو رخصت کا بہت شاد
اٹھا کر بہت رنج ای دوستان
جو آیا یہاں پر یہ عالی نہاد
گئی تخت سے قصر کے اندرون
سراسر ہوا شادمانی کا جوش
اسی جا بندھا عیش کا سامان
ہر اک طرز سے دل لبھانے لگی
وہ لیکر اسے خواب گہ میں گیا
کھلے عقدے کاہش دل فرا
کہ میں کام کرتا ہوں آج جانے کیا
خدا سے بہ وزیر کیا کہوں
تامل سے اسکے عرق بر جبین
کہ کیا حال ہے تیرا خوش خصال
تفکر کے دریا میں ڈوبی دیا
تو رکھ جمع خاطر ابھی دلربا
مرا عقدہ اب ہوگا مشکل کشا
ہے اب حسن بانو پہ عاشق ہوا
ہوئی اس سے آزردہ وہ مہ جبین
بیابان میں پھرتا ہے لیل و نہار

قضارا یہ ملکہ مہ نو جوان
لگا پوچھنے تیرا کیا حال ہی
مصیبت پہ اُسکے بھرا دل حال
جو پہونچا در حسن بانو یہ حال
غرض پوچھ کر اُس سے ساتوان سوال
روانہ ہوا اُسسے سنکر سوال
سوال چہارم کا لینے نشان
ہوا اب بفضل خدا بر ملا
قسم اُس نے کھائی تھی یہی
اگر عیش عشرت مین مشغول تھی
یہ شہر ہرات مین زیر ...
لگی کہنے یون ملکہ زرینہ پوش
ہی تو اب مرا مالک جسم جان
تجھے بھیج دونگا بسوی یمن
لکھا ہے جو دس سال سے ماں باپ کو
اور اس حال کو بھی مفصل لکھا
سر انجام کر کے مین کار خدا
عنایت کے ساتھ آس پیشوا سے
غرض اُسکو اُسکے حوالہ کیا
یہ سنکر سخن ملکۂ دلستان
وہ جو پاسے مقصود پہونچا وہان
جو کہتا ہے ہر وقت اور ہر زبان
تھا ایک وہ شخص دیرینہ سال
تو حاتم نے اُسسے یہ پوچھا وہان
ہے اسم یہ کا نام قرم قدیم

جو پہونچا کسی دشت کے درمیان
بتا دے مفصل جو احوال ہی
کمر مین نے باندھی براہ خدا
کہا اُس سے مین نے کہ ای مہ لقا
کیا حل مشکل کا مین نے خیال
کہ لاؤن مین سراکا جاکے حال
چلا مین تو پہونچا ہون آکر یہان
ترا وصل حاصل مجھے دلربا
ترا کام کرلون نہ جب تک سبھی
خدا سے سروز جزا کیا کہون
کرون عیش عشرت مین نہان و ...
کہ ای صاحب فہم فرخندہ ہوش
مجھے چھوڑ جائیگا تنہا کہان
کہ وہ ملک ہی خاص میرا وطن
عریضہ بائین وطرز نکو
جو کچھ گذرا اُکو وہ دیا یان مین لکھا
فقد مبوس ہوتا ہون خدمت مین آ
توجہ بزرگانہ فرمائیے
پھر اُس سے یہ حاتم نے اُسدم کہا
روانہ ہوئی وان سے باغم و شال
کہ آباد تھا شہر قرم جہان
جو ہی راست کو جسکو احاطہ یہان
لکھا ہی یہ دروازے پہ اُسنے حال
مجھے چاہیے اُس مکان کا نشان
تو اُس سے یہ مین جاکے ہوا اب مقیم

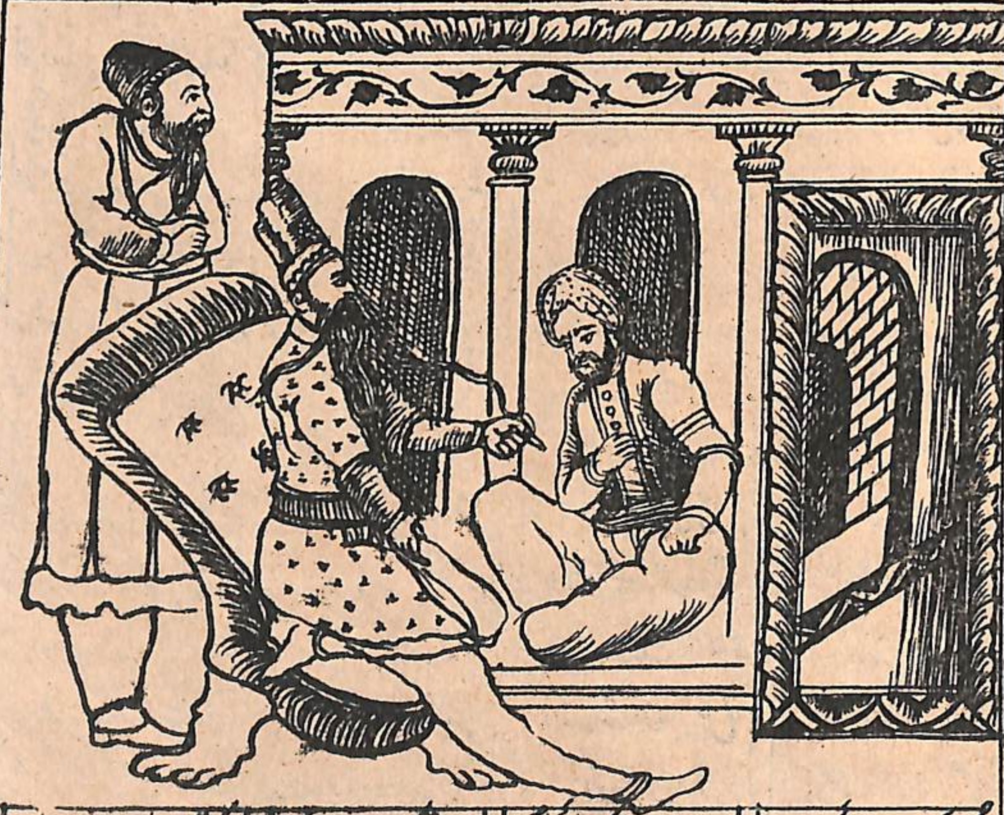
وہان ایک دن مین برای شکار
وہ سُنکر سخن میرا رونے لگا
اُسے لیکے ہمراہ اپنے چلا
وہ ساتون سوال اپنے مجھکو بتا
سر اپنی پا شاہزادے کو چھوڑ
غرض تین شرطین مین لایا بجا
ہوا تیری صورت پہ اب مبتلا
وہ یاد آیا اب مجھکو شامی میتر
نہ بر لاؤن جب تک مین اُسکا کام
وہ بیچارہ سمجھا مجھے چارہ گر
ہی بہتر یہی سوی قرم چلون
نگہبان تھا میرا یہ پیش از ین
لگا کہنے یون حاتم نامدار
تو رہنا خوشی سے وہان دوستان
کہ مین ہون سلامت بفضل خدا
لکھا پھر جو باقی ہی میری حیات
مری زوجہ یہ ملکۂ مہ لقا
عریضہ ہوا جب کہ تیار سب
روانہ ہوای ملکۂ سیم تن
تو حاتم بھی پھر اُس سے رخصت ہوا
لگا پوچھنے ہر کسی سے یہ حال
لگے کہنے اُس شہر کے جاگزین
یہی بات جو کچھ کہ کہتا ہی تو
یہ سُنکر وہ حاتم سے کہنے لگے
یہ قرم یہان پہلے آباد تھا

گیا تھا اُسے دیکھکر بیقرار
کہا عشق کا اپنے سب ماجرا
طرف شاہ آباد کے بر ملا
کہ مین تیری شرطونکو لاؤن بجا
کہا جب سے سنکر تو اصلا نہ ہوش
مفصل سب احوال اُس سے کہا
گیا بھول سب حال شہزادے کا
جو ہی حسن بانو کے غم مین اسیر
مجھے عیش دنیا کے سب ہیں حرام
مین ہون اُسکے احوال پیچھے تبھے
تلاش سوال چہارم کرون
ہی اب کوئی غمخوار میرا نہین
کہ ای ماہ رو سیمبر گلعذار
پدر ہی مرا بادشاہ جہان
بدشت خبر پرس شاہنشہا
تو ای شاہ دوران والا صفات
قدمبوس ہوتی ہی خدمت مین آ
تو حاتم نے کی مہر با صد ادب
یہان سے شتابی بسوی یمن
وہان سے سوی ملک قرم چلا
کہ وہ کون ہی شخص پیرانہ سال
یہان یہ سخن کوئی کہتا نہین
لکھی اُسکے در پر ہی ای نیک خو
وہ ہی تین فرسنگ اِس شہر سے
ہر اک شخص ہر جا پہ دلشاد تھا

ہے اب چند مدت سے آباد وان — ملیگا اس احوال کا وان نشان
غرض چلتے چلتے وہ پہونچا وہان — کہ جس جا پہ تھا اسکا عالی مکان
کہ دروازہ ہے اک نہایت بلند — لکھی اسپہ یہ بات ہے دلپسند
کہ جب اسکے دروازے پر ہو گیا — اور اس در پہ دستک وہ دینے لگا
لگا کہنے حاتم سے تو کون ہے — جو اس جا پہ آیا ہے ای نیک پی
تو حاتم نے پاسخ دیا یون اسے — کہ آتا ہون مین شاہ آباد سے
یہ سنکر وہ دربان دوڑے گئے — خبر اسکی آقا سے کہنے لگے
اگر حکم ہووے تو حاضر کرین — نہین جو کچھ ارشاد ہو سو کرین

یہ سنکر سخن حاتم نامدار — چلا سمت قرم سر اسیمہ وار
پڑی جاکے دروازے پہ جب نظر — تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی گہر
جو ہے راست گو اسکو اخت ہے عیش — ہمیشہ سے ای مرد فرخندہ کیش
جو دربان کے دستک پڑی کان مین — دیا کھول دروازہ اک آن مین
ترا کام ہے یان کیے آنے سے کیا — یہ احوال ہمکو مفصل بتا
خداوند خانہ سے ہے مجھکو کام — ابھی جاکے پہونچا سلام و پیام
کہ اک شخص آیا ہے دروازے پہ — یہ کہتا ہے پہونچا و میری خبر
لگا کہنے وہ پیر دیرینہ سال — کہ آوے مرے پاس وہ خوش خصال

پہونچنا حاتم کا شہر قرم مین مقام منزل مقصود پہ اور ملاقات ہونا ایک شخص دیرینہ سال بعمر ہفت صد سالہ
اور دریافت کرنا حاتم کا ساری کیفیت کو اس شخص سے اور بعد اطمینان کامل رخصت ہو کر روانہ ہونا اور پہونچنا
ایک چشمہ رودبار پر اور روایت سننا بادشاہ کی بگلے کی زبان سے



بلا جاکے اب جلد لاؤ اسے — مرے پاس لاکر بٹھاؤ اسے
تو حاتم کو دربان لائے وہان — کہ تھا صاحب خانہ بیٹھا جہان
جو پہونچا وہان حاتم نامدار — تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی وقار
ہے مسند پہ بیٹھا ہوا اک جوان — بہت خوب رو ہے وہ عالی مکان

اٹھا دیکھ حاتم کو وہ زود تر
پھر آخر کو کھانا کھلایا اُسے
تو ہے کون اِس جا پہ آیا ہے کیون
تو اُنمین سے تو ایک ہے اے جوان
کمر باندھ کر غیر کے کام پر
کہ ہے ایک شہزادہ بے نظیر
مری سات باتون کا لا دے جواب
براہِ خدا مین نے باندھی کمر
ترے پاس پہونچا ہون آکر اِدھر
لگا تو نے یہ در پہ اے نیک نام
سب احوال اپنا بتا دے مجھے
تو دنیا مین ہوگا بڑا نامدار
نہین کوئی ایسا فلک کے تلے
لگا کہنے یون حاتم نامدار
کہا چند رکھتا ہون مین اِک سوال
کہا شہر قرم کے سب مرد ہان
محاسن مین تیرے ہین سب ہی سیاہ
تو کس وقت سے یان پہ آیا مری
لگا کہنے وہ مرد فرخ خصال
جو کھانے سے بالکل وہ فارغ ہوے
کہ آگاہ ہو اب تو اِس حال سے
مری عمر ہے سات سو سال کی
پھر اک روز اِس شغل کے واسطے
مرے دل مین اُس وقت یون آگیا
گیا کاخ شاہی کے فوراً تلے

لیا اُسکو تعظیم سے آن کر
گلاب اور کیوڑہ پلایا اُسے
مسافت کا یون رنج اٹھایا کہان
سوا تیرے اِک اور آیا یہان
دیا چھوڑ گھر بار کو سر بسر
کہ کہتے ہین لوگ اُسکو شامی منیر
تو شوہر کرون تجھکو اپنا شتاب
کہ مقصد کو پہونچے وہ عالی گہر
کہ ہو تجھسے عقدہ یہ حل بیگمان
جو ہے راست گو اُسکو راحت تمام
اگر کیا پیش آئی ہے راحت تجھے
کوئی تیرا ثانی نہوز یہان
کہ دے اپنی جان غیر کے واسطے
کہ اے پیر فرخ خجستہ شعار
وہ ہین اپنے پوچھنے تجھسے اے نیک فال
تجھے پیر برہنہ کہتے ہین یان
سفید ایک پٹا نہین ہے نگاہ
کچھ اُسکی بھی تیرے تئین یاد ہے
کہونگا مین اُسکا بھی کل تجھسے حال
اُسی جا پہ خاموش بیٹھے رہے
ہے آباد یہ سات سو سال سے
بسر کی ہے اب تک بعیش و خوشی
نہ پیسا کوئی ہاتھ آیا مرے
کہ اور دن گھومے مین کیا پاؤنگا
کمند ایک اُس کاخ پر ڈال کے

بڑی منتون سے بلایا اُسے
وہ جس وقت کھانے سے فارغ ہوا
نہین تو کوئی یان پہ آیا نہین
کہا اُس سے حاتم نے اے مہربان
مین آیا ہون اَب شاہ آباد سے
وہ ہے حسن بانو پہ عاشق ہوا
وہ کام اُسکا اُس سے جو ہوتا نہین
دیا تین باتون کا اُسکے جواب
بتا مجھکو تو جلد کیا بات ہے
وہ کہد اُسی ہے مجھسے بتا
لگا کہنے یون مرد صاحب جمال
کوئی غیر کے کام کے واسطے
ہو آج آرام سے میرے گھر
اگر نیند کا ہی یہ دستور ہے
لگا کہنے وہ شخص اے نوجوان
جو دیکھا تجھے مین نے اب دو بدو
یہان شہر قرم ہے کب سے بسا
کہ کئی سال گذرے ہین سکھتے تئین
غرض باتون مین انکی آئی تمام
ہوئی اُس سے حاتم نے پھر التجا
یہی میری صورت تھی اُنسو بھی
مین کرتا تھا دنیا مین شغل قمار
گذر دن گیا تو بہنگام شب
چلون شاہ کے گھر مین چوری کرن
اُتر قصر شاہی کے اندر گیا

بڑی عزتون سے بٹھایا اُسے
تو وہ صاحب خانہ کہنے لگا
مگر شخص دو آئے اے پاک دین
مین آیا ہون مالک سے تیرے یہان
کہون حال کیا طبع ناشاد سے
وہ کہتی ہے اب اُس سے یون بر ملا
پھرے ہے وہ روتا ہوا ہر کہین
سوال چہارم کا جو یا شتاب
مفصل حقیقت کہہ اے نیک پی
اثر اُسکا ظاہر تجھے کیا ہوا
کہ اے نوجوان حاتم خوش خصال
نہ بہر خدا رنج کو سر پہ لے
کہونگا سب احوال دزد دگر
تو دزدِ دگر کچھ نہین دور ہے
سوال اپنے کر تو مفصل بیان
جوان و جوان مرد و فرخندہ خو
سب احوال اِسکا مفصل بتا
کہ آباد ہے یہ بروی زمین
سحر کو بہم ہوکے کھایا طعام
تو اُس شخص نے پھر بیان یون کیا
جو اب دیکھتا ہے نہ بدی کبھی
کسی سے نہین تھا مجھے کچھ کار
مین نکلا تھا چوری کو بہر طلب
زر و لعل و گنج و گہر اُسکا تون
تو ایسا نظر مجھکو اُس جا پڑا

ہے شاہ جہان عالم خواب مین
گلو مین ہے شے کے گہر شب چراغ
جو پہونچا مین صحرا مین آ کر کہین
ارادہ تھا سب اُس سے کہہ دون کہین
بتا ہمکو جلدی کہ ہے کون تو
کہ رکھتا ہوں اِس بنا مین کار و فراغ
یہی دل مین آیا کہ چوری کرون
ہے نام اُسکا گوہر شب چراغ
جو چورون نے دیکھا تو پھر نظر
وہ آواز ہیبت کی دی پر بلا
مین تنہا اُسی جا پہ استادہ تھا
سب احوال اپنا مفصل بتا
کہا مین نے اُس سے کہ اے باوقار
چلا گھر سے مین چوری کے واسطے
ہوئے چور وارد جو آ کر یہان
کہا اُس جوان نے کہ اے نوجوان
یہ سب مال چورون کا بخشا تجھے
قسم کھا کے اے مرد فرخندہ خو
کہا مین نے اُس سے کہ اے نامدار
مین لوٹا اُسکے سب لیکے مال و منال
شقی جو کہ رکھتے تھے مجھسے عناد
کہان اسقدر اسنے پایا ہے زر
کہا اُسنے تو راست بتلا مجھے
وہ ذکر قمار اور وہ مال و منال
او سنا حال اُس مرد صحرائی کا

جواہر نہین سب عالم آب مین
ہو جسکی تجلی سے دل باغ باغ
تو کیا دیکھتا ہون برویٔ زمین
جو ہو جسکی قسمت کا اُسمین لین
کہ اِس جا پہ آیا ہے ارمان کہ
یہی کار ہے میرا لیل و نہار
در و لعل گھر سے شہنشہ کے لون
کہ ہو نور سے جسکے دل باغ باغ
یہ چاہا کہ لے لین وہ مجھسے گہر
کہ ناگاہ صحرا مین ازدہا پڑا
کہ وہ مرد نزدیک تر آ گیا
اگر جھوٹ بولا تو اے ناسزا
مین رکھتا ہون دنیا مین شغل قمار
تو پہونچا ہون قصر مین شاہ کے
یہ چاہا کہ لے لین وہ گوہر گران
کیا تو نے سب راست مجھسے بیان
اٹھا کہ یہ لیجا ابھی تو اِسے
کہ اِس کام سے توبہ اب جلد تو
نہ کھیلون گا ہرگز کبھی مین قمار
ہوا گھر مین داخل بعیش و کمال
وہ عماری کرنے لگا بانہاد
عمارت بناتا ہے اب بخط
کہ یہ مال کیونکر ملا ہے تجھے
کہا مین نے اُن سے مفصل یہ حال
جو گذرا تھا اُس سے مفصل کہا

ہم تخت کے گرد سوتی ہیں جو ان
مین لیکے گئے سے اُسی شاہ کے
بہت چور اک جا ہیں بیٹھے ہوئے
نظر انکی میری طرف آ پڑی
جو کچھ راست تھا مین نے اُنسے کہا
نہ جب ہاتھ مین آیا سیم بسیار ہا
غرض قصر مین شاہ کے مین گیا
وہ اسوقت گوہر مرے پاس ہے
ذرا سنیے اُسوقت کا ماجرا
تو وہ چور سب مال کو چھوڑ کر
لگا کہنے مجھسے کہ تو کون ہے
مین مارونگا تجھکو ابھی جان سے
نہین پاس میرے رہا ایک دام
وہان سے چرا گوہر شب چراغ
ترا شوق سنکر ہم ہو سبھی
کیا مین نے وہ لعل تجھکو معاف
مگر کھیلنا پھر نہ ہرگز قمار
ہو نو صد برس کی تری زندگی
قسم اب مین کھاتا ہون تیرے حضور
وہان پر عمارت بنائی بلند
کہ پیش عسس جا کے آخر کہا
یہ سنکر عسس نے بلایا مجھے
جو تھا راست بالکل وہ مین نے کہا
کہا حال چورون کا پھر اُس سے سب
تو وہ مجھکو ہمراہ لیکر چلا

کسی سے خبر کچھ نہ ہوتی ہین جو ان
اُتر کاخ شاہی سے آیا تمام
فراہم متاع گران سب کیے
تو کہنے لگے مجھسے یون اُس گھڑی
کیا مین نے مخفی نہ ہرگز ذرا
پریشان مفلس مین جب ہو گیا
گلے سے گہر اُسکے مین نے لیا
نہین کوئی اسکے سوا اور شی
کہ اک شخص ناگاہ پیدا ہوا
گئے بھاگ صحرا کے ادھر اُدھر
ترے پاس ہے اِس گھڑی جو کہ شے
نہ چھوڑون مین جیتا کسی آن
تو گھر سے نکل کر بہنگام شام
مین لایا ہون جسمین نہین کوئی داغ
گئے بھاگ کہ مین کہین پر ابھی
کہا تو نے جو حال کو صاف صاف
اگر دے کوئی تجھکو نسبت ہزار
کیا کر خدا کی پرستندگی
کیا مین نے اس کام کو دل سے دور
ہوئی ہر کسی کو نہایت پسند
تھا یہ شخص دنیا مین مفلس بڑا
قریب اپنے اُسنے بٹھایا مجھے
تفاوت نہ ہرگز تھی اُن مین ذرا
جو دیکھا تھا مین نے بہنگام شب
در دولت بادشاہی پہ جا

کہا میں احوال سب شاہ سے ۔ خداوند دولت سے ذی جاہ سے
جو تھا راست احوال میں سچ کہا ۔ اُسے سُنکے وہ شاہ حیران رہا
کہ وہ راست گو ہم کو دیکھا نہین ۔ زمانے مین ہرگز بروی زمین
دیا شاہ نے مجھکو زر بیقدر ۔ کہ اتبک بھی باقی ہے ای نامور
جو ہے راست گو اسکو راحت ہے پیش ۔ سخن سچ ہے ای مرد فرخندہ کیش
جہان مین خوشی سے رہے وہ مدام ۔ بزیر فلک خرم و شادکام
لگا کہنے یون حاتم نیکنام ۔ کہ حاتم ہون مین ابن طی بادشاہ
تواضع بہت کرکے کہنے لگا ۔ کہ حاتم سوا کون ہے دوسرا
کئی سعد حاتم کو مہمان رکھا ۔ بہت اسکو آرام آستے دیا
ہے درپیش اک مجھکو کار ضرور ۔ مین آیا ہون طی کرکے بس راہ دور
یہ سُنکر سخن اُسنے اُس سے کہا ۔ کہ دی مین نے رخصت اب جلد جا
شب و روز جاتا تھا وہ نامدار ۔ ملا ایک پھر چشمہ رودبار
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی مکان ۔ کہ بیٹھا ہے بگلے کا جوڑا وہان
یہ مادہ نے اُسوقت نر سے کہا ۔ کہان کو تو جاتا ہے مجھکو بتا
مجھے چھوڑکر کیا ہے جانا ضرور ۔ نہ کر قصد جانے کا اے بے شعور
بکار خدا ہے جو کرتی ہے تو ۔ مرے سامنے آکے آب و بدو
بھلا تجھسے کیا فائدہ ہے مجھے ۔ رہون یان جو کار خدا جو کرے
وہ ہین راہ ترے مین ایمان کی ۔ عدو خلق مین ہین میری جان کی
مگر تو نے احوال شاہ جہان ۔ سنین ہے سنا اتبک ای بوستان
جدا ہوکے لشکر سے اپنے وہان ۔ پڑا اک بیابان کے درمیان
تلے قصر کے حوض تھا خوب تر ۔ اُسے دیکھتے ہی وہ عالی گہر
ہوا دیکھکر اُسکو شاداں کمال ۔ وہ شاہ جہان خسرو خوش خصال
تو ناگاہ زنجیر یکبارگی ۔ کھینچی شاہ کے ہاتھ مین لگگئی
جو پانی سے لایا اُسے کھینچ کر ۔ اُسی چشمہ آب سے زود تر
تھا اک اُسمین صندوق لٹکا ہوا ۔ وہ اُس آب سے جلد باہر ہوا

لگا کہنے یون مجھسے شاہ جہان ۔ کر احوال اپنا بیان ای جوان
دیا حکم اسطور سے برملا ۔ کوئی اِس سے ہرگز نہ بولے ذرا
کسی نے کبھی عیب اپنا کہین ۔ کبھی راست ہرگز بتایا نہین
اُسی روز مین نے یہ در پر لکھا ۔ کہ ہے راست گو کا نہایت بھلا
جو بندہ بجز راستی اور بات ۔ زبان سے نکالے سنا ای نیک ذات
تو کہہ راست اب مجھسے ہی تو جوان ۔ تو ہے کون اور تیرا گھر ہے کہان
یہ سُنکر سخن جلدتر وہ اُٹھا ۔ تو حاتم کے ہاتھون پہ بوسہ دیا
کہ بے خوف جان کا نہ ہرگز ذرا ۔ کرے کام غیرون کا بہر خدا
لگا کہنے یون حاتم نامدار ۔ کہ ای مرد دیرینہ عالی وقار
کہ اب مجھکو رخصت کہ جاؤن چلا ۔ کرون جاکے اُس کام کو برملا
وہان سے چلا حاتم نوجوان ۔ ہوا سمت صحرا کے فوراً روان
بہت تشنگی سے تھا حیران از جان ۔ گیا بیٹھ اُس چشمہ پہ ناگہان
وہ کرتے تھے آپسمین کچھ گفتگو ۔ لگا اُسکو سننے وہ فرخندہ خو
مجھے اِس بیابان مین تج چھوڑکر ۔ برای سرانجام کار دگر
کہا اُس سے نر نے کہ اے بے وفا ۔ نہ کر ایسی باتون کو مجھسے ذرا
قیامت مین کیا کام آئیگی تو ۔ یہ دنیا مین تب لگ ہے رو برو
سُنا ہے مگر مین نے حالِ زنان ۔ کہ ہین ناقص العقل سب بیگمان
جو کہیے گو تیرے کرون برملا ۔ نہین ہے نہین ہرگز ہے میرا بھلا
وہ اک دن گیا تھا برای شکار ۔ شکار اُسنے پایا نہین زینہار
وہان ایک باغ اُسکو آیا نظر ۔ گیا سیر کو اُسمین وہ بیخطر
گیا بیٹھ اُسجا پہ وہ نیک نام ۔ بہت صاف تھا اُسکا پانی تمام
جو تھا تشنہ وہ شاہ فرخندہ فال ۔ دیا ہاتھ پانی مین جب اُسنے ڈال
پکڑکر وہ زنجیر کو زور سے ۔ یہ چاہا کہ اُسکے تئین کھینچ لے
کیا دونو ہاتھون سے جب اُسنے بل ۔ تو زنجیر پانی سے آئی نکل
اُسے دیکھکر شاہ حیران ہوا ۔ کہ کون اِسکو اِس آب مین رکھ گیا

لگا قفل صندوق میں تھا وہاں ۔ لگی تھی کلید اُسکے اوپر عیاں
اٹھا ہاتھ میں اُسنے اپنے کلید ۔ کشادہ کیا قفل وقت سعید

ایک بادشاہ کا شکار کھیلتے ہوئے جدا ہو جانا لشکر سے اور عالم تشنگی مین ایک باغ کا نظر آنا اور اُسمین جاکر ایک حوض پر بیٹھکر پانی پینا بادشاہ کا اور زنجیر آہنی دیکھکر اُسکو کھینچنا اور دیکھنا ایک صندوق کا اور کھولنا اسکا اور نکلنا ایک عورت صاحب جمال کا اور باتفاق باہمدگر نائے نوش مین مشغول ہونا اور اُسی طرح اُس صندوق کو حوض مین ڈالکر روانہ ہونا شہریار کا



تو کیا دیکھتا ہے وہ فرخندہ خو ۔ کہ بیٹھی ہے اک نازنین ماہرو
اُسے دیکھکر اُسکو غش آگیا ۔ تحیر کے عالم مین حیران رہا

لگی کہنے اُسوقت وہ ماہرو ۔ کہ حیرت کے عالم مین اب کیون ہے تو
یہ معلوم ہوتا ہے تو ڈر گیا ۔ جو اُسوقت خاموش تو ہو رہا

نہین ہون آدمی زاد اے نوجوان ۔ بہت دن سے اس جا پہ بستی ہون یان
یہ کہکے صندوق سے برمحل ۔ تبسم کنان باہر آئی نکل

صراحی پیالے کو لیکر شتاب ۔ وہ بیٹھی لب آب با آب و تاب
رکھا شاہ کے روبرو پھر طعام ۔ کھلا کے اُسے شاہ عالی مقام

جو دیکھا شہنشاہ نے شہکا رو ۔ تو مفتون ہوا اُسپہ وہ نامجو
ہوا اُس سے مشغول وہ بادشاہ ۔ شہنشاہ ذیجاہ گیتی پناہ

جو صحبت سے اُسکے وہ فارغ ہوا ۔ تو لشکر کہین شہکو یاد آگیا
یہ چاہا کہ لشکر کو جاوے شتاب ۔ شہنشاہ دوران عالی جناب

نکال اپنی انگلی سے انگشتری ۔ اُسی دم وہان ہاتھ مین اُسکے دی
کہا پھر یہ شہ نے کہ اے رشک پری ۔ مین دیتا ہون یہ تجھکو انگشتری

مدام اسکو رکھنا بپیش نگاہ ۔ رہے تا مری یاد اے نیکخواہ
یہ دی ہے نشانی اسے ہو لے ۔ کہ تا دل سے اپنے نہ بھولے مجھے

وہ سنگ ہلسی تھا مارے کہ
یہ کھک خریطے کو لائی وہان
کہا پھر کہ یہ بات لبس ہو رہی
مجھے کرکے صندوق کے درمیان
یہ ہے قصر اُس مرد کا اے جوان
بہت شاہزادے بھی اور کاروان
انگوٹھی بہت جمع ہین اے جوان
اسی طور سے تیری انگشتری
پھر اُس ن کو صندوق مین بند کر
وہان پھیر اک سے ملاقات کر
توکل پہ اپنی کمر باندھ کر
وزیر وہ بخ کی عرض اے بادشاہ
کہا شاہ نے اُنسے سب ماجرا
ولیکن جو دنیا مین ہین نیک بخت
جو ہین بد سدا اُنکا ہی کار
یہ مشہور ہو شہر کے درمیان
یہ پہونچے خبر جا کے ہر شہر مین
کہا جب وزیرون نے یہ ماجرا
غرض جا کے سب در پہ حاضر ہوے
کہ کر منع اب مجھکو اے دلربا
چلا تھا پی کار شاہی منیر
جواب یاد ملک کی آئی
اسی طرح مردون کو خوش نان
لگا کہنے یون حاتم نامدار
لگا کرنے توبہ وہ پھر دمبدم

لگی کہنے اے شاہ والا گہر
تھا جس جا پہ وہ شاہ گیتی ستان
کہ شوہر مرا مرد مغرور ہے
اسی حوض مین چھوڑ جاتا ہے یان
کہ نزدیک تب جسکے بیٹھے ہے یان
جو گم کر کے وہ راہ آ گئے یہان
نہین مجھکو معلوم اُنکا نشان
فراموش ہوے گی دل سے ابھی
دیا چھوڑ اُس حوض مین تو
روانہ ہوا پھر بوقت سحر
لگا کرنے یاد خدا نامور
تبا یہ کہ مجھسے ہوا کیا گناہ
زن نازنین اور اُس حوض کا
نہین اُنسے ہونا کبھی کار سخت
شب و روز رہتے ہین اطوار
لگا کرنے فوج کو دور شاہ جہان
تو یہ بات بہتر نہین ہے ہر مین
تو دربانون کو شاہ نے یون کہا
وہان نوکری اپنی کرنے لگے
ترا اسمین ہرگز نہین کچھ
سنی تاجور حاتم بے نظیر
تو رہ شاہ آباد کی چھوڑ کے
سدا خیر سے یاد رکھتا ہے یان
یہ ہے بات از جانب کردگار
اُسی جا سے پھیر اپھر اُسنے قدم

مرے پاس انگشتری ہے بیشمار
دکھائین سب انگشتری جو کہ تھین
وہ بستی مین زنہار رہتا نہین
نہین اُسکے ہے پاس اورنگ و تاج
کسی وقت آتا ہے وہ نامور
وہ سب امیر بہتر آکر ہوے
کہ وہ کون تھی اور کہان کو
یہ سنکر شہنشاہ حیران ہوا
بہت دل مین کہا کے وہ شہ پیچ و تاب
جو پہونچا وہ اپنی بدولت سرا
رہا بیٹھ حفظ خدا مین وہ جا
کیا آپ نے حاجبون کو جو دور
کہا سب وزیرون نے شاہ جہان
جو ہین نیک و نیک اطوار ہین
در بادشاہان کو دربان و
توکل پہ بیٹھا ہے گوشے مین جا
خرابی پڑے ملک مین سر بسر
کہ تم جا کے اب در پہ حاضر رہو
لگا کہنے نکلا کہ اے نابکار
مین جاتا ہون از بہر کار صواب
بہت محنت و رنج کو کھینچ کر
وہ پہونچا ہے جلد مین پر اب آ
سنا جبکہ حاتم نے یہ ماجرا
ہدایت خدا کی طرف سے ہوئی
وہان سے سو شاہ آباد جب

رکھین ہین خریطے مین اے نامدار
وہان بادشاہ ہو کے جو نے سنکو یون دیا
پھرے ہے جہان مین کہین کا کہین
وہ لیتا ہے سوداگرون سے خراج
اسی جا پہ ہر روز شام و سحر
سبھی مجھکو انگشتری دے گئے
جو یان بیٹھ کر ہم بستر آکر ہوے
بہت اپنے دل مین پشیمان ہوا
پھر آیا وہ لشکر کو اپنے شتاب
دیے در سے دربان سارے اُٹھا
سبھی جنس سے اپنے دل کو اُٹھا
نہین اُنسے ہرگز ہوا کچھ قصور
یہ سب ہے است گفتار بے گمان
بروی زمین وہ دغا دار ہین
کہ شان و تزک کا ہے اُنسے ظہور
نہین کار کچھ سلطنت سے فرا
مخالف کرین سرکشی زود تر
بدستور تم نوکری سب کرو
کہ آئیگی کیا تو بھلا ہیرے کا
تو اب روکتی ہے مجھے بے حساب
یہان آ کے پہونچا ہے وہ نامور
کرے رہنمائی اب اُسکی خدا
دیا سر کو سجدے مین حق کے جھکا
کہ بخشی مجھے غیب سے آگہی
وہ محنت اُٹھا کر بہ رنج و تعب

جو پہونچی در شاہ آباد پر
ملازم ہر اک اُسکو پہچانکر

کہ آیا ہے پھر حاتم نامدار
وہ لایا ہے چوتھی خبر ای نگار

لے آؤ اُسے اب کہ روبرو
تو پوچھون خبر اُس سے مین دوبدو

کہا ای نوجوان حاتم نیک خو
بیان کر کہ کیا دیکھ آیا ہے تو

وہ کیا بات دنیا مین سُنئے ہے اکی
کہ جسکے سبب سے اُسکو راحت ملی

کہا پھر کہ ای دختر خندہ لب
مین اُس شخص کو دیکھ آیا ہون اب

ولیکن وہ ہے مرد اب تک جوان
کرون کیا مین حال اُسکا تجھسے بیان

کہا گھر ہے مابین قرم قدیم
کہ ہے جاے پاکیزہ و مستقیم

کہا حسن بانو نے سب راستی
جو کہتا ہے ای حاتم نیک پی

کہا پھر یہ حاتم نے ای مہ لقا
کہ جاتا ہون اب سوے مہمان سرا

یہ کہکر وہ جلد ہی وہان سے اُٹھا
گیا سمت مہمان سرا کے چلا

وہان حسن بانو نے بھیجا طعام
کہ کھائین وہ دونون جہان نیکنام

لگا کہنے پھر اپنی سب سرگذشت
وہ حال بیابان و صحرا و دشت

کوئی تیری ہمت کا ثانی نہین
جہان مین جوانمرد ہرگز کہین

وشب دونون باخوشی کاٹکر
اُٹھے بستر خواب سے پھر سحر

تو حاتم بھی پوشاک تبدیل کر
گیا وان سے پھر حسن بانو کے گھر

کہا اب بسر خفتہ کرونگی مین یاد
تب آئے مرے گھر وہ عالی نژاد

کہا اُس سے حاتم نے ای نیک بی
اُسی کام مین مجھکو آرام ہی

دیا حسن بانو نے پردے کو ڈال
لگی کہنے حاتم سے وہ خوش خصال

کہ اُٹھتی ہے اُس کوہ سے اک صدا
خبر اُسکی تو جلد تر جا کے لا

نہین مجھکو معلوم کیا راز ہے
یہ اُس کوہ پر کسکی آواز ہے

وہان سے جو آیا وہ مہمان سرا
تو اُس شاہزادے سے کہنے لگا

خبر اُسکی لاتا ہون جاکر ابھی
نہ گھبرانا تو اپنے دل مین کبھی

اگر اُس مکان سے مین جیتا پھرا
یہ کہکر سخن اُس سے رخصت ہوا

وہین لیگئے حسن بانو کے پاس
کیا اُس سے یون جاکے پھر التماس

یہ سُنکر کہا حسن بانو نے ہان
کہ دو ڈال پردے کو اب درمیان

غرض حاتم اُس جاپہ داخل ہوا
تو پھر حسن بانو نے فوراً کہا

لکھا کسنے ہے اپنے در پر یہ حال
کہ ہے راست گو کو مسرت کمال

کہا پہلے حاتم نے وہ ماجرا
جو کچھ اُسپہ گذرا تھا جور و جفا

سُنا مین نے اُسکی زبان سے یہی
ہوئی ہشت صد سالہ عمر اُسکی بھی

کہا حسن بانو نے ای مہربان
بتا مجھکو گھر اُسکا ہے اب کہان

اُسی جاپہ باعیش و عشرت تمام
گذر اپنی کرتا ہے وہ نیک نام

طعام آگے حاتم کے لاکر رکھا
کیا اُس سے اب سامنے پھر کہا

برادر کے ساتھ اپنے کھانے لگین
تو بعد اُسکے پھر یان پہ آونگا مین

جو پہونچا سرا مین وہ عالی گہر
ملا اُسکو شہزادہ نامور

بہم ہو کے دونون نے کھایا طعام
خوشی سے اُسی جا ہے وہ شاد کام

یہ سُنکر لگا کہنے شامی منیر
کہ صد آفرین ہے تجھے ای امیر

کہ وہ غیر کے کام کے واسطے
براہ خدا جانفشانی کرے

کیا غسل حمام کے درمیان
غرض دونون باہم ہوئے شادمان

ہوئی حسن بانو کو فوراً خبر
کہ آیا ہے پھر حاتم نامور

کرے جا کے آرام وہ چند روز
رہے عیش سے حاتم دلفروز

تو فرما کہ اُسکو بجا لاؤن مین
یہان سے خوشی سے چلا جاؤن مین

کہ مین نے بزرگون سے اپنے سُنا
کہ ہے اب کسی جاپہ کوہ ندا

کہ ہے کونسا ایسا مرد خدا
کہ کرتا ہے اُس جاپہ ایسی ندا

یہ سُنکر وہ حاتم وہان سے اُٹھا
تو پھر حسن بانو نے رخصت کیا

کہ اب ای برادر مین لاؤنگا خبر
روانہ ہون اسدم سوئے کوہ پر

خدا کے تئین مین نے سونپا تجھے
فراموش کرنا نہ ہرگز مجھے

تو پھر تجھکو دیکھونگا اِس جا پہ آ
وہان سے وہ کوہ ندا کو چلا

پانچواں سوال حاتم کا جانا اور کوہ ندا کی مفصل خبر لانا

کہاں ہے تو اے ساقی سنگدل
ذرا اپنے مشتاق سے آکے مل
بڑی دیر سے ہے ترا انتظار
بہت شوخیاں کر رہا ہے خمار

اس عصا شکن کو ذرا دیکھ لے
سزا اُسکے اعمال کی اسکو دے
پلا دے وہ جام مئے آتشین
کہ نشے میں جاؤں کسی کا لعین

ہمت ارادہ سے ہے تیز گام
اگر کوہ بھی ہو تو سمجھو نہیں بام
یہ کہتا تھا وہ حاتم نامدار
کہ دانا ہے تو پاک پروردگار

تو ہے مالک ملک دنیا و دین
ہے قبضے میں تیرے زمان و زمین
یہ ظاہر ہے تجھ پر بطرز نکو
میں جاتا نہیں اپنے کچھ کام کو

قضا پر تری اب کمر باندھ کر
برای سرانجام کار دگر
بھروسا ہے میرا تری ذات کا
تو کر کام کو میرے اب خود روا

مددگار میرا ہو تو اب خدا
کسی سے نہ کرنی پڑے التجا
یہ کہتا ہوا حاتم نامدار
چلا سمت صحرا کے با صد وقار

پہونچا تھا جس شہر و قریہ میں جا
پکیتا تھا ہر اک سے وہ با خدا
کہ کوہ ندا کی کدھر راہ ہے
بتادو کہ اُسکی مجھے چاہ ہے

جو سنتا تھا کہتا تھا اُس سے یہی
ہم اُس راہ کو جانتے ہیں نہیں
یہ سُنکر جو لاچار حاتم ہوا
وہاں سے پھر اٹھکر جو آگے چلا

تو پہونچا پس از مدت چند ماہ
کسی شہر کے بیچ وہ نیک خواہ
تو کیا دیکھتا ہے وہ یکبارگی
سہم ہو کے اُس شہر کے آدمی

ہیں صحرا میں یکجا فراہم ہوئے
تردد میں بیٹھے ہیں باہم ہوئے
تو حاتم نے یہ اپنے دل میں کہا
کہ دیکھوں تو میں ہے یہ کیا ماجرا

چلا اُس طرف کو وہ عالی مکان
لگے دیکھنے اُسکو پیر و جوان
لگے کہنے آتا ہے کوئی چلا
ہماری طرف کو ابھی بے بلا

پکارا سبھوں نے اُسے دوڑ کر
کہ جاتا ہے تو اے مسافر کدھر
اِدھر آ ہمیں ہے ترا انتظار
بہت دیر سے اے شجاعت شعار

جو پہونچا وہاں جا کے وہ نوجوان
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی مکان
چنا کھانا دستار خوان پر جہان
جنازہ رکھا ہے کسی کا وہان

بہت لوگ بیٹھے ہوئے ہیں غمین
مگر فرش سب کا ہے سطح زمین
لگا پوچھنے حاتم نامجو
بتاؤ یہ کیا رسم ہے صاحبو

جنازے کو مردے کے گھر کو یہان
جو بیٹھے ہو گرد اُسکے پیر و جوان
یہ دستار خوان پر چنا ہے طعام
بتاؤ تو میرے تئیں یہ کلام

اسے دفن کرتے ہو تم کیوں نہیں
مطابق شریعت کے زیر زمین
لگے کہنے حاتم سے سب مرد و زن
یہاں پر ہے رسم قدیم اے جوان

مرے جو کوئی آدمی شہر میں
تونگر ہو یا ہو گدا دہر میں
سبھی مل کے صحرا میں لاتے ہیں ہم
غذا ہر طرح کی پکاتے ہیں ہم

اُسے چُنکے پھر خوان میں نوجوان
قیام اپنا کرتے ہیں سب بلکے یان
مسافر کے آنیکا پھر انتظار
شب و روز کرتے ہیں اے نامدار

جو آتا ہے کوئی مسافر یہان
بُلا اُسکو لیتے ہیں اے نوجوان
اُسی وقت مردے کو پھر دفن کر
وہ کھانا جو رہتا ہے سب ہم دگر

مسافر کو پہلے کھلاتے ہیں ہم
تو پھر اُسکے سب بلکے کھاتے ہیں ہم
ہوئے سات دن ہمکو بیٹھے یہاں
مسافر کوئی ایک آیا نہ یہاں

جو پکتا تھا ہر روز یان پر طعام
وہ موجود رہتا تھا تا وقت شام
مسافر نہ آتا تھا جب شام کو
تو لاچار ہو کر پھر اے نیک خو

اُسے بھیج دیتے ہیں ہم اپنے گھر
کہ کھاتی ہیں اُسے عورتیں بیخطر
اِسی جا یہ گذرے ہیں سات روز
گیا پر نہ دانہ دہن میں ہنوز

تجھے دیکھ کر ہم ہوئے شاد کام
جو آیا تو اِس جا پہ اے نیک نام
اب اس مردے کو دفن کرتے ہیں ہم
تو کھانا ابھی کھائینگے ہم بیدرنگ

لگا کہنے حاتم کہ اے ہمدمو
مسافر جو اک ماہ وارد نہ ہو
تو ہو جائے مردے کا حالِ دگر
ہو کسطرح سے پھر تمہاری گذر

سپھون نے کہا اُس سے ای نوجوان
اگر شد یہ سہ روز تک کوئی یان
رہین بند یہ ہ روز بھوکے مگر
لگا کہنے پھر حاتم خوش خصال
وہین چھوڑ دو پائے گا گر وہ
ہم سوکے سب شہر کے مرد و زن
یہ سمجھین کہ کوئی گنہگار تھا
کہا پھر یہ حاتم نے کیجے تو غور
لگا کہنے اُسکو رکھین ہم نگاہ
تو بعد اُسکے کھانے کو ہو کر بہم
گزر جائین شش ماہ جب ایکبار
کھلائین بلائین ہر اک شخص کو
وہان جاکے کچھ زر بتقدیر کن دین
یہ سنکر سخن حاتم نیک پھر
اور ایک فرش اُٹھا بچھوا دیا
بچھے گرد مردے کے سب یار
لگے کہنے حاتم سے ای خوش خصال
رفاقت سے تیری ہم ای نیکنام
وہ کیا تھا کھانا جو با صد تمیز
دیا بھیج بجر شہر مین کچھ طعام
وہ کپڑے جو پہنے ہوئے تھے اُتار
تو ہم واسطے تیرے کوئی مکان
مکان کوئی آن سب خالی کیا
تو ہان پر بہت نازنین خوب رو
لگا کہنے یون حاتم نوجوان

یہ ممکن نہین ہے کہ ہفتے مین یان
نہ آئے بہو مہربان آسمان
نہ کھانے کو کھائین ہم ای نامور
کہ ای نیک مردان فرخندہ فال
بتادو تو پھر تم اُسے کیا کرو
بیان کیا کرین ای غریب الوطن
کہ بدبو بدن اسکا سب کر گیا
اگر چھ مہینے مین مر جائے اور
اسی طور ای آدم نیک خواہ
اُسی جا پہ کھالیوین ہم بیش و کم
کرین شادی و خرمی بیشمار
خوشی دل مین ہے انتہا سب کو ہو
خدا سے ثواب اُسکا حاصل کرین
یہ بولا عجب رسم اس جا کی ہے
پھر اُس مردے کو اُسنے رکھوا دیا
قدمبوسی کرنے لگے بیشمار
کہ تو پہلے ہاتھ اپنا کھانے مین ڈال
کرین روزہ افطار کھائین طعام
لگا کھانے حاتم بھی ہر دل عزیز
کہ کھائین زن و طفل اُنکی تمام
دیئے دھوبیون کو وہ سب بلکا
معین کرین شہر کے درمیان
وہ حاتم کے رہنے کو فوراً دیا
بلا کر وہ حاتم کو کہنے لگے
عجب رسم ہے شہر کے درمیان

نہ آئے مسافر کہین سے یہان
تو کھانے کو کھائین نہ ہم زینہار
نہ سڑتا ہے مردہ ہمارا ابھی
جنازے مین بدبو جو آنے لگے
لگے کہنے سب ملکے پیر و جوان
رہین چھ مہینے کا روزہ تمام
کرین ملکے توبہ ہم پھر یہان
تو لاسکے تم وہان کیا کرو
جو آئے مسافر یہان تا بہ شام
رکھین روزے کو پھر ہم اُس واسطے
خوشی سے بخوبی پکا کر طعام
خدا سے بہت عذر خواہی کرین
ہون پھر اپنے مشغول ہم کام مین
پھر آخر کو مردے کو سب نے اُٹھا
ہر اک سمت مردے کے خوشبو جلا
وہان سے نکل کر کشادہ جبین
جو لطف و کرم مہربانی سے تو
یہ سنکر سخن حاتم با سخا
تو بعد اُسکے کھانے لگے سب وہان
کیا غسل پوشاک تبدیل کی
لگے کہنے حاتم سے ای مہربان
لگا کہنے یون حاتم نامدار
سب اسباب کھانے کا پوشاک کا
کہ یہ تیری خدمت مین حاضر یہان
فراغت اگر مجھکو بخشے خدا

یہ کیا بات کہتا ہے تو ای جوان
نہ پائی کبھی سر زمین ایک بار
مہینے کے اندر کسی طور بھی
علاج اُس کا پھر تمسے کیا ہو سکے
وہین گاڑ دین ہم اُسے بیگمان
کرین اُسکو افطار ہنگام شام
بدرگاہ غفار ای مہربان
بتاؤ تو اسبات کو صاحبو
تو پہلے کھلائین اُسے ہم طعام
لئے مغفرت عاقبت مین اُسکے
کرین اُسکو تقسیم ای نیک نام
ہم ہوکے پھر اپنے گھر کو چلین
جو ہو جسکا پیشہ اُسے سیکھین
رکھا ہیچ نہ کھانے کے اُسکو لا
طعام اُسکے بالین پہ لاکر رکھا
گئے بیٹھ دستار خوان پر وہین
تناول کرے اُسکو اب وہ بدو
بہت شکر خالق کا لایا بجا
سبھی ہوکے وہ مرد پیر و جوان
اور اُس جا سے گھر شہر کی راہ لی
اگر چند مدت رہے تو یہان
مین چندے کرونگا یہان پر قرار
اُسی جا پہ لاکر مہیا کیا
رہینگی ہر اک وقت ای مہربان
تو اس شہر سے ملک مین اپنے جا

مسافر نوازی پہ باندھو کمر | بعید کامرانی اسی طور پر
وہ سب نازنین آکے حاتم تئین | لگی خدمتِ حاتم پاک دین

حاکم شہر کا لیجانا حاتم کو اپنے ساتھ اور ایک مکان علیحدہ مین فروکش کرنا اور چند نازنین صاحب جمال پری چہرہ واسطے خدمتگذاری حاتم کے مقرر کرنا اور ہر روز دعوت و تواضع نو بنو سے پیش آنا اور بعد ایک ہفتے کے رخصت ہو کر جانا حاتم کا طرف کوہ ندا کے



مگر وہ نہ کچھ اُنپہ مائل ہوا | نہ دیکھا اُنھیں آنکھ اپنی اُٹھا
گذر جب گئے اسطرح سات دن | تو وہ نازنینان خلقِ خوبرو
تو پاس اُنکے حاتم کو اُسنے بلایا | بہت مہربان ہو کے اُس سے کہا
تو دختر کو اپنی کنیزی مین دون | تجھے ای جوان حاتم ذوفنون
مین آیا بیان کرکے طرح اُسکے | تجھے ایک کرنا ہے کارِ ضرور
مین اس کام مین کچھ رفاقت کرون | بیان سے ترے ساتھ ہو کر چلون
کہ وہ ساتھ میرے مشقت کرے | مصیبت اُٹھا کے مرے واسطے
کہا اُس سے حاتم نے مین کیا کرون | جو جس کام کا اب طلبگار ہون
کہا یہ حاکم نے کچھ تو بتا | کہ یہ حال کا تیرے کیا ماجرا

رہین روبرو اُسکے سب ماہرو | حیا اور ادب سے بطرز نکو
لگیں کہنے یون اپنے سردار سے | نہیں آدمی دیکھے اس قسم کے
کہ دل تیرا ہم سب پہ ہو مہربان | رہے تو اگر چند روز اب یہان
لگا کہنے یون حاتم نیک نام | کہ ای حاکم دہر عالی مقام
لگے کہنے یون حاکم خوش کلام | وہ ہے کونسا کام ای نیک نام
کہا اُس سے حاتم نے ای نیکنام | نہین ہو سکے گا مرے ساتھ کام
کہا اُس سے حاکم نے ای ذی مقام | بیان کچھ تو کر اپنا احوال تام
نشان گر تو اُسکا بتا دے مجھے | تو سب فکر غم سے چھوڑا دے مجھے
لگا کہنے یون حاتم نوجوان | کہ برزخ تھا نامی سر کاروان

۲

ہی وحشت اسکی اک حسن بانو بام
صباحت ملاحت مین ہی نیک نام

بہت خوب صورت ہی وہ مہ جبین
جہان مین کوئی اسکا ثانی نہین

ہوا عشق مین اسکے ہی اب فقیر
دل و جان سے شہزادہ شامی منیر

سوال اسنے ہین سات اسسے کیے
کہا اگر وہ جلدی جواب انکو دے

جواب اسکو ہرگز نہ کچھ دیسکا
تو مایوس وہ شاہزادہ رہا

تباہی یہ اسکی مرا دل جلا
کمر مین نے باندھی براہ خدا

دیا چار باتون کا اسکی جواب
ہی اب پانچوین کے لیے اضطراب

چلا ہون مین اب پانچوین بات کو
بیابانون مین پہونچا ہون ناچار

دل اپنا لگا کر خدا کی طرف
مین جاتا ہون کوہ ندا کی طرف

گئے ہین مجھے چھ مہینے گذر
کہ پھرتا ہون حیران مین ناموں

ہر اک شخص سے پوچھتا ہون مین راہ
بتاتا نہین کوئی ای نیک خواہ

اگر تو نشان اسکا بتلا مجھے
تو گویا کہ تونے خریدا مجھے

وہ حاکم بڑا پیر دیرینہ تھا
بزرگون سے تھا اسنے اپنے سنا

کہ کوہ ندا ہی یہ سمت جنوب
نہایت کلان اور بسیار خوب

قریب اسکے سارا طلسمات ہی
وہان پر نہین اور کچھ بات ہی

ہی اک شہر آباد اسکے قریب
ہی احوال اسکا نہایت عجیب

کسی نے کبھی جاکے دیکھا نہین
کہ اس شہر مین سوئے مردہ کہین

تو اسکے لیے کوئی رستا نہین
ذرا شخص کو اسکون سے دستیاب نہین

سوا اسکے قبر ہمین کچھ کی کہین
کبھی دیکھی ہرگز کسی نے نہین

کیا حال اسسے مفصل سنا
کہا حاکم شہر نے برملا

لگا کہنے یون حاتم باشعور
کہ جاتا ہی مجھکو وہان پر ضرور

کہا اسنے ای حاتم ذی شان
نہ پہونچیگا تنہا وہان ای میان

لگا کہنے یون حاتم نوجوان
خدا مجھکو پہونچائیگا بے گمان

یہ پھر سنکے حاتم نے کچھ سیم و زر
منگا کر کہا اسکے پیش نظر

لیا اسسے حاتم نے تھوڑا اٹھا
جو باقی تھا راہ خدا مین چلا

تو حاتم وہان سے روانہ ہوا
گیا سمت کوہ ندا وہ چلا

کہ تا دو مہینے کا جب راستا
کسی شہر مین جاکے وارد ہوا

تو کیا دیکھتا وان ہی عجائب زمین
کہ گرد اسکے ہی قبر کوئی نہین

یہ حاتم نے جانا کہ ہی وہ مکان
جو حاکم نے بتلایا تھا مجھکو وان

گیا جبکہ اس شہر کے درمیان
لگے کہنے سب اسسے ای پیر و جوان

یہانتک سبب کیا ہوا آپکا
کہا قصد کوہ ندا سب اپنا

لگے کہنے پھر شہر کے مردمان
تو پہونچیگا کوہ ندا پر کہان

بہت ہی یہان سے وہ دور و دراز
ہزارون ہین اسمین نشیب و فراز

کہا انسے حاتم نے اندیشہ کیا
اگر ہی مددگار میرا خدا

پہونچ جاؤن گا زندگی ہی اگر
نہین مجھکو کچھ راہ سے ہی خطر

کہا ان سبھون نے کہ ای مہربان
بسر کرتے ہین رات کو اب یہان

کیا اسکے کہنے سے اسنے قیام
بآرام بیٹھا وہ عالیمقام

اسی روز اس شہر کے درمیان
ہوا کوئی بیمار وان ناگہان

فراہم ہوئے اسکے سب اقربا
تو فور اسنے ذبح سب نے کیا

لیا گوشت کو اسکے تقسیم کر
پکانے لگے اسکو باہم دگر

ملاقی ہوا تھا جو حاتم سے آ
وہ سب گوشت حصے کا اپنے پکا

گیا دن گذر آیا ہنگام شام
تو وہ شخص لیکر کے آب طعام

تو اس گوشت کو لیکے حاتم کے پاس
وہ آیا تو پھر یون کیا التماس

کہ کھا ای مسافر یہ کھانا ابھی
نہ کھایا ہو ایسا بھی تونے کبھی

عجب لذت و ذائقے کا طعام
پکا کر مین لایا ہون ای نیک نام

کہا اسسے حاتم نے ای دوست
یہ ہر دن پرندون کا کبھی گوشت

ہی کھایا ہر اک قسم کا صبح و شام
شبے لذتون کا بصد اہتمام

یہ ہی گوشت کس جانور کا بتا
کہ شیخ نے کھایا ہوا اسکو ذرا

کہا اسنے بس ای محبت لی
یہ ہی خوب تر گوشت آدمی

نہ کھایا ہو تونے کبھی ای عزیز
پکایا ہی مین نے یہ باصد تمیز

لگا کہنے حاتم یہ دل سے وہاں
تجھے بھی یہ کھا جائینگے مار کر
مسافر کوئی قتل تمنے کیا
یقین ہو گیا اب مجھے لاکلام
اسی گوشت سا اپنی غذا سمجھو
مسافر کو ہم قتل کرتے نہیں
نہیں مجھسے تو نے کہا ای اخی
کسی غیر کو قتل کرتے ہو تم
سلف سے یہ ہے رسم اس شہر مین
کرین اسکو قربان بنام خدا
کوئی موت سے اپنی مرتا نہیں
ہو واسطے بیمار ہو تندرست
جو چاہے کہ بیمار پائے شفا
یہیں چلتا ہوں اب بیابان کو جو ہو سو ہو
تو اک شیر مضطر بروی مین
سخی مرد حاتم شجاع دلیر
جو شیر گرسنہ نے پائی غذا
پھر اس چشمے سے اسنے پانی پیا
خورش اسکی اسکے سوا کچھ نہ تھی
کباب اسکے کرکے وہ کھاتا تھا وو
بہت تشنگی اسپہ غالب ہوئی
ل ریگ ناگاہ آیا نظر
جو نزدیک اسکے وہ پہنچا جوان
یہ دیکھا تو وہ ہو گیا بیقرار
طرف اسکے حاتم روانہ ہوا

کہ یہ قوم ہے آدمی خوار یہان
کرینگے کسی کا نہ ہرگز خطا
گناہِ عظیم اپنے سر پر لیا
تمھارا یہی قاعدہ ہے مدام
نہ کیون ننگ ہو ذبح کو تم کسی
ہم اس خون سے ہاتھ بھرتے نہیں
پکا لایا ہون گوشت آدمی
کہو صاف کیسے مکرتے ہو تم
جناب الٰہی کا ہو جب یہ قہر
کرین اسکے اعضا کو تن سے جدا
ہے اس شہر مین رسم یہ ہر کہین
تو تدبیر یہ سب تمھاری ہے سست
دعا کر دعا کر دعا کر دوا
گنہگار حق کے ہو تم کافرو
گرسنہ تھا ضعف تا دو پہر مین
زدل مہربان گشت حاتم شہیر
تو پھر پیٹ بھر خوب کھائی غذا
ترو تازہ ہو کر لیا راستا
کہین ہاتھ آتا جو میوہ کبھی
غریب الوطن حاتم دلفروز
نہ کچھ تاب چلنے کی اسکو رہی
تو حاتم نے اسکے تئین دیکھکر
تو کیا دیکھتا ہے وہان ناگہان
گیا بیٹھ زیر شجر اشکبار
جو حاتم کو دیکھا تو وہ اوڑ گیا

یہ شاید مسافر کو بھی مار کر
کہا اسنے تم آدمی خوار ہو
کیا استہزا اور تمنے ستم
مسافر کوئی یان یہ وارد ہو
وہ بولا کہ توبہ کر اے نامور
ہوا خشمگین حاتم نوجوان
کرین اپنی ہمقوم کو ذبح کیون
وہ حاتم سے کہنے لگا میزبان
وہ بیمار ہو زیست سے یاس ہو
ہو تقسیم احباب مین وہ طعام
یہ سن حاتم نامور نے کہا
نہ مایوس ہو فضل حق سے ذرا
خدا کے غضب سے ڈرو ظالمو
یہ کہتا ہوا حاتم خشمگین
پڑا راہی حاتم یہ نالہ کنان
شکار اک غزال جوان کا کیا
کیا وانسے اک چشمہ پر پھر گذر
اسی طور کرتا ہوا وہ شکار
تو کھاتا دہی میوہ وہ نامدار
کہین ایک دن پھر وہ کھا کر کباب
وہ کرتا تھا وان سو بسو جستجو
یہ جانا کہ ہے چشمہ سد باب
نہ تل ہے وہان ور نہ ہے رود بار
کہ اک اسکو سنقار آیا نظر
گیا اسطرف حاتم نامدار

ہمیشہ یہی کھاتے ہیں ہم بالکل
مبادا مجھے بھی تم آزار دو
پکا گوشت کھانے کو بیٹھے ہو تم
اسے ذبح کر گوشت تم بانٹ لو
حیا ایسی باتوں سے کرتے نہیں
غلط گوئی ہے کار زشت زنان
سمجھ مین نہین بات آتی ہے یون
گمان ہے غلط تیرا اے میہمان
نہ کچھ اقربا کو ذرا پاس ہو
حلال خدا کو سمجھ مت حرام
کہ لعنت خدا کی ہو تم پر سدا
شفا ہو کر جب دعا و دوا
نہ بیمار کو قتل ہرگز کرو
ہوا ایک صحرا میں وارد کہین
خورش کا طلبگار تھا ناگہان
وہیں شیر کے سامنے لا رکھا
وہاں بیٹھکر چند کھانے ثمر
بیابان مین جاتا تھا اسلیے وہ نہار
نہین تھے وہان مار کر وہ شکار
چلا سمت صحرا وہ عالی جناب
نہ چشمہ نظر آیا کوئی نہ جو
روان ہوگا پانی وہان بیشمار
مگر تو وہ ریگ ہے بیشمار
کہ بالکل بہ اسکے تھے پانی مین تر
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی قطار

کہ چشمہ ہے اک آب باران سے بیش
روان پھر ہوا حاتم نامدار
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی تبار
لگا کہنے یون حاتم نوجوان
یہ ریش و بروت اپنی کس واسطے
لگے کہنے یکبار ہو کر بہم
اس آتش مین تم وہ ہے اے نوجوان
دیا تمنے ایک زن کو زندہ جلا
اب اس ملک کے ہے یہی اے جوان
نہین ہم جلاتے اُسے زور سے
جلاتے ہین زن مرنے کو مرد کے ساتھ
لگا دیکھنے پھر ادھر اودھر
کسی سے کیا اُسنے پانی طلب
کہا دوغ پر ہے تو رغبت تری
کہ یہ دونون چیزین ہین اس سبک
لیا دوغ کو جلد اُسنے اُٹھا
ہوا روز روشن تو پھر نوجوان
تو کہا اُسکو اے مرد عالی تبار
تو حاتم نے خوش ہو کے کھایا طعام
مسافر نوازی بہت تونے کی
اگر تو رہے اے جوان چند روز
رہونگا ترے پاس مین چند روز
جو حاتم نے کھانا کبھی ہند کا
عجب تو نے مجھکو کھلایا طعام
وہ کھانے سے جب ہو چکا فارغ تمام

ہے پانی بھی صاف اُسکا مانند دُر
پس از چند مدت بانجام کار
ہم لوگ صحرا مین ہین ہوشیار
کہ شاید کسی کی ہے شادی یہان
موند لیے ہین بتلاؤ جلدی مجھے
کہ کھانا پکاتے نہین کچھ ہین ہم
ہم اسکو جلاتے ہین اس جا پہ مان
کیا خون ناحق یہ اب برملا
ہین سب کتنے اقلیم ہندوستان
وہ جلتی ہے خود نالہ و شور سے
بہم ہند کے سب آدمی پیاسے تھے
تو اک دیہہ اُسجا پہ آیا نظر
وہ لایا سبو دوغ کا جلد تب
تو اسکو اُٹھا جلد پیا ابھی
کرین فائدہ تجھکو اے نیک مرد
اُسی وقت اُسکے تئین پی لیا
وہ حاتم کے نزدیک آ یاد دان
دو سہ روز اس جا پہ کر تو قرار
کہا مرد ہندی سے اے نیک نام
رکھے تجھکو خالق بہ لطف و خوشی
کرون تیری خدمت مین اے دلفروز
نہ کر اب تو کچھ فکر اے دلفروز
زمانے مین تا زیست کھاتا ہے غم
کہ روح ملک جس سے ہو شادکام
تو اُس مرد ہندی سے کہنے لگا

کسی جا کیا اُسنے شکر خدا
اک آبادی آئی جو اُسکو نظر
اور آتش جلا کر بیکبارگی
وہ نزدیک جاکر لگا پوچھنے
اور اس آگ کے گرد کرتے ہو کیا تم
کہ اُسکے تئین اے جوان مجھکو دین
لگا کہنے یون حاتم پاک دین
انھون نے کہا اُس سے اے نوجوان
یہ ہے رسم اس جا پہ آغاز سے
کہا اُس سے حاتم نے اے مردمان
کہا دل ہی دل اس ملک کے مردمان
بہت تشنگی سے تھا حیران جان
سبو دو سر شیر سے تھا بھرا
ترا شیر پر دل ہو مائل اگر
کہ دل تیرا گرمی سے ہے گرم اگر
ملی اک دو ساعت جو راحت وہان
کہا اے مسافر یہ کھانا سبھی
کہ ہو دور سب ماندگی راہ کی
تری ہمت وجود پیدا کیا
یہ سنکر پھر اُس مرد نے یون کہا
کہا اُس سے حاتم نے اے مہربان
ہر اک قسم کا پھر وہ لایا طعام
ہوا اُسکو کھا کر بہت شادمان
یہ ہندوستان ہے عجب گلستان
یہ کیا رسم ہے ملک کے درمیان

تو وان بیٹھکر تھوڑا پانی پیا
گیا اُسطرف کو چلا بے خطر
کھڑے گرد آتش کے ہین یہ سبھی
یہ ہے ملک مشہور کس نام سے
یہ کیون لکڑیان ہین جلائین چتا
اور احوال اپنا مفصل کہین
کہ کیون تم اسے دفن کرتے نہین
تو اس ملک کا ہے نہین بیگمان
کہ شوہر کے ہمراہ عورت جلے
یہ ہے رسم بد ہند کے درمیان
سراسر ستمگار ہین بیگمان
گیا جبکہ اُس دیہہ کے درمیان
وہ لا کر کے حاتم کے آگے دھرا
تو اسکو فرے سے تو اب نوش کر
تو اب جلد اسکے تئین نوش کر
کیا اُسنے پھر شیر کو نوش جان
مرے گھر مین تیار تھا جو ابھی
بسر کر تو اے نامور با خوشی
جہان مین رکھے اپنی رحمت خدا
کہ کیا تیری خدمت مین لاؤن بجا
اگر یون ہی منظور ہے تجھکو ہان
کہ کھا تو اُسنے حاتم نیک نام
لگا کہنے صد آفرین اے جوان
کہ ثانی نہین اسکا کوئی مکان
کر احوال مجھکا مفصل بیان

جو ہمراہ مُردے کے زندہ کو یان / جلاتے ہین سب آگ کے درمیان
کہا مُوہندی نے ای نوجوان / کرون کیا مین اِس حال کا اب بیان
قرار انکو دیتے ہین پیر و جوان / کہ معشوق و عاشق ہین وہ یکسان
نہین اُسکو ہرگز جلاتے ہین ہم / وہ خود آپ جلتا ہے ای نیک دم
قضارا رئیس زمان مرگیا / کہ وہ ایک مدت سے بیمار تھا
زنِ خوش سیر کہتی تھی وہ پسر / خردمند و دانا و صاحب ہنر
جو باقی تھین وہ کے اُسکا دھرا / ثمر نخل مقصد مین آیا نہ تھا
پہن بر مین پوشاک رنگین وہین / اور آراستہ ہوکے وہ نازنین

ہے کیا بات اے مرد فرخندہ پے / بتا دے کہ اب مجھکو حیرت سی ہے
زن و مرد کو اے جوان ہوشیار / ہے نسبت محبت کی لیل و نہار
عجب ہے کہ اُس سے جائے جلا / رہے زندہ دنیا مین وہ دوسرا
اگرچند مدت رہے تو یہان / تو سب حال تجھ پر ہوئے عیان
جو تھین چار زن اُسکے مانند حور / ہر اک فن مین دانا و صاحب شعور
اور اُس دوسری زن کے اے مہربان / ہوئین تھین جو دختر دلستان
جنازہ جو مردے کا باہر چلا / تو اُن عورتون نے یہ اقدام کیا
لیے ہار پھولون کے گردن مین ڈال / تو لیکر اُسکے وہ عورتین جمال

اتفاقاً اُس شہر کے رئیس نے قضای الٰہی سے انتقال کیا اور اُسکی چار بیبیان صاحب جمال اپنے اپنے ہنر مین باکمال سے نے اپنے شوہر کے غم مین لباس اور زیور سے آراستہ و خوشبو وغیرہ سے پیراستہ ہوکر ہمراہ اپنے شوہر کے خوشی کے ساتھ چار جانب بیٹھ کر مانند پروانہ کے سوختہ ہوگئین



گئین یان وہ کھڑے باہم دگر | کیے تھین پریشان سب بال و سر | نکل گھر سے ہمراہ شوہر چلین | نہایت خوشی سے وہ سب نازنین

وہ تجھے اُسکے کنبے مین جو مرد و زن ۔ گرفتار رنج و بلا و محن
لگے کہنے اُسسے نہ ہرگز چلو ۔ یہان سے بچو ولے اپنے گھر کو چلو
اور اُس شہر کے مرد و پیر و جوان ۔ سبھی اُسسے کہتے تھے ہر دم ہان
کسی کے بھی کہنے کو وہ دلربا ۔ نہ خاطر مین کچھ لائین ہرگز ذرا
گیا اُنکے نزدیک حاتم چلا ۔ اور اُن نازنینون سے جا کر کہا
کہ ای نازنینان فرخندہ دم ۔ یہ کرتی ہو کیا اپنے اوپر ستم
جلاؤ نہ تم آگ مین آپ کو ۔ نہ اِس جان شیرین کو ناحق دو
رکھو زندہ دنیا مین اپنے تئین ۔ کوئی بات ہی اِس سے بہتر نہین
وہ سُن سُنکے ہنستی تھین سب نازنین ۔ یہ کہتی تھین ای مرد فرخندہ دین
تجھے شرم زنہار آتی نہین ۔ کہ ہمپہ نظر ڈالتا ہی یہین
تو یہ جانتا ہی کہ زندہ ہین ہم ۔ نہین زندہ مردہ ہین ای نیک دم
سمجھ تو بھلا اپنے دل مین ذرا ۔ کہ وہ روز دنیا مین تھا کونسا
کہ ہم ساتھ شوہر کے با انبساط ۔ شب و روز کرتی تھین عیش و نشاط
جہان سے وہ اب اُٹھ گیا نامور ۔ زمانے مین تنہا ہمین چھوڑ کر
یہ زنہار شرط مروت نہین ۔ کہ زندہ رہین ہم بروی زمین
ہمہ عمر فرقت سے اُسکی جلین ۔ غم و درد یہان سے دائم گھلین
وہ جاتا ہی اِس جا سے تنہا چلا ۔ ہمین داغ دیکر یہ ملک بقا
بھلا کسطرح سے بیکبارگی ۔ نہ ہمراہ اُسکے جلین باخوشی
کہ دنیا سے ہی ہمکو خوف و خطر ۔ کرے مکر شیطان نہ زیر و زبر
دلون مین ہمارے خلل ڈالکے ۔ زمانے مین گمراہ ناحق کرے
رفیق اپنے کو ہم فراموش کر ۔ لگین ڈالنے دوسرے پر نظر
بتا تو یہ ہی کونسی زندگی ۔ کہ ہم چھوڑ کر اُسکو باصد خوشی
رکھین زندہ اپنے تئین دہر مین ۔ فراموش اُسکے تئین ہم کرین
رہین اُسکی فرقت سے زار و نزار ۔ ہمیشہ جہان مین رہین بیقرار
غرض اُسکے کہنے کو مانا نہین ۔ وہ پروانۂ شمع شوہر جلین
دیا پھینک زیور کو جھٹ پٹ اُتار ۔ گئین پاس مُردے کے مردانہ وار
تھا انبار ہیزم کا جس جا لگا ۔ اُسی جا پہ حاتم بھی آیا چلا
اُس انبار پر جلد مُردے کو لا ۔ برسم ہنود اُن سبھون نے رکھا
وہ سب عورتین خوب ہنسی ہوئین ۔ چڑھا انبار ہیزم پہ فوراً گئین
کسی نے لیا گود مین اُسکا سر ۔ کسی نے لیا پانون زانون پہ دھر
چنین لکڑیان اپنے اوپر منگا ۔ دیا آگ کو اُسمین جلدی لگا
کھڑا تھا وہان حاتم نامدار ۔ یہ کہتا تھا دل مین وہ عالی تبار
کہ اب آگ سے دفعۃً بھاگ کر ۔ یہ آئینگی ہیزم سے نیچے اوتر
کہ اتنے مین وہ عورتین نازنین ۔ ہوئین راکھ جلکر یکایک وہین
تاسف لگا کرنے وہ نامدار ۔ ہوا اپنے دل مین بہت بیقرار
لگا کرنے وہ آفرین بار بار ۔ وفا پر اُنھون کے زحد بیشمار
وہان سے سبھی شور کرتے ہوئے ۔ بیابان سے اپنے گھر کو گئے
کہا مرد ہندی نے ای نوجوان ۔ کہ اب تو نے دیکھا یہ حال زنان
کہ اپنی رضا سے وہ سب نازنین ۔ جلین آگ مین خاک ہوکر مٹین
یہ شرط مروت ہی ای نامدار ۔ کسی کا نہین اِسمین کچھ اختیار
کہا پھر یہ حاتم نے ای مہربان ۔ ترا کہنا سب راست ہی بیگمان
ولے مین سمجھتا ہون اُسکو وفا ۔ کہ دی نار فرقت سے تن کو جلا
ہی وہ آگ اِس آگ سے سخت تر ۔ ذرا سوچ دل مین تو ای نامور
خوشی سے یہ حاتم نے باصد ودا ۔ کہا مرد ہندی سے ای باوفا
ہی جانا مجھے سوی کوہ ندا ۔ مین جاونگا اب اُس طرف کو چلا
کہا اُسنے حاتم سے ای نامور ۔ کہ کوہ ندا ہی بہت دور تر
کہا اُس سے حاتم نے ای مہربان ۔ خدا مجھکو پہونچائیگا بیگمان
یہ لیکر سخن اُس سے رخصت ہوا ۔ گیا پھر وہ کوہ ندا کو چلا
وہ کرتا ہوا سیر ہندوستان ۔ ہر اک شہر و ہر گانون کے درمیان
جو پونہچا وہ جا کر بسمت شمال ۔ تو کیا دیکھتا ہی وہ فرخ خصال

اک اک شہر ہی اسطرف کو بڑا
گیا پھر اُسی سمت کو وہ چلا

بڑا شہر مین شور و غل تھا پڑا
تحیر کے عالم مین حاتم رہا

کسی نے کہا اُس سے ای نوجوان
مری آج دخت رئیس زمان

قبول اِس سخن کو وہ کرتا نہین
یہی شور و غل ہو رہا ہی یہین

مجھے لیچلو جلد تر اُسکے پاس
کہ جا کر مین اُس سے کرون التماس

غرض لیکے حاتم کو فوراً وہان
گئے وہ جہان تھا رئیس یہان

کہ ہمراہ مردے کے زندے کو لا
بھلا دفن کرتے ہو کیون یہ روا

رئیس یہان نے یہ فوراً کہا
کہ تجھ سا مسافر بھی یہ مرد تھا

یہ ہی رسم اِس شہر کے درمیان
جو ہون دختر و طفل دونون جوان

جو ہوتی ہی دونون مین الفت کمال
تو اُسوقت کرتے ہین اُنسے سوال

غرض قبر مین اُسکا وہ ساتھ دے
نہ اِس عہد و پیمان سے ہرگز پھرے

تو عقد اُنکا یہان باندھ دیتے ہین ہم
بہت شادمانی سے بادرد و غم

جب اِس دخت پر آ کے شیدا ہوا
تو عشق اُسکے دل مین ہویدا ہوا

کہا اُس سے حاتم نے فی الفور یان
کہ یہ رسم ہی شہر کے درمیان

کرین قبر مین دفن الا کے اُسے
تہ خاک زندہ و مردہ سے

کرے وہ نہ زنہار شور و فغان
گئے ساتھ شوہر کے وہ بیگمان

اور اِس دخت نے بھی پذیرا کیا
جو حاکم نے اُس سے کہا اور سنا

ہوئی فوت وہ دختر نوجوان
یہ جاتا نہین قبر کے درمیان

کسی کو نہین ڈال سکتے ہین یان
تو جیتی سے ہم قبر کے درمیان

تو بیشک جہان مین ستمگار ہین
بزیر فلک مردم آزار ہین

کہا جا کے حاتم نے اُس سے یہین
کہ کیون عہد پر اپنے قائم نہین

جیے گا جہان مین بھلا کب تلک
رہیگا جہان مین بھلا کب تلک

کہا اُسنے حاتم سے ای ناجو
یہ سازش کی کرتا ہی تو گفتگو

کہا اُس سے حاتم نے ای نوجوان
کیا تو نے جو عہد و پیمان یہان

کہا اُسنے حاتم سے ای پاک دین
یہ ہوئیگا زنہار مجھسے نہین

پس چند ایام وہ نوجوان
جو پہونچا اُسی شہر کے درمیان

لگا پوچھنے سب سے وہ نیک پی
بتا دو ہمین تم یہ کیا شور ہی

یہ سب چاہتے ہین کہ شوہر کو بھی
کرین دفن ہمراہ اُسکے ابھی

کہا اُس سے حاتم نے ای نیک پی
رئیس اِس مکان کا بھلا کون ہی

بھلا ساتھ مردے کے زندے کو تو
عبث دفن کرتا ہی ای ناجو

کہا اُس سے حاتم نے ای مہربان
یہ کیا رسم ہی شہر کے درمیان

یہ بیچارہ زنہار راضی نہین
مری بات کا لاؤ اب تم یقین

رہا چند مدت جو اِس جا یہ آ
تو عاشق اِس دخت کا ہو گیا

تو عشق دونون مین جبتک ذرا
نہین اُنکو کرتے ہین ہم کتخدا

اگر پہلے تم مین سے کوئی مرے
جو زندہ رہے وہ رفاقت کرے

وہ جسوقت کرتے ہین دونون قبول
تو ہوتا ہی سب اُنکا مطلب حصول

یہ سب رسم دیکھی تھی اُسنے یہان
یہ واقف تھا سب حال سے بیگمان

کہا جاکے حاکم سے سب اُسکا حال
کہ اُسکو ہوئی ہی محبت کمال

کہ جو دخت پہلے مرے ای جوان
تو شوہر کو ہمراہ اُسکے یہان

جو پہلے مرے مرد تو زن کو لا
کرین دفن ساتھ اُسکے ہم برملا

کیا اُسنے اِس بات کو جب قبول
تو مطلب ہوا اُسکا سارا حصول

گیا ساتھ اِس دخت کے کتخدا
تامل کیا کچھ نہ ہرگز ذرا

کوئی ہمنے بد عہد ایسا کہین
زمانے مین زنہار دیکھا نہین

اگر باندھ کر اسکو اب قبر مین
یہ جور و ستم جا کے ہم ڈال دین

تو کہہ اُس سے جا کر کہ ای ناسزا
کر اب عہد و پیمان کو اپنے وفا

جہان کو تو ہرگز نہین کچھ ثبات
تو ناحق مین کیون اپنی کھوتا ہی بات

کیا تو نے جو عہد و پیمان ہی یان
رہ آسپر تو ثابت قدم ای جوان

بھلا ہی ترے ملک مین رسم کیا
اب اُسکے تئین تو مفصل بتا

عبث اُس سے انکار کرتا ہی تو
گر اُسکے تئین جلد ای نیک خو

جو حاتم نے دیکھا کہ مردہ ہین
پڑا ہی اُسے دفن کرتے نہین

کہ یہ مرد کرتا ہے انکار صاف
اگر تو اب اس قبر مین جا بجا
کہا پھر یہ حاتم نے سب سے وہان
اگر اسکی مانند تم دو بنا
گیا ملک فی الفور حاکم کے پاس
کہ اک قبر حجرے کی ثانی بنا
جو اس کام مین حکم ہو آپکا
نہ ثابت ہو میری طرف سے ستم
لگا کے پھر اسمین دریچے کئی
نکالونگا تجھکو مین ہاں و تر
کہ ہین بارضای خدای جہان
تو تو ڈرا اسکے اک سنگ اوپر گھڑا
پھرا جبکہ وہ حاتم نامدار
چلا قبر کی سمت وہ نامور
سبھی جتنے تھے اسی گور پر
ہر روز چہارم وہی مرد مان
وہ کہتا تھا یون گور سے بار بار
کیا مین نے کہنے پہ اسکی عمل
جو کرتا نہ کہنے پر اسکے عمل
گیا خواب غفلت مین وہ ہوشیار
اگر تو ہے زندہ تو دے اب جواب
یہ حاتم نے جانا کہ وہ مر گیا
اٹھاؤن جواب اسکے مین خاک کو
یکبار خاطر مین یون آگیا
لگا کہنے فریاد کرکے وہان

اٹھاتا ہے ناحق یہ تکرار صاف
توقف نہ کر اسمین ہرگز ذرا
کہ کہتا ہے مجھسے یہ اب نوجوان
تو مین اسمین فی الفور جاون چلا
کیا اس سے اسطور سے التماس
وہین دفن کرتے ہین جی سے کو لا
تو ہم اسکو جلدی سے لائین بجا
گر و جاکے وہ بات ہو کر بہم
ہوئی سب کو اسبات سے آگہی
کسی بات کا اب نہ تو خوف کر
چلا جاؤن گا قبر کے درمیان
کیا بند فی الفور مٹی سے جا
لگا کھینچنے رات کا انتظار
دل و جان سے ثابت رہا قول پر
نہ سوتے تھے سب شام کو راتبھر
گئے اپنے سب گھر کو پھر وان
کہ کذاب تھا حاتم نامدار
یہ بد کام مجھسے ہوا برمحل
تو کیون زندگی مین پہونچا خلل
کہ پہونچا وہان حاتم نامدار
نکالون تجھے گور سے مین شتاب
جہان سے گیا وہ بملک بقا
ستاؤن عبث اپنے غمناک کو
کہ دو دن تین آواز پھر بر ملا
نہین وہ ہی مسافر ہون ہے نوجوان

کہا اس سے ای مرد فرخندہ فال
کہا اسنے جب تک نکالے گا تو
کہ ہے ملک مین یہ اک رسم اور
رئیس اس سے کہنے لگا اے جوان
کہ یہ شخص کہتا ہے اے نیک پے
اگر ویسے ہی قبر دو تم بنا
دیا حکم حاکم نے اب جائیے
ہوا حکم حاکم کا جب بر ملا
کہا پھر یہ حاتم نے جس سے سنا
کیا اسنے حاتم کا کہنا قبول
یہ سنکر کے اس گور مین چل دیا
پھرے سب وہ حاتم کو ہمراہ لے
ہوئی شب تو سب آدمی سو گئے
یہ تھی رسم اس شہر کے درمیان
گیا تین دن تک جہان وہ جوان
تو حاتم نے آکر اسی قبر پہ
ہوا حال سے میرے وہ بے خبر
مین آیا ہون پیروی سے اپنی چلا
بہت بھوک سے سست تھا وہ جوان
یہ آواز دیکر کہا اے جوان
وہ تھا غلبۂ ضعف سے خستہ تر
اگر زندہ ہوتا تو دیتا جواب
تو کیا فائدہ ہے مجھے اب بلا
اگر زندہ ہوگا تو دیگا جواب
بر آیا نہ ہرگز وہان سے جواب

تجھے گور سے تو نہین جلدی نکالا
رہون کسطرح زندہ ای نیک خو
بناتے ہین مانند حجرے کے گور
تعلق یہ ہے حکم حاکم سے یان
ہماری ولایت مین یون رسم ہے
تو جاؤن مین واللہ اسمین چلا
اسی طور کی قبر بنوائیے
تو لوگون نے اک قبر جلدی بنا
نہ کر خوف تو گور مین چل چلا
کہا ای عزیزو نہ ہو تم ملول
وہین دفن دونون کو فورا کیا
وہان سے ہم ہوکے گھر کو چلے
اٹھا حاتم نیک اک لطف سے
کہ مردہ قبیلے سے آکر وہان
ولیکن ہلا کچھ نہ قابو وہان
یہ چاہا نکالے اسے بے خطر
دغا سے مجھے گور مین ڈالکر
کہ تا ہون نم گور مین بیتاب
کہ گذرا اکتھا روز چہارم وہان
مین آیا ہون لینے کو تیرے یہان
نہ آیا جواب اسکے منھ سے بجا
مری بات کا وہ جوان اے شتاب
کہ جان کو ہلاکت مین الون بھلا
مری بات کا اس جگہ دو شتاب
نہ کچھ نکلی ہرگز صدا ہم صواب

تو حاتم کے دل مین یقین یون ہوا | کہ وہ شخص اب اس جہان سے گیا
لگا کرنے افسوس وہ بار بار | سوم بار کہنے لگا یون پکار

دفن کرنا اُس جوان کا حسب رواج اُس شہر کے اور تین روز تک شب بیدار رہنا مردمان عزیز و اقارب کا گور پر اور بموجب وعدہ کے ہر روز جا کر واپس آنا حاتم کا اُس مقام سے بروز چہارم نکالنا قبر سے اُس جوان کا اور کھانا کھلا کر رخصت کرنا کسی طرف کو وقت شب کے اور گور کو بدستور بنا کر اپنے ہمچشمون مین آ کر سو رہنا حاتم کا



اگر زندہ ہے تو بتا ای جوان | کہ تجھکو نکالون مین ای مہربان
نہین تو قیامت تلک ای جوان | رہیگا پڑا قبر کے درمیان

لگا کہنے وہ مرد فوراً وہان | مسافر وہی تو ہے ای مہربان
کیا مجھسے تو نے یہی قول تھا | کہ جلدی نکالونگا مین تجھکو آ

جو حاتم نے اُسکی سنی یون صدا | بجا لا کے فی الفور شکر خدا
کہا اُس سے حاتم نے فوراً وہان | مسافر وہی ہون مین ای نوجوان

یہ سنکر لیا خنجر آبدار | لگا گور کو کھودنے ایکبار
کشادہ دریچہ کو فوراً کیا | اُسے گور سے کھینچ باہر لیا

پھر اُس جا پہ کھانا کھلایا اُسے | ترحم سے پانی پلایا اُسے
کیا ایک ساعت وہان قرار | جو تازہ ہوا وہ جوان ہوشیار

کہا اُس سے حاتم نے ای نوجوان | جدھر تیری خواہش ہو جا تو وہان
کہا اُسنے حاتم سے ای نیک خواہ | مرے پاس کچھ بھی نہین زاد راہ

دیا اُسکو حاتم نے تھوڑا سا زر | کہا جا یہان سے ہو جانا جدھر
شبا شب وہان سے وہ بھاگا جوان | گیا پھر کسی شہر کے درمیان

و ر اُس گور کو حاتم نیک نام | بنا کر پھر آیا بجائے قیام
وہان آ کے فی الفور وہ سو گیا | اُٹھا خواب سے روز روشن ہوا

بہم ہو کے پھر سب نے کھایا طعام | ہوا سب سے رخصت وہ عالی مقام
کہا اُسنے جو سب تھے پیر و جوان | میں ہوتا ہوں کوہِ ندا کو روان

بہت دن ہوئے شاہ آباد سے | کہ پہونچا ہوں اس جا پہ میں آنکے
کہا سب نے حاتم سے ای نیک پی | کہ کوہِ ندا یان سے نزدیک ہے

تو بعد اک مہینے کے شہرِ کلان | نظر تجھکو آئیگا ای مہربان
اگرچہ ہے کوہِ ندا اُس سے ملا | ولیکن نہ کچھ حال اُسکا کھلا

یہ سنکر سخن حاتمِ نوجوان | ہوا سمت صحرا کے فوراً روان
لگے کہنے پھر راہ کے مردمان | خبردار ای حاتمِ نوجوان

پس چند ایام دروازہ ایک | نظر تجھکو آئیگا ای مردِ نیک
چلے وان سے دہنے طرف جائیو | نہ خوف و خطر دل میں کچھ لائیو

تو پہونچیگا تو شہر کے درمیان | بصد شادی و خرمی وہ جوان
جو کی اُسنے دس دن تلک [illegible] | تو پہونچا وہ اُس [illegible]

ہوئی اُنکو فوراً فراموش راہ | چلا سمت بائیں طرف نیک خواہ
یہ کہتا تھا دل میں وہ فرخندہ خو | کہ شاید یہی راہ بتلائی جو

چلا سمت بائیں جو وہ نامدار | تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی تبار
کہ آتے ہیں بھاگے ہوئے جانور | چرند و پرند اسطرف ہمدگر

کھڑا ہو کے گوشے میں وہ نامور | یہ کہتا تھا دل سے کوئی شیر نر
کوئی آ کے ہے اُنکے پیچھے پڑا | کہ یہ بھاگے جاتے ہیں سب ہم اُٹھا

راستہ بھولنا ایک صحرای ہولناک میں پہونچنا حاتم کا اور جانوروں کو بھاگے ہوئے آتے دیکھنا اور خوف سے درخت پر چڑھ جانا حاتم کا اور شیر ساردول کا سب جانوروں کے پیچھے آکر نیچے درخت کے کھڑا ہو جانا اور حاتم کی جست کرنا درخت پر اور خنجر سے ہلاک کرنا حاتم کا اور دانت اور ناخن لیکر پہونچنا قلعہ میں اور ملاقات کرنا شہریار سے



چڑھا جا کے فوراً بشاخِ شجر | وہاں سے لگا دیکھنے نامور
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی مکان | سیا باگھ جو جانور ہیں کلان

بہت شیر و گور و گوزن و ببر
بشکل مہیب آ گئے دوڑ کر
توکل خدا پر کر اب تو دلا
تلے اُس شجر کے کھڑا ہو رہا
لگا کودنے ہر طرف بار بار
یہ چاہا کہ چنگل میں پکڑے اُسے
زیادہ غضبناک وہ ہو گیا
شکم اُسکا بالکل جو پارہ ہوا
پڑی آگ صحرا میں یکبارگی
یہ حاتم تھا بالائے شاخ شجر
تو اک جست میں حاتم نامور
کچھ آگے روانہ ہوا نامور
تو دیکھا کہ اک قلعہ ہے دلپسند
تو کیا دیکھتا ہے عمارت بلند
وہ قلعہ تو دولت سے آباد ہے
تو حیران ہوا حاتم نامدار
قدم کو وہ آہستہ رکھتا چلا
رہا تھا وہ اُس قلعہ کے درمیان
کئی اہل خدمت تھے حاضر وہان
بہت دن کے بعد اک مسافر جوان
کہ آئے مرے پاس تو اب چلا
روانہ ہوا حاتم نامدار
جو پہونچا دریچے کے نزدیک تب
کہا اُس نے تو آیا ہے اے نیک خو
میں آیا ہوں اب شاہ آباد سے

ہراسان مچاتے ہوئے شور و شر
ڈرا دل میں حاتم انھیں دیکھ کر
بدن کر سپرد قضا و رضا
کہ تھا شاخ پر جسکی حاتم چڑھا
وہ خاک بیابان اڑانے لگا
تو حاتم نے خنجر کو جلدی سے لے
کہ حاتم کے نزدیک تک آگیا
وہ ناچار زیر شجر گر پڑا
غضبناک چاروں طرف سے لگی
شجر وہ ہوا تھا بہت خشک تر
عجب شان سے آیا زیر شجر
وہ قلعہ اک اُسکو آیا نظر
کہ ہیں کنگرے اُسکے از بس بلند
بنی ہے بہت خوب اور دلپسند
وہ لیکن نہیں آدمی زاد ہے
لگا کہنے یوں دل سے وہ بار بار
مگر دل میں اپنے یہ کہتا ہوا
عزیز و اقارب بھی جتنے تھے اُسکے وہان
لی خدمت بادشاہ جہان
کسی شہر سے آج آتا ہے یان
نہ جانے کسی سمت کو وہ بھلا
طرف اُس دریچے کے باصد وفا
دریچے سے شہ نے نکالا جو سر
بیان کر مفصل مرے روبرو
ہے دل میں کہ کچھ وہ بتا دے مگر

سوا اُنکے جو جانور خرد تھے
یہ کہتا تھا دل سے بشور و فغان
لیا کھینچ خنجر کو بہ زور تر
جو بولا اُسے حاتم کی بانی وہان
بلند اسقدر وہ ہوا کود کر
اژدہا تھا وہ دونوں ہی پر پڑا
تو حاتم نے خنجر کو جلدی اُٹھا
تو فی الفور پیشاب اُسکا بہ کر
وہ آخر جہنم میں واصل ہوا
جو فی الفور آگ اُسمیں آ کر لگی
لیا اُسکے دانتوں کو جو تھے وہ جا
چلا اُسطرف حاتم نامدار
ہے دروازہ اُسکا نہایت بڑا
اور اک اُسکے اندر ہے بازار بھی
لگا دیکھنے ہر طرف کو جوان
کہ ہر کوئی اپنی جا لئے کلان
کہ اُس شہر میں تھا کوئی بادشاہ
دریچے میں آیا نظر شہریار
نظر اُسکی حاتم پہ جب جم گئی
کہی سے لگا کہنے یوں شہریار
یہ سنکر کسی نے اک آواز دی
تو کیا دیکھتا ہے وہ ابن منیر
کہا جلد حاتم سے اے مرد نیک
لگا کہنے یوں حاتم نامدار
لگا کہنے یوں شاہ عالی تبار

وہ آتے تھے سب اُنکے پیچھے چلے
کہ کیونکر بچیگا تو زندہ یہان
کہ ناگاہ وارد ہوا شیر نر
لگا کرنے بسیار شور و فغان
کہ نزدیک حاتم کے پہونچا مگر
کہ فی الفور روی زمین پر گرے
دو پا پیٹ میں اُسکے فوراً لگا
پھرائی دم اپنی ادھر اور ادھر
دل وحش سے رنج و غم کم ہوا
تو ہر ایک شاخ اُسکی جلنے لگی
کہ تھے تیز جوں خنجر آبدار
جو نزدیک تر پہونچا وہ فی الواقع
یہ حیرت سے جب اُسکے اندر گیا
دکانیں ہر اک جنس کی وان لگی
نہ پایا کہیں آدمی کا نشان
یہ ویران ہے اُسکے سب سے مکان
رعیت لواز و خلائق بنا
کہ ساتھ اُسکے تھی ملکہ وقت بھی
لگا کہنے وہ شاہ یوں اس طرح سے
مسافر کو جلدی سے تو تم بلا
کہا تو ادھر اے مسافر آ
دریچے کے اندر کھڑا ہے وزیر
ہے میرا سلام اور سوال ایک ہی
یمن کا ہوں میں شاہ عالی وقار
گیا راہ تو بھول اے نامدار

وہ تھی راہ دہنے طرف بر بلا
لگا کہنے یوں حاتم خوش خصال
سنا ہے کہ سلطان عجم کا ہی تو
کہا اُسنے والی ہوں اس شہر کا
حیلے کے سبب رہا ہوں یہاں
توکل خدا پر کیجیے اے جوان
کہا یوں کہ اک شیر ہے سار دول
ہر اک ... جا پہ آتا ہے وہ
وہ رہتا ہے دائم بحر آب سے
وہ لیکن وہاں تک پہونچتا نہیں
میں دشمن کو تیرے ابھی مار کر
مرے ہاتھ سے تھی جو بستی اُسکی قضا
تو سنکر وہاں سے فرود آنکر
لگا کہنے یوں شاہ عالی گہر
لے آیا ہوں اے شاہ عالی جناب
یہ کھال دم و گوش لیس لا دیے
وہ پھر یارے حاتم پہ فور اگرا
خدا نے سُنا خلق کی داد کو
گئی روز اس جا پہ حاتم رہا
کرے ہے یہی تا پہ کوہ ندا
میں دختر کو دیتا ہوں اپنی تجھے
نہیں مجھکو عشرت سے دل کام
نہ عیش و طرب کا کبھی نام لوں
خوشی کر کے حاتم کو رخصت کیا
تو حاتم سے یوں راہبر نے کہا

تو آیا ہے بائیں طرف کو چلا
اگر ہے یہی خواہش ذوالجلال
بیاں اس حقیقت کو کر دو بلا
مرے ملک پر آ گئی ہے بلا
اگر ہے گھڑی ہے مجھے خوف جان
میں بیٹھا ہوں اس جا پہ غمگین سا
وہ کرتا ہے خلق خدا کو ملول
بہت آدمی مار جاتا ہے وہ
نہیں کم ہے عرض اسکا تالاب سے
اور بیٹھا ہے بار کر بس میں
چلا یاں پہ آیا ہوں اے نامور
تو جنگل میں فی الفور مار اگیا
وہ حاتم کو ساتھ اپنے لے زود تر
ہو کیونکر یقین مجھکو اے نامور
اگر جھوٹ بولوں ہے خوف خدا
اور اُس شاہ عالی کو دکھلا دیے
تہ دل سے ممنون حاتم ہوا
تم اب اپنے گھر آکے آباد ہو
تو پھر اس طرح شہ سے کہنے لگا
کہ پہونچوں میں اُس کوہ پر جلد جا
کہاں جائیگا اب تو اس شہر سے
ہوا عشرت و عیش سے احرام
مئی جام عشرت نہ ہرگز پیوں
اور اک راہبر جلد اسکو دیا
کہ ہے اب یہی راہ کوہ ندا

کہ شاید تمہیں گر لگی ہے یہاں
تو اُسکے تئیں ہے بھلا کیا علاج
کہ تو کون ہے اے شہ دردمند
رعایا مری اُٹھ کے یاں سے گئی
نہ وہ مجھ میں قدرت کہ ماروں اُسے
کہا پھر یہ حاتم نے اُس شاہ سے
وہ شیر اک فرشتہ اجل کا ہے جان
پر اس قلعہ کے اندر آتا نہیں
بسیم و قوی زور ہے اسقدر
لگا کہنے یوں حاتم نوجوان
کہ ناگاہ میدان میں آج آنکر
غرض اُسکا جو کچھ کہ تھا ماجرا
بچا قلعہ میں کچھ بعزت تمام
کہا اُس سے حاتم نے اے تاجدار
اُسے دیکھ تو مجھکو آئے یقین
غرض ... شاہ عالی جناب
لکھا شاہ نے نامہ یوں ...
جو بھاگے گئے تھے وہ جلد آ گئے
مرے ایک ہمراہ کر راہ بر
کہا اُسنے حاتم سے اے مہرباں
کہا اُس سے حاتم نے اے شہریار
کہ یہ کار راہ خدا کا تمام
لگا کہنے وہ شاہ صد آفرین
روانہ ہوا جلد وہ نامدار
یہ کہکر وہ حاتم سے رخصت ہوا

جو آیا ہے تو اس طرف اے جوان
بتا مجھکو اے مالک تخت و تاج
کہ کس واسطے اس جگہ قلعہ بند
گئی ہے چلی شہر سے بھاگ کے
اور اس ملک سے اپنے لوگوں کو لے
وہ کیا ہے بلا مجھکو دے بتا
یہاں آتا ہے چھوڑ کر کوہ قاف
کہ گرد اسکے خندق بڑا ہے ...
پہونچتا ہے کنگورے سے جست کر
مبارک ہوا اے بادشاہ جہان
مقابل ہوا تھا مرے وہ ببر
وہ یکبار شاہ جہاں سے کہا
کھلایا پھر اسکے تئیں کچھ طعام
دم و گوش ہو ذبح کے ...
کہ ہے راست کہتا مرا یہ نہیں
ہوا جلد حاتم سے پھر ہمکنار
بلا اس مکان کی ہوئی برطرف
خوشی سے گھروں میں اپنے بسے
کہ جاؤں یہاں سے چلا بے خطر
تو اس شہر کو جان اپنا مکان
نہ کر مجھسے اصرار تو زینہار
نہ کر یوں میں غربت میں وہ نہ رام
تیرے دل ہے اے مرد فرخندہ دین
دور اہ ہے یہ ... جادہ ...
تو حاتم بھی کوہ ندا کو چلا

جو کی اُسنے دس دن تک راہ طی
کہا اُس سے حاکم نے اے نیک خو
مگر یہ سُنا ہے کہ چند آدمی
کہا اُس سے حاتم نے اے مہربان
وہ کہتی ہے یون دختر ملقا
مین جاتا ہون اُسکی خبر کے لیے
ادا آواز آنے کا باعث ہے کیا
کہ کہنے سے وہ راست آیا نشین
یہ کہہ اور دہی سکے سہنے کو جا
کہ بیٹھا تھا اک روز حاتم وہان
مگر قلعہ جسکا ہے از بس بڑا
کہ جو شخص بیٹھا ہوا تھا وہان
سو ہی کوہ فی الفور سر کو اُٹھا
جو نزدیک پہونچی تو دیکھا اُسے
اُسی جا پہ حاتم نے سب سے کہا
کہا سب نے حاتم سے سُن بیٹھ کے
کہا اُنسے حاتم نے معلوم ہو
یہ پوچھ اُس سے جا کر کہ اے نوجوان
کہ اے مہربان تو بتا دے مجھے
چلون اور تیری رفاقت کرون
عقب اُسکے وہ حاتم نیک خواہ
نظر اُسنے ہر چند کی کوہ پر
پھر اُس مرد پر حاتم نامدار
کہ رونے کسی کے لیے کوئی مرد
تو ہو متفق سب سے تو بخطر

تو اک شہر مین پہونچا وہ نیک پی
بتا دے کہ آیا کہان سے ہے تو
سکندر نے بھیجے تھے یان پر کبھی
تھا برزخ جو اک فسر کا روان
سُنا ہے کسی جا پہ کوہ ندا
کہ تا حال اُسکا مفصل ملے
یہ احوال دو مجھکو جلدی بتا
رہے چند روز اے جوان تو یہان
تو کھانا بھی لا کر مہیا کیا
لگے کہنے کوہ ندا ہے کہان
کہ سر جسکا ہے آسمان سے بھڑا
کہ مدت سے سمجھا کا تھا رازدان
اُسی وقت اُس جا سے اُٹھ کر چلا
کہ چہرہ سے اُسکا بہت سُرخ ہے
عزیز و ہوا اسکا احوال کیا
اک آواز آئی ہے اِس کوہ سے
کہ کسنے بلایا ہے اے صاحب
بتا دے کہ جاتا ہے تو اب کہان
کہ کس نے بلایا ہے اِسد خبر تجھے
سعید اور مددگار تیرا رہون
بیک جست طی کر گیا نیم راہ
ولیکن نہ وہ کوہ آیا نظر
لگا رونے اُس جا پہ لیل و نہار
کہ بالکل ہوئے سب کے دل لخت لخت
نہین شہر سے تجھکو کر دین بدر

پکڑ لیگئے مردم شہر اُسے
کبھی ہمنے اِس شہر کے درمیان
نہ دیا تجھکو دیکھا ہے اے نوجوان
وہ تاجر گیا اُس جہان سے گذر
اور آتی ہے اُس کوہ سے اک صدا
بتا دے تجھے اے مرد فرخندہ پی
کہا حاکم شہر نے اے جوان
تو واقف ہو تو اُسکے اسرار سے
وہ حاتم کی صحبت مین رہنے لگا
بتانے لگے اُسکو یکبارگی
تھے اِس گفتگو مین کہ یکبارگی
اُٹھا سُنکے آواز وہ نوجوان
عزیزون مین جب اُسکے پہونچی خبر
وہ جاتا ہے کوہ ندا کو دوان
کہ مانند دیوانون کی برملا
کہ تو جلد تر آ یہان اے جوان
کہا پھر سبھون کہ اے مہربان
یہ سنتے ہی حاتم روانہ ہوا
اگر حال اپنا کرے تو بیان
دیا اُسنے ہرگز نہ اُسکو جواب
تو وہ کوہ نظرون سے غائب ہوا
بہت کر کے افسوس وہ نامدار
لگے کہنے اُس شہر کے آدمی
اگر چاہتا ہے تو اے نوجوان
وہان چھ مہینے جو حاتم رہا

گیا حاکم شہر کے سامنے
مسافر تمکو دیکھا نہین اے میان
سبب پھر آنیکا کیا ہے یہان
مگر دختر اُسکی ہے اک سیمبر
خبر اُسکی تو جلد تر جا کے لا
کہ کوہ ندا کی جدھر راہ ہے
کرون حال اُس کوہ کا کیا بیان
سُنائینگے احوال سارے تجھے
کہون ایک دن کا مین کیا ماجرا
ذرا سامنے دیکھ تو ہے یہی
اک آواز ناگاہ پیدا ہوئی
کہ گفتار سے اپنے باندھی زبان
تو مردم قبیلے کے سب دوڑ کر
ہوئے گرد سب اُسکے پیر و جوان
یہ جاتا ہے کوہ ندا کو چلا
تامل نہ کر زینہار اب یہان
نہ کچھ ہمسے معلوم ہوئیگا بیان
یکایک وہان اُس سے جا کر کہا
تو مین بھی ہمراہ اے نوجوان
وہان سے روانہ ہوا وہ شتاب
نظر وہ نہ آیا کچھ اُسکو ذرا
پھرا اور نہایت ہوا بیقرار
نہین رسم ہرگز یہ اِس شہر کی
کہ اب تھوڑے ہی دن گذر تو یہان
سب احوال اُس جا کا دیکھا گیا

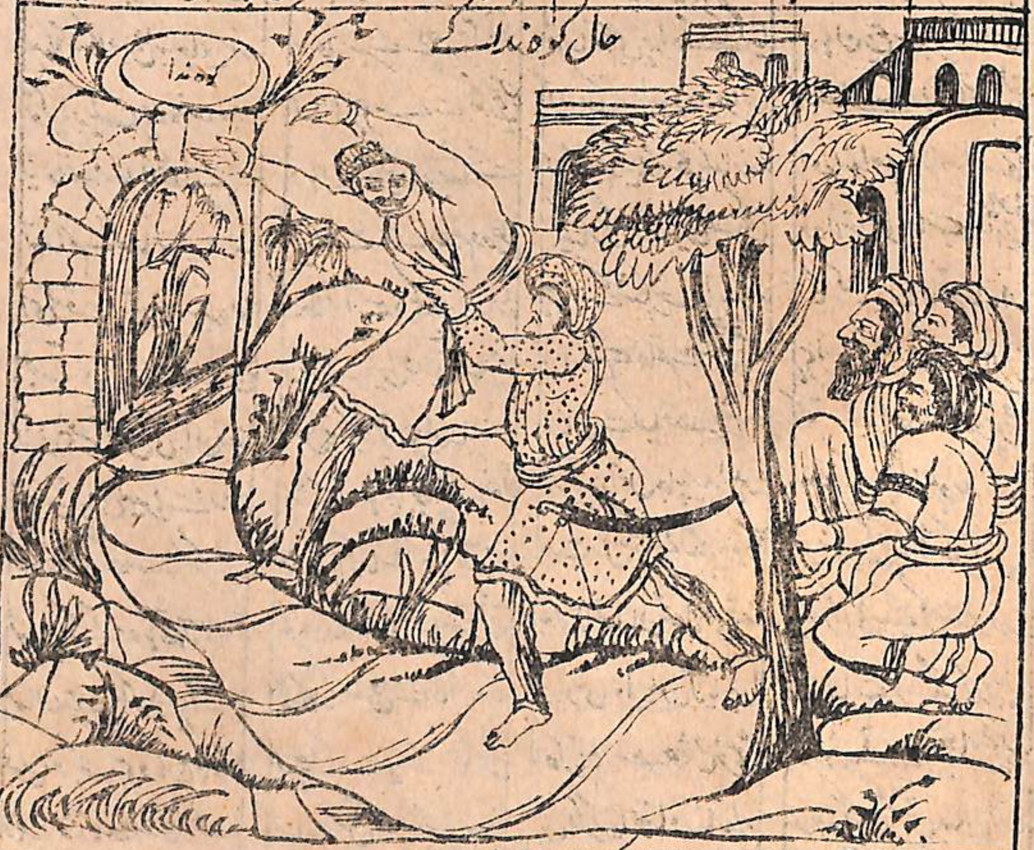
مگر آدمی دس اسی طور سے
کوئی شخص تھا اسکا تھا حام نام
السی جاپہ اک روز بیٹھے سوئے
اک آواز آئی یہ یکبارگی
پھر اُٹھکر وہ فی الفور کہنے لگا
جو پہونچی یہ کہنے مین اسکے خبر
یہ حاتم نے جانا اُسی طور سے
کیا اپنے دل مین مقرر یہی
کہ تا سب حقیقت مجھے کو ہی
ہوا پھر طرف کوہ کے وہ روان

مگر رات کوہ ندا پر سے کئی
وہ رکھتا تھا حاتم سے الفت تمام
وہ اسی بیچ سنو تی کرنے لگے
کہا ہے حاتم یہان جلد آجا ابھی
کہ آتا ہون آتا ہون جلدی چلا
سبھی ساتھ کے آئے وہان دور کر
چلا حام بھی مجھکو یہان چھوڑ کے
کہ جاؤن گا مین ساتھ اسکے ابھی
مفصل ہو معلوم احوال ابھی
کہ تا راز پوشیدہ ہو عیان

وہ ہر ایک سے پوچھتا تھا سنا
شب و روز کرتے تھے انکا سیر
قریب اُسکے بیٹھے تھے پیر و جوان
وہ سنتے ہی آواز کے چپ رہا
یہ کہکر طرف کوہ کے سر اُٹھا
ہوئے گرد اُسکے سبھی حاضر تمام
ہوا دل میں پُر غم بہت نامدار
یہ حسین جا یہ جاتا کا فرخندہ خو
اُسی جا سے حاتم نے بلند صوت
لگا یوں کہنے اُس وہ خوش خصال

ولیکن نہ دیتا تھا کوئی جواب
وہ عشرت سے روز و شب دو تین
تبسم مین مشغول تھے ہم زبان
نہ بولا نہ کی بات نہ کچھ کہا
وہان سے بہت تیز تر وہ چلا
کیا کسی سے نہ اُسنے کلام
لگا کرنے افسوس وہ بار بار
مین اُس جاپہ جاؤنگا جو ہو سو ہو
لیے ہاتھ فی الفور اُسکے بلا
بتا اے برادر ترا کیا ہی حال

جانا حام کا کوہ ندا پر آواز سنکر اور حاتم کا ہمراہ اُسکے جانا کہ مین لیٹ کر واسطے دریافت
حال کوہ ندا کے



جواب اُسنے ہرگز نہ اسکو دیا	وہ ہاتھ اپنے کو کھینچنے لگا	کیا زور حاتم نے بھی خوب سا	مگر ہاتھ سے ہاتھ اُسکا چھٹا

گیا زور اُس شخص نے بھی مگر
تو سب آدمی اُس سے کہنے لگے
دریچہ وہاں اک نظر آ گیا
ہوئے جبکہ غائب یہ دونوں جوان
مسافر جو ہمراہ تھا حاتم کے
بغیر از طلب کوئی اُس کوہ پر
کہا اُن سبھوں نے کہ اے نامدار
یہ سنتے ہی حاتم نے سب کا حال
وہ دیکھے تا دان پیر و جوان
کہ ہے ایک میدان نہایت وسیع
جوان اُس بیابان کو چھوڑ کر
ہوا اُسکا جس جا پہ جا کر سفر
تو کیا دیکھتا ہے وہ فرخندہ دین
یہ حاتم نے چاہا اٹھا لے اسے
تو حاتم نے جانا کہ یہ مر گیا
اسی وقت اُس جا پہ سبزہ جما
عجب تیری قدرت کا سامان ہے
کہ آتی ہے جس شخص کی یان قضا
ولیکن نہ پائی کہیں اُسنے راہ
گذر دن گئے سات اُسکو وہین
تو دھو کر کے وہ ہاتھ کو جان سے
یہاں جینے کا کون ہے آسرا
تو کیا دیکھتا ہے وہاں وہ جوان
کنارہ نہ آتا تھا اُسکا نظر
دوانی میں کشتی نمایاں ہوئی

نہ پھر چھوڑی حاتم نے اُسکی کمر
نہ جانا کبھی او پر اِس کوہ کے
لپکیا حاتم اُسکے اندر گیا
وہاں سے پھرے اُنکے شہر مردمان
گیا وہ بھی او پر اُسی کوہ کے
گیا ہے نہیں آج تک بےخطر
کیا منع ہمنے اُسے چند بار
دیا سکو فی الفور محبس میں ڈال
چلے اپنے گھر کو گئے مردمان
بہت ہے دراز اور بہت ہے رفیع
وہ جائے خموشان میں آزردہ تر
سوا سبزے کے کچھ نہ آیا نظر
کہ خالی ہے سبزے سے تھوڑی زمین
وہاں سر زمین پر بٹھا لے اُسے
گیا سمت ملک عدم وہ چلا
کہ حاتم اُسے دیکھ حیران رہا
کہ ہر ملک میں اور ہی شان ہے
اجل اُسکو دیتی ہے یون ہی ندا
بھٹکتا رہا جابجا نیک خو
ولیکن نہ کھانے کو پایا کہیں
غم و غصہ کھاتا تھا بیجان سے
ٹھکانا نہیں واسطے کا آب کا
کہ ہے ایک دریا نہایت کلان
گیا واصل آب پر بےخطر
کسی جا کنارہ پر آ کر لگی

تو نہیں ہے نکلنے وہ لپٹا ہوا
کسی کے نہ کہنے کو مانا ذرا
بصد شوق ہمراہ اُسکے چلا
تاسف وہ حاتم کا کر بار بار
یہ سنکر ہوا اُنسے حاتم خفا
تمھیں چھوڑ کر اُسکو آئے وہان
نہ مانا کچھ اُسنے ہمارا کہا
بہت اُنپہ تعزیر و تنبیہ کر
جو حاتم نے کی تھوڑی سی جا طلب
کہ اُس جوان کی وہان چھوڑ کر
وہاں دیکھتا کیا ہے وہ نامدار
تو حاتم بھی ہمراہ اُسکے گیا
گرا جا کے اُس جا پہ وہ نوجوان
کہ سختہ ہوگیا اُسکا یکبار زرد
یکبارگی وہ زمین پھٹ گئی
بجا لا کے شکر خدا بار بار
کہا دل سے حاتم نے اے مشفق
وہاں سے کیا قصد پھر شہر کا
دریچہ نہ اُس جا پہ پیدا ہوا
بہت دل میں کھانے لگا پیچ و تاب
یہ کہتا تھا یان مجھکو لائی قضا
تردد یہی دل میں کرتا ہوا
وہ کرتا ہے اسطور جوش و خروش
یہی فکر کرتا تھا وہ نامدار
یہی فکر حاتم نے بس دل میں کی

زبردستی کوہ ندا تک گیا
گیا اُسکے ہمراہ حاتم چلا
دریچے کے اندر وہ حاتم گیا
لگے کہنے حاتم سے اے نامدار
لگا کہنے اے مردم نامدار
پڑے اُسکے سر پر وبال آسمان
گیا اُسکے ہمراہ خود وہ چلا
لیا سب نے تاوان کچھ سیم و زر
تو کیا دیکھتا ہے وہ فرخندہ پی
چلا پھر عقب اُسکے وہ نامور
کہ ہر سمت ہے سبزہ بیشمار
وہاں بیچ سبزے کے فوراً چلا
کہ تھا جسکے ہمراہ حاتم روان
اور اندام سارا ہوا اُسکا زرد
وہ لاش اُسکی غائب سب اُس میں ہوئی
لگا کہنے یون حاتم نامدار
ہے اِس جا پہ نیکا یہی طریق
کہ آئے وہاں سے وہ واپس چلا
نہ وہ کوہ ہرگز ہویدا ہوا
میسر نہ ہرگز ہوا اُسکو آب
نہیں کوئی بچنے کی صورت ذرا
گیا سات فرسنگ تک پا پیادہ چل
کہ اوٹھتے تھے ہیبت سے ہی ہوش
کہ ہو کوئی کشتی یہاں آ لگا
کہ ہونگے اسمیں بھی آدمی

جو پہونچی کنارے پہ آکر وہین
ہوا جاکے کشتی پہ جسدم سوار
تھا از بس کہ وہ گرسنہ ناتمام
جو دیکھا تو دو نان اور مچھلیان
کہ شاید کوئی رکھ کے تیار اسے
نہین کھاتا ہرگز اسے چاہیے
طلب کرکے مین اُس سے ٹھوسا لون
شکم بھر اُسنے کھائی غذا
تو پھر تین دن مین وہ عالی جناب
یہی دل سے کہتا تھا حاتم وہان
اسی طور تا مدت ہفت روز
بجز ریگ کے اسکو ہرگز نظر
جو پہونچا وہ پھر جا کے اک کوہ پر
اُسے دیکھکر سخت حیران ہوا
کہ خاک اُس زمین کی ہے سنگ سی
چلا ایک خرسنگ وہ ذی وقار
وہ جاتا ہے جو شان خرو شان چلا
گیا فکر مین حاتم نامور
ہر اک جا پہ ہر جانور کا شکار
تنا دل اُسی روز کرتا تھا وہ
بجز بحر جو شان کوئی جانور
وہ لیکن نہ کچھ تجھکو ظاہر ہوا
ولے ہے یہ افسوس مجھکو کمال
تنزا کھینچتا ہوگا اب انتظار
تو دیگا یہان سے سلامت نکال

نہ دیکھا جو اُسمین کسی کے تئین
تو پیش نظر آیا یہ ایکبار
جو پہونچی وہان اُسکو تو طعام
رکھین اُسمین اک تھال کے درمیان
گیا ہوگا کسی کام کے واسطے
نہ جب تک کہ ملاح کو پایئے
خوشی سے شکم سیر اپنا کرون
جو کشتی مین اسطرح پائی غذا
کنارے پہ دریا کے پہونچا شتاب
کہ پاؤن مین اُس شہر کو اب کہان
رہا گرسنہ حاتم دلفگار
نہ آتا تھا میدان مین شام و سحر
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی گہر
بہت اپنے دل مین پریشان ہوا
ملے سرخ وان جانور بھی سبھی
تو کیا دیکھتا ہے وہان ایکبار
بیان کیا ہو اُس بحر کا ماجرا
کہ کیونکر ہو دریا سے میرا گذر
وہ کرتا ہوا حاتم نامدار
شکم اپنا اسطور بھرتا تھا وہ
وہان پر نہین مار سکتا تھا پر
کہ یہ بحر خون ہے کہان تک گیا
نکلنا ہے تیرا یہان سے محال
بہت رنج سے رات دن شہ
کرم سے جو تیرے تھا در خواہ

تعجب مین آ حاتم نامدار
کہ ... وہ بچھا اور خوان ہے رکھا
تو بیتاب ہوکر اُٹھا وہ جوان
یہ دیکھا مگر اُنکو کھایا نہین
ہوا کھینچ کشتی کو لائی ہوا یان
جو پہونچا وہین اس پار دریا کے جا
کہ اتنے مین آئی فلک سے ندا
اُٹھی پھر ہوا اسقدر ناگہان
وہین شکر حق کرکے وہ نامور
کہ جاکر حقیقت جوان کی تمام
نہ پانی ملا اور نہ دانہ ملا
ہوا سات دن بعد کوہ کلان
کہ ہر سنگ سے خون جاری ہے وان
وہان سے بڑھا پھر وہ عالی مقام
تعجب مین ہو حاتم نیک خو
کہ ہے ایک دریا نہایت بڑا
تھے اُس بحر ذخار کے جانور
کنارے پہ دریا کے وہ ماندگار
نکالے تھا چقماق سے آگ وہ
وہ ہوتا تھا جسوقت پیاسا کمال
تو حاتم کے دل مین گذرا خیال
جو دو سال تک تو چلا جائیگا
یہی سوچ ہے میرے دل کو بڑا
پھر آیا یہ خاطر مین اسکے یقین
تھا اس فکر مین حاتم نامدار

لگا کرنے شکر خدا بار بار
معطر دماغ اُسکی خوشبو سے تھا
دیا کھول دستار خوان [illegible]
نہ ہاتھ اُنمین ہرگز لگایا نہین
کہ حق ہے یہ ملاح کا بیگمان
ملے مجھکو جسوقت وہ ناخدا
کہ یہ رزق تیرا ہے تو اسکو کھا
کہ کشتی او مری شل تیر کمان
اُسی وقت کشتی سے آیا اُتر
کرون مین بیان پیش سرخاص و عام
ولیکن وہ جاتا تھا یہ دم چلا
نمایان سوی حاتم طی وہان
روان ہے وہ ... آب روان
گذر اک زمین پر کیا وقت شام
گیا بھول سب بھوک اور پیاس کو
ولیکن سر اسر وہ خون سے بھرا
سبھی سرخ لوہو سے تھے خون تر
چلا جاتا یہ یکماہ لیل و نہار
کباب اُنکے کرتا تھا وہ نیک خو
تو لیتا تھا بھر کو بس منہ مین ڈال
کہ کی تو نے یکماہ محنت کمال
نہ اس بحر کی انتہا پائیگا
کہ وہ شاہزادہ سر مین پڑا
جو منظور ہے اب خدا کے تئین
کہ کچھ دور سے اسکو آیا نظر

جو دیکھا اُسے خوب سا غور کر تو کشتی وہان ایک آئی نظر
کہ ناگاہ کشتی بیکبار رک گئی کنارے پہ دریا کے جا لگی
تو کیا دیکھتا وان ہے وہ بیکس پناہ کہ دو نان ہین اُسکے اندر رکھین
وہ بھوکا تھا از بس انھین کھا گیا تامل کیا کچھ نہ ہرگز ذرا
اُسی بحر مین سات دن تک چلی کنارے پہ دریا کے جا لگی
اُسی طور سے خون ہر دم وہان ہر اک سنگ سے تھا روان بیگمان
نظر اک سفیدی پڑی دور سے تو کیا دیکھتا ہے وہان آن کے
بیکبارگی وہ نہان ہو گیا تو حاتم اُسے دیکھ حیران رہا
وہان سے یہ کہتا ہوا بارہا جو پہونچا کنارے پہ دریا کے جا
گرون اُسکے پانی کا کیا مین بیان کہ چون آبِ نقرہ تھا وہ بیگمان
دیا ہاتھ فی الفور پانی مین ڈال تو کیا دیکھتا ہے وہ فرخندہ فال
تفکر کے عالم مین تھا وہ جوان کہ کشتی ہوئی آ کے وارد وہان
وہان اُسکو اک قاب آئی نظر کہ وہ قاب تھی پر ز حلوائے تر
گذر جب گئے یازدہ دن وہین تو کشتی کنارے پہ پہونچی کہین
وہ دیکھے تھا اُس ہاتھ کو بارہا شب و روز ہر وقت با چشم زار
یہ حاتم نے جانا کہ نزدیک ہے روان جلد تر وہ ہوا نیک پے
کبھی گہ شست لاتا تھا کر کے شکار کبھی میوہ کھاتا تھا وہ نامدار
وہان سنگریزے بہت سرخ و زرد نظر اُسکو آنے لگے فرد فرد
اُسے دیکھکر حاتمِ نامدار وہ ہوتا تھا قدرت پہ حق کی نثار
وہ ہین سنگریزے سبھی قسم سے زمرد کے اور لعل و الماس کے
تو بھر کر لیے اُن کو وہ نوجوان وہان سے ہوا پیشتر کو روان
وہ چیدہ جواہر کچھ اُسنے چنے کمر مین حفاظت سے اپنے رکھے
جو مین شہر مین لیکے جاؤن اُسے کوئی قیمت اُسکی نہ کچھ کہ سکے
زمرد ہین اور لعل الماس جس کلان تر ہوئے ہین جہان مین بند
کسی چشمہ پر جاسکے پہونچا جوان کہ تھا تیز تر اُسمین پانی روان

اُسے دیکھکر حاتمِ مہ لقا لگا کرنے فی الفور شکرِ خدا
اُسی وقت وہ حاتمِ نامدار ہوا جلد کشتی پہ جا کر سوار
سوا اُسکے بریان ہین کچھ نہان رکھین ہین وہان جو اُسے دربیان
وہ کشتی شتاب ہوا ناگہان ہوئی اُس کنارے سے فوراً روان
اُتر اُس سے فی الفور وہ نوجوان ہوا پھر کنارے پہ اُسکے روان
توکل کیے حق پہ وہ نیک پے چلا وان سے کرتا ہوا راہ طے
کہ ہے کوہ چاندی کا ایسا بڑا کہ سر جسکا ہے آسمان سے لگا
لگا کہنے یارب یہ کیا راز ہے کہ جسکا نہ انجام و آغاز ہے
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی مکان کہ ہے ایک اُس جا پہ بحر کلان
زیادہ پیاسا تھا وہ نامور یہ جانا کہ پانی پیے زود تر
ہوا ہاتھ سے نقرئی بیگمان جو دیکھا گران تر تو حیران رہا
بجا لا کے شکرِ خدا بار بار ہوا جلد تر جا کے اُسپر سوار
اُسے کھا کے فی الفور وہ دل سے رہا بیچ کشتی کے سو شوق سے
اُتر اُس سے فی الفور وہ نوجوان شتابی ہوا پھر وہان سے روان
ہوا اک پس از راحت چار روز نمودار کوہ کلان دیگر روز
مگر کوہ تھا اک مہینے کی راہ اُسی سمت کو یہ چلا نیک خواہ
کیا راہ کو طے اسی طور سے رہین تین منزل ابھین باقی اُسے
کہین تھے سفید اور کہین سبز تھے ہر اک رنگ کے کوہ سو ان ہین بڑے
جو کی اُسنے پھر اند کے راہ طے تو کیا دیکھتا ہے وہ فرخندہ پے
طمع دل مین حاتم کے کچھ آگئی تو چننے لگا گوہرِ قیمتی
وہان ہیرے فیروزے تھے بیشتر بہت داہنے بائین آئے نظر
لگا کہنے یون حاتمِ نامور کہ یہ وہ جواہر ہین عالی گہر
یقین ہے کسی نے بروی زمین سنا ہو نہ دیکھا ہو ہرگز کہین
جو باقی تھے پانی مین کودا وہان ہوا زود تر پھر وہان سے روان
گیا بیٹھ اُس چشمۂ آب پر لگا دھونے وہ دست و پا بیخطر

دیا دست چپ اپنا پانی مین ڈال
سر اپنے کو سجدے مین جلدی جھکا
تو کیا دیکھتا ہی وہ عالی گہر
تھے ہاتھون مین ناخن نہایت بڑے
اُٹھا اور خدا کے تئین یاد کر
کہ تو خوف جان سے چلاتا ہی تیر
نہین کچھ آزار دینے کو ہم
کراتے ہین وہ آکے نزدیک تر
نہین تو حکایت تری اے جوان
لگا کہنے یون حاتم نامور
بتا ہمکو کیا وہ ترا حال تھا
جو مین شاد ہو اُنکو لایا اُٹھا
کہا اُنسے حاتم نے بتلاؤ تو
لگے کہنے دونون کہ اے نوجوان
لگا کہنے یون حاتم پاک دین
کہا پھر یہ حاتم نے ان جمع دیوون سے
تو سب حال اُسکو بتاؤنگا مین
کہ پہونچے سلامت تو گھر اپنے جا
دیا ڈال حاتم نے انکو وہین
مین لایا تھا محنت بڑی کھینچ کے
کہ بے حکم لایا ہی اسکو اُٹھا
یہ سُنکر سخن حاتم پاک دین
انھون نے جواہر لیا سب اُٹھا
اسے لیکے جا اپنے گھر کو چلا
نہین مجھکو معلوم ہی راستا

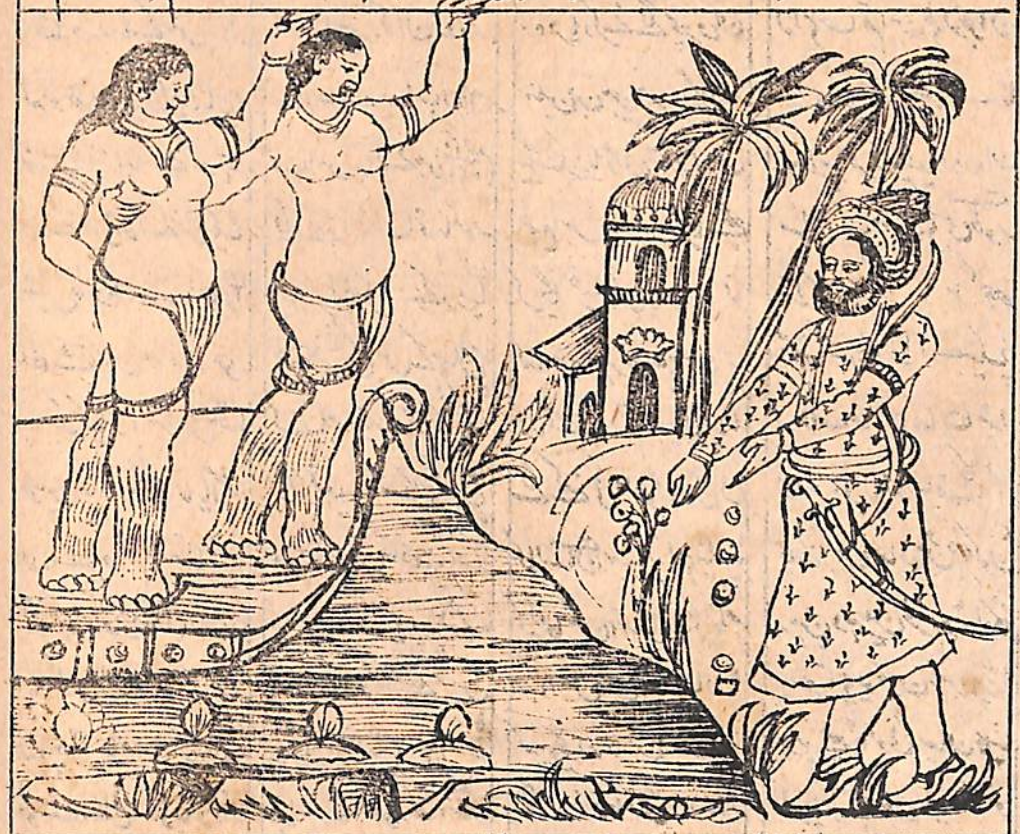
تو کیا دیکھتا ہی وہ فرخندہ فال
لگا کرنے شکر خدا پھر ادا
کہ پانی سے پیدا ہوئے دیو پیر
کہ سوتے ہین جس طرح سے شیر کے
لیا اپنا تیر و کمان زود تر
بھلا کس لیے ہم پہ اب اے امیر
اب اِس جا پہ آکے ہین انکی دیم
لگے کہنے اے حاتم نامور
ہو ضرب المثل دہر کے درمیان
طمع مین نہ کی کس کے بھی مال پر
کہ لایا ہی تو اب وہان سے اُٹھا
بتاؤ تمھین اُسکا غم کیون ہوا
وہ ہی کون سی خلقت اے [illegible]
یہ سب ہی متاع پریزادگان
مگر آدمی لائق اُسکے نہین
یہ مین نے لیا ہی اب اسکے واسطے
جواہر یہ اسکو دکھاؤنگا مین
بہت خرمی سے بہ فضل خدا
پھر اُنسے لگا کہنے وہ پاک دین
اُٹھا کر اب اِسکو بہت دور سے
دیا حکم تھا تجھکو کسنے بھلا
فرو لیگیا سر کو اپنے وہین
زمرد اور اک لعل الماس کا
یہ سب قوم کو اپنے جا کر دکھا
کہ شہر یمن کو کدہر ہی گیا

کہ وہ ہاتھ پھر حال اصلی مین آ
کنارے پہ اُس نہر کے ایکبار
تھا سر اُنکا شکل بشر آدمی
سوا اُسکے کالا تھا سارا بدن
وہ فریاد کرنے لگے پھر وہان
نہین جن ہین ہم بندگان خدا
یہ سُنکر دیا ڈال تیر و کمان
طمع اِس جواہر پہ کرنا تجھے
کریگا طمع گر جواہر پہ تو
کہا جو جواہر ترے پاس ہی
کہا اُنسے حاتم نے یون برملا
لگے کہنے فی الفور وہ نوجوان
کہ انسان سے بہتر ہو اے نیک پے
کہ لیجائین اُسکو اُٹھا کر تمام
کہا اصل مین ہی یہ انسان کا
کہ پہونچون گا مین شہر مین اپنے جا
لگے کہنے وہ آدمی دو بدو
تو اب اِس جواہر کو تو ڈال دے
غرض رو کیا تمنے مجھ پر ستم
لگے کہنے گر مرد عاقل ہی تو
کہ جسکے سبب لوٹ کر آہی تو
تکدر دلِ صاف مین آگیا
کہا پھر یہ حاتم سے اے نوجوان
لیا اُس جواہر کو اور یون کہا
لگے کہنے فی الفور دونون جوان

تھا جس طور کا ویسا ہی ہو گیا
لگا کرنے آرام وہ نامدار
مگر شکل پاؤن کی تھی فیل کی
ڈرا دیکھ کے حاتم سیم تن
کہ اے حاتم ابن طے نوجوان
برائے خدا تو نہ ہمکو ستا
سر اپنا فرو لیگیا وہ جوان
مناسب نہین ہی کسی طور سے
ترا کام ہرگز ہو نا کبھو
اُٹھا کس لیے لایا اسکو بتا
کہ ملک خدا ہی نہایت بڑا
کہ وہ مال ہی اور خلقت کا وان
بھلا اِس جہان مین وہ ہی کون شخص
رہین دہر مین خرم و شادکام
یہ رہتا ہی یونہین زمین پر پڑا
جو پوچھے گا کوئی یہان کا پتا
اگر چاہتا ہی تو اے نیک خو
یہی ہی بات بہتر ترے واسطے
لیا مجھسے سب چھین درد و غم
نہین چاہیے تجھکو اے نیک خو
نہین ہی روا تجھکو اے ماہرو
تفکر کیے اسکے نہ تھی انتہا
یہی ہی جواہر نہایت کلان
کہ وہ دراہ میرے تئین تم بتا
نکل کر تو اپنی ولایت سے یان

بہت دور آیا ہی چل کر یہان	نہین تو کوئی شخص ای مہربان	سلامت نہ پہونچا یہان آنکر	گیا راہ کے درمیان وہ گزر

پہونچنا حاتم کا ایک چشمۂ آب پر اور ہاتھ دھونا پانی سے اور حالت اصلی مین آ جانا ہاتھ کا اور پیدا ہونا اُس چشمے سے دو شخصون کا کہ سر اُنکا مثل آدمیون کے اور پیر اُنکے مانند فیل کے اور گفتگو ہونا حاتم کا واسطے ڈالدینے جواہرات کے اور مجبور ہو کر پھینک دینا جواہرات کا اُسی مقام پر حاتم کا



ہی دو آدمی کا گذر یان ہوا	سوا اُنکے آیا نہین تیسرا	یہان سے گئے گھر مین جا مر گئے	نہ اس دار فانی مین ہرگز رہے
و لیکن تری عمر ای نوجوان	بہت ہی بفضل خدا ای جوان	تجھے ایک دریای زرین یہان	ملیگا کسی جا پہ ای مہربان
سوا اسکے دریا ہی ایک آتشین	کسی کو نہ تجھکو ملیگا کہین	گیا گر تو اُسنے سلامت گذر	تو پہونچیگا باخرمی اپنے گھر
و لیکن مناسب ہی ای نامدار	طمع تو نہ کرنا کہین زینہار	اِسی مین رہے گی تری زندگی	کیا کر خدا کی پرستندگی
یہ کہکر وہ نظرون سے غائب ہوئے	نہ معلوم پھر کس طرف کو گئے	وہان سے چلا پھر وہ عالی وقار	توکل خدا پر کیے بار بار
منازل کو طے کرکے پہونچا وہان	کہ جس جا پہ تھی جوی آب روان	کنارے پہ اُسکے نظر جا پڑی	تو کیا دیکھتا ہی وہان اُس گھڑی
کہ موتی وہان پر نہایت بڑے	ہین ہر جا پہ چون سنگریزہ پڑے	برابر تھا بیضے کے ہر ایک دُر	شکم تھے صدف کے بھی گوہر سے پر
طمع دل مین حاتم کے پھر آگئی	یہ چاہا کہ لیوے اٹھا کر سبھی	پھر آئی کہین پند اُنکی جو یاد	ڈرا دل مین پھر اپنے وہ خوش نہاد

لیا ہاتھ کو کھینچ بس وہ دتر
گیا جبکہ اس بحر سے بھی گذر
ہوا اسکی جانب کو حاتم رواں
برآیا جو اس کوہ پر ایکبار
گیا پھر بس مدت چند روز
جو اس جا سے آگے بڑھا نامور
جب اندر گیا حاتم نامور
وہاں سے پھر آیا لب حوض پر
نمودار قدرت کا دیکھا جو حوض
خدا پر توکل کی ابی جو موج
کہ اتنے میں پریاں وہاں آگئیں
لگا کہنے ای بندگان خدا
کہ ہم اسکے خادم ہیں سب ای جوان
یہ سنکر سخن حاتم نامدار
پری جبکہ حاتم کی اسپر نظر
لگی کہنے پریوں سے لا کر گلاب
پری نوش لب بیٹھکر تخت پر
کہ کس جا سے آیا ہے تو ای جوان
یہ حاتم نے پوچھا کہ ای نیک نام
پری نوش لب نے کہا اس سے تب
رہا ہے اسی کوہ کا بادشاہ
مری ساتویں ان کی ہاری ہو جب
یہ احوال اسجا کا ہے ای جوان
وہ سرحد یہ دنیا کے جو کوہ ہے
تکلف سے آگے رکھے لاکے خوان

اٹھایا نہ اسنے ہیبت کوئی گھر
تو اک روشنی اسکو آئی نظر
تو بعد اک مہینے کے پہونچا وہاں
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی وقار
اسی کوہ پر حاتم دلفروز
تو قصر طلا ایک آیا نظر
تو اک باغ میوے کا آیا نظر
کہ تھا آب اس حوض کا صاف تر
تو کرنے لگا اپنے دل میں وہ حوض
تو پستی سے ہمت کو لایا اوج
ہر اک جا پہ بیٹھیں وہ سب نازنین
ہو تم کون بتلاؤ مجھکو ذرا
وہی ہے یہاں بادشاہ جہان
ہوا اسکے دیدار کا خواستگار
تو وہ ہو گیا آپ سے بیخبر
ابھی ڈالو تم اسکے منہ پر شتاب
لگی کہنے حاتم سے ای نامور
یہاں کام کیا ہے ترا کہہ یہاں
بتا دے کہ ہے کونسا یہ مقام
کہ میں کوہ زر بن لسے کہہ سب
شہنشاہ شہپال گیتی پناہ
تو خادم ہیں اسکے ہیں جاتی ہوں تب
کیا میں نے اب جسکا تجھسے بیان
ترے سامنے ہے وہ ای نیک پی
کئے پیشکش اسنے پھر عطریان

پر اس بحر سے تھوڑا پانی پیا
کہ پردہ سنہلا فلک سے لگا
جو دیکھا تو ہے ایک کوہ طلا
درخت اسکے اور برگ ہیں سب طلا
وہاں ایک میدان دیکھا بڑا
وہ نزدیک جسدم گیا اسکے گیا
مگر میوہ کا رنگ مثل طلا
بیان کیا ہو اس حوض کا ماجرا
لگے ہیں یہاں تو جواہر کے ڈھیر
جو مصروف سیر و تماشا ہوا
انھیں دیکھکر اوڑ گئے اسکے ہوش
انھوں نے کہا اس سے ای نوجوان
عقب سے وہ آتی ہے با نخوت و شان
کہ اتنے میں وہ ملکۂ مہ لقا
پری نوش لب دیکھ اسکا حال
وہ ارشاد کو اسکے لائیں بجا
تو اس کرسی پر پھر رونق فزا
کہا اس سے حاتم نے سب ماجرا
اور اس کوہ کا نام مجھکو بتا
اور اس جا کو یا پریاں کہتے ہیں ہم
ہے ایک دختر اسکی جو آسا بنام
خواص اسکی میں بھی ہوں ای نیک خو
بیان تجھسے کرتی ہوں میں حال وقت
رکھا اسنے پھر چار دن تک
کہا پانچویں روز ای مہربان

کہ شیریں تھا وہ اور بہت سرد تھا
فلک سے ہے لٹکا زمین تک پڑا
کہ سر جسکا ہے آسمان سے لگا
نہیں ہے وہاں کچھ طلا کے سوا
کہ تھی خاک اسکی سراسر طلا
تو دروازۂ قصر دیکھا کھلا
درختوں کا بھی رنگ تھا سونے کا
سراسر جواہر تھا اسمیں بھرا
نہ مجھکو ملیں تو ہے قسمت کا پھیر
تو صانع کی قدرت کو دیکھا کیا
تعشق کے طوفان نے کھایا جوش
پری نوش لب کا یہی ہے مکان
خراماں اسی قصر کے درمیان
ہوئی سامنے آکے جلوہ نما
ترحم تحیر میں آئی کمال
اسی وقت ہوش اسکو پھر آگیا
سب احوال اپنا مفصل بتا
جو کچھ اسپہ گذرا تھا صبح و مسا
کہ زیر فلک اسکو کہتے ہیں کیا
سنا تو نے ای حاتم نیک نام
ملیں تہ میں تی سوتکے اندام
یہی ہیرا معمول ہے سال و ماہ
کہ یہ جا ہے متعلق کوہ قاف
اسی جا پہ حاتم کو باعز و جاہ
نہ رہنا بہتر نہیں ہے یہاں

کسی سمت کی کر تو اب راہ طی
چلا اُس مکان سے وہ عالی مکان
گیا شانزدہ روز تک پھر چلا
کنارے پہ اُسکے گیا زود تر
ہوا اُسپہ فی الفور حاتم سوار
گرسنہ تھا حاتم کئی روز کا
لیا کھینچ پانی سے پھر ہاتھ کو
تو کیا دیکھتا ہے وہ جام مسی
اُترا اُس سے فی الفور وہ نامدار
تھیں گرم اسقدر ریگ میں کنکری
کیا اُسنے اُس جا پہ اپنا قرار
لیا اپنی پگڑی سے مہرہ نکال
تو حاتم کو اُس جا سے جلدی اُٹھا
کہا اُنسے بروقت پہونچے ہو تم
لگے کہنے حاتم سے دونوں جوان
ہوئے قدرت حق سے تو اے جوان
تو گرمی کو آتش کے کردینگے کم
اُنھوں نے دیا ایک مہرہ نکال
گذر جاؤ جسوقت دریا سے تو
یہ کہکر وہ دونوں غائب ہوئے
گئے تین دن شعلۂ آتشین
جو پہونچا کنارے پہ اُسکے جوان
اُسے دیکھکر اُڑ گئے اُسکے ہوش
جھکا سر کو شکر خدا بار بار
لگا کہنے یوں حاتم نوجوان

نہ رہوا اِس مکان پر تو نیک یار
ہوا جلد تر پھر وہاں سے رواں
تو دریائے زرین پہ پہونچا جا
لگا فکر کرنے وہاں نامور
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی وقار
اُسی وقت تھوڑا تنا دل کیا
کہ شاید برنگ طلا وہ تو
طلا ہوگیا ہے سراسر سبھی
لگا راہ کو کاٹنے بیشمار
کہ جلتی تھیں مانند گلخن پڑی
نہ آگے کو ہرگز بڑھا نامدار
دہن میں لیا اُسکو جلدی سے ڈال
دیا تھوڑا پانی دہن پر ملا
کہ تھا اک سمی تیز والتہب دم
کہ ہے آگے آتش کا دریا کلان
پہونچ جائیگا اپنے مقصد کو تُو
نہ تجھکو مضرت ہوا ہے نیک دم
کہا پھر کہ اب اسکو تو منہ میں ڈال
تو اِس مُہرے کو ڈال کر نیک خو
نہ ظاہر ہوا کس طرف کو گئے
نظر اُسکو آیا بردی زمین
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی مکان
رہا بیٹھ اُس جا پہ حاتم خموش
لگا کرنے اُس جا پہ وہ نامدار
کہ اپنے تئیں کسطرح میں یہاں

یہ سنکر وہاں سے اُٹھا نامدار
تو دو روز کی راہ پھر کرکے طی
جو دیکھا وہ دریا برنگ طلا
کہ کشتی بدستور سابق وہاں
طبق ایک ہے پر ز حلوائے تر
یہ چاہا کہ دریا سے پانی کو لے
دیا جام کو جلد پانی میں ڈال
خدا کی مشیت کچھ ایسی ہوئی
وہ پھر سات دن بعد پہونچا وہان
جو تھوڑی سی پھر راہ طی اُسنے کی
ہوئے اُسکی گرمی سے لب خشک تر
اُسی وقت آئے وہ دونوں جوان
اُسی وقت حاتم کو ہوش آگیا
جو فرمائیے سو بجا لاؤں میں
کہ ہے یہ بھی سرحد اُسی بحر کی
دکھانا نہیں راہ کا اپنا کام
کہا اُنسے حاتم نے اب آئیے
نہ ہوئیگی گرمی کبھی کارگر
چلے جائیو پھر جہاں چاہیو
لیا منہ میں حاتم نے مہرے کو ڈال
ڈرا دیکھکر اُسکو وہ نامدار
کہ موج آتشیں اُسکی تا آسمان
نمود ایک کشتی ہوئی ناگہان
کہ اتنے میں کشتی یکبارگی
اِس آتش میں بھی الوجب اب جا نکر

ہوا اُس سے رخصت بعز و وقار
گذر وہ گیا حاتم نیک پے
کہ ہے آب اُسکا اُسی رنگ کا
نمودار آکر ہوئی ناگہان
اُسے دیکھکر خوش ہوا نامور
بڑی تشنگی میں ذرا سا پیے
لیا اُسکو فوراً پھر اُس سے نکال
وہ کشتی کنارے پہ جا کر لگی
کہ تھا ریگ کا اک بیابان جہان
تو چلنے کی طاقت نہ باقی رہی
بدن میں حرارت ہوئی بیشتر
جواہر کو جو لیگئے تھے عیان
تو اُنکی طرف دیکھنے وہ لگا
جدھر کو بتاؤ چلا جاؤں میں
نہیں اِس سوا راہ ہے دوسری
کہے تو اگر ہمسے اے نیک نام
یہ لطف و کرم مجھ پہ فرمائیے
اِس آتش کی زنہار ایذا نہ ہو
نہ وسواس خاطر میں کچھ لائیو
چلا پھر وہاں سے وہ فرخندہ فال
ہوا اپنے دل میں بہت بیقرار
پہونچتی تھی واں ہر گھڑی تا زبان
اُسے دیکھکر حاتم نوجوان
وہاں سے کنارے پہ آکر لگی
تو یہ کار ہرگز نہیں عجب تر

پھر آیا یہ دل مین یکبار گی
وہین جست یکبارگی مار کر
اگرچہ بہت تھی اسے اشتہا
جو ساحل پہ پہونچا نہ وہ ہوشمند
وہ مانند چکی کے پھرنے لگی
وہین اپنی آنکھون کو پھر بند کر
کہ ہوتی ہے کشتی یہ دریا مین غرق
اسی جا پہ خاموش بیٹھا رہا
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی وقار
ہلی اُسنے پھر تھوڑی سی راہ طی
گیا پھر طرف گانوون کے ناگہان
جو حاتم گیا اُنکے نزدیک تر
دیا کچھ انھون نے نہ انکو جواب
لگے کہنے وہ مرد فرخندہ خو
نہین مجھکو معلوم وہ ہی ہے تو
لگے کہنے دہقان کہ ای نامدار
خبر اُسکی پہونچی تھی یکبار یان
شب و روز کرتا ہوا راہ طی
کہ تو ناگہان اپنے جب جائیو
یہ کہکر کہا تشنگی سے ہون تنگ
گلاب اور قند اُسمین آمیز کر
براہ کرم تو بنی طرح مین جا
یہ کہکر روانہ ہوا نامدار
وہان لوگ سب اُسکو پہچان کر
وہین لیگئے آنکر مردمان

کہ ہے یان سے جانا بہ ناچار گی
گیا بیچ کشتی کے وہ نامور
ولے نصف تھا نصف باقی تھا
ہوا بیم جان سے بہت دردمند
یہ جانا کہ تحت الثرے کو چلی
لگا کرنے ذکر خدا نامور
نہین تو وہے کام کچھ اسمین فرق
لگا کرنے دل مین وہ ذکر خدا
نہ کشتی نہ آتش نہ وہ رود بار
تو کیا دیکھتا ہے وہ فرخندہ پے
تو کیا دیکھتا ہے وہ جاکر وہان
لگا پوچھنے اُسنے وہ نامور
لگے دیکھنے اُسکے منھ کو شتاب
کہ ہان شاہزادہ ہمارا ہے تو
دیا شکل مین اور کوئی ہے تو
اسی شکل کا تھا وہ عالی وقار
کہون کیا بہ پیش پدر ای جوان
یہان تک مین پہونچا ہون اینک بگی
خبر میرے گھر مین یہ پہونچائیو
کوئی شربت اب لاؤ تم بیدرنگ
دیا خوش ہوا پی کے وہ نامور
کر اظہار احوال حاتم ذرا
طرف شاہ آباد کے ایکبار
لگے حسن بانو کو دینے خبر
یہ پیش حضور مہ دلستان

جو ہے زندگی تیری باقی ابھی
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی جناب
جو فی الفور کشتی ہوئی نہ روان
اگر کشتی اسی بحر کے درمیان
پھر آیا یہ دل مین فہمیدہ برمحل
جو کشتی گئی آگ کے درمیان
ہوا زندگی سے وہ مایوس جب
کہے تین دن حاتم پاک دین
وہان ایستادہ ہوا نامور
نواحی یمن کی ہے وہ سرزمین
کنارے پہ اک کھیت بھی ہے وہان
کہ یہ کون سی ہے نواحی ہمین
اشارے سے اُسنے کہا او جوان
نظر مجھکو آتا ہے باعز و شان
کہا اُسنے حاتم نے ای نوجوان
کہ نام اُسکا حاتم تھا اے نیک پے
کہا اُس سے حاتم نے یون برملا
ہوا تھا یمن جو وقت اُس سے جدا
کہ حاتم فلانی نواحی مین تھا
یہ سُنکر گیا اک جوان اپنے گھر
وہین جیب سے ایک گوہر نکال
کہ حاتم کسی مصلحت سے چلا
پس اک تھوڑی مدت مین پہونچا وہان
گیا تھا جو کوہ ندا پر جوان
کہا حسن بانو نے ای نامور

تو آسان خالق کریگا سبھی
کہ اک قاب ہے حیر نہان کر بسر
تو حاتم نے آنکھین کھولین وہان
پڑی پائک ورطہ مین جانا گمان
کہ اب آگ کے پہونچی ہے سیر اجل
تو حاتم نے جانا یہ فوراً وہان
رکھا سر بزانو بہ رنج و تعب
جو کشتی سے پہونچا بروئی مین
وہ مجرے کو سمجھا ہین وہین کچھ الگ
ہوا شاد و خرم وہ فرخندہ دین
بہت تھے زن و مرد و طفل و جوان
بتا دو جو معلوم ہووے تمھین
کہ سب گوچھ لگے بھرے ہین آبادیان
اسی شان و شوکت کا نواحی جوان
تو کیا جانتا ہے کہ اُسکا بیان
نہ معلوم کس شہر مین اب وہ ہے
کہ مین اُسکے نزدیک سے اب چلا
اسی وقت تھا اُسنے مجھسے کہا
خوشی سے کہین یہ تھا مجھکو بلا
صراحی سے اک جام لبریز کر
دیا اور کہا اُس سے یہ خوش جا کے
طرف شاہ آباد کے ہے گیا
کہ جس جا پہ تھی دختِ کاروان
وہ آیا ہے پھر ای حضور اب یہان
ہے کوہ ندا کی بتا کیا خبر

لگا کہنے یون حاتم نامدار
کہ ای ماہرو سیمبر گلعذار

وہ کیفیت اُسنے عرض کوہ کی
جو دیکھی تھی وان جا کے اک اک کہی

کہ ہے تیرے پاس کوئی نشان
دکھا اُسکو پھر تین لالے کہ یان

کہا پھر یہ مین اک نہر کے درمیان
جو دھونے لگا ہاتھ اپنے وہان

کہون کیا مگر ناخن اُس ہاتھ کے
تھے جسطور کے نقرئی سب رہے

طلائی ہین ہنوز ان دہن مین عیان
ہین سچ سچ نہین جھوٹ ہے درمیان

جواہر جو تھے پیشکش سب کیے
اجازت سے دریا پہ تھے جو لیے

رکھا اُسنے جلدی منگا کر طعام
کہا نوش کر اسکو ای نیک نام

سحر ہین ہے شہزادہ بے نظیر
میرا منتظر ہے وہ ابن امیر

اُٹھا خرمی سے وان رخصت ہوا
گیا جلد تر سوی مہمان سرا

تو کچھ اپنے دل مین لا اب ملال
فقط دو ہی باقی ہے ہے سوال

کیا ایکدم اُسنے اُس جا قیام
شتابان ہوا حاتم نیک نام

کہا اُسنے حاتم سے ای نامدار
مرے پاس ہے گوہر شاہوار

کہا اُس سے حاتم نے دیکھون وہ دُر
ابھی روبرو میرے اُسکو منگا

نمونہ بھی اُسکا مجھے چاہیے
اسے اب اُٹھا آپ لیجائیے

اُسے لیکے رخصت ہوا اور چلا
مثال اِس نمونے کے تو اور لا

جو شہزادے سے تھا رخصت ملا

مین سب حال اُس کوہ کا دیکھکر
ترے پاس آیا ہون ای سیمبر

کہا حسن بانو نے ای مہربان
یہ سب راست کہتا ہے تو بیگمان

دکھایا تو حاتم نے وہ جب پیا
جو تھا ہو گیا نقرئی سب کا سب

تو پھر شکل اصلی مین وہ آگیا
بنا نقرئی ہاتھ میرا جو تھا

تو بحر طلا پر جو پہونچا مین جا
تو اُس مین سے تھوڑا سا پانی پیا

وہ ہنس ہنس کے دکھلانے دندان زر
کہا بس یہی ہے وہان کی خبر

کہا حسن بانو نے صد آفرین
ترے اوپر ای حاتم پاکدین

کہا اُس سے حاتم نے ای نازنین
مین کھانے کو کھاؤنگا ہرگز نہین

مین جاتا ہون مہمان سرا کو چلا
مین ساتھ اُسکے کھانیکو کھاؤنگا جا

وہان جا کے اُسکی ملاقات کی
لگا کہنے پھر اُس سے باصد خوشی

ذرا جمع خاطر رکھ ای ناموس
مین اب خیر سے لاؤن اُنکی خبر

یہ جا حسن بانو سے کہنے لگا
سوال ششم مجھکو دے تو بتا

تو جا دوسرا اور ویسا ہی لا
مجھے اُسکو جا بجی سے لا کے دکھا

دکھایا وہ دُر حسن بانو نے لا
تو حاتم نے اُسوقت اُس سے کہا

پھر اُسنے نمونہ بھی بھجوا لیا
دیا اور کہا اُس سے ای مرد نیک

یہ سُنکر سخن اُس سے رخصت ہوا
گیا پھر وہ مہمان سرا کو چلا

پئی گوہر مدعا وہ چلا

چھٹے سوال کو حاتم کا جانا اور بیضۂ مرغابی کے برابر موتی کا لانا

پلا ساقیا مجھکو صہبای ناب
جو مانند گوہر ہو با آب و تاب

می لعل اور جام گوہر نگار
مجھے یاد آیا ہے یان بار بار

جو ہون بحر فکرت مین غوطہ زن
ملے بے بہا مجھکو دُرِ سخن

جو حاتم وہان سے روانہ ہوا
گیا تین فرسنگ تک پھر چلا

گذر دن گیا اور ہوا وقت شام
اُسی جا رہا حاتم نیک نام

وہ تھا ہفت رنگ سے مشہور تر
کہ ہر ہفت گویا دُلہن تھی مگر

اُسی وقت مادہ نے نر سے کہا
خوش آتی نہین ہے یہان کی ہوا

سفر کرتے کرتے ہوا ناتوان
ملے کیا دُرِ مدعا کا نشان

ہو نشہ می آتشین رنگ سے
تو گوہر نکالون ابھی سنگ سے

مضامین مثل دُرِ شاہوار
مین لکھون پسندیدۂ روزگار

گیا بیٹھ آخر کو زیر شجر
تردد سے سر اپنا زانو پہ دھر

کہ جفت اک کہین ناطقہ کا دہان
کنارے پہ دریا کے جلوہ کنان

یہ قدرت سے خالق کی فوراً وہان
نمودار آکر ہوا ناگہان

کہا اُس سے نر نے وہین دو بدو
مرا یہ ارادہ تھا ای نیک خو

کہ ہین اِس نواحی مین چند رہزن
اگرچہ یہان کھانے کے واسطے
کہا نر سے پھر اُسنے تو راست کہہ
کہا نر نے تو جانتی ہی مدام
کہ اے نر بتا دے ذرا تو مجھے
یہ ہی بیضہ مرغاب کا چاہتا
کہ نام اُسکا آرلیس مرغاب ہی
یہ پھرتا ہی کار خدا کے لیے
کہا نر نے اے مادۂ نیک خصال
کہا نر نے مادہ سے اے ہوشمند
ہی پیدایش اُس مرغ کی اِسطور سے
زمانہ گیا سو برس کا گذر
گئی ایک مدت گذر بیگمان
کہ اُنمین سے دو بیضہ اِک دن کہین
فراہم بہت کرکے مال و منال
یہان تک کہ مانند صحرا ہوا
شہنشاہ جم جاہ والا ہمم
غنیمون نے غلبہ کیا بس عظیم
کہین لیکے بیضے کو مرغاب کے
سراسیمہ پھرتی تھی بادرد و سوز
خداوند کشتی کو رحم آگیا
کیا اُسنے اظہار حال زبون
کہا مین بدروار تجھکو رکھون
گئے کئی مہینے جب اُسکو گذر
وہ مدت کے بعد از قضا تاجران

پس چند ایام گھر کو چلون
ہر اِک قسم کی چیز موجود ہی
اور اِس قول پر اپنے مضبوط رہ
کہ مین جھوٹ کو جانتا ہون حرام
یہ ہی کون غمگین شجر کے تلے
اور اُسکا نہین اِسکو ملتا پتا
یہ اُسکے تجسس مین بیتاب ہی
دل و جان و تن اپنا قربان کیے
کہے تو تو بتلاؤن مین اُسکو ادا
یہ تیرا سخن مجھکو آیا پسند
بتاتا ہون سب مین مفصل تجھے
کہ قبل اُسکے مرغابیان بیشتر
کہ دو تین نہین بیضہ مرغابیان
ملے شاہ جمجاہ کو تھے یہین
گیا اُٹھ جہان سے وہ بعد ملال
نہ انسان رہا اور نہ حیوان رہا
جہان سے گیا جبکہ سوی عدم
لیا ملک سب چھین بیخوف و بیم
گئی دشت مین اُسکو تالاب کے
کہ دریا نمایان ہوا ایک روز
لیا اُسنے کشتی پہ اُسکو بٹھا
یہ روئی کہ بہنے لگا جوی خون
تو دختر ہے فرزندی مین اپنے لون
ہوا ایک اُس زن سے پیدا پسر
اُٹھا اِس جہان سے بعد عز و شان

پر اب تیری خاطر سے اے مہربان
مناسب یہی ہی ہمین اور تمھین
توکل تیرے ہمراہ ہوکر روان
یہ سُنکر سخن مادہ چپ ہو رہی
کہا نر نے مادہ سے اے غمگسار
اِسی کے سبب یہ بہت ہی ملول
سُنی مرغ نیکی ہی یہ جگیان
کہا پھر یہ مادہ نے نر سے بتا
دیا اُسکے مادہ نے فوراً جواب
سُن اب حال پیدایش مرغ کا تو
کہ دریا ہی اِک قہرمانی بڑا
برس تیس کے بعد بیضہ وہان
جو سابق مین پیدا ہوئے تھے وہ دون
کسی ملک کا شاہ سمعان تھا
تھا اِک اُسکا پُرسجا یہ شہر عظیم
وہی جو خزانہ تھا سمعان کا
پڑا پھر خلل ملک مین سر بسر
تھی زن اُسکی اِک حاملہ باردار
وہ صحرا تھا پر ہول اِک لق و دق
کہین آگیا ایک بازارگان
کہا اُسنے یون اُس سے اے نیک خو
نہ رکھتا تھا اولاد بازارگان
اُٹھا لا کے کشتی مین اپنے بٹھا
وہی شہر برزخ ہے مشہور عام
سفر کرکے دُنیا سے وہ نیک نام

وطن کی طرف اپنے ہونگے روان
یہان سے کسی جا پہ اُڑ کر چلین
چلون مین بسوی وطن بیگمان
گھڑی ایک کے بعد کہنے لگی
ہوا شاہ غم سے یہ ہمکنار
گیا ہی نشاط و طرب دل سے بھول
سخاوت سے قاصر زبان بیان
یہ بن جانے کیونکر وہان جائیے
کہ بہتر ہے کر تو یہ کار ثواب
یہ ہوتا صدف سے نہین کچھ بھی
وطن ہی ہمارا وہ اے دلربا
ہمیشہ ہی دیتی تجھین اے دلستان
ہوئے غرق سب بحر کے درمیان
تھا اِک بیضہ بھی ہاتھ اُسکے لگا
ہوئی حالت اُسکی نہایت سقیم
مع دُر ملا حسن بالو کو تھا
ہوئی سلطنت اُسکی زیر و زبر
وہ غمگین ہا کرتی لیل و نہار
جگر پانی تھا رنگ تھا اُسکا فق
تو دیکھ اُسکو نالان و فریاد خوان
بیان مجھسے کر اپنا سب حال تو
ہوئے غم سے اُسکے بھی آنسو روان
زنِ خوبرو اپنے گھر لے گیا
وہ بازارگان جسمین تھا نیک نام
روانہ ہوا سوی ملکِ عدم

ریاست جو تاجر کی تھی یک بیک
ہوا وہ بزیرِ فلک بادشاہ
پسر اسکا تھا ایک بیدار بخت
بنایا تھا اک اُسنے عالی مکان
کہیں ایک شب کو وہ عالی مقام
اُسی شب کو پریون کا اُنجا گذر
رُخ روشنِ شہ کا نظارہ کر
کبھی دیکھتی تھین طرف ماہ کے
کبھی کوئی کہتی تھی فرخ نہاد
جو رکھتا ہے یہ خوبروئی جوان
رہین شب کی شب سب نظارہ کنان
گرانی تھی آنکھون مین انکے بھری
کیا ایک دن شاہ نے جشن تھا
کہ اتنے مین کچھ تذکرہ حسن کا
اُسے لوگ کہتے ہین بیدار بخت
مہ و مہر کو اُس سے نسبت ہے کیا
پریزاد وہ شاہ فرخ کلاہ
کہ دن عقد مین اُسکا انسان سے
سلام اور پیغام شہ نے دیا
یہ سنتے ہی پریان اُٹھین سج کے جست
سوے پاس لیکر کے آئی ہین ہم
زمرد پری دخت زہرہ جبین
پذیرا ہوا یہ سخن شاہ کو
تو پریان آگے ایک سدرہ کے لیے
غرض دونون تابندہ گوہر جو تھے

وہ پہونچی اُسے ایک ستارہ لگ
سرِ تاجداران گیتی پناہ
وہی پھر ہوا وارثِ تاج و تخت
جہان مین تھا نام اُسکا مہر جہان
گیا خواب راحت مین بالائے بام
کسی سمت سے ہو گیا منحبط
لگین کہنے حیرت سے باہم کہ
کبھی دیکھتی تھین طرف شاہ کے
کہ ہے نور مہتاب سے کچھ زیاد
یہی خوبروئی قمر مین کہان
جگرہاے خود پارہ پارہ کنان
سبک ستے پھر قاف کی راہ لی
پریزادون کا جمع تھا جمگھٹا
پریزاد و انسان کا ہونے لگا
ہے اُس ملک کا وارثِ تاج و تخت
کجا ذرہ و مہر خاور کجا
پریزادون پر اپنے کرے نگاہ
نہ انسان سے حضرت سلیمان کے
ہوا بہت وانکا تحفہ کیا
اُٹھین اور گئین پیش بیدار بخت
پذیرا کرای وارثِ تخت جم
اُسے تو کرے گر قبول اے حسین
ہوئی زہرہ منظور لیریا وہ کو
لے آئین اُسی کو وہ پریزاد شاہ
وہ سلکِ محبت مین آگندہ تھے

مالا و ریب سب اُسکا دیہیم و تخت
پھر آخر ہوا وہ فنا شہریار
نہایت حسین تھا وہ صاحب جمال
لگاتے تھے اُسین بصد اہتمام
وہ مہتاب تھا اُس گھڑی جلوہ گر
پڑی جا کے پریون کی اُسپر نظر
کہ پریون مین ایسا حسین ہرگز نہین
تعجب سے کہتی تھین یون بار بار
کبھی کوئی کہتی تھی یون دیکھکر
جو جلوہ گری ہے رخِ شاہ کو
برآمد ہوا جب رخِ آفتاب
کہ اُسوقت مین شاہ فرخ کلاہ
پریزاد و پریان تھین اُسجا بہم
لگین کہنے پریان کہ شاہِ زمان
پرستار ہین اُسکی حور و پری
عجب اُسکا حسنِ خداداد ہے
لگا کہنے پیاری زمرد پری
یہ حضار نے شاہ سے عرض کی
پریزادون کو یہ دیا اذن عام
کہا یون کہ اے شاہ فرخندہ فام
جہان مین کرے اُسکو باآبرو
سوے ساتھ وہ عقد اُسکا کرے
غرض دو طرف سے یہ قول و قرار
بجا لا کے رسم عروسی وہان
پری سے تولد ہوا اک پسر

بلندی پہ طالع تھا اور نیک بخت
گیا اس جہان سے بعز و وقار
نہ تھا کوئی دنیا مین اُسکی مثال
دُر و لعل و یاقوت و گوہر تمام
تھی چھٹکی ہوئی چاندنی سر بسر
ہوا سے وہ اُس جا پہ آئین اُتر
سُنا ہے نہ دیکھا کسی نے کہین
تفاوت نہین اِنمین کچھ زینہار
کہ ثانی نہین اُسکا ہرگز قمر
نہ خورشید کو ہے نہ ہے ماہ کو
تو پریان وہان سے اُڑین بیقرار
پریزاد تھا قاف کا بادشاہ
زبان پر کسی کے نہ تھا نام غم
ہے برزخ مین اک بادشاہ جہان
کرین چاکری زہرہ و مشتری
کہ خود حسن دیکھ اُسکو شیدا ہوئی
جو ہے دخت نا کتخدا اک پری
مبارک کہ ہے رائے بہتر یہی
کہ پیغام آہستہ کہنا تمام
زمرد پری کے پدر کا پیام
یہی اُسکے دل مین ہے اب آرزو
نہ کچھ اِسمین تاخیر کو راہ دے
بصد پایداری ہوا استوار
کیا عقد اُسکا بصد عز و شان
نکو رو پریزاد رشکِ قمر

سلیمان مہپارہ نام نکو
رکھا مو باد ونے بیحد جستجو

تھا دُر کلان قہرمانی وہان
اُسی ملک کا تھا یہ شاہ جہان

نونیں چار ماہ اُس جگہ شہریار
رہے تھا بصد جاہ و عز و وقار

وہ اتنے دنون تک بپیش پری
پرستان کی کرتا تھا سروری

کہ اتنے مین اُس کوہ کا بادشاہ
جو تھا وہ پریزاد زرین کلاہ

یکایک گیا اس جہان سے گذر
کیا اُسنے دنیا سے آخر سفر

ہوا وہ اُسی کوہ کا تاجدار
سلیمان مہپارہ ذی وقار

جو تھی اُسکے اک دختر مہ لقا
کہ سن اُسکا تھا یازدہ سال کا

پریزاد اُسکے خریدار تھے
دل اور جان سے عقد کے واسطے

سلیمان مہپارہ حیلہ اُٹھا
یہ کہتا تھا ہر ایک سے برملا

جو پیدایش ان موتیون کی یہان
کرے رو برو میرے آگے بیان

تو دختر مع گوہر اسکو مین دون
شنہ نہار تاخیر اسمین کرون

ولیکن پریزاد کوئی کہین
تجھے پیدایش اُسکی سے واقف نہین

نشان اُس گہر کا وہ پاتے تھے کب
یہ کہتے ہوئے گھر کو جاتے تھے سب

سلیمان ہے مرد فاضل بڑا
وہ علم و ہنر ہے بہت جانتا

وہ پیدایش گوہر نیک نام
تو اریخ سے جانتا ہے تمام

بیان جو کوئی اُس سے جا کر کرے
تو فی الفور وہ اپنی دختر کو دے

سلیمان مہپارہ ہو واسطے
رکھا نام اُسکا ہے اے نیک پے

یہ جس روز پیدا ہوا تھا جوان
اُسی روز حضرت سلیمان یہان

تجھے اس ملک دنیا یہ قابض وجب
سُنا تو نے اے مادہ خندہ لب

یہ ہرگز نہین ہے اجازت ہمین
کہ افشای راز نہان ہم کرین

ہوئی ایک مدت کہ یہ نامور
کمر کو برای خدا باندھ کر

اُٹھاتا ہوا محنت بیشمار
چلا گھر سے آتا ہے زار و نزار

مین کہتا ہون اب تجھسے اُسکی خبر
کہ محنت کہین اسکی ضائع نہو

کہا پھر یہ مادہ نے اے مہربان
یہ کس طرح سے جا کے پہونچیگا وہان

وہ دریا ہے رستے مین حائل بڑا
یہ جائیگا اُس پار کیونکر بھلا

کہ اُس ملک مین دیو خونخوار ہین
بہت رہزن و مردم آزار ہین

کہا نر نے اے مادہ خوش لقا
کہ حلال مشکل ہو مشکل کشا

جو زندہ رہا حاتم نامدار
تو ہے گوہر مدعا در کنار

نواحی جو ہے قاف کی سربسر
وہ دی دیو و پریون کو تقسیم کر

جو تقسیم سے ملک باقی رہا
وہ جادو گرون کے حوالے کیا

کہ تا ملک آدم سے وہ بدنہاد
کسی سے نہ اگر کرین کچھ فساد

رہیں وہ اُسی کوہ پر شاد شاد
پریزاد جادوگر اور دیوزاد

یہان سے دکن ہے وہ ملک و راز
ہزارون ہین جسمین نشیب و فراز

پرون سے ہماری مدد گر ملے
تو نزدیک تر پہونچے اُس کوہ کے

تو اب اُسکا پائیگا حد سے سوا
کہ جسکی بیان کی نہین انتہا

وہ جسوقت داخل ہو صحرا مین جا
رگڑ کر مرے سرخ پر کو ذرا

جو پانی ملا کے بدن مین ملے
اور اُس جا سے بڑھ کر وہ آگے چلے

تو بو اُسکی پا کر درندہ و پرند
رہے اُسسے صحرا مین وہ بے گزند

گریزان ہون صحرا سے بے اختیار
کرین پھر نہ اُس جا یہ ہرگز قرار

جو ہو صورت دیو مردم سیاہ
تو کوئی نہ آسکے پھر نگاہ

نہ پیش آئے پھر کوئی بہر مصاف
پہنچ جاے یہ بر سر کوہ قاف

پئے پر سفید اور اُنہیں سے دم جلا
ملے خاکستر مین وہی برملا

تو پھر صورت اصلی مین یہ جوان
یہ سچ جان اے مادہ مہربان

جو پہنچے گا یہ شہر کے درمیان
تو آدم اُسی شہر کے بیگمان

نہ کچھ اُس سے بولین نہ سر گر کہین
نگر شہ کے نزدیک حاضر کرین

کرے یہ جوان اُس سے جا کر سوال
تو وہ بادشاہ نجستہ خصال

یقین ہے وہی اُس سے حیا کرے
نہ اُس قول سے اپنے سر گر پھرے

سُنا اسنے اب مجھ سے بطور سے
یہ پیدایش اُسکی بیان اب کرے

تو وہ شاہ دوران خندہ جبین
کرے عہد و پیمان کو وہ اپنے پیش

حوالہ کرے اپنی دختر اسے
سنی بات نر نے جو یہ مادہ کی
جنے اس نے پر اسکے سرخ و سفید
انھین اپنے بازو پہ پھر باندھکر
ہوئی مادہ پھر نر سے یون ہمزبان
ہوئی راز حاتم سے کیونکر خبر
کتاب فلک سے ہین قصے عیان
زمین کا ہے کیا ذکر یہ خاک ہے
ہوا زاغ شب صید شاہین روز
چلا سوے صحرا کے بے خوف و باک
کہا حاتم طی نے آہستہ یون
مرے نر کو اور بچون کو صید کر
کہا پھر یہ حاتم نے روباہ سے
وہ بولی جو جا کے ملے ایک بار
کہا اس سے روباہ نے اے جوان
مرا حال مانند میمون کے ہے
لگی کہنے روباہ اے مہربان
کہین ایک صیاد نے زود تر
جدائی سے انکی وہ لیل و نہار
مری تجھ سے سب داد فریاد ہے
دیا حکم دہقان نے لاؤ اسے
لگا کہنے صیاد اس سے وہین
جو قیمت ہے وہ مستر د کیجیے
شب و روز مین اسنے مشغول ہو
لگا کہنے صیاد اے نیک ذات

وہ موتی امانت اسے سونپ کے
تو پر جھاڑ کر اپنے اک لطف خوش سے
بہت شادمان ہو کے پائی امید
ہوا شاد و خرم وہ عالی گہر
کیا تو نے گوہر کا جو کچھ سخن
چھپا حال کیونکر ہوا جلوہ گر
ستارون کی گردش کا ہو اس ادن
فلک کا مجھے علم ادراک ہے
چھپا مہ ہوا مہر عالم فروز
تو دیکھا کہ اک روبہ دردناک
کہ روباہ نالان ہے اس طرح کیون
ابھی لے گیا ہے وہ صیاد گر
بتا اسکے گھر کا پتا دے مجھے
وہ ہے چارہ فرسا اے نیک خواہ
کہ مین ساتھ تیرے چلون گر وہان
کہون اس سے اے حاتم نیک خو
کہ صحرا مین تھا ایک بیہوش ہون
گیا قید بچون کو وان آن کر
لگی رونے صحرا مین بس زار زار
خدا داد رس ہے بہت شاد ہے
مرے پاس جلدی ہے لا بار سے
ترے ہاتھ بیچین مین تین ہین
مگر مجھکو ایذا نہ کچھ دیجیے
نہین چاہتا ہون کہ مین انکو دون
نہین اس سے بہتر کوئی اور بات

لگی کہنے مادہ کہ تا اب مجھے
ارے پر بہت اسکے زیر شجر
اٹھا اور پرون کو زمین سے اٹھا
یہ جانا کہ یہ مژدہ جانفزا
مشرح تجھے یاد کیونکر رہا
کہا نر نے اے مادہ نیک پے
زمین کا فلک آئینہ وار ہے
گئی خواب مین مادہ ہمکلام
مسافر وہی حاتم نامور
غم و غصہ و درد کی مبتلا
کیا اسنے اظہار حال زبون
مین انکی جدائی سے اے نامدار
تو مین تیرے ہمراہ ہو کر چلون
کہا پھر یہ حاتم نے روباہ سے
ارے آشتی تو جو صیاد سے
کہا اس سے حاتم نے مجھکو بتا
زن و بچہ ہو زن نہ جمع سے تجھے
انھین جا کے بیچا جو دہقان کے پاس
ہوئی جا کے دہقان سے داد خواہ
کہا اسنے صیاد ظالم کا حال
جو آیا تو بولا وہ صیاد سے
اگر رحم آتا ہے اب آپ کو
کہا اس سے دہقان نے اے خوش خصال
بتا تو مجھے اب کوئی ایسی بات
کہ یہ مادہ ہو زن نہ قید ہو

ترے پر ملے اسکو کس طور سے
تو فی الفور وہ حاتم نامور
لپیٹ ایک کپڑے مین سب کو لیا
خدا کی طرف سے مجھے ہے ملا
کہا اب مجھے جو تو نے کس سے سنا
خبر مجھکو راز نہانی سے ہے
عیان مجھ پہ سب اسکا اسرار ہے
کیا نر نے بھی گفتگو کو تمام
اٹھا خواب نوشین سے وقت سحر
ہے نالہ کنان با صد آہ و بکا
کہ صیاد کے ظلم سے تنگ ہون
بیابان مین پھرتی ہون زار و نزار
چھوڑا نہ میرے بچون کو فی الفور دن
تو ہمراہ چلکر بتا دے مجھے
پکڑ کے مجھے قید مین ڈال دے
اک کس طور سے حالی میمون ہوا
وہ سب سنکے گریان صورت شمع تھے
یہ سنتے ہی مادہ ہوئی بیحواس
کہ تو ہی ہمارا ہے پشت و پناہ
کہ ہان ہے وہ مرد لعین بد خصال
نر اور بچون کو اسکے تو چھوڑ دے
تو بہتر ہے انکے تئین چھوڑ دو
ہوئی ہے مجھے انسے الفت کمال
کہ پاؤن مین اب اس بلا سے نجات
پس اب دام تزویر مین صید ہو

کہا اُسنے یہ بات تو خوب ہے
یہی مصلحت یہ ہی مطلوب ہے

کسی وزرا اس ملک کا شہریار
گیا سوئے دہ تھا برائے شکار

سگان شکاری تھے ہمراہ شاہ
کہ تھی صید پر جنکی ہر دم نگاہ

رہائی نر اور بچوں کو کب ملی
ہوئی قید مادہ نے بھی جان دی

کہ تو مجھکو اس جا سے ہمراہ لے
وہاں جا کے صیاد سے پھر ملے

وہ ون ہیں مع بچگان ای جوان
سُنے کون فریاد میری وہان

غرض پھر وہ روباہ آگے چلی
عقب اُسکے حاتم نے بھی راہ لی

کسی سے نہ بولی نہ کچھ بات کی
کہیں جا کے صحرا میں فوراً چھپی

اٹھا پھر وہاں سے تجسس کنان
گیا در پہ صیاد کے وہ جوان

لگا کہنے حاتم سے دے تو بتا
ترا یان کے آنے سے ہی کام کیا

بہم متفق کہتے ہیں سب حکیم
کہ ہے خون روباہ دوا مستقیم

یہ میں نے سُنا ہے کہ روباہ تو
بہت صید کرتا ہے ای نیک خو

جو قیمت کہے میں وہی تجھکو دون
نہ زنہار تاخیر اس میں کرون

لے آیا ہون اُنکے تئین لیجئے
جو منظور ہو آپ کو کیجئے

کہا اُسنے تو سات دینار دے
ابھی کام کے واسطے اپنے لے

دیئے ہفت دینار پھر اُسکو دے
وہ روباہ سب اپنے ہمراہ لے

اٹھی دیکھکر اُنکو وہ بربلا
لیا اپنے بچون کو بر میں لگا

کہا دیکھ حاتم نے روباہ سے
ہوا کیا خدا جانے نر کو ترے

ملے خون تازہ کسی کا جو یان
تو قالب میں پھر اسکے آجائے جان

دیا خون کو جلد اُسکے منہہ سے لگا
وہ روباہ نر کے گلے میں گیا

تو حاتم نے فصد اپنی پھر باندھکر
سفر کے لیے اپنی باندھی کمر

دعا دے کے حاتم سے رخصت ہوئے
گئے پھر خوشی سے گھر اپنے چلے

جو آبادی آتی تھی اُسکو نظر
تو رہتا تھا اُس جا پہ وہ نامور

اسی طور کرتا ہوا راہ طے
شب و روز جاتا تھا وہ نیک پے

ہوئی اسقدر تابش آفتاب
کہ گرمی سے ہونے لگا دل کباب

وہ صیاد نے مکر و حیلہ کیا
دیا زر کے پہلو میں اُسکو بٹھا

نر و مادہ و بچہ بے غذا
مقید تھے در پیش دہقان ادا

سگون نے بحکم شہ نامدار
انھیں بند رز کا کیا ان شکار

میں رتی ہون اُسکو اسطے ای جوان
کہ ویسا نہو حال میرا یہان

مجھے ڈال پھندے میں صیاد گے
مجھے رنج دے راہ تو اپنی لے

کہا اُس سے حاتم نے یون برملا
کہ تو کچھ نہ وسواس خاطر میں لا

پہر ایک تھی رات باقی رہی
کہ روباہ اُسکے مکان پر گئی

اُسی دیہہ میں حاتم نامور
خوشی سے رہا تا بہ وقت سحر

وہان جا کے دستک جو دی بر محل
تو صیاد گھر میں سے آیا نکل

کہا تب یہ حاتم نے ای نیک پے
کہ اک شخص کو سخت آزار ہے

گرے خون اُسکے جو اندام پر
مرض اُسکا جاتا ہے سر بسر

اگر چند روباہ تو مجھکو دے
بہت مجھکو ممنون احسان کرے

لگا کہنے صیاد ای نامور
نہ میں سات روباہ کو صید کر

کہا اُس سے حاتم نے ای نیک خو
بتا سات کی ایک قیمت جو ہو

دیا ہاتھ حاتم نے کیسے میں ڈال
لیئے ہفت دینار فوراً نکال

پھر اُس دیہہ سے راہ صحرا کی لی
گیا جس جگہ پر کہ روباہ تھی

مگر حال نر کا دگرگون ہوا
قریب ہلاکت تھا وہ ہو رہا

لگی کہنے روباہ فریاد خوان
ملے گر کہیں خون آدم یہان

یہ سنتے ہی حاتم نے فصد اپنی لی
ذرا بھی نہ تاخیر کو راہ دی

ہوا زندہ تازہ توانا ہوا
اُسی وقت وہ ہوش میں آگیا

اُسی دم نر و مادہ با بچگان
گرے اُسکے قدمون پہ فوراً وہان

تو حاتم وہان سے قدم زن ہوا
چلا سمت صحرا کے وہ بیش و کم

اگر اُسکو ملتا نہ قریہ کہیں
تو رہتا تھا جنگل میں وہ پاک تن

پس از چند روز ایک میدان میں
کہیں جا کے پہونچا بیابان میں

بہت تشنگی سے جو عاجز ہوا
ہوا اک بلندی پہ جا کر کھڑا

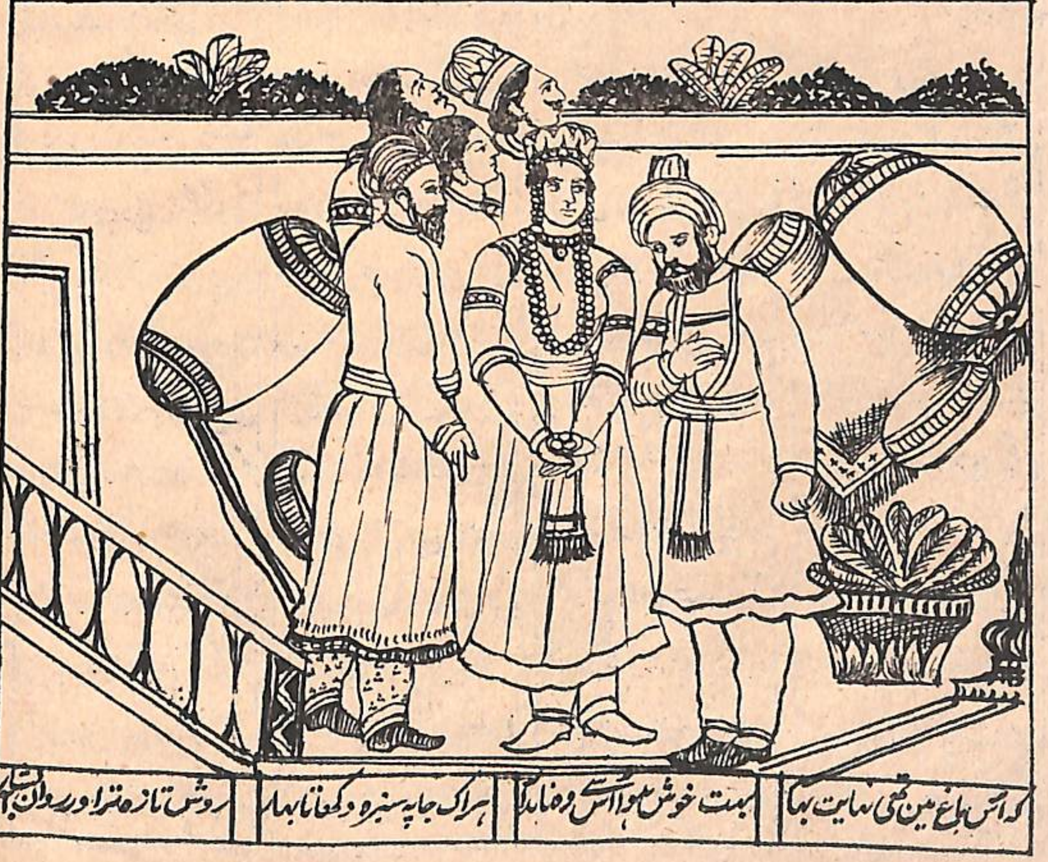
لگا کرنے وہ ہر طرف کو نظر
کہ ناگاہ اک چشمہ آیا نظر
لگا غور سے اُسپہ کرنے نگاہ
تو حاتم نے چاہا کہ فوراً پھرے
کہا اُس سے حاتم نے اے ذی وقار
کہا مین نے اسمین کچھ اسرار ہے
تو آ میرے ہمراہ اے نامدار
کہ مین آدمی زاد یہ مار ہے
کہ تو اے جوان میرے ہمراہ آ

کہ پانی کا پائے کہین کچھ اثر
چلا اُس طرف کو وہ عالی گہر
تو کیا دیکھتا ہے کہ مار سیاہ
وہان سے کسی سمت کی راہ لے
مین ہون تشنگی سے بہت بیقرار
یہان اپنا ہرگز نہین کار ہے
نہ کر دل مین خوف و خطر زینہار
مرا اِسکے ہمراہ کیا کار ہے
نہ وسواس کچھ اپنے خاطر مین لا

اُسی سمت کی راہ اب لیجئے
جو نزدیک تر اُسکے پہونچا جوان
وہ بیٹھا ہے سیدان مین جا کے
لگا کہنے وہ مار حاتم سے یون
برای طلب آب آیا یہان
لگا کہنے وہ مار فرخندہ پے
تو حاتم اِسی فکر مین پڑ گیا
جو رُک رُک کے حاتم وہان سے چلا
یہ سُنکر عقب اُسکے حاتم چلا

توقف نہ ہرگز ذرا کیجئے
اُثر آب کا کچھ نہ پایا وہان
اجل منتظر تھی وہ کسکے لیے
کہ ناکام جاتا ہے تو یان کیون
مگر تجھکو بیٹھا جو پایا یہان
کہ اِس جا پہ سب چیز موجود ہے
یہی اپنے دل مین وہ کہتا رہا
تو وہ مار پھر اُس سے کہنے لگا
وہ مار اُسکو اِک باغ مین لیگیا

لیجانا مار کا حاتم کو باغ مین اور تواضع کرنا اور چند نازنین ملازمین کے ہاتھ جواہرات کا پیش کرنا اور پوچھنا حاتم کا نازنینون سے اس مار کا حال اور آنا اُس مار کا بصورت انسان ہمراہی چند نازنینون کے اور حاتم سے ملاقات کرکے مسند پر بیٹھکر گفتگو کرنا دونوں کا



کہ اُس باغ مین تھی نہایت بہار
بہت خوش ہوا اُس سے وہ نامدار
ہر اک جا پہ سبزہ دکھاتا بہار
روش تازہ تر اور رواں آبشار

شگفتہ گل و لالہ ریحان باغ
ز سنبل لف سنبل کا کر کے سنگار
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی مقام
وہان مار نے اُسکو اُسدم بلا
یہ کہکر گیا اندرون حوض کے
پری رو سے لیے خوان جواہر بھرے
کہا اُنسے حاتم نے بتلاؤ اب
یہ خوان مرصع یہ پیش نظر
کہ وہ خوان ہین سب جواہر سے بھرے
مین لیجاؤن انکو اُٹھا کر کہان
کہا اُنسے حاتم نے انہین ہے کیا
کہا اُنسے حاتم نے یون بے خطر
وہ حاتم اسی گفتگو مین تھا وان
مفصل ذرا مجھکو بتلاؤ تو
کہا اُنسے حاتم نے وہ تم بتا
پری رو کئی اُسکے ہمراہ تھے
غرض دونون مسند پہ بیٹھے ہوے وان
لگا کہنے حاتم کہ دیکھا نہین
کہا اُس سے حاتم نے دے تو بتا
کرونگا مین سب تجھسے اے نامدار
لگا پوچھنے حاتم نامدار
لگا کہنے حاتم سے وہ نوجوان
مین اک دن بعہد سلیمان نبی
ہوا پیچ قسمت کا یہ آشکار
پڑا از لف راحت مین وہ پاپیچ

کہ ہو جسکی بو سے معطر دماغ
دکھاتی تھی جو بن عروس بہار
کہ ہر فرش شاہانہ تہین تمام
اشارے سے مسند پہ اُسکو بٹھا
وہ بار دیگر اُس سے رخصت ہوے
نکل آئین باہر اُسی حوض سے
کہان سے تم آئی ہو اے غنچہ لب
تری نذر بھیجے ہین اے نامور
رکھے ہین بہت انہین اماش کر
نہین میرے ہمراہ کوئی یہان
کہا انہین بھی ہے جواہر بھرا
نہین یہ مرے کام کا مال و زر
کہ لائے کئی خوان پھر مردمان
کہ ان خوان مین کیا ہے اے صاحب
کہ وہ شخص ہے اب کہان تو کیا
نکل کر وہ آئے تھے اس حوض سے
تو حاتم سے کہنے لگا وہ جوان
تجھے اے جوان مین نے ہرگز کہین
کہ وہ شکل کیا تھی یہ صورت ہے کیا
نہو مضطرب اور نہو بیقرار
یہ کیا راز تھا اے خجستہ شعار
کہ مین ہون ز نسل پریزادگان
گیا باغ مین اپنے با صد خوشی
اسی دن سے مین ہو گیا شکل مار
ہوا الغرض سب لپیٹا کا مجھکو پیچ

تر و تازہ پھولے پھلے سب درخت
تماشا وہ کرتا ہوا جا بجا
پہ پیش مکان اک عجب حوض تھا
کہا اب تو اس سے جاتا ہون مین
لگا کہنے یون حاتم نوجوان
جو حاتم کے آئین وہ نزدیک تر
کہا ہم ہین خادم اُسی شخص کے
اُٹھایا جو سرپوش آئی سے وہان
لگا کہنے یون حاتم پاک دین
کہ اتنے مین آئے پری رو دگر
برای نثار اسکو لائے ہین ہم
بتاؤ تو اس مال کو کیا کرون
کیا جبکہ حاتم کو جھک کر سلام
کہا انہین لائے ہین تحفہ طعام
اسی ذکر مین تھا کہ اک نوجوان
اُسے دیکھکر جلد حاتم اُٹھا
کہ تو مجھکو کچھ بھی ہے پہچانتا
کہا اُسنے وہ ہی ہون مین اے جوان
لگا کہنے حاتم سے وہ نوجوان
وہ کھانے سے جسوقت فارغ ہوے
کہ پہلے تو تو صورت مار تھا
مین ہون اس جزیرے کا یان بادشاہ
مرے سر مین اُسوقت آیا جنون
سبب وہ ہوا شامت بخت سے
رہا عیش کا پھر نہ کچھ ساز و برگ

وہ رہے وان مسافر بہ آرام و راحت
گیا اک نشیمن کے اندر چلا
تھا جنت مین کوثر کی صورت بہا
پس از چند ساعت پھر آتا ہون مین
ہے گھر اُسکا اس حوض کے درمیان
رکھے خوان جواہر کے پیش نظر
یہان پر جو آیا ہے لیکر تجھے
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی مکان
یہ درکار مجھکو جواہر نہین
کئی خوان لیے پُر ز لعل و گہر
ترے پاس اے حاتم پاک دم
جو اسوقت مین آپ نے اسکو لیا
تو کہنے لگا حاتم نیک نام
تو کہا اُسکو اے حاتم نیک نام
ہوا آکے وارد بصد عز و شان
بہت اُسکی تعظیم کرنے لگا
دیا مجھکو ہرگز نہین جانتا
کہ صحرا سے لایا ہون تجھکو یہان
کہ مین بعد کھانے کے اسکا بیان
تو مسند پہ آ بیٹھے آرام سے
اور اب صورت انسان کی ہے
کرون کیا بیان تجھسے اے نیک خو
کہ تسخیر ملک سلیمان کرون
ہوا تختہ گور مین تخت سے
ہوئی خندہ زن بسکہ بر میری گم

ہمیشہ بروی زمین اے جوان
بدل مین تو ہر چند تو یہ کبھی کی
رہے دہر مین ایا خستہ حال
کسی وقت مین حاتم نوجوان
جو آئے یہان حاتم نیک نام
ہیں پچیس ۲۵ برس سے سن اے نامدار
دعا میرے حق مین کرے نیک فال
پریزاد نے یون کہا اے اخی
ترے قوم کو جلکے آزار دے
اسی روز سے سب پریزاد ہم
مرا حال اسطور کا ہو گیا
ترے فیض مقدم سے اے ابن طی
وہ حاتم تو قوم یہودی سے تھا
وہ تھا صاحب علم مرد خدا
مین کہتا ہون اک بات بہر خدا
تمہین یہ مناسب ہے اے صاحبو
جو تمسے کہے اسکو تم مانیو
مرا اسکو پہونچائیو تم سلام
لگے کہنے فی الفور سب نامدار
کہ حاتم کہو اپنے اولاد سے
اگر میری اولاد سے کبھی بھلا
یہ کہتے ہین ارباب الا نگاہ
یہ تنہا تھی وہ ساتھ تھی قوم کے
جو لائے اب ایمان یہ نیک خو
کہ اس قوم کو جا کے مارو ابھی

مین رہتا ہون ہر روز گریہ کنان
مگر فائدہ کچھ نہ پایا کبھی
اسی طور سے وہ نکوہیدہ فال
ہمین سے وہ ہوگا جو دار دیان
تو پھر صورت اصلی آئینگا تو
ترا کھینچتا ہون یہان انتظار
کہ مین اس مصیبت سے پاؤن نجات
کہ در پیش حضرت سلیمان نبی
دیا قصد ملک سلیمان نے
نہین قوم پر انکی کرتے ستم
کہ جس طور سے [illegible]

حال مختصر یمن و مذہب حاتم کا اوسکی وصیت

کہ تھا شب و روز ذکر خدا
جہالت نہ تھی اسمین مطلق ذرا
یہ سنلو وصیت مری اب ذرا
جو کہتا ہون مین بات وہ تم کرو
سخن صدق اسکا سبھی جانیو
بس اتنا ہی کہتا ہون تمسے کلام
جو حاضر تھے اسوقت پیر و جوان
کہ وہ اپنی اولاد سے کہہ گئے
جو اسوقت تک کوئی باقی رہا
کہ در عہد حضرت رسالت پناہ
تو واحق بھی اسکے سبھی قید تھے
تو اسکے تئین جلد تر چھوڑ دو
نہ اسمین سے کوئی بچے ایک بھی

اور ان بات کا کیا مین تجھسے بیان
سنی مین نے آواز یون غیب سے
پھر آئی ندا یون کہ تو صبر کر
بہت اسکی خدمت بجا لائیو
ترے حق مین جو وہ کریگا دعا
تجھے آج دیکھا جو مین نے یہان
کہا اس سے حاتم نے باعث ہے کیا
مرے جد نے قول و قسم تھا کیا
تو ہو صورت اسکی بدل دین
مگر میرے دل مین یہ آیا خیال
ہوئی تھی ابھی اسقدر سے شکل مار
رضا پر تھا اسکے وہ ثابت قدم
جب پہنچی لیکن اسکی آکر قضا
ہمارے تمہارے جوان باپ تھے
اب آخر زمانے کا ہوگا نبی
کریگا وہ دعوت بھی اسلام کی
اور اک بات اسکے سوا کیجیو
بھلا جب تلک کون جیتا رہے
جو کہتے رہین اسطرح چند بار
تو پہونچا کے جلدی سے ہیر اسلام
جو اولاد حاتم سے اک تھی
جو آئی وہ حضرت کے وان روبرو
وہ سنتے ہی اسکے ہوئی عذر جو
لگی کرنے فریاد وہ نیک ذات

لٹکتا درختون مین ہو شاخسار
کہ جو عہد و پیمان ہے اپنے پکڑ
نہ کچھ دل مین لانا خوف و خطر
نہ تاخیر کو درمیان لائیو
وہی ہو گی مقبول پیش خدا
یہ جانا کہ تمہی ہی تو اے جوان
کہ تو اپنے پیمان سے جو پھر گیا
کہ سرزد اگر ہمسے ہوئے خطا
بہت ہو پریشان و اندہ گین
کر دون ملک کو اسکے مین پائمال
کیا عہد سے مین نے جسدم قرار
ملا خلعت شکل اصلی مجھے
بیاد خدا رہتا تھا تازہ دم
تو سب قوم سے اپنی کہنے لگا
یہ فعل ضلالت سے رکھنے تھے
بتائیگا راہ خدا وہ سبھی
بروی زمین خاطر عالم
طلب میرے حق مین دعا کیجیو
جو پیغام تیرا یہ اس سے کہے
تو پہونچے وہان تک یہ انجام
وہ ایمان لائے پھر اسکا کلام
وہ تھی قید اسلام مین آپکی
تو فرمایا حضرت یون وہ بد و
لگے کہنے حضرت رسالت پناہ
مین دختر ہون حاتم کی اے خوش صفات

مرا باپ تھا رحم دل ور سخی
سخن سخت کہتا نہ تھا وہ کبھی

مجھے تم نہ بے حرمت اہوا کرو
برای خدا تم مجھے چھوڑ دو

یہ سنکر دیا حکم حضرت نے دو ان
کہ اس دخت کو چھوڑ دو بیگمان

کہ تھا باپ اِسکا سخی دہر مین
نہ ثانی تھا اُسکا کوئی شہر مین

مگر وہ جو باقی رہے ہین جو ان
کرو قتل اُنکے تئین بیگمان

کسی شخص نے دخت سے جا کہا
ترے چھوڑ دینے کا حکم اب ہوا

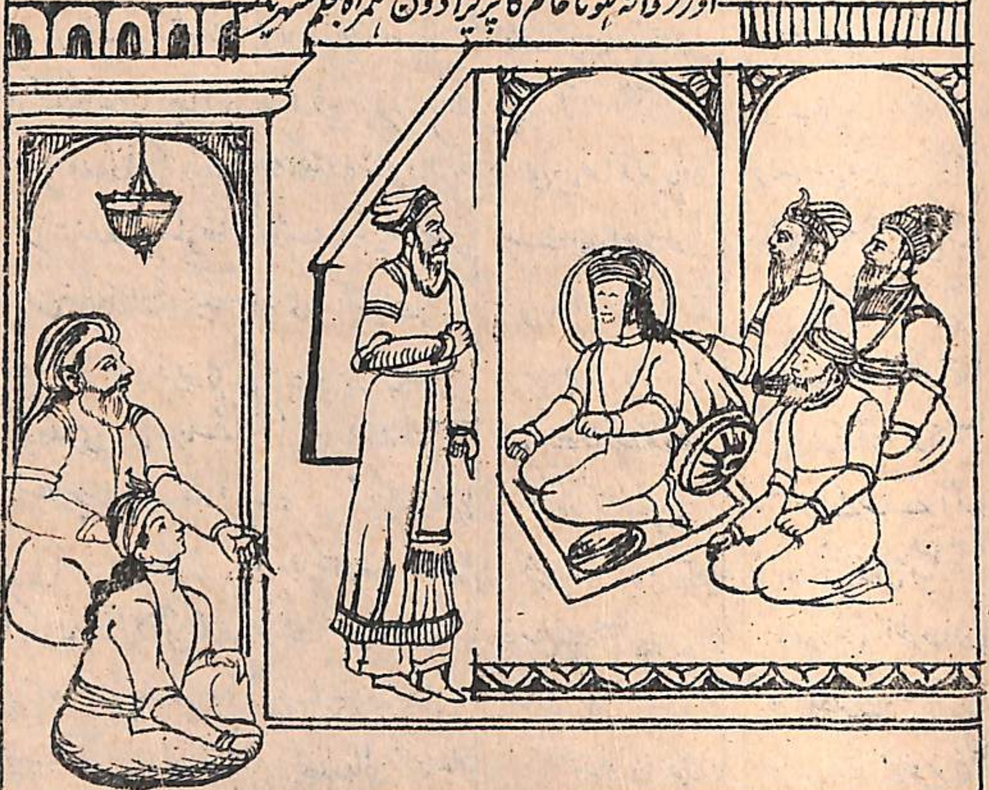
مگر قتل تیرے کرین قوم کو
نہ چھوڑین کسی کو ہم اِی نیک خو

لگی کہنے یوں دختر دلفروز
کہ ہر دہر مین زندگی چند روز

مین پہلے ہی ان سب سے جان دون
نہ زنہار تاخیر اِسمین کرون

نہین یہ مناسب کہ تنہا بچون
مرین وے سبھی اور مین جیتی رہون

ربائی پانا سب قوم کا بدا عانت دختر حاتم طائی کے اور پیغام پہونچانا دختر کا بہ پیش حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے والد کی وصیت کا اور ایمان لانا مع سب قوم اپنی کے اور روانہ ہونا حاتم کا پریزادوں کے ہمراہ بحکم شہریار کے



مین حاضر ہون پہلے مجھے مار دو
مرے بعد چاہو سو انکو کرو

کیا عرض حضرت سے لوگون نے جا
نہین قوم کو اپنے کرتی جدا

دیا حکم حضرت نے پھر برملا
کہ سب کے تئین چھوڑ دو جا بجا

مروت سے حاتم کی او دخت کی
دیا چھوڑ مین نے سبھو کو ابھی

اسی وقت سب کی ہائی ہوئی
اگر پیش حضرت کے تم لے چلو
کہا تھا یہ حاتم نے مجھسے کلام
سب ایمان لاتے ہیں اسلام پر
سخن داستان اب پھر آتا ہوں میں
اگر قصد سیر و تماشا کا ہو
کہا اُسنے حاتم نے یون صاف صاف
نمونہ وہ ڈر کا دکھایا اُنھیں
رسائی مگر تیری دشوار ہے
تو کہنے لگا بادشاہ جہان
پریزادون کی فوج کو دیکھکر
سر تخت زرین پہ اسکو بٹھا
غرض تین دن رات تک جب اُٹھے
نہ جانا کہ یہ مسکن دیو ہے
اگر دو گھڑی یان ٹھہر جائیے
یہ سنکر پریزاد بہر غذا
یہ چاہا کہ حاتم کو وہ چھوڑ کر
لگا کرنے میدان میں دیو سے جنگ
پریزاد وہ حاتم ہوئے قید جب
پھرے جب پریزاد کھا کر طعام
ہوئے ایک زخمی کے بالین پر آ
پریزاد و انسان پہنچے جہان
وہ پہنچے سفر کر کے طے تیرہ روز
پریزاد و جن سب کہا نا گزیر
ہوا حکم پیدل کو اور سوار کو

وصیت جو حاتم کی یاد آگئی
تو ممنون احسان مجھکو کرو
کہ پہونچانا حضرت کو میرا سلام
دل و جان سے اے سرور نامور
جو باقی ہے قصہ سناتا ہوں میں
تو دکھلائیں ہم باغ سیر اگر
کہ جاتا ہوں میں بر سر کوہ قاف
سب احوال اپنا بتایا اُنھیں
وہان پہر بلا ہر دم آزار ہے
کہ رکھو جمع خاطر تو اے نوجوان
لگا کہنے وہ شاہ والا گہر
اوڑے دوش پر لیکے فوراً اُٹھا
برای غذا پھر زمین پر گرے
سبھی مہمان اُٹھکے بے ریو ہے
تو کچھ کھانے کے واسطے لائے
گئے سب مگر ایک حاتم رہا
گریزان کسی جا پہ ہو زود تر
لگی چلنے تیغ و سنان و خدنگ
وہ لشکر پھرا دیوزادون کا تب
تو دیکھا کہ خالی پڑا ہے مقام
پریزاد مستفسر ماجرا
یہاں سے گئے ہیں اسیر کمند
یہ پیش شہنشاہ گیتی فروز
جو دیکھا انھون نے وہاں کا سماں
کہ سب لشکر شاہ طیار ہو

لگی کہنے وہ دخت فرخندہ فال
غرض لیگئی اسکو حضرت کے پاس
سوا اسکے ایمان بھی لائیو
یہ کہکر وہ ایمان لائے تمام
پریزاد حاتم سے کہنے لگے
سوا اسکے گر کوئی ہو اور کام
خبر ہے کو برزخ کے جاؤنگا میں
انھون نے کہا راست کہتا ہے تو
لگا کہنے یون حاتم نامور
پریزاد کرتا ہوں میں تیرے ساتھ
ابھی جلد حاتم کو لیجاؤ تم
ہوئے تین ہمراہ اسکے دلیر
کسی جا پہ اک دیو کا تھا مکان
پریزاد بولے کہ اے نامدار
کہا اسنے حاتم نے تم جاؤ سب
کہ دیون کا اک غول ہے روغا
نہ غیرت سے پھر اسکو جانے دیا
غرض اسنے مارے بہت دیو ان
کنوان وہ جو تھا قاف کی راہ میں
پڑے کشتہ میں دیوزاد جوان
کہا اسنے یان کا ہے لشکر شاہ
پریزاد سنکر یہ فوراً گئے
لگا پوچھنے اسنے شاہ جہان
شہنشاہ سنکر یہ احوال آ
یہ لشکر بحکم شہ نامور

کہ کچھ عرض حضرت سے کرتا ہے حال
تو دختر نے فوراً کیا التماس
سبھی قوم کو اپنی لے جائیو
یہ پیش محمد علیہ السلام
رخ شاہد قصد دکھلائے گی
بجا لائیں ہم حشم و سر سے تمام
وہاں لے پہ مطلب کو پاؤنگا میں
یہ ڈر اُس مکان میں ہے اے نامجو
خدا مجھکو پہونچائیگا زود تر
تجھے سب وہ پہونچائینگے تا بکوہ
خبر ہے میں برزخ کی پہونچا جو تم
جوان قوی پنجہ ہمشکل شیر
وہ اُس جا پہ پہونچے کہیں ناگہان
نہیں ہے کہ کھایا ہے کچھ زینہار
جو کچھ ہاتھ آئے سو کھا آب و دا
پریزاد کے سامنے آگیا
تو لاچار دیوون سے لڑنے لگا
ہوا پھر گرفتار آخر جوان
کیا بند دونون کو اُس چاہ میں
سر و تن سے خون تین دن رات
اسی کی یہ کشتہ ہوئی ہے سپاہ
روانہ وہاں سے ہوئے زود تر
کہ حاتم کو تم چھوڑ آئے کہاں
ہوا غم سے پیچیدہ مانند مار
روانہ ہوا شہر سے زود تر

وہاں قلعہ زن لشکرِ بادشاہ
مقرنس کی اس جا پہ تھی صیدگاہ
یہ سنکر خبر شہ نے از روی کین
قسم تمکو حضرت سلیمان کی
یہ کہکر روانہ ہوا شہریار
تو گھوڑون کے جلدی اُٹھا کر قدم
پریزاد دیو اُسکے ہمراہ تھے
مقرنس کو جلدی گرفتار کر
نہین جانتا تھا تو اے بدگمان
کر اسباب مجھسے اسبات کو تو بیان
کہا شاہ نے اُس سے ای نابکار
کہا تھا کہ آدم نہ کھائینگے ہم
یہ سنکر دیا حکم یون شاہ نے
جو کھاتے ہین آدم کو کوئی نہ
کہا گر نہین آدم کھادون تجھے
مین فی الفور تیر سے نہ چھوڑون تجھے
تو اُس آدمی کو مین لا دون تجھے
تجھے ہاتھ سے اپنے ای نوجوان
کوئین مین پریزاد اور آدمی
پریزاد ڈوبے گئے یک بیک
یہ حاضر ہین دونون انھین لیجیے
وہ حاتم کو فوراً اٹھا تخت پر
ہین دیو گر اس جگہ پر مقیم
مقرنس لگا کہنے ای شہریار
کہا مین نے کھائی یہی تھی قسم

مقرنس کی تھی جس جگہ صیدگاہ
کھڑا ہے وہان پر وہ ای بادشاہ
کہا اپنے لشکر سے فوراً وہین
قسم ہے تمھین دین و ایمان کی
جدھر کھلیا تھا مقرنس شکار
وہ شمشیر کو اپنی کر کے علم
وہ سب قتل دیوون کو کرنے لگے
لے آئے پیشِ شہِ نامور
سُنیگا جو یہ بات شاہِ جہان
کہ ہے وہ پریزاد و آدم کہان
گیا بھول تو اپنا قول و قرار
کرینگے نہ ہرگز کسی پر ستم
کہ صحرا مین ہیزم فراہم کرین
نہین ہے کوئی اور اُسکے سوا
بتا تو کہ پھر چھوڑ دیگا مجھے
نہ کچھ تجھسے بولون نہ ہرگز کہون
اسی جا پہ لاکے دکھا دون تجھے
نہ ڈالونگا مین آگ کے درمیان
مقید ہین دونون بصد جانکنی
نکالا انھین چاہ سے بیٹھکر
پھر آگے جو منظور ہو کیجیے
لگا کہنے یون شاہ والا گہر
جہان مین ہو برپا فسادِ عظیم
یہی تو نے مجھسے کیا تھا قرار
نہین ہاتھ سے اپنے مارینگے ہم

کہ اتنے مین جاسوس نے آنکر
بہت دیو لاتے ہین کرکے شکار
اُسے ایکدم کی بھی فرصت نہ دو
نہ کچھ رحم دیوون پہ تم لائیو
بڑی دور سے انکو سمجھا نگاہ
بیکبار دیوون کے سر پر گرا
بہت دیو اُس جا پہ مارے گئے
کہا اُس سے شہ نے کہ ای نابکار
کریگا بہت خوار لیل و نہار
مقرنس نے پھر شاہ سے یون کہا
کیا تھا جو حضرت سلیمان سے
لگا کہنے وہ دیو شاہِ جہان
در آتشین پھر آتش کو دینے لگا
سُنا جب یہ اُس سے تو جانا ہو تمین
کہا شہ نے گر تو دکھا دے اُسے
کہا یون مقرنس نے گر تو بھی
کہا شمس نے اُس سے یون ای اخی
مقرنس کو آیا وہین اعتماد
وہان سے انھین آپ منگوائیے
لے آئے حضورِ شہِ نامدار
جو حاتم کو دیکھا تو وہ شہریار
یہی سوچا دل مین یہ ہو کر زبان
اسے دور اب جلد تر کیجیے
جو بدعہدی کرتا ہے ای اب تو مجھسے
پریزاد تجھکو جلا دینگے اب

یہ دی شاہ دوران کو پہنچی خبر
اُسے دیکھتا ہے وہ حالی وقار
کہ فوج مقرنس پہ حملہ کرو
انھین قتل کرتے چلے جائیو
مقرنس جہاندار کی صیدگاہ
ہر اک کو وہان قتل کرنے لگا
گریزان ہوئے جو کہ باقی رہے
کیا تو نے جور و ستم اختیار
نہ چھوڑیگا جیتا کبھی رہنما
اُسی وقت دونون کو بھی ... گیا
گیا پھر تو اُس عہد و پیمان سے
نیا اب سلیمان نبی ہے کہان
اور اُسکے تنکین ڈال دین ہم جہان
کہ اب مخلصی میری ممکن نہین
تو ہرگز نہین کچھ عداوت مجھے
قسم کھائے حضرت سلیمان کی
قسم مجھکو حضرت سلیمان کی
لگا کہنے ای شاہ والا نہاد
جہان چاہیے انکو لیجائیے
لگے کہنے ای شاہ والا تبار
اُٹھا اور تعظیم کی بیشمار
مناسب نہین دیو کو دین امان
نہ کچھ راہ تاخیر کو دیجیے
نہین یہ مناسب ہے ای ناجوان
نہ وہ رحم کچھ دل مین لائینگے

وہ دختر کھڑی ہے یہ بالای بام
دریچے مین بازیب و زینت تمام

ہوا اب جو لاچار ای نامدار
کیا تینے اس کوہ پر ہی قرار

اگر مجھکو وہ ہاتھ آتی نہین
نکل جان قالب سے جاتی نہین

ہین جسوقت مہیارہے دُرگون
تجھے دختر اُسکی حوالے کرون

یہ حاتم نے اُس نغز جوان سے کہا
صدف سے نہین جو یہ پیدا ہوا

کیا ابتدا سے سب اُسنے بیان
ہوا سُنکے شاداں بہت وہ جوان

غرض دونون ہو تخت پر جلوہ گر
چلے پھر پری رو ہوا سر بسر

سیہ دل سیہ کار کافر شریر
بہت دیو تھے اُسکے فرمان پذیر

وہ تخت روان با پریزادگان
پکڑ لایا جسپر تھا حاتم روان

کہا دیو نے تم غلط کہتے ہو
کہ مدت سے غائب ہے وہ نامجو

ہے مدت سے تا گم دلو
پریزاد بولے کہ ای شہریار
رہا شصت و نہ سال اک شکل کا

دعا سے ہی آدمی زاد کی
ہماشکل اصلی دوبارہ ملی

کہا اُن سبھون نے کہ ای نیک دم
جزیرے کو برزخ کی جاتے ہین ہم

تو خود بولا مہر اور اُس دیو سے
کہ کیا تو نہین جانتا ہے مجھے

کہا دیو نے یہ بتا تو مجھے
کہ کیا کام ساتھ آدمی کے تجھے

بغل مین وہ حاتم کو اپنے دبا
کسی سمت وہ دیو لیکر چلا

نہ کر قتل تو اسکو ای بوالہوس
غرض ایک نے تجھکو دنگا مین

مرے پاس امانت اِسے چھوڑ دے
وہ بولا کہ دس دن کی تو ایک اپنا دے

کہا مہرور نے پھر اُس دیو سے
کہ دس دن کی مہلت مجھے چاہئے

کہا اُسنے جس جا خوش آئے تجھے
اُسی جا پہ اب چھوڑ جاتو اسے

اُسی باغ مین اُسکو وہ چھوڑ کر
وہان سے روانہ ہوا زود تر

پریزاد جو حامل تخت تھے
سب اُس جا سے باہر نکل کے گئے

یہان سے طرف شہر کے جائیے
وہان سے اگر فوج کو لائیے

اگرچہ کہین گاہ مین بیٹھ کر
شب و روز لیکے ہم اُسکی خبر

تو اُسکو وہان سے اُڑا لے چلین
جزیرے مین برزخ کی جاکر رہین

اُسے دیکھکر اُڑ گیا میرا ہوش
لگا کہنے سر وقت وہ ہم خروش

شب و روز رہتا ہون گریہ کنان
اُسی جنت کی یاد مین ای جوان

کہا اُس سے حاتم نے ای نوجوان
تو رکھ جمع خاطر نہ کر اب فغان

کہا اُس پریزاد نے پھر وہین
مجھے یہ سخن تیرا باور نہین

حقیقت جو مرغاب گوہر کی تھی
وہ سب لوح دل پر ہے نقش کی

کہا پھر یہ حاتم نے ای مہربان
تو چل میرے ہمراہ باغو شمان

وہان دیو تھا ایک مسخ نام
سرکوہ منگل تھا اُسکا مقام

وہ ناگاہ جاتا تھا دیو لعین
بر اوج ہوا زیر چرخ برین

وہ بولے ہین ہم خادم شمس شاہ
گرفتار آئے ہین ہم بیگناہ

سُنا شمس اب صورت مار ہے
یہی اُسکو مدت سے آزار ہے

پریزاد سب صورت مار تھے
عجب اک بلا مین گرفتار تھے

کہا دیو نے یہ بتا دو مجھے
کہان اب لیے جاتا ہے تو ہمین

کہا دیو نے یہ بتا دو تم
یہی دوسرا کون عالی ہمم

کہ اولاد سے مہرور کی ہین یہ
بتا مجھکو مین اور کیا اپنا دون

مجھے شرم آتی ہے تجھسے بڑی
چلا جا یہان سے تو اُٹھ اس گھڑی

کہا دیو سے مہرور نے سُنا
تجھے اِسکے کھانے سے حاصل کیا

مرے قول و پیمان پہ رہ استوار
مرے بات پر رکھ تو دارومدار

تو دس آدمی جاکے اب جلد لا
اور اک آدمی اپنا لے جلد جا

مگر اِس جوان کو بچائے نکو
نگہ رکھنا ای دیو فرخندہ خو

وہان دیو کا بنگلہ و باغ تھا
تر و تازہ وہ دلربا پر فضا

نگہبان اُسکے ہوئے دیو زاد
اُسی جا پہ رہنے لگے بد نہاد

وہان پر کہین گوشہ مین بیٹھ کر
لگے مشورہ کرنے باہمد گر

تو ایام و تارے کے جائین گذر
وہ کھا جائے اُسکے تئین بے خطر

تو شاید کسی روز دیو لعین
پڑین خواب غفلت مین جاکر کہین

ہوا جبکہ یہ مشورہ استوار
کیا پھر سبھون نے وہان پر قرار

غرض ایک دن آ ناگہ غفلت مین تھا
وہ حاتم سر غم کو زانو پہ دھر
کہا کیون کہا تمنے اس جا قدم
پریزاد کہنے لگے برملا
تو حاتم نے پھر مہرور کو بلا
بہ تعجیل پران ہوئے راہ گیر
غرض جبکہ جانے کو سب کہہ چکے
نگہبانی اُس باغ کی گرد سب
گیا روز وعدے کا آخر گذر
پریزاد کیا آدمی چھوڑ کر
گئے باغ مین دیو باغی ہدا ان
غضبناک غصے کا آیا فتور
اگر زندگی تمکو منظور ہے
نہین ہمسے ہرگز ہوا ہے یہ کار
وہ دریا تھا جس جا پہ ہان قہرمان
جو دیکھا اُنھون کو نہ پہچانکر
دراز اُسنے پھر دست اپنا کیا
کہ ہاتھ اُسکے دونون مثال خیار
گیا شہر میکل کہا دیو سے
یہ سنکر سخن دیو خاموش رہا
یہ صحرا جو سرحد دیوون کی ہے
یہ سنتے ہی حاتم نے رقعہ لکھا
گروہ جو عاشق پریزاد تھا
لگا کہنے وہ مہرور ذی وقار
بہت لوگ طرفین سے اے جوان

وہ پہونچے اسی باغ مین جلد آ
تردد مین بیٹھا ہے لیکن بخبر
کہا تیرے لینے کو آئے ہین ہم
تجھے لیکے جائینگے سر پر بٹھا
بٹھا پاس کرسی پہ اپنے لیا
کسی جا پہ اُترے بوقت سحر
اُسی جا پہ آرام کرنے لگے
بدستور کرتے تھے ہر روز و شب
نہ آیا وہ شہزادہ مہرور
خوشی سے چلے سب گئے اپنے گھر
نہ پایا کہین آدمی کا نشان
وہ سمجھا فریب و دغا کر زدر
تو انسان کو لاؤ جہان ہو وہ ہے
مگر اُسکو آتا نہ تھا اعتبار
وہان جا پہونچے بحفظ و امان
ہوا سے ہوا وہ فرود آنکر
کہ حاتم کو کرسی سے لے وہ اٹھا
گئے اور گرے بر لب رودبار
خبر دی گئی پریزاد دیو سے
نہ کچھ بات کی اُس سے کچھ نہ کہا
نہین آگے جا سکتے اے نیک پی
پریزاد دو کے ہاتھ مین دے دیا
رفاقت مین حاتم کی حاضر رہا
کہ سنتا ہے اے حاتم نامدار
ہوگے قتل تھے جنگ کے درمیان

تو کیا دیکھتے ہین کہ دیو تین
جو آنے پریزاد اُس جا نظر
لگا کہنے یون حاتم پاک دین
کسی کے نہین ہاتھ آئینگے ہم
پریزاد کاندھے چڑھا کر اُسے
لگے کرنے منکر تنہا دل طعام
کچھ اِس حال سے دیو واقف نہ تھے
پریزاد جاتے تھے ہر دم ...
وہ تھا منتظر دیو لیکن نہان
ہوا حکم دیو نکو بیہودہ خو
ہوئی آتش خشم افروختہ
کہ اس آدمی کو لیا تمنے کہا
قسم کھا کے حضرت سلیمان کی دیو
غرض وہ پریزاد حاتم کو لے
کوئی دیو اک ملک میکل کا تھا
یہ چاہا کہ حاتم کو جنگل مین لے
پریزاد نے کھینچ کر جلد تیغ
کٹے ہاتھ تب وہ گریزان ہوا
کہ انسان کو دزدیدہ لیکر اڑا
پریزاد صحرا مین جسدم گئے
ہین رخصت اِس جا سے فرمائیے
وہ ساتون پریزاد رخصت ہوئے
کہا اُس سے حاتم نے اے نامور
ہوئی ایک مدت کہ یہ دیو زاد
پھر آخر کو ہان آشتی درمیان

پڑے سوتے خواب غفلت مین سب دیو مین
تو حاتم ہوا خوش انھین دیکھکر
جو ہون گے خبردار دیو لعین
تجھے لے چلین گے خدا کی قسم
وہان سے مثال ہوا اُڑ چلے
وہ شہزادہ اور حاتم نیک نام
پریزاد آدم کو ہین لے گئے
شب و روز مانند صرصر چلے
کہ آئے وہ شہزادہ نامدار
پکڑ لاؤ اُس آدمی زاد کو
ہوا رفت حلم و حیا سوختہ
دیا تمنے اُسکو رکھا ہے چھپا
یہ بولے ہمارا نہین مکر و ریو
وہان سے اُڑے اور شبا شب چلے
کہین اُس جزیرے مین پہونچا وہ جا
چلا جائے اور شاہ میکل کو دے
اک ایسی لگائی وہان جلد تیغ
نہ ہرگز کچھ اُسنے ستیزان ہوا
نہ قول و قسم پر وہ قائم رہا
تو حاتم سے یہ بات کہنے لگے
جدھر چاہیے آپ اُودھر جائیے
وہان سے گئے اپنے گھر کو چلے
بھلا یان سے کیونکر چلین پیشتر
اُڑے تھے پریزاد دن بد نوا
ہوئی تھی اِس قرار سے اے جوان

پریزاد دل کو ہم شاد ایسے بنا | نہ کچھ کار زار اُنسے ہرگز کرین
لگا کہنے یون حاتم خوش نہاد | اگر مین بھی ہون صورت دیو زاد
بتا کس طرح سے جلیگا بھلا | کہ ہو میری خاطر کو تسکین ذرا
بہنگام شب اک جوان نیک خو | ہم ہوینگے یکجا یہ ہم اور تو
گیا راکھ کو اُسنے پانی مین تر | لگایا اُسے اپنے اندام پر

مگر آدمی کو نہ چھوڑینگے ہم | یہی عہد و پیمان ہوا تھا بہم
تو صحرا سے جاؤن سلامت کدھر | مگر میرے ہمراہ تو نامور
کہا اُس پریزاد نے بر ملا | مین جاؤنگا اون کو بردی چلا
تو حاتم نے بازو سے لال ایک | جلانے کسی گوشہ مین آنکر
ہوا شرح شب اُسکا سارا بدن | ہوا صورت دیو سب اُسکا تن

تبدیل کرنا حاتم کا بصورت دیو کے حاتم کا پر جلا کر جو مرجان نامقہ پیدا لکنہ ہ ڈر سے حاصل ہوئے سکے اور پوچھنا پریزاد کا اُن پرون کو اور بتانا حاتم کا مفصل حال پیدائش در کی اور خوش ہونا پریزاد کا حاتم سے



جو دیکھا پریزاد نے یہ کمال | تو حیران ہوا دیکھ کر وہ کمال
کہا اُس سے حاتم نے اے مہربان | یہ پر ہین اُسی مرغ کے بیگمان
یہی ہاتھ میرا رہے اے جوان | لگے ہین کسی طور سے بیگمان
کہا اُسنے حاتم سے اے نیک نام | کہ یہ کام تجھسے ہو سب انصرام

کہا ہی مرادر کہ یہ ہین پر | بتا دے وہ ہے کونسا جانور
کہ دیتا ہے وہ بیضہ آبدار | درخشان مثال دُرِ شاہوار
سوا اسکے سب حال اُس سے کہا | وہ سُنکر پریزاد خوش تر ہوا
کہا پھر یہ حاتم نے اے مہربان | کرونگا مین احوال مرغان بیان

وہ چھپا رہ بہ پیش در و بان
بتایا نہ سب اُسکو اسو سے
غرض مہر ور ہوا پر آ گرا
وہ صورت کو حاتم کی پھر دیکھتا
اسی طور ہر روز جاتے تھے وہ
نہیں کوئی اُس سے مزاحم ہوا
کہ اتنے میں آئے کہیں دیوزاد
لگا کہنے کوئی کہ اے ظالمو
نکل کر کسی کام کے واسطے
وہاں آ گیا ایک دیو لعین
یہ کی اُسنے یاروں سے اپنے خبر
چلو پکڑیں اسکو اب زود تر
کہ ہم شاہ کے روبرو لے چلیں
لگے کہنے پھر دیو ہو کر بہم
پھر اُٹھائیں سے اک نے یوں کہا
پھر اُس دیو نے یوں کہا دوسرے
یہاں میں آتا ہوں اب دور سے
دیا تمنے آزار آ کر مجھے
کہا دیوزادوں سے یوں برملا
دیا اُسکو آتش میں تمنے جلا
کہوں کیا کہ اک آدمی زاد ہے
پری زاد اُسکو یہاں شاہ کے
اُسے ڈھونڈ کر جلد تر لے چلو
یہ سنکر سخن اُنکا وہ دیوزاد
لگا کہنے حاتم پری زاد سے

جو لیتے تجھے تو سنتا مفصل بیان
کہ وہ جا کے سب کام اپنا کرے
تو حاتم بھی اُس جا سے فوراً چلا
اگر بر زندہ سوتے تھے بس زود تر
نہ کچھ وسوسہ دل میں لاتے تھے وہ
گیا روز و شب اُنسے حاتم چلا
ہوئے دیکھ کر اُنکو بسیار شاد
نہ زنہار اُنکے تھیں رنج دو
کہیں سے پڑے آئے ہیں گھر سے چلے
تو کیا دیکھتا ہے بروی زمین
تو وہ دیو آئے وہاں زود تر
بہ پیش شہنشاہ عالی گہر
غریبوں کو ناحق ہیں تکلیف دینا
کہ اس بات کو اُن سے پوچھیں تو ہم
ہمیں اس بکھیڑے سے ہے کام کیا
کہ برزخ سے کیا کام کچھ اسکو تو
شب و روز میں اٹھارہ کی
کہ بیدار مجھکو کیا خواب سے
نہیں یہ سخن تمنے شاید سنا
لیا چھین ملک اُسکا سب برملا
کہ وہ شاہ اُس سے بہت شاد ہے
اٹھا کر کے جلدی سے پہونچا گئے
تم اپنے شہنشاہ کے روبرو
وہاں سے چلے پھر گئے شاد و شاد
کہ اب ہے یہ لازم مجھے اور تجھے

تو میں حال سارا بتاؤں اُسے
تو میں کاہے سے اپنے محروم ہوں
درندے گزندے سبھی جانور
بہنگام شب پھر وہ دونوں جوان
جو دیووں نے حاتم کو دیکھا یہاں
وہ اک روز اک جا پہ دونوں جوان
یہ چاہا کہ جلدی سے بس آن کر
یہ معلوم ہوتا ہے دونوں جوان
بہنگام شب ایک جا پر قرار
کہ ہے اک پریزاد اک دیوزاد
لگے کرنے آپس میں یوں قیل و قال
لگا کہنے اُنمیں سے اک باشعور
غرض چپکے سنتے تھے دونوں جوان
کہ تم کس جزیرے سے آئے یہاں
کسی نے یوں پھر کہا اُس سے یوں
ہوئے جب یہ بیدار دونوں جوان
جو چلتے ہی چلتے بہت تھک گیا
کہا دیوزادوں نے وے تو بتا
کہ پیدا ہوا شہر میں شمس شاہ
دیا ملک شاہ ایک سردار کو
جزیرے کو برزخ کی وہ دونوں جوان
تم اُس آدمی کو کرو اب تلاش
تمہیں ہم غریبوں سے ہے کام کیا
وہ آدم کی کرتے تھے جستجو
اب اُٹھکر یہاں سے چلا چاہیے

یہ قصہ مفصل سناؤں اُسے
مشقت کو سب اپنی ضائع کروں
جو صحرا میں رہتے تھے شام و سحر
بہم ہو کے رہتے تھے یکجا وہاں
یہ جانا کہ ہے قوم دیو آئی یہاں
ہوئے خواب غفلت میں جو ناگہاں
کریں نوش جاں انکو باہم دگر
کہ ہیں اک جزیرے سے یہ بیکساں
ہمیشہ یہ کرتے ہیں سیل و نہال
وہ اک جا پہ سوتے ہیں یاں شاد شاد
نہیں اس سے بہتر کوئی خیال
بتاؤ ہمیں ایسا کیا ہے ضرور
جو دیووں کی تھی گفتگو درمیان
اور اس جا سے جاتے ہو باہم کہاں
کہ شاید جزیرے سے برزخ کی ہو
تو حاتم یہ دیووں سے بولا وہاں
تو لاچار آ کر یہاں سو گیا
کہ آتا ہے اب تو کہاں سے چلا
مقرنس کی تاراج کر کے سپاہ
کہ ہے وہ نکو روی پاکیزہ خو
سنا ہے وہاں سے ہوا ہے رواں
کہ وہ شخص ہے مرد ازدر سنا ہے
کہ ناحق پکڑتے ہو ہمکو بھلا
بیاباں میں پھرتے ہیں ہم رنجور
کوئی راہ صحرا ایسا چاہیے

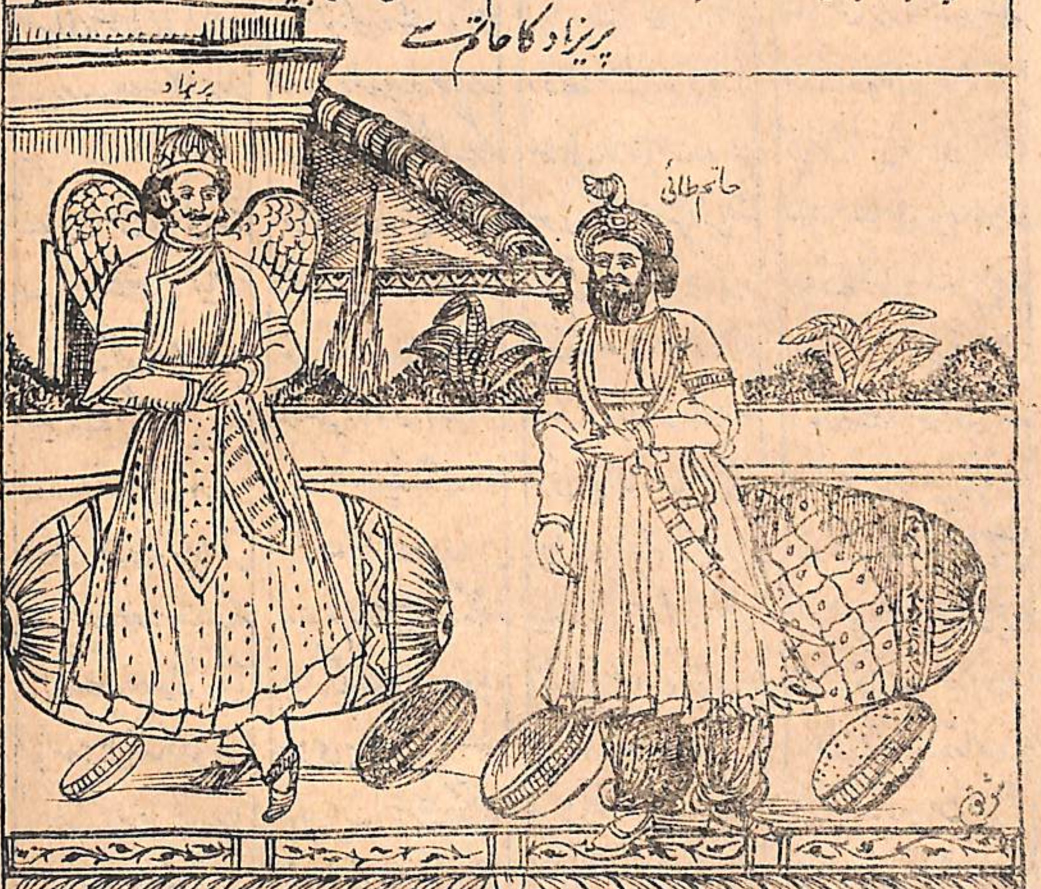
پریزادون کو ہم نے اُسکے دینا
لگا کہنے یون حاتم خوش ہما
بتا کس طرح سے جلیگا بھلا
ہنگام شب ای جوان نیک خو
کیا راکھ کو اُسنے پانی مین تر

نہ کچھ کارزار اُنسے ہرگز کرین
اگر مین بھی ہون صورت دیو زاد
کہو میری خاطر کو تسکین ذرا
ہم ہوسنگے یکجا یہ ہم اور تو
لگایا اُسے اپنے اندام پر

مگر آدمی کو نہ چھوڑینگے ہم
تو صحرا سے جاؤن سلامت گھر
کہا اُس پریزاد نے برملا
تو حاتم نے باندھے لے لال رنگ
ہوا نرم تب اُسکا سارا بدن

یہی عہد و پیمان ہوا تھا بہم
مگر میرے ہمراہ تو نامور
مین جاؤنگا دون کو بروی بھلا
جلانے کسی گوشہ مین آنکر
ہوا صورت دیو سب اُسکا تن

تب دلیل کرنا حاتم بصورت دیو کے حاتم کا پر جلا کر جو مرجان نا ملقہ پیدا الکند ہ ڈر سے حاصل ہونے سے کچھ اور پوچھنا پریزاد کا اُن پریون کو اور بتانا حاتم کا مفصل حال پیدایش ڈر کی اور خوش ہونا پریزاد کا حاتم سے



جو دیکھا پریزاد نے یہ حال
کہا اُس سے حاتم نے ای مہربان
وہی ہاتھ مہیا ہوئے ای جوان
کہا اُسنے حاتم سے ای نیک نام

تو حیران ہوا دیکھ کر وہ کمال
یہ پرین اُسی مرغ کے بیگمان
لگے ہین کسی طور سے بیگمان
کہ یہ کام تجھسے ہو سب انصرام

کہا ای پریزاد کیسے ہین پر
کہ دیتا ہے وہ بیضہ آبدار
سوا اُسکے سب حال اُس سے کہا
کہا پھر یہ حاتم نے ای مہربان

بتا دے وہ ہے کونسا جانور
درخشان مثال دُرِ شاہوار
وہ سنکر پریزاد خوش ہوا
کرونگا مین احوال اُن کا بیان

وہ مہپارہ سے پیش دُر و بان
بتایا نہ سب اسکو اس واسطے
غرض مہر ور ہوا پر آ گرا
وہ صورت کو حاتم کی پھر تکتا
اسی طور پر رفتہ جاتے تھے وہ
نہیں کوئی اُس سے مزاحم ہوا
کہ اتنے میں آئے کہیں دیوزاد
لگا کہنے کوئی کہ اے ظالمو
نکل کر کسی کام کے واسطے
وہاں آگیا ایک دیو لعین
یہ کی آ نے یاروں سے اپنے خبر
چلو لیچلیں اسکو اب زود تر
کہ ہم شاہ کے روبرو لیچلیں
لگے کہنے پھر دیو ہو کر بہم
کچھ انکا ہے اک بولنے یوں کہا
پھر اس بولنے یوں کہا دیوزاد
یہاں میں آتا ہوں اب دور سے
دیا تمنے آزار آکر مجھے
کہا دیوزادوں سے یوں برملا
دیا اُسکو آتش میں سُننے جلا
کہوں کیا کہ اک آدمی زاد ہے
پڑا اُسکو یہاں شاہ کے
اُسے ڈھونڈ کر جلد لیچلو
یہ سُنکر سخن انکا وہ دیوزاد
لگا کہنے حاتم پریزاد سے

جو لوٹے تجھے تو سُنا مفصل بیان
کہ وہ جائے سب کام اپنا کرے
تو حاتم بھی اُن جا سے فوراً چلا
اگر زندہ ہیں تو تجھے بس زود تر
نہ کچھ وسوسہ دل میں لاتے تھے وہ
گیا روز و شب اُنکے حاتم چلا
ہوئے دیکھ کر انکو بسیار شاد
نہ زنہار انکے تئیں رنج دو
کہیں سے آئے ہیں گھر سے چلے
تو کیا دیکھتا ہے بروی زمین
تو وہ دیو آئے وہاں زود تر
بہ پیش شہنشاہ عالی گہر
غریبوں کو ناحق ہیں تکلیف دینے
کہ اس بات کو اُن سے پوچھیں تو ہم
ہمیں اس بکھیڑے سے ہے کام کیا
کہ برزخ سے کیا کام کچھ ہے تو
شب و روز ہے اٹھارہ کی
کہ بیدار مجھکو کیا خواب سے
نہیں یہ سخن تمنے شاید سُنا
لیا چھین ملک اُسکا سب برملا
کہ وہ شاہ اُس سے بہت شاد کام
اُٹھا کر کے جلدی سے پہونچا گئے
تم اپنے شہنشاہ کے روبرو
وہاں سے چلے پھر گئے شاد و شاد
کہ اب ہے یہ لازم مجھے تو سمجھ

تو میں حال سارا بتا دوں اُسے
تو میں کام سے اپنے محروم ہوں
دیے سب گزندے سبھی جانور
بہنگام شب پھر وہ دونوں جوان
جو دیووں نے حاتم کو دیکھا وہاں
وہ اک روز اک جا پہ دونوں جوان
یہ چاہا کہ جلدی سے بس آنکر
یہ معلوم ہوتا ہے دونوں جوان
بہنگام شب ایک جا پر قرار
کہ ہے اک پریزاد اک دیوزاد
لگے کرنے آپس میں وہ قیل و قال
لگا کہنے اُنمیں سے اک باشعور
غرض جبکہ سنتے تھے دونوں جوان
کہ تم کس جزیرے سے آئے ہو یہاں
کسی بولنے پھر کہا اُس سے یوں
ہوئے جب یہ بیدار دونوں جوان
جو چلتے ہی چلتے بہت تھک گیا
کہا دیوزاد نے ویسے تو بتا
کہ پیدا ہوا دہر میں شمس شاہ
دیا ملک شاہ ایک سردار کو
جزیرے کو برزخ کی وہ چون
تم اُس آدمی کو کرو اب تلاش
تمھیں ہم غریبوں سے ہے کام کیا
وہ آدم کی کرتے ہوئے جستجو
اب اٹھکر یہاں سے چلا جائیے

یہ قصہ مفصل سناؤں اُسے
مشقت کو سب اپنی ضائع کروں
جو صحرا میں رہتے تھے شام و سحر
ہم ہوکے رہتے تھے یکجا وہاں
یہ جانا کہ ہے قوم دیوا سے یہاں
ہوئے خواب غفلت میں جب وہ گمان
کریں نوش جاں انکو باہم دگر
کہ ہیں اک جزیرے سے یہ بیگانے
ہمیشہ یہ کرتے ہیں لیل و نہار
وہ اک جا پہ سوتے ہیں یاں شاد و شاد
نہیں اُس سے بہتر کوئی خیال
بتاؤ ہمیں ایسا کیا ہے ضرور
جو دیووں کی تھی گفتگو درمیاں
اور یہاں سے جاتے ہو باہم کہاں
کہ شاید جزیرے سے برزخ کی ہو
تو حاتم یہ دیووں سے بولا وہاں
تو لاچار ہو کر یہاں سو گیا
کہا ہے اب تو کہاں سے چلے
مقرنس کی تاراج کرکے سپاہ
کہ ہے وہ نکو روئی پاکیزہ خو
سنا ہے وہاں سے ہوا ہے روان
کہ وہ شخص ہے مرد از داستان
کہ ناحق پکڑتے ہو تم بھلا
بیابان میں چھوڑے گئے ہم سبھو
کوئی راہ صحرا ایسا چاہئے

یہ کہکر سخن جلد تر وہ اُٹھے
جو پہونچے تو کہنے لگا مہرور
تو مین کوئی تدبیر ایسی کرون
لگا کہنے حاتم سے وہ نوجوان
مرا دوست مخلص ہے نزدیک قاف
جواب پاس اُسکے مین جاؤن چلا
یہ کہکر وہ حاتم سے رخصت ہوا
وہان جاکے اُسکی ملاقات کی
کہ یہ پور مہر اور بادشاہ
یہ پوچھا کہان سے اب آتا ہے تو
کہ دو اسپ پردار اب دیجیے
مع ساز دو اسپ پردار لا
تو مین تیری خدمت کو لاؤن بجا
جو ہے زندگی تو پھر آونگا مین
کہا یونکہ دو اسپ لایا ہون مین
ہوئے پھر وہ گھوڑونپہ دونو سوار
وہ جاتے تھے پانی مین یون تیز تر
گئے تین دن جب کہ آخر گذر
اگر کچھ بھی اب دانہ پانی ملے
انھین کھا کے پھر حاتم نامور
اُترا اپنے گھوڑون سے دونون جوان
کہا پھر پریزاد نے مہربان
تزک بادشاہانہ کرکے بہم
ہو لشکر کو مسیارہ کے شہر مین
اگر حشمت و جاہ سے ہم جائین

اُسی دم وہان سے روانہ ہوئے
اب اس بحر سے کسطرح ہو گذر
کہ تجھکو یہان سے اُڑا لے چلون
ہے فرسنگ لاکھ اک یہان سے مکان
کہون تجھسے کیا حاتم نامدار
تو دو اسپ وہ مجھے جلد لا
گیا پھر پری ہوا وہ چلا
نہ کچھ اُس سے بولا نہ کچھ بات کی
ہوا کسطرح سے یہ ایسا تباہ
بیان کر اس احوال کو مو بمو
کرم لطف و احسان بر حد کیجیے
کئے پیشکش شاہزادے کے آ
اطاعت کرون دل سے صبح و مسا
ترے بن کہے پھر نہ جاؤنگا مین
ترے پاس جلدی سے آیا ہون مین
وہ شہزادہ اور حاتم نامدار
نہ سم اُنکے ہوتے تھے پانی مین تر
تو اک نصف دریا ہوا طے ادھر
تو ہان غنچۂ دل ہمارا کھلے
روانہ وہان سے ہوا زود تر
کنارے پہ اُس بحر قلزم کے وان
اگر دے اجازت تجھے تو یہان
چلین اس مکان سے بجاہ و حشم
ابھی اپنے ہمراہ لیکے چلین
تو ہو دبدبہ ملک اور شہر مین

تو دو تین دن مین وہ پہونچے وہان
اسی جا پہ اے حاتم نامدار
کہا اُس سے حاتم نے اے نامور
وہان اک پریزاد ہے بادشاہ
طویلے مین اسپ اُسکے پردار ہین
وہ دریائی گھوڑے ہین اے نامدار
تو پہونچا کہین اُس خبر سے مین جا
پس از دیر بسیار پہچان کر
کہ آیا ہے اس جا پہ تنہا چلا
پریزاد تھا وہ غریب الوطن
پریزاد شمسان نے باصد خوشی
کیا عرض یکچند کیجے قیام
کہا شاہزادے نے اے نامور
یہ کہکر سخن اُس سے رخصت ہوا
نظر آئے جسدم کہ گھوڑے گئے پر
دیا ڈال گھوڑون کو دریا مین ان
یہ گھوڑون کی رفتار تھی کہ گمان
لگا کہنے یون حاتم نامدار
پریزاد نے اُسکے نزدیک آ
کنارے پہ دریا کے وہ دلفروز
لگے کرنے آپس مین کچھ گفتگو
تو اپنے خبر دے سے اے نیکنام
تو حاتم لگا کہنے شہزادے سے
کہا اُس نے اے حاتم نامدار
تو مسیارہ کی ہو ملاقات جلد

کہ جس جا پہ وہ بحر تھا قہرمان
کیا چاہیے چند روز اب قرار
تو جا اور اب جلد تدبیر کر
کہ ہے وہ شہنشاہ گیتی پناہ
فلک سیر پردار رہوار ہین
کرین جلد وہ ہمکو دریا سے پار
کہ جس جا کا سلطان شمسان تھا
لگا کہنے یون دل مین وہ تاجور
بھٹکتا پھرے ہے یہ کیون جابجا
ہوا اسطرح اُس سے گرم سخن
قبول اُسکی اُسوقت کی دوستی
مرے پاس اے پور عالی مقام
کچھ اس بارے مین تو نہ اصرار کر
مع اسپ پھر پاس حاتم کے آ
تو حیران ہوا حاتم نامور
ہوئے وہ روان مثل آب روان
کہ جاتے ہین خشکی مین گھوڑے روان
مین ہون بھوک اور پیاس سے ناتوان
دیئے میوے کے چند نے کھلا
جو پہونچے نیسان بمدت ہشت روز
وہ شہزادہ اور حاتم نیک خو
مین لشکر کو جا کرکے لاؤن تمام
ہم آئے نہین جنگ کے واسطے
کچھ اسمین قباحت نہین ہے ذرا
نہ ہو دیر مطلب کی ہو بات جلد

کہا اُس سے حاتم نے اے نامدار
وہ حاتم کو اک باغ مین لیگیا
کئی چھ مہینے تک اے نوجوان
ترے پاس سے اُٹھ جاتا ہون مین
پھر اُس باغ مین حاتم نامدار آ
سبھی کھلا کے میوے کو اُس باغ کے
وہ گھوڑے نہایت وفادار تھے
رخصتی ہوا اپنے مان باپ سے
پریزاد حاضر ہوئے پھر سبھی
بہت اُسکے فرقت سے تھے وہ ملول
بتا مجھکو اے پور عالی نہاد
ہوا اسقدر کیون پریشان و خوار
کہ اک آدمی زادہ ہے نوجوان
خبر سے کو دہپارہ وہ جوان گئے
کہا اُسنے احوال اپنا سبھی
بہت بید الیش در بیابان کرون
ولیکن اُس سے مین ونگ ہون
فقد اس کے غم سے دل اُٹھتا نہین
بھلا کسطرح وہ دیگا جواب
کسی جا پہ ہے ناطقہ جانور
پوچھا کہا دہپارہ نے مجھے حال
مجھے اُسکے کہنے کا ہے اعتبار
کرون کیا مین احوال اُسکا بیان
پرندون کی بھی ہے زبان سے خبر
کہا اُسکے مان باپ نے اے پسر

کرون کب تلک تیرا مین انتظار
کہ وہ باغ آراستہ خوب تھا
نہین آتا اس باغ کے درمیان
پھر اک ہفتے کے بعد آتا ہون مین
لگا کرنے ہر روز سیر و شکار
شکم سیر ہوتا تھا وہ بھوک سے
کہ آئے تھے پھر گروہان پھر چلے
ہوئے دونون خرم اُسے دیکھکے
ہر اک شخص نے آ ملاقات کی
گئے سب وہ درد و الم دل سے بھول
کہ پائی بھی کچھ تونے اپنی مراد
کہ کوئی جہان مین نہ ہو تیرا یار
زمین سے کہین آ گیا ہے یہان
اُسی ور کے لینے کو جاتا ہے دان
سُنا اُسنے احوال میرا سبھی
تو دہپارہ سے اُسکی دختر کو لون
ہر خواہش مرِ مدعا کی مجھے
مسافت سے تو باز آتا نہین
یہ سب خیر نزدیک ہے جیسا
وہ رکھتا ہے راز جہان کی خبر
مفصل بتاتا ہے وہ باکمال
نہایت وہ ہے مرد عالی وقار
عجب ہے وہ مرد خردمند ہان
کہون کیا کہ کامل ہے وہ نامور
تو آیا ہے کس واسطے زود تر

کہا اُس پریزاد نے اے جوان
کہا یون کر اس باغ مین تم قیام
ابھی دو مہینے ہین باقی میان
یہ کہکر روانہ ہوا جھٹ وہ
کبھی تیر سے مار کر جانور
چراگاہ مین چھوڑ گھوڑے کو وہ
اجازت سے پریزاد حاتم سے لے
خبر سے مین جا کر یہ پہونچی خبر
ہوئے اُسکے مان باپ شادان کمال
لگے کہنے اے پور فرخندہ فال
کہا اُسنے یون باپ سے برملا
ولیکن تمھاری دعا سے شہا
اُسے خواہش دُر ہے اے بادشاہ
جو کی میری طالع نے اب یاوری
تسلی میری کی بہت اور کہا
فقط مجھکو ہوتی وہ درکار ہے
لگے ہنس کے کہنے وہ مادر پدر
پریزادون سے کچھ نہ آیا جواب
لگے کہنے مہر اور نامور
بتایا ہے اُسنے سب احوال کو
سوا اُسکے بھی ور اسرار سے
کنارے پہ دریا کے مین جسکو ہون
سمجھتا ہے مخلوق کی سب زبان
سبھون کی زبان سے وہ فرخندہ کام
کہا اُسنے اے قبلہ دو جہان

مین بعد ایک ہفتے کے آؤنگا یان
خوشی سے اب اے حاتم نیک نام
وہ سیاح شش ماہ کے درمیان
چلا اپنے گھر کو گیا زودتر
وہ کھاتا تھا ہر روز عالی گہر
خوشی سے وہ سبزے کو چرنے لگے
خبر سے مین پہونچا جو طوطا کے
کہ آیا ہے شہزادہ نامور
فقیرون کو دینے لگے گنج و مال
اُٹھایا بہت تونے رنج و ملال
نہ مانا جو مین نے تمہارا کہا
مددگار میرا ہوا ہے خدا
شہنشاہ ذی جاہ عالم پناہ
تو اُس سے ملاقات میری ہوئی
کہ تو اے جوان میرے ہمراہ آ
نہین اُسکی دختر سے کچھ کار ہے
کہ اے کودک بیخرد بے خبر
بیابان مین پھرتے ہین خانہ خراب
وہ سب راز سے اُسکے ہین با خبر
اُسی نوجوان کو بہ طرز نکو
کیا ہے بہت اُسنے واقف سبھی
ابھی چھوڑ آیا ہون شاہ جہان
ز دیوان و حیوان پریزاد کل
ہر اک شے سے کرتا ہے دام کلام
مین آیا ہون لشکر کے لینے کو ہان

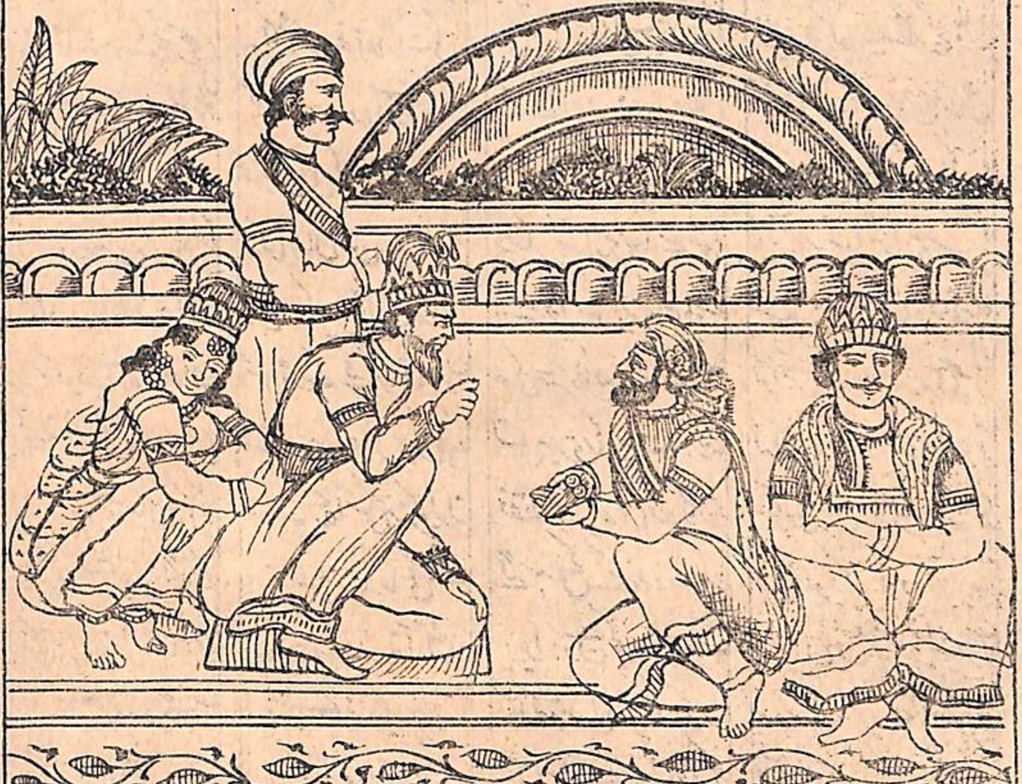
مرے ساتھ اب فوج کو کیجیے
کہا اُسکے ماں باپ نے اے جوان
پدر سے وہ رخصت ہوا نامدار

لشکر بادشاہی کا سب دیجیے
پریزاد دس لاکھ ہین جمع یان
چلا اُس طرف کو وہ ہو کر سوار

تو جاؤن مین اُس شہر کے درمیان
تو اُنمین سے فوج اپنے ہمراہ لے
تو وعدے پہ اپنے وہ پہونچا وہان

جزیرے مین برزخ کے با فر و شان
خوشی سے اب اُس سمت کی راہ لے
کہ جس جا پہ تھا حاتم نوجوان

لشکر لیکر آنا مہرور پریزاد شہزادے کا اپنے شہر سے اور ملاقات کرنا حاتم سے اور ہمراہی اُس لشکر کے اشہب باد رفتار دریائی پردار پر حاتم اور مہرور شہزادے کا سوار ہو کر جزیرہ برزخ مین جانا اور سلیمان مہیارہ والی جزیرہ سے ملاقات حاصل کرنا اور جواب پیدائش دُر کی مفصل بتانا حاتم کا اور کامیاب ہو کر واپس آنا دونون کا اپنے اپنے مقام مقصد پر



کنارے پہ دریا کے لشکر کو ڈال
کہ حاتم کہین سیر کے واسطے
مگر کچھ نہ اُسنے کیا انتظار
بہت دیکھ کر اُسکو شادان ہوا
وہ پکڑے ہوئے ہاتھ کو ہاتھ مین

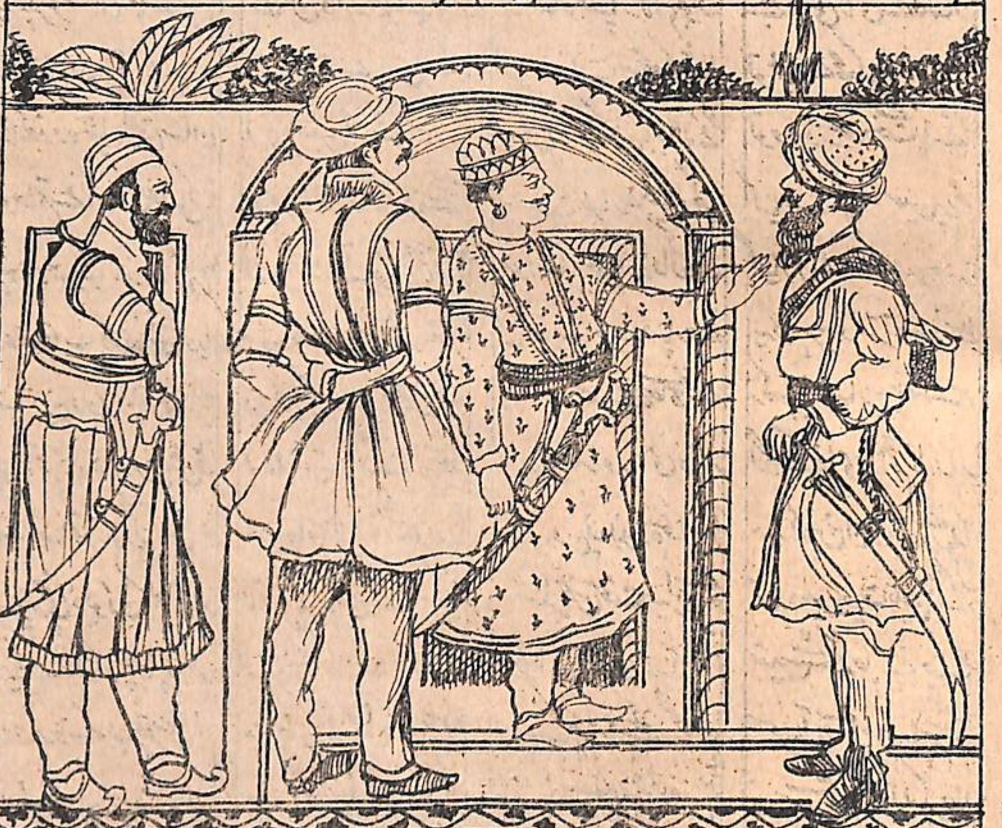
گیا پھر سوی باغ وہ خوش خصال
گیا تھا جسوی چمن باغ سے
چلا وہ وہان سے گیا نامدار
نہایت طرب سے ثناخوان ہوا
نکل باغ سے آئے پھر ساتھ مین

گیا باغ مین جبکہ وہ نوجوان
یہ جانا کہ حاتم گیا شہر کو
اسی فکر مین تھا کہین ناگہان
ہوئی الفت دل سے پھر ملکنا
تو حاتم نے دیکھا کہ لشکر بڑا

تو حاتم کو پایا نہ اُسنے وہان
دیا چھوڑ مجھکو پریشان ہو
نظر آ گیا حاتم نوجوان
وہ شہزادہ اور حاتم نامدار
کنارے پہ دریا کے ہر سو پڑا

اور اُس جا پہ ہے اک کھڑی بارگاہ / بصد حشمت و شوکت و عز و جاہ
وہ آپ آ قرینے سے بیٹھا وہاں / کہ جس جا پہ تھا حاتم نوجواں
لگے کہنے دیکھا ہے ہمنے نہیں / کسی ملک میں ایسا خیمہ کہیں
شب اُس جا بعیش و طرب کاٹکر / روانہ ہوئے پھر بوقت سحر
کہ اے شاہ فوج پریزادگان / سرِ حد پہ پہونچی ہے با عز و شان
دیا حکم یوں شاہ نے برملا / کہ سب فوج طیار ہو جا بجا
وہاں شاہزادہ اُسے لیگیا / دیا جا کے مسند اُوپر بیٹھا
جو حاتم نے کی اُسکے اوپر نگاہ / تو حیران رہا دیکھکر بارگاہ
کہ اتنے میں کھانے کو آیا طعام / بہم ہو کے دونوں نے کھایا طعام
سلیمان مہپارہ سے یہ خبر / کسی نے کہی زود نزد آنکر
تدارک کچھ اب اُسکا فرمائیے / نہ تاخیر کو درمیان لائیے
سرِ حد شاہی پہ جا کر سپاہ / کرے جلد تر اُنکی مسدود راہ

خبر پہونچنا آمد لشکر مہر اور شاہزادے کی سلیمان مہپارہ والی جزیرہ برزخ کو اور حکم دینا اپنی فوج کو واسطے مسدود راہ کے اور پیغام بھیجنا مہر اور شاہزادے کا واسطے ملاقات کے



روانہ ہوا لشکر بیشمار / بحکم شہنشاہ عالی وقار
پڑا ہے سرِ راہ آکر تمام / بیاباں میں باشوکت و احتشام
سلیمان مہپارہ کے پاس جا / یہ پیغام میرا کہو برملا
ارادہ نہیں کچھ اُسے جنگ کا / ترے ساتھ اے شاہ ہرگز ذرا
پریزادوں کو بھی یہ پہونچی خبر / کہ لشکر سلیمان کا سر بسر
لگے کہنے مہر اور رنا جو / کہ اے ہمنشیناں فرخندہ خو
کہ شہزادہ مہر ور نا جو / اب آیا ہے تیری ملاقات کو
کہا جب اُنھوں نے یہ جا کر پیام / تو سنکر اُسے وہ شہ ذو الکرام

سپہ کتنے لگا افسرِ فوج سے
غرض وہ پریزاد عالی تبار
یہ مہپارہ نے اسکو بھیجا پیام
دیا شاہزادے نے اسکا جواب
کہ لایا ہون اک آدمی زاد کو
دیا شاہ نے حکم یون برملا
کہا اُس سے یون شاہ نے ای جوان
وہ مرغاب دُر اب مجھے دیجئے
یہ پھر عرض کی ای شہِ ذیشان
لگا کہنے یون حاتم نامدار
لگا کہنے وہ شاہ گیتی ستان
تو حاتم نے اک اک مفصل کہا
ہوئی حیرتِ تازہ طاری عجب
وہ مرغاب دُر پھر خوشی سے دیا
مہیا ہین دونون خوشی سے لوے
جو حاتم کو دختِ پری وش ملی
ترے ساتھ تا در رکھ شمس شاہ
خبر پہونچی دیوون کو یون جابجا
پریزاد نے اُنکو بھیجا پیام
بہت روز کے بعد پھر شمس شاہ
یہ سنکر خبر دیو سب شاد ہو
پس چند ایام پہونچا وہ جا
لیے ساتھ لشکر کو طوبان سے
جو لشکر مین پہونچا پریزاد کے
ہوا جلد کے حاتم سے وہ ہمکنار

کہ آتا ہے شہزادہ پاس آپکے
ہوا اپنے سب فوج لشکر سوا
کہا ای شاہ طوبان عالی مقام
کہ ای بادشاہِ ثریا جناب
ترے پاس ای شاہ فرخندہ خو
کہ حاضر کرو اُسکو اب جلد لا
سبب تیرے آنیکا کیا ہے بیان
جو اسرار ہے اُسکا سن لیجئے
مقابل کا اسکے طلب ہے حضور
کہ وہ دُر ترے پاس ہے بے نظیر
کہ ہے اسمین اک شرط ای مہربان
جو کچھ راز تھا ناطقہ سے سنا
کہ ساکت تھے جون نقش دیوار سب
وہ دختِ پری رخ کو حاضر کیا
تو لے یا کسی اور کو بخش دے
تو عاشق سے اُسکے وہ منسوب کی
مین جاؤنگا باعزت و دبدبہ
کہ آتا ہے برزخ سے لشکر چلا
کہ ای دیو زادان عالی مقام
ہوا صورت اصلی مین ہی پایاب
ہم سب کے آنے ملاقات کو
کہ جس جا یہ وہ شمس کا ملک تھا
ادھر آیا ہے شوکت و شان سے
تو کیا دیکھتا ہے وہان آسکے
ملا پھر پریزاد سے شہریار

کوئی اُس سے ہرگز مزاحم نہو
گیا شہر برزخ مین فوراً چلا
سبب تیرے آنیکا اب جا کہا
مین یکبار آیا ترے پاس تھا
جو ارشاد ہوا ای شہ نیک خو
خبر پا کے حاتم نے با صد خوشی
تو حاتم نے وہ بقصہ نقرئی
جو کچھ حسن بانو کا احوال تھا
کہا شاہ مہپارہ نے ای جوان
اگر وہ عنایت ہو مجھکو شہا
گر اُس شرط کو اب بجا لائے تو
یہ تصریح طوبار بے بیش و کم
ہوا شاہ مہپارہ شادان کمال
کہا پھر یہ حاتم سے مہپارہ نے
وہ مرغاب حق رب پہلے حاتم نے
پریزاد مہر اور ذی وقار
تو گھوڑون پہ دن وہ ہو کر سوار
یہ سنکر سخن سخت حیران ہوئے
سلیمانی دونون ہین ہم اور تم
اسی کے ہم اب دیکھنے کے لیے
غرض دیو و دن بھی رخصت ہوئے
ہوئی بادشہ شمس کو یہ خبر
ہوا سنکے وہ شاہ فوراً سوار
کہ حاتم ہے اُس جا یہ باعز و شان
کہا تجھ پہ ہو رحمتِ کردگار

وہ آتا میری ملاقات کو
کیا کچھ توقف نہ ہرگز ذرا
یہ احوال سب اپنا مجھکو بتا
سبب ُعمر سری بار کا یہ ہوا
تو آگے وہ حضرت کے اک دیو تھا
وہان جا کے اُس سے ملاقات کی
رکھا روبرو شہ کے اور عرض کی
مفصل شہِ ناموس سے کہا
تجھے اسکی ثانی ملیگا کہان
تو ملجائے مجھکو دُرِ مدعا
تو وہ دُر معہ دخت پائے گا تو
گیا سب ملال سامعین پر رقم
گیا دل سے سب درد و رنج و ملال
یہ گوہر یہ دختر ترے واسطے
رکھا ہیچ دستار مین حفظ سے
لگا کہنے ای حاتم نامدار
ہوئے تین دن ان ہین وہ دریا پار
تردد مین حیرت مین سب آگئے
نہین ہم سے کچھ چاہتے جنگ ہم
سبھی آج جا ہین باہم ہوئے
وہ سب اپنے لشکر کو لیکر چلا
کہ آتا ہے مہر اور ناموس
بصد حشمت و جاہ و عز و وقار
ہے ہمراہ مہر اور نوجوان
کہ احسان مجھ پر کیا بیشمار

سالمنت

سلامت جو حاتم کو لایا یہاں
بچا لے کے دیوون سے ای مہرباں

بحکم شہنشاہ گیتی پناہ
ہوا جشن شاہانہ با عز و جاہ

جو حاتم طلبگار رخصت ہوا
تو اُس سے شہنشاہ کہنے لگا

ترے شہر مین تجھکو پہونچائینگے
تری خیریت مجھکو پہونچائینگے

بحکم شہنشاہ عالی تبار
ہوئے آ کے حاضر پریزاد چار

جو نزدیک تر شاہ آباد کے
گیا وہ بڑی عزت و شان سے

تری مہربانی سے ای شمس شاہ
مین پہونچا بصد حشمت و عز و جاہ

سنا حسن بانو نے یہ حال جب
کیا حاتم طی کو اندر طلب

گیا جبکہ وہ قصر کے اندرون
کہا اُس نے پھر اُس در کو لا کر برون

وہ بولی اُسے دیکھکر دلربا
کہ صد آفرین مرحبا مرحبا

وہ در دے کے حاتم روانہ ہوا
وہان سے گیا سوی مہمان سرا

کیا اُسنے سب حال اُس سے بیان
مفصل کہا حال صحرائیان

بہم ہو کے کھانا وہ کھانے لگے
برغبت تمام اور بڑے شوق سے

کہا صبح حاتم نے ای نامدار
تو رکھ جمع خاطر نہو بیقرار

سوال ایک ہی اُسکا باقی رہا
سوا اُسکا کہتی ہین اب مفصل جدا

اسیر غم و درد تھا وہ جوان
گرا اُسکے قدمون پہ فوراً وہان

گیا واں سے پھر حاتم نامور
در حسن بانو پہ وقت سحر

پس پردہ بیٹھی جو وہ مہ لقا
طلب حاتم نامور کو کیا

کہ نام اُسکا ہے باد گرد ای جوان
نہین مجھکو معلوم ہے وہ کہان

مجھے یہ خبر اُسکی درکار ہے
بھلا اُسکو تجھ سے کیا کار ہے

کسی کو نہین یہ سخن یاد ہے
کہ کس چیز سے اُسکی بنیاد ہے

کہا حسن بانو نے یہ سن سنا
وہ حمام ہے سمت مغرب بنا

کہا شاہزادے سے ای خوش خصال
کہ بانو کا ہے ساتوان اب سوال

اُسے چرخ کی طرح گردش سدا
رہا کرتی ہے اسکا کیا ماجرا

صبوری سے خاطر کو تو شاد کر
دعاؤن سے دل اپنا آباد کر

کہا شاہ نے پھر بصد فرخی
کہ طیار ہو محفل خرمی

رہی تا چہل روز شادی کی دھوم
خوشی نے کیا سب کے دل پر ہجوم

تو رکھ جمع خاطر نہو بیقرار
پریزاد کرسی پہ پھر کے سوار

دیا حکم پھر شہ نے ای ہمدمو
ابھی تخت و کرسی کو حاضر کرو

ہوا تخت زرین پہ حاتم سوار
چلا آسمان کی طرف ایکبار

اسی وقت حاتم نے نامہ لکھا
کہ مین ملک مین اپنے پہونچا شہا

پریزادون کو پھر حوالہ کیا
اور اُنکے تئین نقد رخصت دیا

دیا لا کے پرچہ کو فی الفور ڈال
تو آیا وہان حاتم خوش خصال

دیا حسن بانو کو خوش ہو وہین
ہے مرخاب دُر نذر ای مہ جبین

کہی اُسنے پھر اپنی سب سرگذشت
وہ حال بیابان صحرا و دشت

سے تھا جہان شاہزادہ منیر
ملاقی ہوا جا دہ ابن امیر

وہین حسن بانو نے بھیجا طعام
تو شہزادہ و حاتم نیک نام

غرض جبکہ کھانے سے فارغ ہوئے
پی خواب آرام گہ مین گئے

کہ اب وعدۂ دوست نزدیک ہے
وہ وقت آ کے پہونچا ہے ای نیک پی

کرونگا سر انجام ای نامور
نہ لا دل مین کچھ اپنے خوف و خطر

کیا تین دن تک وہان پر قیام
بروز چہارم بصد اہتمام

خبر حسن بانو کو حاجب نے دی
حضوری مین حاضر ہے حاتم سخی

کہا یونکہ حمام کی اب خبر
تو لا جا کے ای حاتم نامور

وہ پھرتا ہے حمام ای مہرباں
ہمیشہ بروی زمین بیگمان

ہے غسل اُسمین کرنے کا دستور کیا
جہان ہے وہ کس شکل کا ہے بنا

کہا اُس سے حاتم نے مجھکو بتا
جو حمام کا ہے مفصل پتا

سنا سخت حمام کا ماجرا
گیا واں سے پھر سوی مہمان سرا

کہ مغرب طرف کوئی حمام ہے
سنا گرد باد اُسکا اک نام ہے

رہی اب اک مشکل جو باقی تھی
کریگا خدا سہل تر اسکو بھی

تو پھر شاہزادے سے رخصت ہوا
کہا اُس نے ضامن تمہارا الٰہ

ستائیسوان سوال حمام باد گرد کی خبر لانے کا اور منیر شامی سے حسن بانو کے بیاہ ہو جانے اور حاتم کو اسکے وطن مین آکر سب سے ملاقات کرنے کے بیان مین

نہ کرسکا قیام آگے سستون کے شہر
ہلا تا رہے گرمی خوشگوار
وہ حاتم چلا شاہ آباد سے
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی مکان
کسی نے کہا اُس سے ای نامور
خدا جانے کیا اُس پہ آئی بلا
غضب بادلہ ہو کے وہ تیرہ روز
اسی گفتگو میں تھے باہم دگر
وہ حاتم ہوا ندوہگین درد سے
مناسب ہے تمکو یہی ہمدمو
یہ سنتے ہی اسنے خدا راہ مین
جو دیکھا وہان آنکھ کو کھولکر
نظر مین جو کچھ روشنی آگئی
نظر آیا دروازہ اُسکا کھلا
پریزاد بیٹھے ہین ان جابجا
جو حاتم کو دیکھا تو پھر زود تر
پری نے کہا اُس جوان سے وہین
جوان نے کہا خیر ہلو اسی لیے
یہ پوچھا جوانی بقدر طرب
قدم رنجہ جو ہوا کرام ہے
ہون شخص ایک مرد غریب الوطن
ہوئی جا کے گرد حلقہ زنان
لگے کہنے وہ آدمی زود تر

پایا ہے کہ نرم سخن پھر ہو گرم
تو پورا ہوا اپنا حمام کار
گئے طی بیابان کے راستے
کہ ہین بر سر چاہ پیر و جوان
کہ تھا حاکم شہر کا اک پسر
کہ وہ طفل سودا زدہ ہو گیا
گرا وہ اسی چاہ مین خانہ سوز
کہ آئے وہان اسکے مادر پدر
بیٹ کہنے لگا وان اُسی مرد سے
مین جب تک نہ آؤن تم اسجا رہو
دیا ڈال اپنے تئین چاہ مین
تو وہ چاہ اُسکو نہ آیا نظر
تو اُس جا سے پھر راہ اسنے کی لی
گیا اُسکے اندر یہ فوراً چلا
اور اک تخت پر اک جوان خوش لقا
وہین اپنے سرداری کی خبر
کہ ہم قوم آیا ہے تیرا یہین
وہ آئے تو خاطر سے بٹھلا دیے
بہت کرکے حاتم کا اُس جا ادب
یہ تنہا کرم ہے کہ کچھ کام ہے
یمن سے مین جاتا تھا سوداگرن
بحال پریشان و آہ و فغان
کہ تھا حاکم شہر کا اک پسر

محبت سے ایسی کوئی دم پلا
ہیے جاؤن یون ہی اگر می پہ جی
غرض وہ پس مدت چند روز
لگا یون کہنے سب سے وہ نیک پی
وہ اک روز اکر اسی چاہ پر
جنون حال مین جو اسکے پیدا ہوا
کوئی آدمی باعث ترس جان
اسی چاہ پر بیٹھکر زار زار
کہ لاؤنگا مین اِس کو تمین سے نکال
کہا اُس سے حاکم نے ای پاک دین
جو پہلے وہ غوطے بہت کھا چکا
ہر اک سمت دیکھا تو بیدل ہوا
چلا پھر وہان تھوڑی ہی راہ تھا
عمارت وہان تھی نہایت بلند
اور اک دوسرے تخت پر اک پری
کہ اس باغ کے درمیان اک بشر
اگر تو کہے مجھسے ای نوجوان
خوشی ہنستون سے بلایا اُسے
نوازش سے تشریف لائے یہان تب
ہوا خندہ جب حاتم نوجوان
گیا تشنگی سے سینہ بالکل جلا
غرض جب کہ لوگون سے پوچھا وہان
ہوئی اُسکو اب مدت پنج روز

ہو لبہائے خوبان کا عسجان فزا
لکھون پھر جوانمردی ہے بن کہا
جو پہونچا کسی شہر مین وہ لفوز
کہ کیون اِس مکان پہ انبوہ ہے
گیا بیٹھ ناگاہ وقت سحر
تو مدت تک اِس جا پہ بیٹھا رہا
نہین جاتا اُس چاہ کے درمیان
لگے رونے اکر صغار و کبار
کہ دو تم نہ ہرگز یہ رنج و ملال
نہ اک ماہ اِس سے جا ئین کہین
تو پایا نون اُسکا جا کر زمین لگا
تر الق و دق اک بیابان تھا
کہ اک باغ اُسکو نظر آگیا
تو کیا دیکھتا ہے وہان شمن
ہے بیٹھی بصد ناز و عشوہ گری
کسی سمت سے آیا یار زیب و فر
تو اُس شخص کو مین بلا دون یہان
بڑی عزتون سے بٹھایا اسے
یہ فرمائین کس سے جائے ہین آپ
یہ دوج دہن سے ہوا در فشان
تو دیکھا کہ خلقت بصد درد و آہ
کہ کیون ہے یہ انبوہ یار و یہان
گرا اِس کنوین میں وہ بادرد و سوز

اگر اُسکی خاطر سے مین بیگمان — بسرعت اسی چاہ کے درمیان
ترے لطف سے ہے یہ مجھکو یقین — ملے گم شدہ کا پتا کچھ کہین
نہین مجھکو معلوم ہوتا بیان — خدا جانے اب وہ بشیری کہان
کہا اُسنے حاتم سے سن ای شفیق — ہے عشق و محنت کا اسمین غریق

گریا حاتم کا چاہ مین اور ملاقات ہونا اُسی جوان سے اور گفتگو کرنا عشق اور محبت کی عالم سے اور وجہ کیفیت گرنے کی چاہ مین بحالت جنون کے اور سفارش کرنا حاتم کا پری سے اور اجازت حاصل کرکے لانا اُس جوان کا باہر چاہ کے اور ملاقات ہونا اُسکے ماں باپ سے



مین بیٹھا اک روز اُس چاہ پر — کہ یہ بار نہین مجھکو آئی نظر
تو مجنون کی مانند اُس چاہ پر — مین ہر روز رہنے لگا بیخطر
جو پہونچا مین اس باغ کے درمیان — ہوا وصل سے اُسکے مین کامران
کہا اُس سے حاتم نے ای نوجوان — کہ رہتا ہے آرام سے تو یہان
تری درد و فرقت سے بیتاب ہین — یہانتک کہ وہ بے خور و خواب ہین
اگر یہ پری بیگم رخصت مجھے — تو مین جاکے نزدیک ماں باپ کے
کہا اُس سے حاتم نے تو صبر کر — نہ رہا کچھ دل مین اب صبر

کہ ناگاہ مین اُسپہ شیدا ہوا — مرے دل مین عشق اُسکا پیدا ہوا
کہ ناگاہ اک دن بحال جنون — گرا مین اُسی چاہ کے اندرون
گذرتی ہے اب میری آرام سے — خوشی سے طرب سے مئے جام سے
مگر تیرے مادر پدر ای جوان — شب و روز روتے ہین گریہ کنان
کہا اُس جوان نے کہ ای نامدار — مرا اُسمین ہرگز نہین اختیار
تسلی کرون اُنکی جاکر تمام — پھرا دن مین ماں باپ پاس یہانتک
ترا عرض احوال اُن سے کرون — توقف کرو ہرگز نہین

کہا اُس پری نے کہ اے یار رو
ترے ساتھ یہ عیش و عشرت کرون
تو دے چند راتون کی رخصت اسے
لگی کہنے حاتم سے وہ دلربا
کہا اُس جوان نے کہ اے نازنین
مگر یان جو اقرار دے تو مجھے
یہ سن کر جو حاتم فرو لیگیا
کہا اُس پری نے کہ اے نیک نام
یہ جیسا کہ کہتا ہے اب نوجوان
کیا وہ بروالکے سارا بیان
کہا اُس سے حاتم نے یون اے پری
کہا اُسنے حاتم سے اے نیک پی
دیا تھا نہ حاتم نے جو انکو جواب
جو ہے حکم اُسکو بجا لاؤن مین
رکھین اور وہ انکی تب سے پر
پریزاد حکم اُسکا لائے بجا
تو اپنے تئین جلد وہ شخص مین ڈال
لیا ہاتھ اُسکا پری نے نگر
یہ اب پہنچ جاتا کہ اے نیک نام
پھر آخر کو دو لون کو رخصت کیا
پریزاد دے گئے انکو بس آنکھ
جو یان باپ نے اُسکے دیکھا اُسے
وہان جا کے خدمت مین اُسکی مدام
محبت سے گھر اُسکے آن مدام
بس ہفتہ وہ حاتم نوجوان

جو احسان اب اسپر کرتی ہے تو
پدر اسکا فرقت سے اُسکی مرے
کہ جائے یہ پاس اپنے ماں باپ کے
اسے منع مین نے نہین ہے کیا
یہ زنہار شرط مروت نہین
صداقت سے مین نے کہی تم وان تجھے
تو لی ایک ساعت کے سر کو اٹھا
کیا قوم مین سے کسنے یہ کام
نہین ایسا ہوتا کہین جہان بان
زہے حسن سلوک پریزادگان
یہ ہے بات عقل و خرد سے بری
بزیر فلک دوست داری ہے
یہ کہنے لگا وہ جوان پھر شتاب
توقف نہ ہرگز ذرا لاؤن مین
اور اُسکے تئین تیز تر لاگ دین
وہ روغن کو فورا لیا اگر جا
نہ زنہار کچھ اسمین کر قیل و قال
کہ تو اے جوان اسمین عجلت نہ کر
تو ہے عشق مین کیسا ثابت قدم
پریزادون کو حکم فورا دیا
وہین جا کے پہونچا دیا چاہ کو
بہت خرم و شاد و خندان ہوئی
الم بستہ رہنے لگے صبح و شام
وہ رہنے لگی با نشاط تمام
جو پہونچا کسی شہر کے درمیان

ہے تیرے کرم سے نہایت بعید
مناسب یہی تجھکو اے پری
یہ جا کر کے اُنکی تسلی کرے
یہ خود مبتلا میری صورت یہ ہے
کہ مین بے رضا تیری جاؤن کہین
کہ مین گھر مین آکر ترے بیگمان
کہا اُس پری نے سنو تو ملول
نہین اب تلک یہ کیا زینہار
جو حاتم نے لطف و کرم دل کیا
کہا اُس پری نے بتاؤن تجھے
اگر تیری الفت نہین تجھی سے
کہون جو سخن مین وہی یہ کرے
بتا مجھکو یہ بات اے دلربا
پری نے کہا اے پریزادگان
وہ روغن کہ جیسو قت ہے گرم تر
پری نے کہا اُس سے یون وہان وہ
اُٹھا تا کہ روغن مین فورا گرے
ہے جس چیز مین تیرا مطلب حصول
کیا دو مہینے تلک جشن وان
سر چاہ پر انکو پہونچا دو تم
چلے پھر اُسی راہ سے وہ گئے
وہ حاتم کی خاطر سو نہ دونون گر
وہ تھی قول پر اپنے ثابت پری
تو حاتم بھی پھر اُسنے رخصت ہوا
نظر آیا حاتم کو اک مرد پیر

یہ ہے بات ہرگز نہین کچھ سعید
کہ کر اُسکی دل اے دلبری
ترے پاس پھر آ خوشی سے رہے
گر اجاہ مین میری اے نیک پی
کسی جا کسی سمت اے نازنین
ہون پھر دولت وصل سے کامران
جو کہتا ہے یہ اسکو کر اے قبول
زمانے مین اے حاتم نامدار
کہ دیکھی تھی اکثر بقوم پری
یہ دل سے نہین دوست رکھتا مجھے
تو کیونکر گرا چاہ مین چاہ سے
نہ زنہار کہنے سے میرے پھرے
مین کیا تیرا کہنا نہ لایا بجا
کہ اک دیک کو بر سر دیگدان
خبر اُسکی دو پھر مجھے آنکر
اگر مجھکو اب دوست رکھتا ہے تو
جلے اور طپش دل کی ٹھنڈی کرے
وہی بات کہ تیری ہے قبول
رکھا اُنکو مہمان بعز و شان
توقف نہ اسمین ذرا لاؤ تم
پھرے اور جس راہ سے آئے تھے
وہان سے اُسے اپنے گھر لیگئے
کہ ہفتے مین دو بار آنے لگی
وہان سے وہ پھر کر جو آگے چلا
بزرگ و دلیر و جوان و فقیر

کیا اُسنے اظہار اُلفت کمال
تو حاتم نے حمام کا پوچھا حال

کہا اُسنے حاتم سے ای نوجوان
گیا جو وہان پھر نہ آیا یہان

سُنا مینے تحصیلان مین ہی نجگاہ
کہ حارث ہی اُس شہر کا بادشاہ

تو حارث کسی طرح جانے نہ دے
نہ خون تھا نہ وہ گردن پہ لے

کہا اُس سے حاتم نے ای نیک پی
عجب طور کا میرا احوال ہی

ہی برزخ کی اک خبر نیک نام
کہ اُس دخت کا حسن بانو ہی نام

اور اُس دخت پر شاہزادہ منیر
ہی مفتون بجان اُسپہ ای مہر پیر

کیے ساتھ اُس دخت نے ہین سوال
وہ اُسکے سبب سے ہوا خستہ حال

مصیبت پہ اُسکے مرا دل جلا
کمر مینے باندھی برائے خدا

غرض مینے پہونچا دیے چھ سوال
یہ اک اُسمین باقی ہی اے خوش خصال

تلاش اُسکی کرتا ہوا دور سے
مین آیا ہون ای پیر آگے ترے

یہ سُنکر سخن پیر نے یون کہا
کہ صد آفرین مرحبا مرحبا

مگر یہ مناسب ہی اب ای جوان
کہ پھر جا یہان سے نہ جا تو وہان

یہ کہنا کہ وہ اک طلسمات ہی
نہین اس سوا دوسری بات ہی

بتانے نہین اُسکی کوئی خبر
زمانے مین ای حاتم نامور

کہا اُس سے حاتم نے وے زینہا
کہ اب کسطرح سے پھرون مین بھلا

اگر پھر کے جاتا ہون مین شہر کو
تو ہوتا ہون جھوٹا مین اپنے جگر

سوا اسکے شہزادہ ذی وقار
مرا دیکھتا ہوگا اب انتظار

اگر اُسکی لیکر نہ جاؤن خبر
تو مطلب کو پہونچے نہ وہ ماہرو

جو محنت اُٹھائی ہی مین نے یہان
وہ بیشک ہو ضائع سبھی بیگمان

بتا تو بھلا کیجھ بروزِ حساب
خدا کے تئین اسکا کیا دونگا جواب

کہا پیر نے اُس سے ای نوجوان
نصیحت مری گوش کر بیگمان

ذرا رحم اپنی جوانی پہ لا
نہین تو پشیمان ہوگا سوا

ترے کان مین یہ حکایت نہین
بلا شک کسی جا سے پہونچی نہین

نصیحت نہ مینڈک نے ہرگز سنی
بلا اپنے ہاتھون سے سر پر چلی

اُٹھا کر وہ آخر بہت رنج و تاب
نہایت جہان مین ہوا وہ خراب

یہ سُنکر کے حاتم نے اُس سے کہا
کہ کیونکر ہوا حال مینڈک کا تھا

کہا قصہ حاتم سے اُس پیر نے
کہ دجلہ نواحی مین تھا شام کے

اسی دجلے مین آپ کر کے قیام
وہ رہتا تھا شاد اور خرم مدام

مگر تنگدستی سے لاچار تھا
یہان تک کہ عاجز تھا اور خوار تھا

تو پھر اُسکے دل مین یہی آگیا
کہ جاؤن کسی سمت اب مین چلا

بلا قوم کو اپنی اُسنے کہا
غرض مین یہ بات ہون چاہتا

کہ اس سے جا جلدی مین کرکے سفر
کرون جاکے اوقات اپنی بسر

سُنا ہی سفر مین بڑا سود ہی
ہی اسودگی اور بہبود ہی

جو ہو خام پختہ سفر سے بنے
جو مفلس ہوا اُسکو تونگر کرے

کہا سب نے یہ امر ہی بس محال
چلا تا ہی تو اپنے دل مین خیال

یہ دل مین تھی ہرگز ارادہ نہ کر
نہین تو پشیمان ہو زود تر

جنھون نے بزرگون کا کہنا کہین
نہ مانا ہی ہرگز ہوی زحمتین

ہوی ہین جہان مین تباہ و خراب
کہ جسکا نہین کچھ شمار و حساب

وہ مینڈک نہایت تھا بدبخت
لگا یہ سخن اوسکو جون سنگ سخت

کسی کا نہ کہنا پذیرا کیا
گیا چھوڑ وہ اپنے گھر کو چلا

زن و بچہ سب اپنے ہمراہ کر
چلا وہ کسی دجلے مین زود تر

و دستنگ نان اور شادی کنان
ہوا سمت دجلے کے فوراً روان

کنارے پہ دجلے کے اک مار تھا
وہ کھاتا تھا دجلے کے مینڈک سدا

کئی روز سے گرسنہ تھا وہ مار
نہایت تھا وہ بھوک سے بیقرار

قضارا پڑی اُسکے اوپر نظر
تو فی الفور وہ مار دوڑا اُدھر

ہر اک کے تئین جلد کھانے لگا
دیا اوسنے انکو ٹھکانے لگا

تو مینڈک نے اپنے تئین ڈر کر
دیا ڈال دجلے مین بس زود تر

رہا ایک ساعت تک اُسمین پڑا
تو ناگاہ کچھ اوسکو قابو ملا

گزران ہوا اوسسے وہ زود تر
کسی سمت سے اپنے آیا وہ گھر

لگے دینے طعنہ وہاں اُسکو سب — کہ ناداں یہ کیا کیا تو نے اب
سب احوال لڑکون کا اپنے تباہ — کہ کیا اُسپہ گذرا وہاں ماجرا
خجالت سے سر کو اُٹھاتا نہ تھا — کسی سے وہ آنکھیں ملاتا نہ تھا
جو کہتا بزرگون کا کوئی کہین — نہین مانتا ہی بڑون کی یہین
کہا ہاں اے حاتم نامور — وہاں قصد جانے کا ہرگز نہ کر
نہ مین قصد سے اپنے باز آؤنگا — ٹھنی ہی کہ حمام مین جاؤنگا
وہ مجبور حاتم کے ہمراہ ہو — گیا وہ دوراہے تلک ساتھ ہو

زن و بچہ سب اپنے کھو کر وہاں — پھر آیا ہی تو بے حیا رے یہاں
وہ منیڈک فرو سر کو اپنے کئے — لگا سننے جو کوئی جو کچھ کہے
نہ کرتا تھا ہرگز کسی سے کلام — رہے ہی تھا غم و درد مین وہ مدام
جو رکھتا نہین اس نصیحت پہ دل — تو ایسا ہی ہوتا ہی وہ منفعل
کہا اُس سے حاتم نے اے مرد پیر — تو ہو رہتا اور نہو راہ گیر
یہ سمجھا غرض پیر دیرینہ سال — کہ ہے شوق جانے کا اسکو کمال
کہا اُسنے آہستہ منہ موڑ کر — تو دہنے کو جا بائین کو چھوڑ کر

مجبور ہو کر راستہ بتلانا پیر مرد کا حاتم کو داہنی طرف ہاتھ سے اور روانہ ہونا حاتم کا
اُس مقام سے حمام بادگرد کو



رواں ہوا ادھر کو وہ رستے سے — مصون رہ سفر ہو مبارک تجھے
تجھے شاہد مدعا ہو نصیب — ہو فتحاً من اللہ نصراً قریب
بہت قریہ و شہر کرتا وہ طے — گیا ایک دن کوہ پر ابن طے

کسی طرح تجھکو نہ پہونچے ضرر — بشر کو اگرچہ سفر ہی سقر
غرض پیر سے ہوکے رخصت جوان — ہوا داہنی راہ سے پھر رواں
دہل کی پھر آواز اُسنے سنی — پڑی سی کان مین آکے یکبارگی

لگا دیکھنے ہر طرف وہ جوان
لگا کرنے یون فکر دل ہی مین
ذرا ہم ہوئے ہین بہت آدمی
دہل کی کسی جا پہ آواز ہی
مچی ہر ہر اک جا پہ شادی کی دھوم
گیا اُنکے نزدیک حاتم چلا
ہر اک اپنی دختر کو شاہ دگا
سہم ہو کے پھر اُنکو خیمے مین لا
ہر اک دخت کو دیکھتا ہی یا وہان
اسی واسطے ہی یہ شادی کی دھوم
وہ جسوقت آئیگا ای ہوشمند
طعام اب اسی جا پہ کھاتے ہین ہم
کہین کیا وہی آج کا روز ہی
کہا سب سے حاتم نے یون بر ملا
نہین کوئی ایسا ہی دنیا مین دو
سنا اُسنے حاتم کے آنے کو جب
تردد رہے تیری خاطر سے دور
کہا شاہ نے پھر کہ نے تو بتا
جو ہوتے ہین اس قوم سے بند یہان
تو مین دور اسکو یہان سے کرون
کہا اُس سے حاتم نے ای شہریار
تو اس بات لو اُسکو سمجھائیے
اب آیا ہی پھر کر وہ حالی قا
ہو بے حکم میرے کوئی دیوے گا
اگر وہ کہین ہمسے ہوئے خفا

یہ آواز آئی کہان سے یہان
کہ شاید یہان پر ہی شادی کہین
ہر اک جا پہ آبادی رسمی
کسی جا پہ وان رقص کا ساز ہی
ہر اک سمت کو جا بجا ہی ہجوم
یہ پوچھا کہ اس جا پہ شادی ہی کیا
بہت سال اس عروسی بٹھا
بٹھاتے ہین ہر ایک کو جا بجا
جو آتی ہی اُسکے پسند ای جوان
کیا ہی ہر اک نے یہان پر ہجوم
خدا جانے کسکو کریگا پسند
ہر اک شخص کو بھی کھلاتے ہین ہم
کہ جس روز آتا وہ جانسوز ہی
یہ شادی نہین تم یہ ہی بد بلا
کرے اس بلا سے جو آکر نبرد
لغوت کیا اُسنے اُسکو طلب
رہے دایما تو بہ عیش و سرور
یہ آتی ہی اس شہر مین کیا بلا
وہ رکھتے ہین اُس سے دم دائم فغان
نہ زنہار اس شہر مین آنے دون
وہ جسوقت آئے یہان ناگہان
تردد نہ دل مین ذرا لائیے
ہر اک سے وہ کہتا ہی یون بار بار
تو پائیگا زیر فلک وہ نہ
کرے ایک ساعت مین جور و جفا

کلاتے نہین آواز غل پر خلل
جو ہو پہنچا وہ اُس شہر کے قریب تر
برون شہر کے ایک فرش کلان
کسی جا پہ بجتا وہان چنگ و عود
پکاتے ہین دیگون مین کھانے تمام
لگے کہنے اُس شہر کے مردمان
پھر آراستہ اُنکو زیور سے کر
وہ پھر مار ہو صورت آدمی
اُسے لیکے اس جا سے جاتا ہی وہ
ہین اُن اُسکے آنے کے نزدیک تر
رہے گی یہ محفل خوشی کی یہان
وہ جب لیکے دختر کو ہو روان
کہا اپنے دل سے یہ حاتم نے وان
سمجھ ونکی کہا اُس سے ای نامدار
جو اُس قوم مظلوم کا شاہ تھا
کہا حاتم نامور نے شہا
خدا چاہتا ہی تو مین آج سب
لگا کہنے یون حاتم نیک خواہ
جو تدبیر بتلاؤن ای نامور
کہا شہ نے جو آپ فرمائینگے
وہ جن سحر سے آدمی جب بنے
یہ کہیے بزرگ اک تھا یان نامور
کہ دختر کو اپنی کوئی نامدار
کہین وہ جو ہم پر غضبناک ہو
کیا اس سخن کو سبھون نے قبول

پڑی کان مین اُسکے آخر محل
تو کیا دیکھتا ہی وہ عالی گہر
بچھا کر کے بیٹھے ہین سب مردمان
کسی جا پہ وان ہو رہا ہی سرود
ہر اک جا پہ بیٹھے ہوئے خاص و عام
کہ اک سانپ آتا ہی جنگل سے یان
لگاتے ہین خوشبو بہت خوب تر
ہر اک جا ہی پھرتا بروی زمی
نہین سال بھر تک پھر آتا ہی وہ
وہ آتا ہی ہوگا یہان بے خطر
جو اک ہفتہ ای حاتم نوجوان
تو کرتے ہین سب ملکے ماتم یہان
کسی جن کا یہ کام ہی بیگمان
ہمارا نہین اسمین کچھ اختیار
رعایا تھی انجم وہ شہ ماہ تھا
بلا کو نہو ملک مین تیرے جا
کرون سبکے سر سے بلا دور آج
کہ یہ جن ہی ای شاہ گیتی پناہ
تو پھر اُسکی تعمیل فی الفور کر
سر و چشم سے ہم بجا لائینگے
پسند آئے دختر کسی کی اگر
گیا تھا کسی سمت کو بے خطر
نہ دیکھو کسی کے تئین زینہار
تو ویران کرے سال مین ملک کو
ہوئی خرمی سبکے دل مین حصول

نگر شہ نے حاتم کو ہرگز ذرا
کہ آتا ہے وہ مار ہی نامدار
تو دیکھوں ذرا جا کے اُس مار کو
جو آیا وہاں حاتم نامدار
جو دیکھا تو تھا وہ دراز ابلق سا
جو حاتم نے دیکھا تو حیران ہوا
تو لوگوں کا دم بند ڈر سے ہوا
وہیں ہو گیا صورت انسان کی

نہیں پاس سے اپنے جانے دیا
لقب جسکا حشمت و جاہ و غرور تھا
ستمگار کہ مردم آزار کو
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی تبار
نہ تھی کوہ کو اُسکے آگے وقر
بہت اپنے دل میں پشیمان ہوا
سر اپنا سبھوں نے زمین پر رکھا
مجسم بنا شکل شیطان کی

ہوا وقت آنیکا جب مار کے
یہ سنکر کے حاتم نے شہ سے کہا
غرض شاہ دوران عالی تبار
کہ سر کو وہ کھینچے ہوئے تا فلک
جو پتھر کوئی اُسکے نیچے پڑا
وہ نزدیک مردم کے آیا جو مار
کی اُس مار نے ہر طرف کو نظر
تھے حاضر وہاں پہ سبھی خاص و عام

تو حاتم سے وہ لوگ کہنے لگے
اگر حکم میرے تئیں ہو شہا
چلا ساتھ حاتم کے با صدق و قار
چلا مار آتا ہے واں بیدھڑک
وہ ہوتا تھا یکبارگی سرمہ سا
ہلانے لگا اپنا پھن ایکبار
اور اُس جا پہ یکبارگی لوٹ کر
لگے کرنے جھک جھک کے سب کو سلام

مار سے بصورت انسان یہ شکل شیطان بنجانا اور بادشاہ کا ہمراہ لیکر آنا اور تمام دختران بادشاہان شہر کا دکھلانا انجام کار پسند کرنا اُسکا دختر شاہ کو اور حاتم کی توجہ سے ہلاک ہونا اُسکا اور پناہ پانا رعایا کا مار کے ظلم سے



وہیں شاہ نے اُسکو ہمراہ لا
کہ تم دختر اپنی دکھاؤ مجھے
لگا دیکھنے وہ انکو سیدہ فام

دیا تخت پر اپنے فوراً بٹھا
چھپاؤ نہ حیلہ بتاؤ مجھے
غریبوں امیروں کی دختر تمام

وہ اک ساعت اُس جا پہ بیٹھا رہا
کہا شاہ نے چلکے سب دیکھ لو
نہ آئی مگر کوئی اُسکو پسند

پھر اُٹھکر وہیں شاہ سے اُسنے کہا
جو منظور ہو آپکو اُسکو لو
پھرا وہ وہاں سے نہایت دردمند

پھر آخر گیا قصر مین شاہ کے
ابھی لا کے دے اپنی دختر مجھے
جو آیا ہے اب ایک مدت کے بعد
وہ سب ملک کو میرے غارت کرے
جو کچھ ہین اسکو لائین بجا
وہ کس جا سے آیا ہے بلوائیے
وہ بولا وہین ایک مدت ہوئی
یہی چاہتا ہے کہ اس ملک کو
کہا تو نے جو کچھ انھون نے کہا
جو اس ملک مین رسم ہے برملا
کہا جن نے پھر وہ بتا دیجے مجھے
کہ جو شخص وہ رسم لائے بجا
کہا جن نے وہ پانی لا دیجے مجھے
وہی پانی لا کر وہان دو بدو
کہا اس سے حاتم نے اے نیک خو
تو فی الفور دختر کو دون مین تجھے
مجھے لگ گئے جریانہ مین جلد دے
کہ اب خم کو جلدی یہان لائیے
کہ آپ اسمین تشریف لیجائیے
تو حاتم نے منھ بند خم کا کیا
تو ظلمت سے اس خم کے پنہان
برون اس سے ہرگز نہ وہ آسکا
لگا کہنے پھر حاتم پاک دین
تو حاتم نے یون ان جھون سے کہا
یہ کہکر وہ لائے بہت سیم و زر

خداوند پناہ ایسے گمراہ سے
نہین اسمین تاخیر لازم تجھے
ہمارا ہوا اختر بخت سعد
نہ زنہار تاخیر کو راہ دے
توقف کرین ہم نہ ہرگز ذرا
توقف نہ کچھ درمیان لائیے
یہان تجھکو دیکھا نہ مین نے کبھی
کرے تو خراب اب مرے روبرو
نہین حکم سے تیرے کوئی پھرا
اسے جو کوئی شخص لے بجا
جو کچھ رسم اس شہر مین ہوتی ہے
حوالہ کرین اسکے دختر کو لا
کہ پی جاؤن مین جلد تر اب اسے
دیا اور کہا پی مرے روبرو
تو جا خم کے اندر مرے روبرو
نہین اسمین تکرار ہرگز تجھے
تو پھر ہاتھ سے میرے جیتا بچے
توقف نہ زنہار فرمائیے
نہ تاخیر کو درمیان لائیے
نہ تاخیر کو راہ دے کچھ ذرا
ہوا سخت تر ہمچو کوہ گران
تو حاتم نے فی الفور ہیزم منگا
کرو دفن اب خم کو زیر زمین
گئی ملک سے اب تمہارے بلا
سکھا لا کے حاتم کے پیش نظر

کیا شہ کی دختر کو اسنے پسند
کہا شاہ نے اس سے اے مہربان
اگر حکم ہے اسکے پھیرن مین
اگر تو کہے تو بلاؤن اسے
یہ سنکر سخن سر فرو لیگیا
لیا اسنے حاتم کو فوراً بلا
تو آیا کہان سے ہے مجھکو بتا
کہا اس سے حاتم نے یون برملا
مین وارث ہون اس شہر کا قبلہ گاہ
اسے دختر اپنی حوالہ کرین
کہا اس سے حاتم نے اے مہربان
کہ اک مہرہ دھو پانی لاتے ہین ہم
یہ سنکر سخن اسنے مہرہ نکال
وہ لیکر اسے جلد تر پی گیا
مین محکم کرون خم کو اب برملا
نہین تو ہزارون ہی لعل و گہر
وہ تھا زر نہین اپنے اچھوا ہوا
وہین اسنے اک خم کو حاضر کیا
یہ سنکر سخن جن وہ فوراً اٹھا
اور اسم اعظم اسی جا یہ پڑھ بار بار
کہا اس سے حاتم نے باہر نکل
دیا پھونک پھر آگ کو دو تہ
وہ حکم اسکا سب ملک لائے بجا
کہے سب ہے حاتم شاہ و گدا
کہا انسے حاتم نے چاہیئے

کہا یون کہ اے سرور ہوشمند
کہ ہے پیر سے بدرگوہن اک شخص
تو وہ ایک ساعت مین اب ہے بخط
اسی جا یہ لا کر بٹھاؤن اسے
پس از دیر کے اسنے پھر یون کہا
تو بیخوف وہ جن کے پاس آگیا
جو کرتا ہے گمراہ لوگون کو آ
کہ اس ملک مین جب تلک مین نہ تھا
کسی سے نہین کچھ مجھے خوف و بیم
نا اہل کو ہرگز نہ ہم راہ دین
یہ ہے رسم اپنے قبیلے مین یان
وہی پانی اسکو پلاتے ہین ہم
دیا اسکو فی الفور پانی نکال
فراموش اسے علم جتنی ہوا
تو اس سے نکل جلد باہر کو آ
اور اک بیضہ مرغاب کا بخط
اسی وقت حاتم سے کہنے لگا
اور اس جن سے آہستہ سے یون کہا
گیا خم کے اندر وہین برملا
لگا کرنے دم خم پہ وہ نابکار
توقف نہ کرتا نہ پہونچے خلل
تو وہ جن اسمین جلا مر گیا
کہا اسنے جیسا تھا ویسا کیا
لگے کہنے صد آفرین مرحبا
یہ زر مجھکو ہرگز نہین چاہیے

کہا شاہ نے اسکو یہ بھیجے
رہا تین دن حاتم نامدار
تو اُس کوہ کے قریب پہونچا وہ جا
کہین کے جا صحرا مین پہونچا وہان
کہین آب شیرین کہین تلخ تر
کہ بائین طرف راہ ہے پر خطر
غرض دہنے جانب کو جب وہ چلا
پھر ادہنے جانب سے وہ نامدار
وہ خار مغیلان بدن مین لگے
کہا یہ اُسی پیر نے راست تھا
غرض بعد مدت کے اُس دشت سے
نظر آ گئی حاتم کو جسدم بڑی
وہ کرفش تھے مانند روباہ کے
انھین دیکھکر ڈر گیا نامدار
نہ کہنا بزرگون کا تو نے کیا
لگا کہنے یون پیر فرخندہ فال
دیا جل کے پھر کو حاتم نے ڈال
ہوئی زرد پہلے وہان کی زمین
تو یکبارگی وہ ہوئی سبز رنگ
یکبارگی جنگ کرنے لگے
ہوئے کشتہ و خستہ و ناپدید
مصیبت اٹھاتا ہوا راہ کی
ہوا داخل ملک جہر عراق
تعجب سے کہنے لگے اے جوان
وہان کرفش و عقرب تشنہ خون

جسے چاہیے پھر اُسے دیجئے
حضور شہنشاہ عالی وقار
کہ جسکا دیا پیر نے تھا پتا
اگر دن گیا مین اُس دشت کا بیابان
ہر اک جا پہ اُسکو ملا بیشتر
مسافر کو ہوتا ہے اُسمین ضرر
تو ناگاہ پھر دل مین یون آ گیا
چلا بائین جانب کو وہ ذی وقار
تو کپڑے پھٹے پارہ پارہ ہوئے
کہ تو جانب چپ کو ہرگز نہ جا
لذا جب گیا بعد تکلیف کے
تو دوڑے طرف اُسکے یکبارگی
سگون کے برابر تھی بعض اُنمین تھے
ہوا اپنے دل مین بہت بیقرار
تو دیکھا کہ کیسی بلا مین پھنسا
زمین مین تو اب جلد پھر کو دبا ڈال
تو کیا دیکھتا ہے وہ فرخندہ فال
نہین اُسنے دیکھی تھی ویسی کہین
مثال زمرد وہان سبز رنگ
اور آپسمین لڑ لڑ کے مرنے لگے
وہ عقرب وہ کرفس سب بے مر پلید
روانہ ہوا پیشتر وہ سخی
کہ تھا تخت گہ اُسکا شہر سماق
یقین ہے ہمین ماجرا بیگمان
طرف موت کی ہوتے ہین رہنمون

وہ حاتم نے پھر سیم و زر لیا
غرض واں سے پھر حاتم نیک مرد
روانہ ہوا وان سے نیس و دیتر
عجائب غرائب وہان دیکھکر
دو راہے پہ پہونچا وہ آخر کو جا
بزرگون کا کہنا کیا چاہیے
کہ بائین طرف اب چلا چاہیے
وہ دشت مغیلان مین پہونچا جوان
لگا کہنے یون دل مین وہ نیک بخت
کہا مین نے اُسکا نہ مانا ذرا
کسی دشت مین آ گیا ناگہان
جو اُسوقت حاتم نے دیکھا وہان
بہت اُسمین تھے چون ہزبر و پلنگ
کہ ناگاہ اک پیر پیدا ہوا
یہ سُنکر سخن منفعل وہ ہوا
تو قدرت خدا کی ذرا دیکھ تو
کہ وہ پیر نظرون سے غائب ہوا
تو فوراً ہوئی پھر زمین وہ کبود
ہوئی سرخ پھر وہ زمین مع دود
یہان تک ہوا انمین جنگ و جدل
لیا مہرہ مار وان سے اُٹھا
کئی ماہ کے بعد مرد دلیر
سر کوہ پہونچا جو حاتم جوان
کوئی ایسے رستہ نکلتا نہین
اور اک دشت ہے خار فولاد کا

غریبون فقیرون کو فوراً دیا
ہوا دشت مقصود کا رہ نورد
گیا پھر وہ اُس کوہ سے بھی گذر
ہوا شاد و خرم وہ عالی گہر
بتایا جو اُس پیر نے اسکو تھا
نہ اس راہ کو اب چلا چاہیے
خطر دل مین اپنے نہ کچھ لائیے
کہ وہ راہ تھی سخت تر بیگمان
کہ یہ راہ طی کرنا ہے مجھکو سخت
تو آخر کو آ کر بلا مین پھنسا
کہ کرفش کے رہنے کا تھا وہ مکان
کہ آتے ہین کرفش ہزارون وہان
وہ پہونچے قریب اسکے آ بیدرنگ
لگا کہنے حاتم سے مرد خدا
کہا مجھسے بیشک ہوئی یہ خطا
کہ آتا ہے کیا غیب سے روبرو
نہ معلوم پھر وہ کدھر کو گیا
لگا اُسکے پھر جا بجا اُس سے دود
تو کرفش و بچھو دہوئے دیکھکر
کہ سب پارہ پارہ ہوئے خون چکان
ملی اُنکو اس دشت مین سے چلا
جوان سخی حاتم مرد سیر
ہوئے حلقہ زن مردم شہر اُن
کوئی راستہ بایان چلتا نہین
کہ چلتا نہین اُسطرف راستہ

بتر کیا کہ دیو اُسمین چلتے نہین
ہوا حاتم نامور سرفراز
جو گرفش جو گزدم تھے موذی اُو
بلاؤن سے اب راہ کی بےخطر
یہ سُنکر تعجب مین ہر اک رہا
تو رخت تجارت کو یکجا کیا
کہ حکم شہنشاہ قائم رہے
چمکتا رہے نیّر بخت و جاہ
رہے ساغر کامرانی بکام
ہوا کوئی وارد مسافر یہان
بہت منع شاہ جہان نے کیا
طلب کرکے حاتم کو وہ بادشاہ
اُٹھایا ہے تونے بہت اب سفر
کہ تم تخفیہ حاتم کی رکھو خبر
جو دیکھا تو کچھ وان نہ آفت تھی
کہا شہ نے لوگون سے یون وہ تم
اب اُس راہ سے آتے جاتے رہو
براہ کرم اُس سے اب درگذر
کہا اُس سے فی الفور یون شاہ نے
بظاہر مین کرتا تھا تجھ پر کرم
خبردار جب تک نہ لائین خبر
لگا کہنے یون حاتم نامدار
مگر مین تو کچھ جھوٹ بولا نہین
بہت سا منگا کر وہان مال و زر
مرے پاس کوئی نہین باربر

لگے اُسمین جو پھر نکلے نہین
تامل سے یہ لب پہ لایا سخن
ہوئے حکم خالق سے یکسر تباہ
وہ سب گرفش و گزدم وہان بارگر
کسی نے سخن یہ نہ باور کیا
لیا داہنی راہ کا راستا
ترا راج دنیا مین دائم رہے
شب و روز تیرا بفضل اله
پر از بادۂ عیش و عشرت مدام
کیا اُسنے سب حال ان کا بیان
نہ اُس راہ سے انکو جانے دیا
لگا رکھنے اعزاز مہمان نگاہ
ٹھہر جا یہان اور آرام کر
کہ جانے نہ پائے یہ والا گہر
پھرے اُس مکان سے وہ فوراً سبھی
کہ ہر ملک مین جاکے دو یہ خبر
نہ کچھ خوف دل مین تم اپنے کرو
بہت منفعل ہون مین اے نامور
رکھا تھا حفاظت مین مین نے تجھے
مگر تجھ سے غافل نہ تھا ایک دم
نہ جانے کہین پائے تو بےخطر
یہ ہے عین انصاف اے شہریار
یہ پیش شہنشاہ روپے ہزار
رکھا لاکے حاتم کے پیش نظر
کہ لیجاؤن یان سے اُٹھا کر یہ زر

مصیبت کو طے کر کے اے ابن طے
بفضل خداوند عاجز نواز
زمین وہ جو کانٹون سے تھی خار دار
جو سنتے تھے چپ راہ ہے پُر خطر
ہوئے خوش بہت مردم کاروان
ہوا جمع مردم کاروان
عدوی شہنشہ ہوئے ہین تباہ
رہے گلشن دہر مین حکمران
خبر ہے رہ چپ وہ بے خوف ہے
یہ کہکر پھرے مردم کاروان
خبردار نے بھیجے کہ جاؤ ابھی
لگا کہنے بعد اُسکے یہ شہریار
وہ حاتم وہان پر جو رہنے لگا
خبردار ہو پہنچے اُسی راہ پر
خبر دی یہ آکر کہ اے بادشاہ
کہ وہ راہ تھا جسمین خوف و خطر
یہ حاتم سے اُس شاہ نے پھر کہا
لگا کہنے حاتم وہ کیا ہے خطا
مقید ہے مرے پاس تھا تو نہین
نگہبان مقرر کیے تھے یہان
اگر ہوئے جھوٹھا تو اے نامور
کہ جھوٹھے کو گیتی مین دنیا نہ ار
یہ سُنکر سخن بادشاہ جہان
لگا کہنے یون حاتم نامدار
کہا شہ نے اُسکا نہ کر تو خطر

بتا آیا کس شکل سے یان پہ ہی
ہوا آپ سے ملکے مین بہرہ ور
وہ بچھو کون سے اب ہو گئی لا اگر
وہ آنکھون سے اب جاکے دیکھی مگر
کیا عزم تا ہو اُسی رہ روان
خبر لیگیا رہبر کاروان
رہین دوست خوش تجھ سے شام و پگاہ
رہے روی دشمن برنگ خزان
وہان بے قافلے کرتے ہین راہ طے
ہوا پھر غضبناک شاہ جہان
خبر جاکے صحرا سے لاؤ ابھی
کہ گر چند روز اب یہان تو قرار
تو شہ نے نگہبان سے اُس دم کہا
کہ جس جا پہ رہتا تھا خوف و خطر
پڑی ہے بہت صاف و شاہراہ
وہ فضل خدا سے ہوئی صاف تر
کہ جو کچھ ہوئی ہو یہ مجھسے خطا
کہ اُسکے تئین مین کرون اب عطا
تجھے اسکی ہرگز خبر کچھ نہین
کہ جانے نہ پائے تو اے نوجوان
تو کیونکر تجھے جلد تر دار پر
نہایت مناسب ہے اور ہے بجا
بصد عجز اُسکا ہوا مدح خوان
یہ زر کیا کرون لیکے اے شہریار
مین ہمراہ تیرے کرون باربر

کہ وہ جا کے گھر تیرے پہونچائیگا	توقف نہ ہرگز ذرا لائیگا	کہا پھر یہ حاتم نے اے نامدار	ہوا ہے مرے ایک درپیش کار

خوش ہونا شہریار کا حاتم سے خبر سُنکر راستے کی اور خلعت بخشنا زر و جواہرات سے حاتم کو اور قبول نہ کرنا حاتم کا اور راہ دریافت کرنا قحطان کی شہریار سے اور دو جوان کا ہمراہ کردینا حاتم کے واسطے تبلانے راستے قحطان کے



نہ جب تک کہ اُسکا ہم کو مین کرون	نہ ہرگز وطن کی کبھی راہ لون	لگا کہنے وہ شاہ فرخندہ کیش	کہ اب کیا ہوا ہے ترے کار پیش
اگر مجھسے تو اب کہے اے شفیق	تو اِس کام مین ہون مین تیرا رفیق	کہا اُس سے حاتم نے بہر خدا	مجھے راہ قحطان کی دے بتا
یہی ہے رفاقت تری شہریار	کہ دے راہ مجھکو بتا ایکبار	کہا دائی ملک نے اے جوان	بتا دے تجھے کام ہے کیا وہان
کہا اُس سے حاتم نے اے نیک مرد	وہان ایک حمام ہے بادگرد	مین جاؤنگا اُسکی خبر کے لیے	وہان سے نہیں کام کچھ ہے مجھے
لگا کہنے پھر اُس سے شاہ جہان	پھرا ہے نہین جو گیا ہے وہان	ہے لازم کہ اِس کام سے درگذر	وہان کا تو ہرگز ارادہ نہ کر
نہ حاتم نے مانا تو پھر دو جوان	کیے شہ نے ہمراہ فوراً وہان	کہا اسکو قحطان کی راہ تم	بتادو ابھی جاکے ہو کر بہم
تو حاتم وہان سے بھی رخصت ہوا	گیا سمت قحطان کے پھر چلا	پس از چند مدت کے دو مردوان	جو ہمراہ حاتم کے تھے دو جوان
لگے کہنے اب حد ہماری نہین	جو آگے چلین لیکے تجھکو کہین	یہ کہکر کے رخصت ہوئے وہ جوان	ہٹے نود و تر پھر وہان سے روان

جو پہونچا سرحد قحطان پہ جا
وہ ہر سمت کو دیکھنے پھر لگا

اُسے دیکھکر آدمی شہر کے
قریب آکے یون اُس سے کہنے لگے

کہ آیا ہے تو کون سی راہ سے
یہ حال اب مفصل بتا ہمکو دے

کہا اُنسے حاتم نے ای صاحبو
کرون مین بیان گر یقین تمکو ہو

مین آتا ہون ہو وقت اُس راہ سے
پُر آفت تھی جو فتنہ جانکاہ سے

ولے اب بفضل خداوندگار
ہوئی دور سب آفت بیشمار

یہ سُنکر خبر شہر کے لوگ وان
بہت خوش ہوئے اور رہے بیچ خوان

جدا اُنسے ہو حاتم نوجوان
کئی روز کے بعد پہونچا وہان

کہ جس جا پہ قحطان آباد تھا
ہر اک شخص اس شہر کا شاد تھا

رہا جا کے پھر وہ بمہمان سرا
کئی روز آرام اُسمین کیا

دو الماس و لعل اور دو گہر
وہ لیکر چلا حاتم نامور

جو پہونچا بدروازہ شہریار
تو کہنے لگا حاجبون سے پکار

خبر جا کے میری کرو شاہ سے
کہ آیا ہے اک شخص اب راہ سے

اگر حکم ہوئے تو حاضر کرین
نہین تو جواب اُسکو ہم جا کے دین

دیا حکم یون شاہ نے برملا
کرو جا کے تحقیق تم اب ذرا

کہو آکے پھر اُسکی مجھسے خبر
کہ آیا کہان سے ہے وہ نامور

کہا حاجبون نے کہ ای نوجوان
کہان سے تو آیا ہے کر یہ بیان

مفصل بتا ہمکو کس راہ سے
تو اس جا پہ آیا ہے کس واسطے

لگا کہنے یون حاتم نوجوان
کہ مین مرد تاجر ہون آیا یہان

ہون اس بات کا اب مین امیدوار
کہ ہون حاضر درگہ شہریار

تجارت کا رہتا ہے کام اُنسے
مین آیا ہون یان شاہ آباد سے

کہا جا کے پھر حاجبون نے یہ حال
کہ ای بادشاہ مبارک خصال

کہ وارد ہوا تاجر اک آنکے
وہ آیا ہے اب شاہ آباد سے

نہین ہے تمنا کسی بات کی
مگر آرزو ہے ملاقات کی

دیا حکم شہ نے کہ حاضر کرو
نہ زنہار تاخیر کو راہ دو

غرض جا کے حاتم کو حاضر کیا
کہ جس جا پہ تھا شاہ کشور کشا

جواہر کیا اُسکے پیش نظر
تو وہ شاہ اُسکے تئین دیکھکر

بہت خوش ہوا اُس سے شاہ جہان
کہا قافلہ تیرا ہے یا تمہی کہان

کہا اُسنے ای شاہ مدت ہوئی
کہ مین نے تجارت سبھی چھوڑ دی

ہے کی مین نے سیاحی اب اختیار
ہر اک جا پہ پھرتا ہون لیل و نہار

کیا قصد تیری ملاقات کا
تو اس جا پہ پہونچا ہون آکر شہا

ہوا شاہ اُسپر بہت مہربان
لگا کہنے اُس سے کہ ای نوجوان

تو کر چند روز اب یہان پر قرار
نہ فی الحال جانے مین کر اضطرار

اسے اپنا کرتا تھا مصاحب اصول
کیا شہ کا کہنا سب اُسنے قبول

وہ ہر روز ہر وقت جانے لگا
شہنشاہ کے پاس آنے لگا

کیا شاہ کو اپنے پہ مبتلا
کہ اک دم نہ کرتا تھا اُسکو جدا

کسی روز حاتم نے اُس شاہ کو
جو دیکھا بہت خوش ہے وہ نامجو

جواہر کیے اور پیش نظر
تو وہ شاہ شادان ہوا دیکھکر

لگا کہنے حاتم سے ای نوجوان
تو ای ایک مدت سے حاضر یہان

ولیکن نہ مجھسے کیا کچھ طلب
کبھی تو نے ای حاتم خندہ لب

ترے ساتھ کوئی رعایت نہ کی
ابھی تک نہ جانب سے میرے ہوئی

یہ دیتا ہے پھر تو جواہر مجھے
عوض اسکا مین کیا بھلا دون تجھے

کہا اُس سے حاتم نے ای نامجو
نہین دل مین باقی کوئی آرزو

مگر ایک یہ آرزو ہے مجھے
مدد اسمین کرنا ہے لازم تجھے

دم مرگ تک وہ نہ جائیگی کہان
مرے دل سے ای شاہ گیتی ستان

لگا کہنے یون شاہ فرخندہ خو
بتا تو وہ ہے کونسی آرزو

نہ اب تک کبھی تو نے مجھسے کہا
کہ مین پیروی اُسکی کرتا ذرا

اب اُسکو بیان کر تو ای نیک خو
کہ تا مین بھی اُسکی کرون جستجو

لگا کہنے یون حاتم نامدار
کرے تو اگر مجھسے عہد استوار

تو مین حال اپنا بیان سب کرون
نہ زنہار تاخیر کو راہ دون

قسم کھا کے کہنے لگا بادشاہ
جب اس طور سے عہد و پیمان ہوا
اگر مجھکو رخصت کرے تو شہا
لگا کہنے حاتم بتا تو بھلا
یہ کھائی تھی مین نے قسم عالم مین
سوم فرقت اب تیری ای نامدار
سوال اسکا اب گر اجازت نہ دون
اگر اب یہان سے چلا جاؤن مین
کہا ایک ہی شاہزادہ منیر
ہوا جبکہ اس ماجرے سے خبر
کہ غیرون کے تو کام کر سکے
کہ شاید اسی زن کے کہنے سے تو
بتا نام کیا ہے ترا ای جوان
مرا نام حاتم ہے ای شہریار
لگا کہنے پھر بادشاہ جہان
کہا جلد تر ایک فرمان لکھو
پھر آخر کو حاتم کو رخصت کیا
جو حاتم وہان سے روانہ ہوا
لگا پوچھنے حاتم نامدار
بلندی یہ جو یہ بنا ہے مکان
تو پہونچیگا تو اسکے نزدیک جا
لگا پوچھنے حاتم نامدار
وہ لشکر لیے اپنا بیٹھا ہے یان
ہوئے جا کے لشکر مین وارد جبھی
جوان یہ جو با شوکت و شان ہے

کہ لا ہاتھ ای حاتم نیک خواہ
تو حاتم نے پھر شاہ سے یون کہا
تو جاؤن مین یان جس سمت کو اب چلا
سبب اتنی ہی فکر کا کیا شہا
کسی کو نہ جانے دون حمام مین
مرے دل کو ہوگی بہت ناگوار
تو مین عہد تازہ شکستہ کرون
تو خدمت مین پھر شاہ کی آؤن مین
وہ ہے حسن بانو کے غم مین اسیر
شہنشاہ ذی جاہ عالی قدر
مشقت اٹھاتا ہے کیون جان سے
یہان تک چلا آیا ای نامجو
کر احوال اپنا مفصل بیان
بیان کیا کرون تجھسے احوال اب
ترا نام ای حاتم نوجوان
کر حمام کے دے نگہبان کو
وہ ملکر بہت آب دیدہ ہوا
گیا سمت حمام کے پھر چلا
کہ یہ کون قلعہ ہے اے ہمنوا
یہی در ہے حمام کا ای جوان
یہ عقدہ نہ جسکا کسی سے کھلا
کہ یہ کسکا لشکر ہے عالی قران
کسی کو نہین جانے دیتا وہان
تو فی الفور اسکی ملاقات کی
لیے ہاتھ مین شہ کا فرمان ہے

کہ مین ہاتھ کو ہاتھ مین تیرے دون
مجھے آرزو یہ ہے ای نیک مرد
یہ سنکر سخن شاہ گیتی پناہ
کہا اسنے حاتم سے ای نیک نام
دوئم یہ کہ تو اپنی اب جان سے
چہارم یہ ہے اک مصیبت مجھے
لگا کہنے یون حاتم نامدار
جو تھا حسن بانو کا سب ماجرا
سوال اسنے اس سے کیے سات تھے
لگا کہنے ای حاتم خوش نہاد
بہت سے گئے مرد حمام مین
ولیکن یہ احوال اپنا بتا
لگا کہنے یون حاتم نیک فن
یہ سنکر سخن اٹھکے وہ تاجدار
کوئی دن مین ہوئیگا عرب لمش
لگے اور ہمراہ اسکے جوان
وہ تھا شاہ دور ابن اہل
چلا پندرہ روز وہ نامور
لگے کہنے سب اسکے ہمراہیان
لگی سات دن کی اکٹھی راہ ہے
غرض چلتے چلتے جو پہونچے وہان
یہ حاتم سے ہمراہیون نے کہا
مگر حکم شاہی سے لاچار ہے
یہ پوچھا کہ باعث ہے اسکا کیا
یہ آیا ہے حمام کی سیر کو

ابھی عہد و پیمان کو محکم کرون
کہ دیکھون جو حمام ہے بادگرد
تفکر مین آیا وہ زرین کلاہ
ہے میرے تئین یہ تردد تمام
ہوا سیر کہتا ہون لے یہان سے
کہ مین جانتا ہون غنیمت تجھے
مین ہون لطف سے شاہ کی امیدوار
بیان شاہ کے روبرو وہ کیا
ادا کر دیے اک یہ ہی ہین سے
کہ رکھے خدا دایما تجھکو شاد
نظر ایک بھی پھر نہ آیا ہمین
کہ رہتا ہے تو کس زمین پر بھلا
وطن میرا ہے خاص ملک یمین
ہوا اس بہجہ اثر دسے ہمکنار
زمانے مین زیر فلک بر محل
کہ پہونچا مین جلد اسکو جا کر وہان
لگا سوچنے ہر گھڑی آہ سرد
تو اک کوہ اسکو پھر آیا نظر
جو یہ کوہ ہے ہمسر آسمان
کریگا جو اس راہ کو جلد طے
تو آئی نظر ایک فوج کلان
ہے لشکر نگہبان حمام کا
یہ ہرگز کسی کا نہین یار ہے
اسی وقت ہمراہیون نے کہا
یہین کا ہے شہزادہ فرخندہ خو

جو حاتم نے اُس سے ملاقات کر	رکھا لا کے فرمان پیش نظر	وہ فی الفور اُسکے تئین کھول کر	لگا پڑھنے جلدی سے وہ نامور

رخصت کرنا شہریار کا حاتم کو ہمراہ ملازمون کے اور پہونچنا ایک پہاڑ پر اور دیکھنا ایک لشکر نگہبان حمام باد گرد کا اور پہونچنا حاتم کا پاس مالک لشکر کے اور دینا فرمان کا اور پڑھنا افسر نگہبان حمام کا اُس فرمان کو



یہ اُسمین لکھا تھا کہ مینی جوان	ترے پاس آتا ہے اے کاردان	اگر جائے حمام کو وہ چلا	تو ہرگز فراحم نہ ہونا ذرا
کسی طور سے گر پھرے یہ جوان	تو سمجھا کے تو بھیج دینا یہان	تو حاجب نے فرمان شہ کا لیا	پڑھا اُسمین جو بارجا تھا لکھا
تو حاتم کی تعظیم و تکریم کر	رکھا پاس اپنے بعزو وقر	لگا رہنے خدمت مین جون بندگان	شب و روز حاتم کے آگے جوان
بہت کر کے دلداری دلبری	کہا آرزو کر نہ وان جانے کی	وہ سُنکر ہوا اپنے دل مین ملول	کیا اُسکا کہنا نہ ہرگز قبول
کہ اتنے مین فرمان پہونچا دگر	کہ اُس سے زیادہ نہ تکرار کر	کرے گر نہ کہنے پہ تیرے عمل	تو دینا اُسے چھوڑ تو برمحل
وہ حاتم سے آخر یہ کہنے لگا	کہ ابتک یہین وقت سر گز گیا	اگر جائے پھر تو بہت خوب ہے	یہ کار نکو سب کے مرغوب ہے
یہ سُنکر سخن جلد حاتم اُٹھا	گیا در پہ حمام کے وہ چلا	تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی مکان	کہ ہے ایک دروازہ اُسمین کلان
کبھی عمر مین ایسا حصن متین	نہ دیکھا تھا زیر سپہر برین	یہی تھا سخن اُسکے در پر لکھا	طلسمات ہے یہ کیومرث کا

جو جانے طلسمات کے اندرون
جو حاتم نے یہ اُسمین دیکھا لکھا
مناسب یہی ہی یہان سے پھرون
قدم اُسنے بڑھ کر جو آگے رکھا
تعجب مین آکر یہ کہنے لگا
تو اک آدمی اُسکو آیا نظر
پھر آئینہ اُسنے بغل سے نکال
تو ہی قوم حجام سے ای جوان
کہا اُسنے آگے بڑ ای نیک مرد
کیا اُسنے حاتم سے پھر یہ کلام
جو غسل اُسکو جا کر کراتا ہون مین
کہا اُس سے حاتم نے تنہا ہی تو
لگا کہنے یون حاتم نامدار
یہ سنکر وہ حجام آگے بڑھا
جو پہونچا وہ جب اُسکے نزدیک جا
تو حاتم کو وہ بر سر حوض لا
کہا اُس سے حاتم نے یون برملا
اُسی وقت حجام لنگی کو لے
تو فی الفور لنگی کو پھیر باندھکر
اسی طور سے اُسنے دو تین جام
وہ حجام تاریک تر ہو گیا
تو کیا دیکھتا ہی وہ فرخندہ پی
وہان صحن مین اُسکے پانی بھرا
نہایت ہوا پھر وہ اندیشہ مند
جو پہونچا وہ آب روان تا کمر

تو ہرگز نہ ہووے پھر اُس سے برون
تو فی الفور یون اپنے دل مین کہا
اور اب شہر قحطان کی راہ لون
تو کیا دیکھتا ہی وہ مرد خدا
کہ اب جان دی تو نے ناحق بھلا
چلا جانب حاتم نامور
دیا ہاتھ مین اور کہا کچھ حال
کہا یون کہ سچ ہون مین حجام یان
جو حمام مشہور ہی بادگرد
کہ ہون مرد حامی ای نیک نام
تو انعام کچھ اُس سے پاتا ہون مین
دیا اور کوئی بھی ہی نیک خو
کہ ہون غسل کا مین بھی آمادہ
گیا اُسکے ہمراہ حاتم چلا
تو حجام فی الفور اندر گیا
لگا کہنے اُس سے کہ تو اسمین جا
مین اس حوض مین کسطرح لون نہا
کھڑا ہو گیا ہاتھ مین اُسکو دے
گیا حوض کے درمیان وہ اتر
دئیے بھر کے پانی کے جلدی تمام
اثر کچھ نہ وان روشنی کا رہا
نہ وہ حوض ہی اور نہ حمام ہی
اُسے دیکھکر سخت عاجز رہا
یہ چاہا برون اُس سے ہو ہوشمند
تو حیران ہوا حاتم نامور

جو بھوکا پیاسا وہ ہووے کہین
حقیقت جو حمام کی تھی تمام
بیکبار پھر دل مین یون آگیا
نہ وہ در ہی اُس جا نہ دربان ہی
بہت ہو گئے لاچار آخر چلا
جو پہونچا وہ حاتم کے نزدیک جا
کہا اُس سے حاتم نے ای رہ نورد
تو حاتم نے اُس سے کہا کہ یہان
لگا کہنے یون حاتم نامجو
جو آتا ہی اس جا کوئی نامجو
اگر تو بھی اب مہربانی کرے
کہا اُسنے ہان ور بھی مین وہان
اگر رہبری تو کرے ای جوان
گیا ایک فرسنگ تک وہ چلا
لیا اُسنے حاتم کو فوراً بلا
تو تیسرے دن آپ پہونچا وہان مین
مجھے لنگی اک اس گھڑی چاہیئے
تو پہنا کر اپنے تن سے جدا
دیا ایک حمام نے بھر کے جام
کہ ناگہ طلسم کی آئی صدا
پس از ساعتے روشنی آگئی
نظر اک وہان گنبد سنگ کی
اسی فکر مین تھا کہ آب روان
وہ دروازے کی سمت کو جب گیا
لگا دیکھنے ہر طرف راہ کو

تو میوہ وہ فی الفور کھلئے ہی وہین
سوئی مجھکو معلوم اب اپنے قیام
کہ دیکھون تو مین اسکے اندر کیا ہی
نگر ایک سن سان میدان ہی
کچھ اک دور اُس سے جا آگے بڑھ چلا
سلام اُسنے فی الفور جھک کر کیا
کہ حمام اس جا پہ ہی بادگرد
کہ وہ شکل حمام کی ہی کہان
تو کیون چھوڑ کے جاتا ہی حمام کو
مین لیجا اُسکو جاتا ہون حمام کو
تو بہتر ہی وان ساتھ میرے چلے
نگر آج باری ہی میری یہان
تو مین تیرے ہمراہ جاؤن وہان
تو پھر اُسکو وان ایک گنبد ملا
کہ جس جا پہ وہ حوض حمام تھا
توقف نہ کچھ اب ذرا لاؤ مین
اُسے جلد جاکر ابھی لائیے
اُسی مین رکھا اک کنارے پہ لا
لیا ڈال حاتم نے سر پر تمام
پڑی گوش حاتم مین وہ برملا
وہ تاریکی اُس جا سے ساری گئی
نہ اسکے سوا دوسرا رنگ ہی
ہوا جلد تر تا بزانو وہان
تو گنبد بھی نظرون سے غایب ہوا
کہ پائے کسی سمت وہ نامجو

کہ اتنے مین آپ رون زود تر
لگا کہنے دل سے کہ اے خستہ جان
ولیکن نہ مانا کسی کا کہا
ورے یہ ہوئی بات ہے خوب تر
کہ اتنے مین پہونچا وہ جا کر وہان
پکڑنے ہی قبہ کے فوراً صدا
لگا دیکھنے ہر طرف زود تر
لگا کہنے باقی تھی میری حیات
گیا تین دن تک جو وہ نامور
کہ اک باغ اُس جا بنا ہے بڑا
کہ اِس باغ سے اب یہ آیا ہے
تحیر مین آکر یہ کہنے لگا
ہوا تھا بہت بھوک سے بیقرار
روانہ ہوا وان سے وہ ناگہ
کھڑے ہین بہت صحن کے درمیان
یہ دیکھا تو حیران ہوا نوجوان
کہ طوطی نے آواز دی ناگہان
دیے کان حاتم نے آواز پر
لکھا ہے یہ اُس پر کہ مرد خدا
تھا اک روز وہ شاہ عالی تبار
جو اُس شاہ نے وزن اُسکو کیا
کہان اُن سے ہو گی کہ دیکھا نہین
کہ اس جا پہ محفوظ دائم رہے
اُس الماس کو اُسنے پھر جلد لا
کیا جا ہے اس جا سے الماس کو

کیا دفعتہً اُسکے سر سے گذر
مجھے منع کرتے تھے پیر و جوان
تو آئی یہ اب تیرے سر پر بلا
تو اب جان کی جانے سے ہرگز نہ ڈال
کہ قبہ تھا حمام کا بیگمان
طرف کی پہونچی اُسی جا پہ آ
ولیکن کہین کچھ نہ آیا نظر
ہوئی ایسے طوفان سے جلدی نجات
تو آئی اک اُسکو عمارت نظر
جو در اُسکا ہے وہ گشادہ بڑا
کسی اور جانب چلا جا ہے
کہ اب تا طلسمات مین ہون پڑا
لگا کھانے میوہ وہ بے اختیار
تو اک قصر کے پہونچا نزدیک تر
عجائب تھی اُنکی حقیقت وہان
کہا اِسمین کچھ راز ہے بیگمان
کہ کیون تو کھڑا ہے یہان اے جوان
لگا دیکھنے پھر ادھر اور ادھر
سلامت نہ جائیگا یان سے چلا
کہین پڑ گیا تھا بڑا ہی شکار
تو مثقال سے صدہ الماس تھا
کبھی اسکی مانند ہمنے کہین
کبھی یہ کسی کے نہ ہاتھ آ سکے
شکم مین ہے طوطی کے اُسنے رکھا
چلا جاوے یان سے وہ پھر نیک خو

جو حاتم کو آتا تھا عالم شناس
تو شاید اِسی روز کے واسطے
مگر تو نے ڈالا ہے خود آپ کو
صبوری مناسب ہے بیش از شکیب
اگرچہ ہوا تھا بہت سست تر
تو اتنے مین کیا دیکھتا ہے وہان
جو میدان دیکھا تو بے اختیار
کہ شاید نکل کر طلسمات سے
چلا اُسکی جانب کو وہ زود تر
گیا جبکہ اُس باغ کے درمیان
پھر اُس مکان سے وہ عالی مکان
جو اُس باغ مین پہونچا وہ نامدار
بہت میوہ کھاتا تھا نہ تا مجال
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی تبار
وہ ستر اپنا لنگی سے چھپائے ہوئے
تحیر کے عالم مین تھا مو بمو
کہ تو ہاتھ کو دھو کے اب جان سے
نظر جا پڑی اُسکی ایوان پر
طلسمات ہے یہ کیومرث کا
اُسی جا پڑا ایک الماس تھا
ندیمون حکیمون سے کہنے لگا
یہ سُنکر لگا کہنے وہ بادشاہ
بنا کر یہ حمام اُسنے یہان
اگر کوئی اس باغ مین آنکر
رکھا ہے کہ رسی پہ تیر و کمان

تو وہ تیر سنے اُنمین فوراً لگا
کہ لازم نہین جانا حاتم تجھے
بلا ناگہانی مین اے تند خو
براہ خدا تجھ پہ جو ہو سو ہو
لیا ہاتھ مین اُسکا قبہ مگر
کھڑا ہے کسی دشت کے درمیان
چلا اُس طرف کو وہ عالی صفات
مین اس جا پہ پہونچا ہون آن کے
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی گہر
تو یون دل مین کچھ آگیا پھر وہان
تو دروازے کا کچھ نہ پایا نشان
درخت اُسکے دیکھے سبھی میوہ دار
مگر سیر ہوتا نہ تھا نام کو
کہ پتھر کے انسان ہین ان ہزار
کہ وہ بھی بنا نہ ہوئے سنگ سے
کہ مین کس سے پوچھون یہ احوال کو
بھلا اس جگہ آیا ہے کس سبب
تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی گہر
کہ پہلے جہان مین ہی شاہ تھا
وہ یکبارگی اُسکے ہاتھ آگیا
کہ ثانی کہین اُسکا ہے دوسرا
رکھون اُسکو ایسے مکان مین
رکھا ہے طلسمات کے درمیان
یہ جا ہے طلسمات بے سود
اُٹھا ہاتھ مین اپنے لے وہ جوان

لگے وہ طوطے پہ اس تیر کو
نشانے مین اسکے خطا کچھ نہ ہو

تو آئے نکل اس طلسمات سے
اگر اس امر مین وہ خطا کچھ کرے

تو پتھر کا وہ بھی بنے بیگمان
نہ فرق اس بات کے درمیان

پڑھا جبکہ حاتم نے سب اسکا حال
ہوا اسکے دل کو تردد کمال

وہ پتھر کے انسانون کو دیکھکر
تاسف لگا کرنے وہ نامور

تو یون اپنے دل سے وہ کہنے لگا
طلسمات مین آن کے تو اب پھنسا

نکلنا ترا یہان سے دشوار ہے
کہ بس یہ مکان مردم آزار ہے

کہ دی تونے گردش مین اپنی جان
نہ پہونچا تو مطلب کو اگر یہان

جو مین صورت سنگ بن یہان
پڑا تا قیامت رہون بیگمان

اگر بات یہ حق کو منظور ہے
کہ ہو کام پورا امر سے ہاتھ

وہ ہوئیگا بیشک بہت زود تر
تو زنہار یہین خطر کچھ نہ کر

اٹھا اسنے تیر و کمان کو لیا
لگا تیر طوطی کے اوپر دیا

غسل کرنا حاتم کا حمام بادگرد مین اور آجانا طوفان کا اور غرق ہو جانا حاتم کا اور قبہ کے پکڑنے سے آنا آواز طراقے کی اور رفع ہو جانا طوفان کا اور پہونچنا حاتم کا ایک باغ مین اور دیکھنا پتھر کے انسانون کا اور تیر کمان لیکر نشانہ کرنا طوطی کو پنجرہ مین اور ہلاک کرکے لینا الماس کا اسکے شکم سے اور رفع ہونا طلسمات کا اور حالت اصلی پر آجانا جملہ پتھر کے انسانون کا اور ہمراہ حاتم کے آنا پاس شہریار کے اور بیان کرنا حقیقت طلسمات حمام کی اور دکھلانا الماس کا

اور رخصت ہوکر پہونچنا شاہ آباد مین حاتم کا



تو طوطے نے اک جست ماری وہین
قفس مین چھپی جا فوراً کہین

غرض تیر اسکا خطا کر گیا
تو زانو تلک سنگ حاتم ہوا

وہ طوطی پھر آکر کے بیٹھی وہان
جو حاتم نے دیکھا وہان آپ کو
جو کی تیر نے تیرے پہلے خطا
گر اُسکے تئین مار تو نے لیا
گیا دوسرا تیر بھی پھر رہا
اُسی جا پہ آخر کو پھر آگئی
ہوا سخت حیرت کا یہ ماجرا
لگا کہنے پھر دل سے اپنے وہان
وہی ہوگا واللہ سب اختیار
جو چھوڑا وہی تیر پھر تیسرا
لیا صاعقہ نے بہت اپنا جوش
تو حاتم وہین ہوش سے کھو گیا
نہ وہ باغ دیکھا وہان رہ گیا
مگر تھا وہ الماس اُس جا پڑا
لیا اُس نے الماس کو پھر اُٹھا
اُنھون نے جو حاتم کو دیکھا وہان
اور اب باغ وہ ہی کہان رہ گیا
وہ قدمون پہ حاتم کے سب گر پڑے
اُنھین لیکے ہمراہ حاتم جوان
کئی روز جب وہ چلا نامور
تو حاجب نے آکر ملاقات کی
پھر آخر بصد عزت و شان سے
پھر اُس شہ سے جا کر ملاقات کی
تو حاتم نے الماس کو زود تر
دکھا حسن بانو کو ای تاجور

کہ بیٹھی ہوئی تھی وہ پہلے جہان
تو آنسو بہا کر وہ دلخستہ ہو
تو زانو تلک سنگ تو ہو گیا
تو حاصل ہوا تیرا سب مدعا
تو ہیہات وہ بھی خطا کر گیا
کہ جس جا پہ پہلے تھی بیٹھی ہوئی
کہ پھر ناف تک سنگ حاتم ہوا
مری مرگ پہونچی ہے اب بیگمان
جو چاہیگا وہ پاک پروردگار
وہ فی الفور طوطی کے جا لگا
لگا رعب ہیبت سے کرنے خروش
یہ جانا کہ اب سنگ مین ہو گیا
نہ دیکھی وہ کرسی جو تھی زرنگار
کہ تھی روشنی اُسکی وان جا بجا
حفاظت سے پاس اپنے اُنکو لیا
لگے کہنے اُس سے کہ ای نوجوان
کہ رہتے تھے ہم جسمین لیل و نہار
رہے بندگی مین ہم اُسکی کھڑے
ہوا شہر قحطان کو پھر روان
تو اک اُسکو دروازہ آیا نظر
بہت شاد ہو کر مدارات کی
روانہ کیا سوی قحطان کے
حقیقت وہ حمام کی پھر کہی
رکھا لا کے شہ کے یہ پیش نظر
ترے پاس ہم بھیج دونگی وہ زر

کہا پھر یہ طوطی نے جا ای جوان
لگا کہنے یون دل سے ای ناتوان
مناسب ہے اک تیر پھر تو لگا
نہین تو بھی مانند انسان سنگ
وہ طوطی وہین جست کر گر گئی
کہا پھر یہ طوطی نے فوراً وہین
تو اِس حال مین حاتم نامدار
ہے بہتر یہی تیر اب تیسرا
نظر کر کے سوی خدا زود تر
گری وہ قفس سے وہین تخت پر
ہوا ایسا تاریک سارا جہان
ہوا شور و غوغا جب ہر طرف
قفس وہ نظر آیا ہر گز نہ وان
ہوا خوش بہت حاتم نامور
جو وان آدمی صورت سنگ تھے
یہ دے ہمکو احوال سارا بتا
کہا اُنسے حاتم نے سب ماجرا
ہوئے سب کے سب وہ بصد جان و دل
ولیکن نہین جانتا تھا ذرا
جو دروازے سے پھر وہ باہر گیا
کئی روز تک پاس اپنے رکھا
پس از چند ایام پہونچا وہان
بہت شہ نے اعزاز و اکرام کر
کہا یونکہ ای شاہ والاتبار
اُسے دیکھکر شاہ عالی مقام

یہ رہنے کا تیرے نہین ہے مکان
نہین یہ جہان ہے کسی کا مکان
عجب کیا ہے پہونچے نشانے پہ جا
چُھٹے گا ہر اک غم سے تو بیدرنگ
لپٹ کر وہ سقف قفس مین گئی
کہ یہ جاے رہنے کی تیرے نہین
لگا رونے اُس جا پہ زار و نزار
کرون زود تر بے تامل رہا
اور آنکھون کو اپنی وہین بند کر
لگا اُڑنے گرد و غبار اسقدر
کہین روشنی کا نہ تھا کچھ نشان
تو حاتم لگا دیکھنے ہر طرف
نہ اُس جا پہ دیکھا وہ رنگین مکان
اُٹھا پھر وہان سے وہین زود تر
اُسی وقت سب آدمی ہو گئے
کہ کیونکر یہان تو سلامت رہا
جو گذرا تھا وان اُسپہ صبح و مسا
مثال غلامان حلقہ بگوش
کہ جاتا ہون کس اُور کو مین چلا
تو حاجب کو دیکھا وہان پر کھڑا
سب احوال کو اُس سے پوچھا کیا
کہ جس جا پہ تھا بادشاہ جہان
بٹھایا برابر اُسے پہ تخت پر
ہے یہ دل مین الماس کو ایکبار
نہایت ہوا خوش دل شادکام

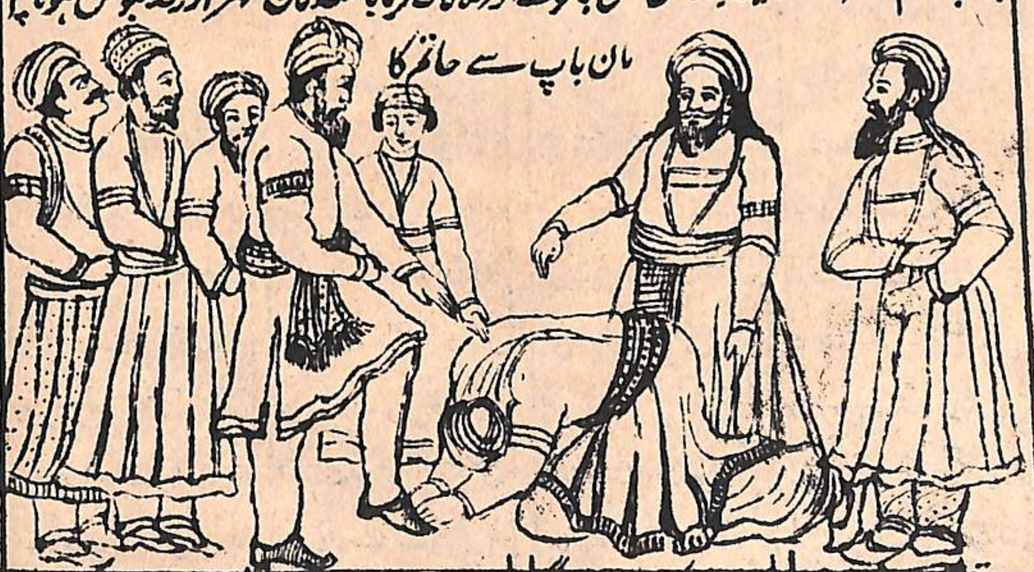
کہا پھر یہ حاتم نے ای بادشاہ
شہنشاہ نے سب انجام الٰہ
تو حاتم وہان سے روانہ ہوا
گئے شہر کے لوگ پہچان کر
کہا حسن بانو سے ای ماہرو
وہین لیکے حسن بانو کے پاس
کہی اُس سے حاتم نے سب سرگذشت
لگا کہنے پھر حاتم نامجو
تو حاتم نے سامان شاہانہ کر
کہ معشوق عاشق سے خوش شادکام
کہ تیری توجہ سے مین اب شہا
لکھون مین کہانتک قصہ طول
اور آئے تھے جو لوگ ہمرہ بیان
یہ لکھکر کے فوراً روانہ کیا
روانہ ہوا پھر سوی وطن

کہ ایک ایک گھوڑا بہ عدل
بالکرام اُن کے تئین پھر دیا
گیا شاہ آباد کو وہ چلا
فراہم ہوئے قرب تر آنکے
پھر آیا ہی اب حاتم نامجو
لگی پوچھنے ہو کے وہ بیحواس
جو گذری تھی اُسپہ صحرا و دشت
وفا کر تو اب وعدہ ای پاکخو
ملا شاہزادے کو پھر وہ
لگے رہنے باعیش و عشرت تمام
خوشی سے ہوا وارد شہر آ
غرض سب ہوا مدعا مطلب حصول
کیا اُنکو رخصت اب ای مہربان
اور الماس لوگون کو اُسکے دیا
تو پہونچا وہ جاکر بحد یمن

یہ جتنے کہ ہین آدمی انکو دے
بہت آدمی اپنے ہمراہ کر
پس چند ایام وہ نامدار
وہان سے اُسے اپنے ہمراہ لے
وہ سنکر کے شاد ان جبین
خبر کیا تو لایا ہی حاتم کی
جو الماس پاس اُسکے تھا بے بہا
کہا حسن بانو نے ای نامور
پکڑ کر وہین ہاتھ مین ہاتھ
تو حاتم نے یون شاہ سلطان کو
جو الماس لایا تھا مین بے بہا
اُس الماس کو بھیج اب زود تر
وہ ہوتے ہین خدمت مین حاضر تمام
تو حاتم پھر اُس کتخدائی کے بعد
پڑا ملک مین اُسکے غوغا تمام

کہ اب ملک کو اپنے جانین چلے
کیا اُنکو رخصت بصد کر و فر
ہوا داخل شہر باصد وقار
در حسن بانو پہ آکے چلے
کہا جلد تر اُسکو لاؤ یہین
بیان کر اب اُسکو مفصل سبھی
دیا حسن بانو کو اُسنے دکھا
مین تیری ہون تو مجھکو جا
کیا منعقد حسن بانو کے ساتھ
لکھا ایک نامہ بطرز نکو
اُسے حسن بانو کو دکھلا دیا
ترے پاس بھیجا ہی ای نامور
کرم اپنے رکھ ای شہ ذوالکرام
ہوا کہنے رخصت بساعات سعد
کہ آیا ہی شہزادہ ذوالکرام

پہونچنا حاتم کا اپنے وطن مین بعد شادی حسن بانو کے اور ملاقات کرنا باشندگان شہر سے اور قدمبوس ہونا ماں باپ سے حاتم کا



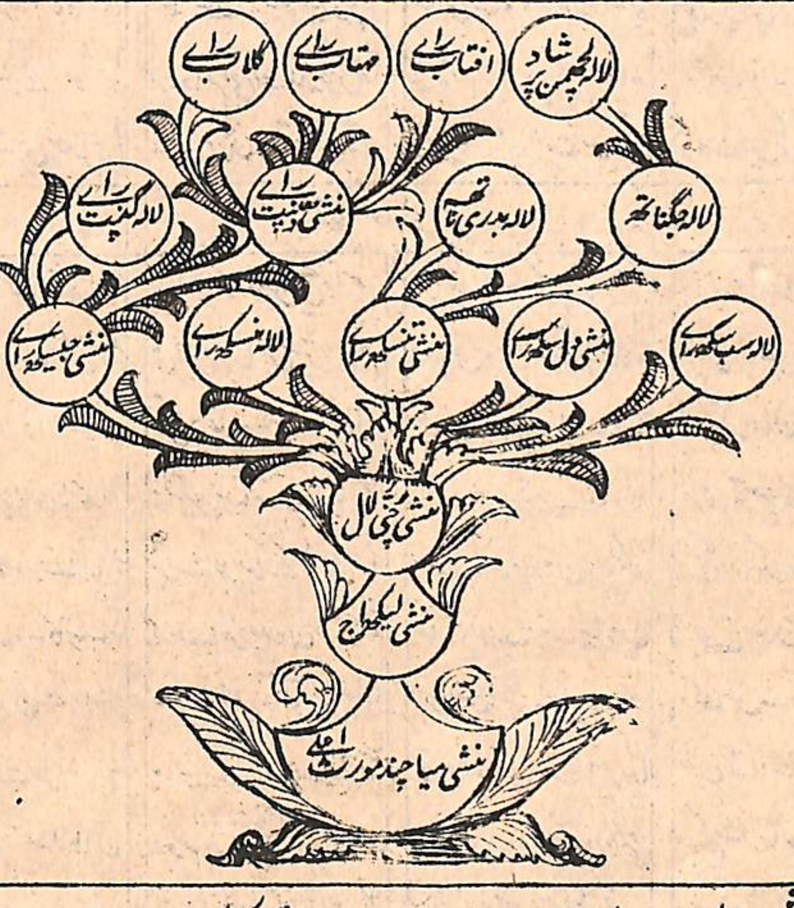
نہ آئی تھی مدت سے جسکی خبر | وہ اب آکے پہونچا ہی والا گہر | پس چند ایام وہ نوجوان | جو داخل ہوا شہر کے درمیان

ہوا شادو خرم دل و جان سے / اگرچہ جلے کے تھے ہو نہ ماں باپ سے
ہوئی شہر میں شادمانی کی دھوم / ہوا در پہ ہر طرح کے نہایت ہجوم
بجانے لگے شادیانے تمام / خوشی کی مچی گھر بہ گھر دھوم دھام
فقیروں کو شہ نے دیا مال و زر / دیا پھر امیروں کو لعل و گہر
کیا اُس نے پھر در خزانے کا باز / دیا فوج کو زر کیا بے نیاز
ہوئے جو دل سے اُسکی شادان تمام / ہوئے فارغ البال سب خاص و عام
دیا طے نے حاتم کو تختِ شہی / رکھا سر پہ اُسکے کلاہِ مہی
ہوا آپ گوشہ نشین بادشاہ / دیا بخش سب اُسکو تاج و کلاہ
یمن کا جو حاتم ہوا بادشاہ / لگا بخشنے زر بہ فوج و سپاہ
ہوئی شاد وہ ملکۂ زرینہ پوش / جو کرتی تھی فرقت سے اُسکی خروش
بہم ہوکے رہنے لگے شاد شاد / وہ حاتم بھی اور ملکۂ خوش نہاد
کئی نور و زبارہ برس ہفت ماہ / عجائب غرائب جہاں پر نگاہ
لگا کرنے پھر شاہی و عدل و داد / جہاں میں سخی حاتمِ خوش نہاد
غرض عیش و عشرت سے با کرّ و فر / زمانے میں کی عمر ساری بسر

خاتمہ کتاب

یہ قصہ تھا حاتم کا مشہور عام / کیا نظم اردو میں میں نے تمام
ہوا نخل امید کا بار ور / درختِ تمنا میں آیا ثمر
ہوئی اس سے آسان مشکل تمام / ملی اس سے دنیا میں عیش مدام
وہ دل خوش ہے اب تھا جو پہلے ملول / نہیں دہر میں عرض مطلب کا طول
ہوا گوہرِ کامرانی حصول / الٰہی دعا ہو یہ میری قبول
کھلی ہے نہیں کچھ یہ پوشیدہ بات / کسی کو جہاں میں نہیں ہے ثبات
نویسندہ گرچہ نہ ہو پائدار / ولیکن یہ نامہ رہے یادگار
مجھے دہر میں تو سدا شاد رکھ / مری قوم و اولاد آباد رکھ
رہیں سب یہ کر دوست آباد و شاد / بر آئے جو ہو انکے دل کی مراد
یہ ملک اودھ میں جو ہے لکھنؤ / رکھے اسکو سرسبز و آباد تو
ہر کوچہ ہر اک اسکا رشکِ جنان / کہ سب حور و غلمان ہیں باشندگان
محلہ ہے نولبتہ خرم زمین / سمجھتا ہوں اسکو میں جنت برین
زمیں یہ رئیسوں سے آباد ہے / ہر اک فضل خالق سے دل شاد ہے
اسی میں ہمیشہ سے ہے بود و باش / رکھا حق نے دائم مجھے خوش معاش
ہیں سیاح ان دنیا سے دل شاد ہوں / ہوں سرسبز اور صاحب اولاد ہوں
تھے واجد علی خان جو ناظم یہاں / میں تھا انکا مختار با عز و شان
پسر ہے جگلناتھ میرا کلان / دوم بدری ناتھ ہے نوجوان
بھلا اتنی طاقت کہاں ہے ہمیں / جو کچھ شکر خالق بجا لاؤں میں
اگر ہو بدن کا ہر اک مو زبان / تو پھر بھی نہ ہو شکر خالق بیان
ہمیشہ رہی صحبت اہل فن / سدا دل کو تھا شوق شعر و سخن
ہیں اس جا پہ شاعر بھی شیریں کلام / فصاحت بلاغت میں ہیں نیکنام
کلام انکا مشہور ہے چار سو / لطائف سے مملو ہے جو موبمو
نہ اس بحر میں آئے ہر اک کے نام / تخلص لکھے جو ہیں مشہور عام
محقق شگفتہ بلیغ اور قضا / غبالی بھی ہیں اہل ذہن و ذکا
ہیں الفت بھی شاداں اور [illegible] / کیا مختصر کر کے اس جا بیان
جہاں سنتا تھا میں تھے شاعران / کلام اپنا کچھ لیکے جاتا وہاں
اسی شغل میں میں رہا صبح و شام / تھا پیش نظر شاعروں کا کلام
یہ نسخہ ہوا جب یہ موزوں تمام / تو خواہش لگے کرنے ہر خاص و عام
نظر انکی اس نظم پر جب پڑی / نہ پھر نثر کی انکو خواہش رہی
جو تھے منڈولال اک استاد کا / ہوئی انکی اصلاح سے پر بہا
رہے روح پر انکے رحم خدا / ہو نام انکا دنیا میں قائم سدا
ہیں شاگرد انکے بہت نامور / سخن سنج دانا و عالی گہر
کلام انکا دنیا میں مشہور ہے / فصاحت بلاغت سے معمور ہے
دعا پر تو رغبت کرا اب اختتام / الٰہی یہ نسخہ ہو مشہور عام

شجرہ و حال مختصر خاندان جناب منشی تنسکھ رائے صاحب خیرآبادی مصنف کتاب ہذا رقم کردہ بابو منگلی پرشاد صاحب خلف بابو نرائن سہای صاحب و نبیرہ لالہ جگناتھ صاحب ابن منشی صاحب موصوف و ہیڈ کلرک اپر انڈیا کوپر مل کمپنی لمٹڈ لکھنؤ یعنی سر دفتر کارخانہ کاغذ سازی و ساکن محلہ اصطبل ملحق بازار راجہ ٹکیت رائے



آبا و اجداد منشی میا چند صاحب مورث اعلاے مصنف قوم کالیستھ سری باستب دوسرے ملقب بہ پردھان خیرآباد مضاف صوبہ اودھ ریاست دار چند مواضع ارجن پور وغیرہ عزت یافتہ سرکار شاہان دہلی تھے اور منشی صاحب موصوف حسب الامر جلیل القدر احمد شاہ بادشاہ ہمراہ رکاب نواب شجاع الدولہ بہادر شاہجہان آباد سے شہر فیض آباد مین آئے اور ہمراہی ناظم شاہجہان پور بخدمت بخشیگری سرفراز ہوکر شاہ آباد کو گئے بعدہ جب بھاؤ راو وغیرہ مرہٹون نے بجمعیت کثیر بنیس بچیس لاکھ شہر دہلی کو گھیر چاہا کہ تخت و تاراج کرین اور شاہ دُرّانی واسطے کمک اور امداد بادشاہ دہلی کے آیا اور حسب الایماے احمد شاہ دُرّانی نواب شجاع الدولہ بہادر بھی لشکر مین پہونچے اور نواب نامدار اور دیگر صوبہ دارون نے مقام پانی پت مین خوب ہی مقابلہ کیا کہ مرہٹون پر فتح پائی منشی صاحب موصوف کہ اس معارکۂ عظیم مین

منتظم بعض امور تھے اور از راہ خیر خواہی کمال دلیری و جوانمردی کو دخل دیا نہایت مجروح ہوئے اسوقت لالہ درگا پرشاد مسری باستیب دوسرے ملقب بہ رائے زادہ ساکن بھگوتی پور ضلع بنارس محرر ہمراہی منشی صاحب ممدوح نے زخمون مین ٹانکے دلوائے اور علاج کے واسطے شاہجہان پور لیگئے مگر اُنکی روح نے وہان پہونچتے ہی تن سے مفارقت کی بعد ازان محرر مذکور نے اُنکے بیٹے چاردہ سالہ منشی لکھپت راج کو اُنکے مامون کے مکان واقع سنبھل مرادآباد مین پہونچادیا جب سے وہ فارغ التحصیل ہوئے بفضل خداوندی عالی مرتبہ اور عمدہ معاش رہے اور سرمایہ ایسا حاصل کیا کہ املاک عظیم الشان گجراتی محلہ شہر مرادآباد مین تعمیر کرائی جسمین سے بعض مکان ابتک بقبضۂ عزیزان و خادمان اُنکے باقی رہگئے ہین اور وہ مادام الحیات بفراغت و راحت بسر کرکے فردوس برین کو تشریف لیگئے اُنکے بیٹے منشی چُنی لال راست گو ایسے کریم النفس ہوئے کہ تمام زندگانی اپنی شغل عبادت و تیر اندازی و شناوری و صحبت فقرای کاملین اور روساء و امرای ممتازین مین گذرانی اور اِس خیال سے کہ نوکری مین اجتناب و احتراز کذب و دروغ سے سخت دشوار ہے کبھی کسی کی ملازمت قبول نہ کی اور اعانت کو بھی خلاف طریقہ قناعت تصور فرمایا اور چونکہ اِس دنیاے فانی مین کسی ذی کمال و حق شناس کو بقا نہین ہے عہد نواب سعادت علی خان بہادر مین رحلت فرمائی اُنکے بڑے بیٹے لالہ سب سکھ رای صاحب تیرھوین سال فوت ہوگئے اور چار بیٹے مختلف سنون مین مرادآباد سے شہر لکھنؤ مین آکر محلہ نولبستہ مقیم ہوئے اور سرکار شاہان و رئیسان اودھ مین اعزاز حاصل کرکے اپنے مکانات محلہ مذکور مین بنواکر سکونت پذیر رہے منجھلے منشی دل سکھ رای صاحب بعہد شباب علم سیاق و سباق و تیر اندازی مین کامل وارد لکھنؤ ہوکر جب شرف اندوز ملازمت نواب سعادت علی خان بہادر ہوئے جنابعالی نے امتحان تیر اندازی کا فرمایا اور جبکہ تیر انکا سوفار تک خاک تودہ مین درآیا نہایت خوش ہوئے اور ہر طرف سے صدای تحسین و آفرین بلند ہوئی بوفور عنایت و لنوازش حکم واسطے آبادی سعادت گنج مبارک کے صادر ہوا اور سند داروغگی عطا ہوئی اُسکا انتظام کماینبغی کیا بعد اُسکے سرکار نواب منتظم الدولہ مہدی علیخان بہادر مین بعد انتقال رای انگن لال خلف رای رتن چند اخبار نویس ملکی دفتر وزارت مین ملازم رہے اور عہد سلطنت واجد علی شاہ مین بعہدہ جمع و خرچ نویسی ہمراہ ناظم سلطانپور بمشاہرہ ایکسو بیس روپیہ ماہیہ مقرر رہے اور سنہ ۱۲۷۱ ہجری مین داخل بہشت ہوئے دوسرے منشی تن سکھ رای صاحب تخلص بہ رغبت عہد غازی الدین حیدر بادشاہ سے زمانہ فرمان روائی واجد علی شاہ تک بعہدہ پیشکاری و وکالت ناظمان گونڈہ و بہرایچ و سلطانپور بدرماہہ تین سو روپیہ ماہواری مقرر رہے اِن حضرت نے سوای اس قصہ حاتم طائی کے ایکادشی مہاتم و سنگاسن بتیسی و سطرنج نامہ بھی تصنیف فرمایا ہے اور سنہ ۱۲۷۴ ہجری مطابق سنہ ۱۸۵۷ع مین اِس دارفانی سے

جنت کو گئے اِنکے دو بیٹے موجود ہین بڑے لالہ جگناتھ صاحب عمر چھہتر سال مدت دراز تک دفتر اخبار ملکی
مین ملازم رہے بعدہ اپنے والد کی پیشدستی مین بمشاہرہ دو سو روپیہ ماہانہ مامور رہے اِنکے بیٹے
لالہ لچھمن پرشاد صاحب عمر اُٹھتالیس سال محکمہ بندوبست و چونگی و رجسٹری وغیرہ مین نوکر رہے
بعدہ سنہ ۱۸۶۹ع سے مطبع جناب منشی نول کشور صاحب مین تعلق رکھتے ہین چھوٹے لالہ بدری ناتھ صاحب
عمر پچاس سال سرکار آغا علی خان بہادر مین بسررشتہ تقسیم تنخواہ پنشنداران وغیرہ مقرر ہین تیسرے لالہ اسکھراے
صاحب یہ تمام عمر بشرکت اپنے بھائی منشی تنسکھراے صاحب کے رہے اور بعد پانچ مہینے کے زمانہ انتقال منشی صاحب ممدوح
رہگرای عالم جاودانی ہوئے چوتھے منشی جبیسکھراے صاحب متخلص بہ مقبول یہ فن شناوری تیراندازی
مین فائق شاعری وخوشنویسی وانشاپردازی مین لائق بہت زور آور اور قوی الجثہ تھے مشاعرون مین
اکثر تشریف لیجاتے تھے اور آپ نے بھی جب بتاریخ چودھوین ہرماہ عربی صحبت مشاعرہ مقرر کی اُسمین
شعرای نامی لکھنؤ شریک ہوتے رہے خوشنویسی مین صدہا شاگرد اُنکے ابتک موجود اور جابجا دفاتر سرکاری
وروساء ومطابع ودیگر کارخانجات مین ملازم ہین اور عہد نصیر الدین حیدر بادشاہ اودھ سے زوال سلطنت
واجد علی شاہ تک بلافصل بیت الانشای سلطانی مین ہمراہی منشی الملوک فخر الدولہ دبیر الملک راجہ رتن سنگھ بہادر
ہشیار جنگ و راجہ کندن لال بہادر بعہدہ فرمان نویسی ممتاز رہے اور بعد انتزاع سلطنت اشغال دینی مین مصروف رہے
آخر بمقتضای کل نفس ذائقۃ الموت بتاریخ ۲۳ شہر ذی الحجہ سنہ ۱۲۸۲ ہجری روز پنجشنبہ مطابق پنچمی سدی بیساکھ
سمبت ۱۹۲۳ بکرماجیت دو دیوان اُردو و مہابھارت نامہ ونظم بھاکھا اپنی یادگار اور دو بیٹے قائم مقام چھوڑکر متوجہ
بجانب گلزار ارم ہوئے چھوٹے لالہ گنپت راے صاحب اوائل مین انکا تعلق مطبع نامی جناب منشی نولکشور
صاحب مین تھا بعد ازان اتفاقات سے بلاد شرقیہ کو چلے گئے اور تیرتھ جاترہ کر کے وقت واپسی بمقام فیروزپور
مدرستہ مین نوکر رہے پھر گھر کو واپس آئے اور مثل سابق اپنے بڑے بھائی صاحب کے ساتھ منتظم
امور خانہ داری رہے اور بعد دو سال کے سنہ ۱۲۸۴ ہجری مطابق سمبت ۱۹۲۵ بکرماجیت مین بعمر اُٹھائیس سال انتقال کیا
بڑے منشی دھنپت راے صاحب متخلص بہ محقق عمر چون سال یہ علم وفضل مین طاق حلم واخلاق مین
یگانہ آفاق سنہ ۱۸۵۶ع ابتدای عملداری سرکار انگلشیہ سے سنہ ۱۸۵۹ع تک بعہدہ ہاے مختلفہ بحکم جناب
اسسٹنٹ کمشنر بہادر دریاآباد و صاحب سیشن مجسٹریٹ بہادر و صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر اودھ مامور رہے اور سنہ ۱۸۵۹ع
عہد حکومت مسٹر وڈ صاحب بہادر ڈپٹی مجسٹریٹ لکھنؤ مین مستعفی ہو کر بخدمت مختاری نواب نامدار ذی اقتدار جناب
میرزا والاجاہ بہادر نیشاپوری رئیس اعظم شہر لکھنؤ سرفراز ہوئے اور بعد رحلت نواب صاحب بہادر
محتشم الیہ اُنکے بیٹے یکتای زمان مستثنای دوران نواب وحید الدولہ عضد الملک میرزا محمد حسین خان بہادر

اسد جنگ کی سرکار فیض آثار مین مختار عام و مدار المہام ہین انکی اولاد سے تین بیٹے آفتاب رای
بعمر نو سال و مہتاب رای بعمر سات سال و گلاب رای بعمر دو سال موجود ہین فقط
قطعات تاریخ ریختۂ کلک اعجاز سلک شاعر نازک خیال مورخ بیمثال بلاغت انتمای
جناب منشی دھنپت رای صاحب خیرابادی متخلص بہ محقق ساکن محلہ نوبستہ واقع شہر لکھنؤ
خلف منشی جبیسکہ رای صاحب آنجہانی فرمان نویس سلطانی متخلص بہ مقبول و مختار سرکار
ذی اقتدار نواب وحید الدولہ عضد الملک میرزا مہدی حسین خان بہادر اسد جنگ

چون ز تصنیفات عمِ این نحیف	طبع شد افسانۂ حاتم شتاب	نظمش از نظمِ ثریا پُر ضیا	تبدیش صافش به از دُرِ خوش آب
بود تھسکہ رای نامِ آن بزرگ	النور واز مہر چو ماه و آفتاب	در بلیغانِ جہان یکتا و حید	در فصیحانِ زمانہ انتخاب
از پی تنظیم سالِ عیسوی	فکر و خوض و غور کردم ہم حساب	گفت ہاتف ای محقق کن رقم	جالفزا افسانہ خوشتر الجواب

سنہ ۱۸۹۸ع

ایضاً از حروف منقوطہ

ای محقق از این کلام متین	روح خاقانی و کلیم خوش است	رقم این حکایت منظوم	زآب پاک طلا و سیم خوش است
سالِ طبعش چو جستم از معجم	کوئی مردمِ فہیم خوش است	ہاتفِ غیب گفت این مصرع	قصۂ حاتم کریم خوش است

۱۸۱۰ کہ راجہ سالباہن

ایضاً

فسانہ کہا تھا جو غربت نے عمدہ	کہ بیشک محقق انھین کا تھا حصہ	ہوا طبع جس سال تو ہاتف یہ بولا	چھپا نظم حاتم کا دیرینہ قصہ

سمت ۱۹۴۵ راجہ بکرمادت

ایضاً

وہ فسانہ حاتم کا جب چھپ چکا	بہت دن ہوئے نظم مین جسکی صرف	محقق نے یہ سال فصلی کہا	چھپا حاتم طی کا قصہ شگرف

سنہ ۱۲۹۵ فصلی

ایضاً

ای محقق جب یہ قصہ بیمثال	خوب مرغوبِ دل عالم چھپا	مین نے بھی تاریخ ہجری کی رقم	دُرفشان یہ قصۂ حاتم چھپا

سنہ ۱۳۰۵ ہجری

قطعات تاریخ از نتایجِ افکار نادرِ روزگار معنی ایجاد منشی گوبند پرشاد صاحب متخلص بہ فضا

شکر خالق اندنون تازہ مسرت کیا ہوئی	اک نئی تازہ کتاب پُر فصاحت چھپ گئی
بجمع فضل و بلاغت رای ہنسکہ رای نے	داستانِ حاتم طائی یہ اُردو نظم کی
قصۂ دلچسپ اور اُردو زبان ہر عام فہم	شائقین اس نظم کے ہین نقدِ دل سے مشتری
منشی والا گہر نے جو اودھ اخبار مین	چھاپ کر شایع کیا ہے اسکو با صد نیکوی
مصرعِ تاریخ ہجری ای فضا تم یون لکھو	ایک نادر داستانِ حاتم طی یہ چھپی

سنہ ۱۳۰۵ھ

ایضاً

رای تنسکھ رای منشی فصیح … جسنے پاکیزہ یہ اُردو نظم کی
ای فضا اس طرح تاریخ طبع … قصۂ حاتم کو چھاپا خوب ہی

سنہ ۱۳۰۵ ہجری

ایضاً

داستانِ حاتمِ طائی خوش است … دل گزین و دلبر و دل‌ربا
ای فضا پرسند چون تاریخ طبع … عیسوی سالش بگو غمخوار ما

سنہ ۱۸۸۶ء

طبعزاد شاعر بے ہمتا منشی رام سہای صاحب متخلص بہ تمنا خلف منشی پورن چند صاحب مالک مطبع تمنائی

تھے تنسکھ رای مرد ذی علم … واقف ہے جنسے ایک عالم
صد شکر کہ اب چھپا یہ نسخہ … حاتم کی ہے نسخ شاد و خرم
یہ نظم انھیں کی ہے دل آرا … نظم پروین سے جو نہیں کم
تاریخ یہ لکھدے ای تمنا … نیرنگی داستانِ حاتم

سنہ ۱۳۰۵ ہجری

چکیدۂ قلم جادو رقم منشی دوارکا پرشاد صاحب متخلص بہ افق مالک مطبع لکھنؤ پریس و ناظم اخبار واقع لکھنؤ

قصۂ حاتم نے پہنا زیورِ نظمِ سلیس … شعبدہ دکھلا گئی رغبت کی فکرِ سحر ساز
ہاتھ رنگینی ملاتی ہے ید اشعار سے … شاہدِ مضموں سے حاصل کرتے ہیں مصرع نیاز
نظم افسانہ پہ قصہ نظم پر کرتا ہے ناز … شعر پر نازاں ہیں مضموں شعر کو خوبی پہ ناز
پڑھ دے یہ مصرع افق بہرِ سنینِ عیسوی … داستان نادر فسانہ خوب قصہ جاں‌نواز

سنہ ۱۸۸۶ء

ریختۂ خامۂ شاعر سخن شناس سید ذاکر حسین صاحب متخلص بہ یاس شاگرد جناب حکیم میر ضامن علی صاحب جلال

رغبت چون نظم کرد حالِ حاتم … ہرکس کہ بدید بگفت سبحان اللہ
در مصرع یاس سالِ طبعش گفتہ … دلچسپ تر است قصۂ حاتم واہ

سنہ ۱۳۰۵ ہجری

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع وقاد منشی شیو پرشاد صاحب وہبی تخلص مہتمم مطبع اودھ اخبار

چو گشتہ نظم این افسانۂ نو … ز فکرِ خویش ہر یک جست تاریخ
سروش آسمان در گوش وہبی … بجالِ شادمانی در گفت تاریخ

سنہ ۱۳۰۵ ہجری

خاتمۃ الطبع

بعد حمد و نعت عاشقان تواریخ کہن اور ماہران شعر و سخن کو مژدۂ طرب افزا کہ اِس زمان فرحت نشان مین نسخۂ لاجواب مجالۂ نایاب باعث تفریح غمناکان موجب سرور افسردہ دلان دافع ہموم

وغموم موسوم بہ قصہ حاتم طائی منظوم تصنیف منیف شاعر باکمال ناظم عدیم المثال
مسند نشین بزم سخنوری گل سر سبد گلشن برتری ممدوح جہان محسود اقران
جناب منشی تنسکھ رائے صاحب مرحوم متخلص بہ رغبت جنکی شاعری اور
نازک خیالی مسلم الثبوت ہے اور اس قصّہ کے نظم کرنے مین بھی جو
زور طبع دکھایا ہے وہ قابل دید ہے بہزاران اہتمام وحسن انتظام
مطبع نامی مشہور نزدیک و دور منشی نول کشور
واقع لکھنؤ مین بماہ ستمبر سنہ ۱۸۸۸ء مطابق
ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۵ ہجری
طبع ہوکر مطبوع خاص و عام
ہوا

اعلان